I'm Trully Yours
Suneha Rauf

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

تجھے زبانی یاد نہ ہو جاؤں کہیں

مجھے روز روز یوں نہ پڑھا کر

تجھے نظر نہ لگ جائے کہیں

میرے قریب قریب نہ رہا کر

وقت آنے پر وفا میں نبھاؤنگی

یوں بار بار مجھے بے وفا نہ کہا کر

مجھے یوں بولنے پر ٹوک مت

میری خاموشیوں سے ڈرا کر

قہقہے تو سب ہی دیکھتے ہیں

میری آنکھوں کو بھی پڑھا کر

ایک بار میں ہی روند دے

یوں تنکا تنکا نہ برباد کر

مجھے تنہا کر کے خوش رہ

میرے ساتھ سے توڑا کر

ہر بار ہی پلٹ کر نظر انداز نہ کر

کبھی تو مڑ کر تھوڑا سا ہنسا کر

تجھے ہو نہ جائے مجھ سے محبت کہیں

میری جان! دور ہی مجھ سے تُو رہا کر

از قلم خود سُنیہا رؤف۔

....

یو آر فائیر مس میرال سکندر !!!!

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ حرکت کرنے کی اپنی اوقات بھول گئی ہو بھیک پر دی تھی تمہیں یہ نوکری۔

کہ چلو ہتلاتی معصوم لاچار یتیم لڑکی ہے لیکن تم نے میرے ہی پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔

وہاں کھڑے تماشائی خاموش تھے اور ایک وجود سکتے میں تھا ایسا بہتان لگایا جارہا تھا اس پر جو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

وہاں موجود لوگ بھی حیرت میں تھے وہ دبو سی لڑکی جسے ہاتھ لگاؤ تو کانپنے لگتی تھی وہ یہ سب کیسے کر سکتی ہے؟

یہ معصومیت کا ڈرامہ ختم اب یہ ڈرنے کی فلم بند کرواور یہ مگرمچھ کے آنسو اب کام نہیں آئیں گے۔

وہ وجود ہچکیوں سے روتا اپنی صفائی میں بولنے کی کوشش میں تھا لیکن الفاظ منہ سے نکلنے سے انکاری تھے۔

وہ سوں سوں کرتی ایک ہاتھ سے چشمہ سہی کرتی تماشائیوں کے مجمعے میں کسی اپنے کو ڈھونڈ رہی تھی۔

کوئی تو اسکا ساتھ دیتا کوئی تو آگے بڑھتا لیکن قسمت نے کب اسکا ساتھ دیا تھا جو اب دینا تھا۔

تم پر کیس کرواؤنگا میں میری بیوی کو کچھ ہوا نا تو پھر دیکھنا تم تو ایک قاتل نکلی یہ فیک چہرہ اتارو اور دنیا کو اپنا اصل رنگ دکھاؤ۔

کہ یہ بیس سالہ لڑکی جو ہاتھ لگانے سے تھر تھر کانپنے لگتی ہے جس کے حلق سے آواز نہیں نکلتی، جو خوبصورت ہو کر لوگوں کو اپنی معصومیت کے جال میں پھسانتی ہے وہ اصل میں "غدار" ہے.......

یہ لفظ اسکی سماعتوں پر بم کی طرح گرا تھا جہاں اس نے زندگی کے دو سال، شب و روز صرف کیے تھے۔ جہاں اس نے خون پسینے سے تھوڑا کمایا تھا جہاں وہ ہر کسی کے عتاب کا نشانہ بنتی تھی جہاں وہ لوگوں کیلیئے تزلیل کا ساماں تھی جہاں اسے بیوقوف ہے کہہ کر نظرانداز کر دیا جاتا تھا آج اسے ایک ہوشیار، چالاک اور غدار کہا جارہا تھا۔

یااللہ!!! اس نے آسمان کو دیکھ کر کہا تھا اور ہچکیوں سے روتی ہاتھ باندھ گئی تھی۔

می.......می......میں.....نے......کچھ..... نہیں.....ک..... کیا۔

چلو اب ہتلانے کے ڈرامے شروع تماشائیوں میں سے ایک کی آواز آئی تھی۔

اس نے ازیت سے آنکھیں میچی تھی ایسا نہیں تھا کہ وہ ہتلا کر بولتی تھی۔

مگر جب وہ شدید خوف اور گھبراہٹ کے زیرِاثر ہوتی اس کے منہ سے الفاظ اٹک اٹک کر نکلتے تھے۔

ارے تمہاری تو بہن ہے تم سمجھاؤ میرال نے ایک امید کے تحت اپنی بہن کو دیکھا تھا جو صرف کہنے کو بہن تھی رویہ غیروں سے بدتر تھا اسکا ہوتا بھی کیوں نا سوتیلی جو تھی وہ۔

ارے میں کیا سمجھاؤ اسے میں تو حیران ہوں پچاس لاکھ آخر لے کر کہاں گئی یہ لیکن فطرت..... فطرت کبھی نہیں بدلتی ماں پر گئی ہے ناوہ بھی یہی سب کرتی رہی ہمارے گھر ....

بس........ آپی آپ حد سے بڑھ رہی ہیں میرال نے ہمت کر کے کہا گلے میں خراش ہوئی تھی زور لگا کر بولنے سے۔

ام... ہم...... بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے جو مرضی کرو اسکے ساتھ اسے تو اب ڈیڈ بھی اپنے گھر میں نہ رکھیں کیا پتا کب ڈس دے۔

میرال نے ضبط سے آنکھیں بند کیں اور کسی فیصلے پر پہنچی !!!

م...... می...... میں... سارا...... پیسہ...... دین..... دینے کیلئے تیار.... ہوں۔

اس حال میں سکتہ چھا گیا ہر ایک کے منہ حیرت کی زیادتی سے کھل گئے۔

اور کچھ کے لبوں پر شاطر مسکراہٹ آئی تھی اور باس تو چاہتا ہی یہی تھی۔

میری بیوی پر کیے ظلم کا بدلہ تو اسکے ہوش میں آتے ہی میں تم سے لو نگا مس میرال سکندر لیکن ہفتہ ،ایک ہفتہ ہے تمہارے پاس میرا پچاس لاکھ دو۔

پر..... س..... سر..... سررر....ایک ہفتے میں کیسے ؟؟

ڈیٹس نوٹ مائی پرابلم ! ! اور پھر آہستہ آہستہ اسکے گرد سے جھمگٹاہٹتہ گیا تماشا ختم ہونے پر سب نے اپنی اپنی راہ لی۔

میرال کو وہاں کھڑا ہونا بیکار لگا تو اپنا پرس اٹھاتی نکل گئی باہر اسکی بہن ڈرائیور کیساتھ بیٹھ کر نکل رہی تھی میرال نے سر جھٹکا۔

آخر اسکی اتنی کہاں اوقات اب اسے گھنٹا بس کیلئے خوار ہونا تھا۔

م......میں معاف نہیں کرونگی کسی کو جب کچھ نہ بن پایا تو اس نے یہ بول کر گہرا سانس لیا آنسو بےدردی کیساتھ صاف کیے اور اور چہرہ چادر سے ڈھک کر بس اسٹاپ کی طرف نکل پڑی۔

جی سر کام ہو گیا ہے۔

....

مجھے اس شخص کی ایک ایک خبر چاہیے داد بخش جہاں اسکی ایک خبر میری نظروں سے اوجھل ہوئی تو سمجھنا وہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا۔

جی سر ہمیشہ کیطرح میں آپکو نراش نہیں کرونگا۔

جاؤاب !!!

تو مس میرال سکندر!!! جلد ملیں گے پراسرار آواز کمرے میں گونجی اور پھر سناٹا چھا گیا۔

میر کو تو تمہاری نسلیں یادرکھیں گی وہ سامنے بورڈ پر لگی ایک اپنی عمر کے شخص کو دیکھ کر مار کر سے کراس لگاتا بولا۔

میری جانم کیساتھ کرو جو کر سکتے ہو وقت آنے پر میں بتاؤنگا میں اسکے لیے کیا کر سکتا تھا۔

میر ابراہیم میرال سکندر کیلیئے جان دے بھی سکتا ہے اور جان لے بھی سکتا ہے۔

ہاہاہاہاہاہا ....

بہت کھیل لیا تو نے اور تیرے باپ نے.... میں تیرے ساتھ تیرے سامنے ہو کر ہی تجھے تباہ کرونگا۔

کیونکہ میر ابراہیم بزدلوں کیطرح پیچھے سے وار نہیں کرتا... ایسا نچاؤنگا کہ دنیا تماشا دیکھے گی۔

یہ جس شہرت کا بہت گمان ہے نا تجھے یہ میرے باپ کی کمائی ہوئی ہے جو تیرا بھگورا باپ لے کر بھاگ گیا.....

میر حیدر کے خون پسینے کی کمائی بہت کھالی تم باپ بیٹے نے اب میں تمہیں بتاؤنگا فرشتہ بن کر کہ اصل شیطان کیسا ہوتا ہے میری باری کا انتظار کرنا ڈیر نظامیز ....

....

یخ بستہ رات میں جہاں ہر کوئی لحاف اوڑھے سو رہا تھا وہیں ایک شخص ہوڈی پہنے جسکے پیچھے "آئیم ٹرولی یورز" لکھا تھا کسی کی بالکونی میں چکر لگا رہا تھا۔

ٹن گھڑی نے ہندسہ بدلتے رات کے تین بجائے تھے اور اس شخص کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی پراسرار مسکراہٹ .....

اسے سوئے ہوئے پھر سے کسی وجود کا گمان ہوا تھا خود کے پاس اس نے کمبل کو زور سے ہاتھوں میں دبوچ لیا۔

سامنے والا اسکی اس حرکت پر کھل کر مسکرایا تھا۔

اس شخص نے جھک کر اسکے کندھے پر لگی ڈوری کو باندھا تھا جاناں سردی لگ سکتی ہے خیال کیا کرو۔ نہیں تو میں تو ہوں ہی آپکے لیے لہجے میں اور آواز میں اپنائیت، محبت، مان، دھمکی غصہ سب تھا۔

میرال نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن آنکھیں کھلنے سے انکاری تھی جیسے وہ بھی سامنے والے کا راز فاش نہیں کرنا چاہتی تھی، جیسے وہ بھی سامنے والے کے غصے کی خائف تھی۔

اس شخص نے جھک کر میرال کے ناک پر اپنے ہونٹ رکھے تھے انداز ایسا تھا کہ میرال کو محسوس نہ ہو۔ اور واقع میرال کو نرمی محسوس نہیں ہوئی تھی لیکن وہ خود کے چہرے پر سامنے والے کی سانسوں کی تپش صاف محسوس کر سکتی تھی۔

جاناں جب تک میں ہوں کوئی تمہیں ہاتھ تو کیا تمہارے طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

کیونکہ تم پر تو میرا رب میرے نام کی مہر لگا چکا ہے ......

خوبصورت مسکراہٹ نے چہرے کا احاطہ کیا تھا اور پھر وہ وجود جہاں سے آیا تھا وہی سے واپس لوٹ گیا۔

میرال کی دھڑکنوں کی روانگی نے اس پراسرار شخصیت کے چلے جانے کا پتا دیا تھا۔

....

اوہیلو!!! مسز لیاقت کیسی ہیں آپ خوش ہیں نا یہاں کوئی تنگی تو نہیں ہو بھی کیسے سکتی ہے میں نے اتنے اچھے ماحول میں رکھا ہوا ہے آپ کو۔

ہاہاہاہاہا اپنے سوالات کا خود ہی جواب دیتا وہ اس عورت کی سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا۔

مسز لیاقت کچھ بولیں نا ایسے چپ آپ اچھی نہیں لگتی ....

سامنے والے کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو تھے وہ بولتی کیسے منہ کو تو ٹیپ سے بند کیا گیا تھا۔

اور سامنے موجود شخص اسے بولنے کو کہہ رہا تھا۔

ارے ارے سوری ایم اکسٹریملی ویری سوری مسز لیاقت مجھے خیال کرنا چاہیے تھا اب وہ اٹھا اور سامنے والے کے منہ سے ٹیپ کھینچ کر اتاری۔

جس سے مسز لیاقت کے منہ سے سسکاری نکلی تھی اور ہونٹ پر خون کی ہلکی بوندیں نمودار ہوئیں تھیں۔

مجھے چھوڑ دو تم........ نہیں تو لیاقت تمہیں نہیں چھوڑیں گے وہ ہمت کرتی بولی تھی۔

او پلیز کوئی مجھے بچالو میں تو ڈر گیا وہ مسکین شکل بناتا ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

تم تو دشمن نکلے ہمارے جس برتن میں کھایا اسی میں سوراخ کر دیا تم نے...... ہمارے گھر میں رہ کر .....

تمہارے نہیں.... میرے...... میرے گھر.... میرا گھر ہے وہ میرے باپ کا جسے تمہارا شوہر اپنا بنا کر بیٹھا ہے۔

اور برتن کی بات بھی خوب کہی آپ نے یہ سب میں نے آپکے خاندان سے ہی تو سیکھا ہے دھوکا دیا کیسے جاتا ہے۔

بائی داوے لیاقت آپ کو ڈھونڈ تو رہا ہے دنیا کے سامنے لیکن رات کے اندھیرے میں کون جانے وہ کس کے ساتھ ہوتا ہے۔

ایسا ہو ہی نہیں سکتا لیاقت ایسا نہیں کر سکتے تم بکواس کر رہے ہو وہ چیخی تھی۔

چچ چچ چچ اب میری واپسی کا وقت ہو گیا ہے وہ کیا ہے نا اپنی جان سے ملنے جانا ہے مجھے اسے نا دیکھو تو میں اپنا دن شروع نہیں کرتا گڈ نائیٹ مسز لیاقت۔ ول میت سون وہ داد بخش کو اشارہ کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا پیچھے اس عورت کی گالیاں اور بددعائیں تھی جس سے کم از کم اسے تو فرق نہیں پڑتا تھا۔

ارے ہماری پرنسس آگئی آفس سے شوکت نے لائبہ کو ساتھ بٹھاتے پیار سے کہا لیکن لائبہ غصے سے منہ مور چکی تھی۔

ارے کیاہوامیری بیٹی کیوں ناراض ہے مجھ سے پیسے چاہیے یانیوکارانہوں نے اندازہ لگایاکیونکہ اسکاموڈتب ہی اوف ہوتاتھاجب وہ کوئی خود سے بہتر چیز دوسرے کے پاس پہلے دیکھ لیتی تھی۔

نہیں ڈیڈ.....اس نے بیزارگی سے جواب دیا۔

توپھربتاؤمجھے کیاہوامیری بیٹی کواپنے ڈیڈ کوبتاؤڈیڈسب مسئلے حل کردینگے۔

آپکی اس سوتیلی اولاد کی وجہ سے آفس میں آج منہ دکھانے کے قابل نہیں بچی میں۔

میرال کیا، کیاہے اُس نے؟پھرسے کوئی نیاتماشا؟

جی ڈیڈچورنکلی اپنی ماں کیطرح لائبہ نے اکتاہٹ سے جواب دیا۔

کیاچوری کرلیااس نے اوراس میں کب سے ہمت آگئی چوری کرنے کی؟؟شوکت نظامی اب حیران ہونے کیساتھ ساتھ متجسس بھی تھا۔

آپ ہمت کی بات کررہے ہیں وہ پچاس لاکھ کاغبن کرچکی ہے اور باس کی بیوی پر کاتلانہ حملہ بھی ہواہے۔کس نے کیاہے کوئی نہیں جانتالیکن سارے ثبوت آپکی سوتیلی اولاد کی طرف جاتے ہیں۔

This is unbelievable laiba.....

یقین کریں ڈیڈوہ گندی نالی کاکیڑاہمارے ساتھ رہے گاتوہمیں بھی کہیں کانہیں چھوڑے گالائبہ نے تیلی لگانے کا کام جاری رکھا۔

لیکن چھوڑ نہیں سکتے نا اسے اس کے حال پر شوکت نظامی نے کچھ سوچتے کہا۔

ڈیڈ آخر وہ لڑکی ہمیں کیا دے سکتی ہے جسکے خود کے پاس کچھ نہیں ہے

سوال موجود تھے اور نظامی کے پاس جواب بھی لیکن وہ خاموش تھا کیونکہ وہ لائبہ کو ان سب میں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اب آئیگا کھیل میں مزہ نظامی کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ آئی تھی۔

....

جاناں!!! آواز پھر سے کانوں میں پڑی تھی فرق اتنا تھا کہ آج وہ سچ میں نیند میں تھی۔

سامنے موجود شخص نے نامحسوس انداز میں اس کے چہرے سے بال ہٹائے اور اس کا بازو بلینکٹ کے اندر کیا جو بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا اور جھک کر اسکی سلیپنگ ڈریس کی شرٹ کا اوپری بٹن بند کیا۔

جاناں!! تم خود کا خیال رکھنا کب سیکھو گی؟ یہاں اس دنیا میں کوئی تمہارا ہمدرد نہیں ہے جو تمہارا خیال کرے اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ میرال کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی اور ایسا اسکی موجودگی میں پہلی بار ہوا تھا۔

اس گھنے جنگل کی اندھیری رات میں جانوروں کی آوازوں کے ساتھ ایک اور آواز تھی۔

کسی کے چیخنے کی آواز ......

کسی بچے کی آواز جو رو کر رحم کی بھیک مانگ رہا ہو۔

اور ساتھ بلند ہوتے قہقہے وہ چہرہ اب قریب تھا اور آخری ظرب اسکی بائیں کندھے پر لگاتے وہ پیچھے ہٹا تھا۔

وہ بچی بھی اب سسکیوں سے روتی اپنی ماں اور بابا کو بلاتی بیہوش ہو گئ تھی.

درد سہنے کی ہمت کہاں تھی اس تیرہ سالہ بچی میں۔

ایک آخری ضرب اور پھر خاموشی لمبے عرصے کی۔

....

میرال گھر لوٹی تو اس کی سوچ کے بر عکس خاموشی تھی پورے گھر میں اس نے گہرہ سانس لیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

ابھی وہ واشروم سے نکلی ہی تھی کہ سامنے وہ شخصیت کھڑی تھی جسے وہ اس وقت تو قطعی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

شوکت نظامی قدم بڑھاتا آگے آیا اور چٹاخ..!!!

میرے نام، عزت، شہرت سب کو مٹی میں ملانے چلی ہے تُو۔

میرال نے خوف سے آنکھیں بند کیں تھی دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

کیا...... کیا...... ہے... م... میں نے سوال معصومیت سے پوچھا گیا تھا جو اسکی زات کا حصّہ تھی۔

مجھ.... مجھ سے خبیث مجھ سے پوچھ رہی ہے کیا کیا ہے تَو نے اتنے پیسوں کا غبن کر چکی ہے ایک کا تلانہ حملہ اور مجھ سے پوچھ رہی ہے۔

نظامی نے اسکے بالوں کو پیچھے سے گرفت میں لیا تو میرال کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی۔

نہی.....ڈی.....ڈیڈ.... میں چ....چو....چور نہیں ہوں... میں قاتل....ن.... نہیں ہوں۔

چُپ بکواس بند کر گندا خون نظامی نے سائڈ پر تھوکا تھا یہ میرال کی صبر کی انتہا تھی۔

اسکے باپ کو گالی دی جارہی تھی لیکن وہ بے بس تھی وہ خود کیلیئے نہیں لڑپاتی تھی تو باپ کیلیئے کیسے لڑتی جو اسے اس ظالم کے رحم و کرم پر چھوڑ گئے تھے۔

پیسوں کا انتظام کر میڈیا تک یہ بات پہنچنے سے پہلے خود کو بیچ یا مر جا لیکن مجھ سے پھوٹی کوڑی کی بھی امید نہ رکھنا نظامی اسے دھکا دیتا باہر نکل گیا۔

پیچھے وہ بچی تھی اور اسکی سسکیاں.....با.... بابا آواز سسکیوں میں ہی کہیں دب گئی تھی سننے والا کوئی تھا نہیں اور جو تھا وہ شاید بے خبر تھا اب تک .....

....

داد بخش !!!! تم کہاں مرے تھے میرے زندہ ہوتے ہوئے وہ شخص میری روح پر وار کر رہا ہے اور تم مجھے اب بتا رہے ہو؟

وہ اس وقت غیض و غضب کے عالم میں تھا داد بخش اس کے غصے سے خائف ایک طرف سر جھکائے کھڑا تھا۔

جواب دو یا زبان نہیں ہے منہ میں وہ اب دھاڑا تھا۔

س.... سر آپ میٹنگ میں تھے۔

تو؟؟؟

یہ میٹنگ بہت بڑی تھی آپ کا خواب ! میں کیسے آپکو تنگ کرتا؟؟ داد بخش نے ہمت کرتے سمجھانا چاہا جو سچ تھا۔

خواب.... خواب تھا لیکن وہ میری ضرورت ہے، خواہش ہے، جنون ہے، روح کا حصّہ ہے، سانسوں کی روانگی کا واحد زریعہ ہے اس میٹنگ کی، اس خواب کی، اس پراجیکٹ کی کوئی حیثیت نہیں ہے اسکے سامنے۔

اب جو میں بولوں وہ کرو میر ابراہیم جواب اپنے انداز میں دے گا۔

Shoot her daughter's car......

جی؟؟ داد بخش کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

وہی جو تم نے سنا میں باتیں دہرانے کا عادی نہیں ہوں داد بخش یہ تم سے بہتر کون جانتا ہے۔

پر سر وہ مر گئی تو؟؟؟

آئی سیڈ ٹو شوٹ ہر کار نوٹ ہر .....

حادثہ ایسا ہونا چاہیئے کہ اسکے باپ کی جان حلق میں ضرور آئے لیکن لڑکی مرنی نہیں چاہیے گوٹ دیٹ؟

یس سر ....

....

ماضی:

وہ پانچ سالہ بچی پھولے گالوں کیساتھ بیٹھی تھی کیونکہ اس کا دوست اس کا نیا بھالو بھی پھینک چکا تھا۔

وہ ایسا ہی تھا ہر چیز میں اسے پریشان کرنے والا نا جانے اُسی اس پھولے گالوں والی گڑیا سے کیا پریشانی تھی۔

میر!!! تم نے پھر سے میرو کا بھالو پھینکا ہے؟؟

ہاں!!!

تم کیوں ایسا کرتے ہو بار بار؟ وہ پریشانی سے سر پکڑے اپنے پندرہ سالہ بیٹے کو پوچھ رہی تھیں جو ہمیشہ ایسی حرکتیں کر کے انہیں شرمندہ کرتا تھا۔

ماما مجھے نہیں پسند اسکا بھالو سے کھیلنا وہ کوئی بچی تو نہیں ہے !

بچی میر وہ سات سال کی بچی ہے آپ اس سے اور کیا ایکسپکٹ کرتے ہو؟

پتا نہیں مجھے نہیں پتا وہ کندھے اچکاتا باہر نکل گیا وہ ہمیشہ اس کا موضوع چھڑ جانے پر ایسا ہی کرتا تھا۔

میر و! اب یہ رونا بند کرو پلیز وہ باہر لان میں اسے ڈھونڈنے گیا لیکن وہ وہاں نہیں تھی۔

وہ اسے ڈھونڈتا اس کی پسندیدہ جگہ آیا وہ پول کے کنارے بیٹھی تھی اور بار بار آنسو صاف کر رہی تھی۔

میر و ....

میر نے اسے پکارا تو اس نے میر کو دیکھ کر ناک سکوڑا میر کو وہ ایسے کرتی بہت کیوٹ لگی لیکن غصہ پھر بھی حاوی تھا۔

ایک بھالو ہی تو تھا تم کیوں ایسے رو کر ماما کو میری شکایتیں کر رہی ہو؟

وہ.... می..... میرا...... بیسٹ فرینڈ تھا وہ سفید پھولے گالوں سے آنسو صاف کرتی بولی۔

میر اس کے ساتھ بیٹھا اور پاؤں پانی میں لٹکا دئے۔

تو اب کیا چاہتی ہو تم کہ میں اسے کوڑے کے ڈبے میں سے پکڑ کر لاؤ میر نے اکتاہٹ سے کہا۔

تم.... تم..... ن.... نے. اسے.... ک... کوڑے میں پھینک دیا وہ یہ سنتے مزید رونے لگی تھی۔

چُپ.... بالکل چپ اور وہ واقعی سہم کر چُپ ہو گئی تھی۔

تم کیا ہوتا ہے آٹھ سال بڑا ہوں میں تم سے میر نے غصے سے کہا تو وہ سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ بہت ڈرتی تھی اس سے وہ ڈرا کر رکھتا تھا اس لیے وہ بچی اس سے دوستی کرنا چاہتی تھی مگر وہ مغرور شہزادہ اسے منہ ہی نہیں لگاتا تھا۔

اور یہ کیا تم نے پھر سے بال کاتے ہیں میر نے اسکے بالوں کی پونی دیکھتے کہا جو پہلے سے چھوٹی تھی۔

ما.....ماما.....ن.....نے..... کٹوایں ہیں .....

یہ ہر بات پر اتنا رکتی کیوں ہو ایک بار میں نہیں بول سکتی میر جانتا تھا وہ گھبراہٹ میں ایسا ہی کرتی ہے۔

تم نے ماما کو روکا کیوں نہیں منع کیا تھا نا پچھلی بار بھی میر نے اسکے بالوں کو چھوتے کہا۔

آئیدہ اگر تم نے بال کٹوائے تو میں تمہارے باقی ڈیڈی بھی پھینک آؤنگا میر نے اسے دھمکی دی جو اسکی سب سے بڑی کمزوری تھی۔

نہ..... نہیں میر..... میں نہیں کاٹوں گی پر..... پر تم میرے ڈیڈی کو نہیں پھینکنا۔

بس وہی تو مجھ سے پیار کرتا ہے میرا کوئی دوست نہیں ہے سب مجھے ہکلو کہتے ہیں..... ماما بھی روز پارٹی میں چلی جاتی بس بابا میرو کو پیار کرتے ہیں وہ معصومیت میں سب بتاتی چلی گئی۔

جو ہکلو بولے تو فورا آ کر مجھے بتانا اوکے اب رونا بند کرو اور جاؤ تمہارے بابا آ گئے ہیں تمہیں لینے وہ کہتا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اسے جاتا دیکھنے لگا۔

اسے میر و پسند نہیں تھی کیونکہ جب وہ انکے گھر آتی تو اسکی ماں کو میر بھول جاتا تھا وہ ساری پسندیدہ چیزیں اسکو دیتی تھی میر سب دیکھتا رہ جاتا تھا لیکن میر کو پسند نہیں تھا کہ کوئی اس کے بارے میں کچھ بولے اب بھی ہکلو سن کر اسے غصہ آرہا تھا اور اسے میرو کے بھورے گڑیا جیسے بال بے حد پسند تھے۔

وہ اپنی ماما کو بولتا تھا کہ اسکی بہن بھی لائیں اللہ تعالیٰ سے اسکے بھی بال بھورے ہونگے تو وہ اسے کاٹنے نہیں دے گا لیکن اسکی ماما نے اسے بہن نہیں لا کر دی تھی۔

....

چیخو مت آہستہ بولو بیٹی سن لے گی تمہاری۔

سن لے اسے بھی پتا چلے کہ اسکے باپ نے اسکی ماں کو اتنے سالوں سے زبردستی روک رکھا ہے لیکن اب اور نہیں مجھے تم سے طلاق چاہیے۔

چٹاخ!!! بے حیا عورت طلاق میں تمہیں کبھی نہیں دونگا اور دوں بھی کیوں کہ تم اپنے اس آوارہ عاشق کے ساتھ میری عزت کا جنازہ نکال سکو۔

اب بھی وقت ہے پلٹ آؤ میں، تمہاری بیٹی ہمارا گھر سب تمہارا ہے اب انکی آواز میں تھکاوٹ تھی۔

ہاہا تم سے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تو تمہاری اولاد سے کیوں پڑے گا وہ بے حسی کی حد پر کھڑی اپنی اولاد کو دھتکار رہی تھی اور رہی گھر کی بات تو یہ تمہیں میرے نام کرنا ہی ہوگا وہ اس بار مزید اونچا چیخی تھی۔

میری پراپرٹی میں سے تمہیں کچھ ملے گا اس بھول میں مت رہنا یہ جو کچھ ہے یہ سب میری بیٹی کا ہے۔ کر لو جو کرنا ہے تم یا تمہارا وہ سڑک چھاپ عاشق کچھ نہیں کر سکو گے وہ پھولتے سانس کے ساتھ پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیے تو وہ بھی ام ہم کرتی باہر کو نکل گئی۔

سکندر حیات نے تھک کر آنکھیں میچی تھی زندگی جیسی چاہی تھی ویسی نہیں رہی تھی انہیں اپنے سے زیادہ اپنی بیٹی کی فکر تھی۔

یارب میں نے میری بیٹی کو تیری امان میں دیا۔

....

Mission accomplished sir.....

مجھے تم سے یہی امید تھی تم نے آج پھر ایک بار یہ ثابت کر دیا کہ اس ایجنسی کو تم جیسے قابل لوگوں کی ضرورت ہے۔

بہت شکریہ سر! یہ تو میرا فرض ہے جسے میں مرتے دم تک نبھاؤں گا۔

جو میرے وطن کا غدار ہے، جو میری وطن کی بہنوں کی عزت نہیں کرتا اسے جہنم وصل کرنا ہی میرا اصل مقصد ہے۔

سن کر اچھا لگا کیپٹن۔

سر میں اب گھر جانا چاہتا ہوں اس نے آخر وہ بیان کر ہی دیا جو اسکے دل میں تھا۔

ٹھیک ہے برخودار پندرہ دن، پندرہ دن ہیں تمہارے پاس اس کے بعد سب سے بڑا مشن ایک کامیاب کیپٹن کے انتظار میں ہے۔

اوکے سر! اور پھر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

....

رابی امی کا یہی آخری فیصلہ ہے وہ اسے رات سے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی کیونکہ سامنے والی کوئی بہت ہی ڈھیت انسان تھی جس پر کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔

یہ ناممکن ہے زارا تم سمجھ کیوں نہیں رہی وہ اکتاہٹ سے بولی۔

کچھ ناممکن نہیں ہے وہ اچھا انسان ہے شریف ہے اس سے زیادہ تم کیا چاہتی ہو۔

ہیرو جیسا تو نہیں ہے نا جو تم اس کی تعریفوں کے پُل باندھ رہی ہو؟

تو تم کونسا ہیروئین ہو رابی جو اتنا ہواؤں میں اڑ رہی ہو۔

ہاہاواٹ آ جوک زارا دستگیر میں کیا ہوں یہ آپکو اندازہ تو ہے ہی اگر پھر نظارہ دیکھنا چاہتی تو ایک دن میرے ساتھ یونیورسٹی جانا میرے گرد لوگوں کی تعداد سے سمجھ جاؤ گی۔

رابی بات یہ نہیں ہے زندگی تم نے ایک ہی انسان کے ساتھ گزارنی ہے نازارا نے ایک آخری بار کوشش کی۔

ہاں تو وہ ایک شخص حسیب کیوں نہیں وہ بھی دوبدو بولی۔

کیا تم اس سے محبت کرتی ہو زارا نے جیسے بات ختم کرنے کا سوچا تھا۔

نہیں یار تمہیں پتا ہے مجھے یہ محبت وحبت والی خرافات نہیں سمجھ آتی بس اچھی انڈرسٹینڈنگ ہے ہم میں اور مجھے لگتا ہے شادی کرنے کیلیئے یہ کافی ہوتا ہے۔

تم پاگل ہوگئی ہو رابی لوگوں نے تمہاری تعریفیں کر کے آسمان پر بٹھادیا ہے تمہیں زارا نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔

رابیل دستگیر کیا اتنا بھی حق نہیں رکھتی کہ وہ خود کے شایانِ شان شخص کو چُنے؟

تو گازیان میں کیا مسئلہ ہے؟

زارا...زارا تم سمجھ نہیں رہی ہو وہ میری برابری کا نہیں ہے وہ شخص جسے میں نے ہمیشہ دودھ کی پتی کہا ہے ....

پر وہ سب مزاق تھا رابی وہ کوئی بہت کالا نہیں ہے بس سانولا ہے۔

لیکن کیا تم نے کبھی اسے غور سے دیکھا ہے اس میں کتنی اٹریکشن ہے رنگ میں کیا رکھا ہے اگر رنگ کو نظر انداز کیا جائے تو شاید تم اسکا مقابلہ نہ کر سکو وہ مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت ہے زارا نے حقیقت بتانی چاہی جو سچ تھا لیکن سامنے والی بھی رابیل تھی۔

آپی رنگ کا مسئلہ ایک تھوڑی ہے آپ نے دیکھا ہے ایک چھوٹا سا سٹور ہے اس کے پاس وہ کیسے میرے خواب پورے کرے گا؟

ڈونٹ ٹیل می رابیل کہ تم بھی ان لڑکیوں میں سے ہو جنہیں دولت اٹریکٹ کرتی ہے۔

زارا غلط مت سمجھو لیکن تم جانتی ہو ہم کتنی اچھی اور پر سکون زندگی گزار رہے ہیں اور .....

بس رابی اب تم سے امی ہی بات کریں گی زارا تکیہ اس کی طرف پھینکتی اٹھ گئی۔

باہر کھڑا شخص غصے سے تن فن کرتا نکل گیا اب آگے وہ کیا کرنے والا تھا اگر رابیل کو تھوڑا سا بھی اندازہ ہوتا تو آج وہ اتنا سب نہیں بولتی۔

....

لڑکیاں کب تک پہنچے گی رابرٹ کی آواز گونجی۔

بس ایک ہفتہ دو مجھے رابرٹ دوسری طرف سے آواز گونجی۔

اور اس نشے کا کیا بنا کہاں سے ملے گا وہ اور کب تک پہنچے گا رابرٹ نے پھر سے سوال کیا۔

وہ بھی آجائے گا رابرٹ صبر کرو ایسے کاموں میں وقت لگتا ہے پولیس آج کل بہت فارم میں آئی ہے ہر جگہ چیکنگ ہو رہی ہے۔

ارے او نظامی ! یہ بہانے بازی سے کسی اور کو بہلانا پرسو تک میرا مال نہ پہنچا تو میرے بندے تیری بیٹی اٹھانے میں زرا وقت نہیں لگائیں گے۔

ٹن... ٹن.... ٹن..... رابرٹ رابرٹ ڈیم اٹ کیا مصیبت ہے۔

دوسری طرف نظامی کے فون کی ریکارڈنگ کو سیو کر لیا گیا تھا۔

نظامی تجھے کیا لگتا ہے بس تو کھلاڑی ہے بیٹا میرا کھیل سنے گا تو آخر میں مجھے سیلیوٹ کرے گا ہاہا ویٹ فور دیٹ مومونٹ۔

....

آج پھر وہ پھولے گالوں کیساتھ جھولے پر بیٹھی تھی میر باہر سے آیا تو پہلی نظر جھولے پر گئی تھی وہ اسے اداس بیٹھی اچھی نہیں لگی تھی۔

میرو! کیا ہوا ہے ایسے کیوں بیٹھی ہو میر نے قریب جا کر پوچھا؟

مجھے نہیں بولنا کسی سے بھی... میرو نے ناک پھلا کر کہا۔

کیوں کیا ہوا ہے بتاؤ بھی میر کو بے چینی ہوئی تھی۔

میں نہیں بتاؤنگی تم تو خوش ہی ہو گے کیونکہ تمہارے لئے اچھی خبر ہے۔

اچھا پھر تو میں ضرور سننا چاہوں گا میر کو تجسس ہوا تھا لیکن بات سنتے ہی مسکراہٹ لبوں سے غائب ہوئی تھی۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے بابا نے مجھے تو ایسا کچھ نہیں بتایا وہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

ہاں تم بات کرو بابا سے میر مجھے نہیں جانا ہے پلیز وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی اسکا دل دھڑکا گئی تھی۔

میں کرتا ہوں بات تم رونا بند کرو اور جاؤ میرے کمرے میں سائڈ کے ڈرار میں چاکلیٹ رکھی ہے لے لو ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ میر اسے خود کی چیز کی پیشکش کر رہا تھا۔

میر مجھے نہیں پسند چاکلیٹ میر و نے منہ بنایا تھا اور میر کیسے بھول گیا تھا کہ وہ شائد پہلی لڑکی تھی جسے چاکلیٹ نہیں پسند تھی۔

او میں بھول گیا تھا اچھا آئسکریم.... خیر شاید تم وہ بھی نہ کھاؤ میر نے اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

میر میں ساری آئسکریم کھالونگی بابا سے تمہیں نیو منگوادونگی پلیز دے دونا...

نہیں جی میر نے اسے دیکھتے نخرے سے کہا وہ شائد چاہتا کہ سامنے موجود آٹھ سالہ بچی اسے منائے۔

میر آخری بار کچھ مانگ رہی ہو پھر تو ہم چلے جائیں گے نا اور میر نے جھٹکے سے اسکی طرف دیکھا تھا۔

وہ دل میں ایک فیصلہ کرتا اپنی آئسکریم اسے کھانے کا کہتا چلا گیا اور میر و خوشی سے نہال ہو گئی تھی۔

اچھا میر 🖤 ....

....

بابا آپ نے مجھے بتایا نہیں کہ سکندر انکل جا رہے ہیں وہ تن فن کرتا انکے کمرے میں پہنچا تو سٹڈی کا دروازہ کھولا تھا اسکے بابا اور سکندر انکل نے فائل بند کی تھی جو میر کی زیرق نگاہوں نے فوراً نوٹ کیا تھا۔

ہاں بیٹا ہم شفٹ کر رہے ہیں یہاں سے ہم لندن جا رہے ہیں جواب سکندر کی طرف سے آیا تھا جو میر کو اداس کر گیا تھا۔

پر انکل آپ کیوں جا رہے ہیں؟ ان دونوں سے ہی اسکی اداسی چھپی نہیں رہی تھی۔

بیٹا بس کام ہے جانا پڑے گا سکندر صاحب نے اسے پیار سے سمجھایا وہ سولہ سالہ بچہ اگر اپنی عمر سے زیادہ ہوشیار تھا تو وہی انکی آٹھ سالہ بیٹی حد سے زیادہ معصوم۔

تو آپ چلے جائیں میر و کو ہمارے پاس چھوڑ جائیں اس نے فوراً جواب دیا تھا۔

ہاہا اپ تو میر و سے بہت لڑتے ہو میر جواب اسکے اپنے والد کی طرف سے آیا تھا۔

ہاں لیکن وہ میری ہے نا تو اس لیے اس سے صرف میں ہی لڑوں گا اگر وہاں کوئی اس سے لڑا تو کون بچائے گا اسے۔

دونوں کو لاجواب کیا تھا اس نے اور اسکی آنکھوں کی چمک دیکھ کر میر حیدر نے ایک فیصلہ کیا تھا۔

ٹھیک ہے میرا ابھی جانے دو میر و کو لیکن جب وہ واپس آئے گی تب آپ کے پاس ہی رہے گی۔

بابا وہ میری ہو گی نا صرف میری اسکا یہ انداز نیا تھا ان کیلئے سکندر صاحب کچھ سوچتے مسکرائے تھے اور گہری سانس بھرتے بولے میر و صرف میر کی ہو گی۔

اور میر کیلئے تو یہیں کافی تھا وہ مسکراتا کمرے سے نکل گیا۔

پیچھے وہ دونوں بہت اہم فیصلہ لے چکے تھے لیکن قسمت ابھی بہت سے کھیل کھیلنے والی تھی۔

....

امی آپ سمجھ نہیں رہی ہیں یار میں اور وہ آپکا لاڈلا کہیں سے بھی میچ نہیں کرتے اس دن کی بحث کے بعد خاموشی سے وہ سمجھی تھی کہ شاید زارا اماں کو منا چکی ہو گی لیکن یہ محض اسکی غلط فہمی تھی۔

رابیل بس بہت ہوا اگلے جمعہ تمہارا نکاح ہے میں اپنے فرض کو پورا کر کے سکون سے تمہارے ابا کے پاس جانا چاہتی۔

اماں یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ کے علاوہ میرا اور زارا کا ہے ہی کون اس دنیا میں۔

اس لیے تو کہہ رہیں ہوں زارا ماشاءاللہ سے اپنے گھر خوش ہے اسکی طرف سے مجھے فکر نہیں اور تمہیں بھی میں ایسے ہی ہاتھوں سونپنا چاہتی ہوں جس کے بعد میں سکون سے مر سکوں۔

ہادیہ دستگیر کی شادی ان کے کلاس فیلو سے انکی پسند کی ہوئی تھی داؤد دستگیر اپنے ماں باپ کے اکلوتے تھے تو وہیں ہادیہ کی ایک بہن تھی جو شادی شدہ تھی اور ایک بیٹے گازیان اعجاز کی والدہ تھی۔

شادی ہو گئی تھی سب خوش تھے ہادیہ اور داؤد کو رب العزت نے دو رحمتوں سے نوازا تھا بڑی زارا دستگیر جو سلجھی ہوئی سمجھدار بچی تھی اور پھر چار سالوں بعد ان کے گھر رابیل دستگیر کی آمد ہوئی تھی وہ گھر بھر کی لاڈلی تھی۔

اس کے آتے ہی داؤد دستگیر کا کام دن رات ترقی کرنے لگا تھا انکی چھوٹی سی دکان اب ایک گودام میں شفٹ ہو گئی تھی زندگی اچھی تھی لیکن پھر ایک حادثہ سب برباد کر گیا تھا۔

گازیان کالج تھا اور آج رابی کا برتھ ڈے تھا تو ہادیہ دستگیر نے انہیں بولا تھا کہ وہ آتے ہوئے بہن نازیہ اور اعجاز صاحب کو لیتے آئیں۔

لیکن راستے میں ہی ایک ٹرک ڈسبیلنس ہوتے انکی گاڑی کو کچل چکا تھا اور تینوں موقعے پر ہی دم توڑ گئے تھے۔

گازیان کو پھر ہادیہ نے ہی سمبھالہ تھا دولت کی کمی نہیں تھی لیکن اعجاز صاحب کا اپنا ایک سٹور تھا۔

گازیان اپنی فیس وہی چلا کر دیتا تھا ہادیہ بہت بار اسے کہہ چکی تھی لیکن اسکی غیرت گوارا نہیں تھی۔

دنیا کی نظر میں وہ ایک سٹور کا ایک معمولی مالک تھا لیکن اصل میں وہ سیکرٹ ایجنسی کا ایک قابل کیپٹن تھا یہ بات اس نے اپنی خالہ ہادیہ دستگیر کو بھی نہیں بتائی تھی۔

انکی نظر میں وہ اسلام آباد اپنا کام آگے پھیلانے ہی گیا تھا اور پھر وہیں کا ہو کر رہ گیا تھا لیکن اصل میں مشنز کی وجہ سے اسے اپنا گھر بدلنا پڑتا تھا زندگی ایسے ہی چل رہی تھی۔

ہادیہ چاہتی تھی کہ انکی سر پھری بیٹی انکے گھر ہی رہ جائے گازیان کی بیوی بن کر کیونکہ وہی ایک سمجھدار شخص انکی بیٹی کو سنبھال سکتا تھا۔

امی نہیں کریں ناوہ روہانسی ہوتی ماں کے گلے لگی تھی۔

تومان جا میری بچی میری بات گازیان بہت اچھا بچہ ہے۔

امی لیکن میں نے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا۔

تواب دیکھ لے نا۔

امی وہ ہر وقت غصہ کرتے ہیں مجھ پر جب آتے ہیں روب جماتے ہیں ایسا نہیں کرو، ایسا کرو، یہ کیا پہنا ہے تم نے، ڈھنگ سے کھانا کھاؤ، طریقے سے بیٹھو....... شکایتوں کی لمبی فہرست تھی اس کے پاس۔

تو وہ تمہارے بھلے کیلیئے کہتا ہے میری جان میں نے اسکی آنکھوں میں تمہارے لیے پسندیدگی دیکھی ہے۔

امی گازیان کیوں حسیب کیوں نہیں وہ اب بھی وہیں اڑی تھی۔

بس اگلے جمے کو نکاح ہے تمہارا بات ختم وہ سختی سے کہتی اتھ گئی۔

ام ہم یہ سب اس گازیان اعجاز کا کیا دھرا ہے لگتا ہے اب اس سے ہی دو دو ہاتھ ہونا پڑے گا اور یہیں وہ سب سے بڑی غلطی کرنے والی تھی۔

....

جی تو ناظرین آپکو بتاتے چلے کہ معروف شخصیت شوکت نظامی کی اکلوتی صاحبزادی اس وقت ہسپتال میں ہیں۔

ایکسیڈنٹ بہت بڑا ہوا تھا لیکن قسمت اچھی رہی انکی کہ وہ بچ گئیں۔

ویلڈن داد بخش! بہت اچھا کام کیا ہے۔

جی سر میں نے ٹرینڈ لوگوں کو ہائیر کیا تھا تا کہ اس لڑکی کی جان کو خطرہ نہ ہو۔

داد بخش کا کندھا تھپتھپایا تھا اس نے اور داد بخش کیلیئے اتنا ہی کافی تھا کہ اس کے سر نے اسے شاباشی دی ہے۔

اور جو کام میں نے بولا تھا اسکا کیا بنا؟

جی سر گھر آپکا مکمل ہو گیا ہے انٹیریر ڈیزائنر کو ہائیر کر لیں آپ داد بخش نے ایک بار پھر اسے خوش کیا تھا۔

اور وکیل سے بول کر وہ گھر نام کس کے کروانا ہے معلوم ہے نا؟ گہری مسکراہٹ سے پوچھا۔

جی سر بدھ تک یہ کام بھی ہو جائے گا۔

اوکے داد بخش اب تم جا سکتے ہو۔

س.... سر..... ایک.... بات کرنی تھی آپ سے داد بخش اپنے سر کے غصے سے واقف تھا اس لیے ڈرتے ڈرتے بولا۔

ہاں بولو !!

سر.... وہ میری بیوی کا آخری مہینہ ہے سر.... تو کیا میں کچھ دن...... میرا مطلب ہے ....

یہ بھی پوچھنے کی بات ہے داد بخش یہ تو تمہارا حق ہے ضرور جاؤ اور ہاں یہ لو اس نے پانچ ہزار کے کئی نوٹ نکال کر دئے یہ فجر کیلئے تحفے لے جانا میری طرف سے۔

پر سر........ وہ اب بھی ہچکچاہٹ کا شکار تھا۔

رکھ لو داد بخش تمہیں نہیں دے رہا یہ میں اور نہ تمہاری تنخواہ سے کاٹوں گا۔

جی سر معلوم ہے بہت شکریہ پر سر آپکو کیسے پتا کہ بیٹی ہی ہو گی داد بخش کو جو بات کب سے کھٹک رہی تھی وہ اس نے اب پوچھ ہی لی۔

میں نے کب کہا بیٹی ہو گی بیٹا بھی ہو سکتا میں نے صرف نام لیا کہ اگر بیٹی ہوئی تو فجر .....

سر بہت خوبصورت نام ہے..... داد بخش کو سچ میں پسند آیا تھا نام۔

فجر... مطلب دن کا آغاز ہی خوبصورت طریقے سے ہو۔

جی سر بالکل داد بخش نے سر کو دیکھا جو اب واپس سنجیدگی کا خول چڑھائے کام پر لگ گیا تھا۔

دنیا کیلئے وہ خطرہ تھا لیکن اپنوں کیلئے وہ موم تھا۔

آپکو جس چیز کی تمنا تڑپاتی ہے میری دعا ہے وہ جلد آپکے پاس ہو داد بخش نے دعا دی تھی اور کچھ دعائیں فوراً قبولیت کا درجہ پا لیتی ہیں۔

....

آپی کیا میں اندر آسکتی ہوں میرال نے گھبراہٹ سے پوچھا۔

اب آہی گئی ہو تو آجاؤ لائبہ نے اکتاہٹ سے جواب دیا۔

میرال گھبراتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑنے لگی۔

اب آگئی ہو تو وقت مت برباد کرو میرا منہ سے پھوٹ بھی دو۔

وہ آپی.....ب... بابا کہاں ہیں؟

بس اسی بات پر دس گھنٹے لگادیے تم نے جلدی نہیں بول سکتی ہو۔

لائبہ نے کہا تو میرال کو شدت سے خود کی یہ کمی محسوس ہوئی تھی اور آنکھیں نم ہوئیں تھی۔

بابا سڈڈی میں ہونگے یا اپنے روم میں لائبہ نے فوراً بول کر جان چھڑائی اور دوبارا نیل فائیلر اٹھالیا۔

میرال مرے قدموں سے نظامی کے کمرے کی طرف چل دی۔

ٹھک ٹھک.... آجاؤ نظامی کی آواز آتے ہی اسکے قدم لرزے تھے پھر بھی ہمت کرتی اندر داخل ہوئی نظامی بھی اسے دیکھتا سیدھا ہوا۔

بابا....وہ....م....مجھے.....ا....آپ....س...سے بات... کرنی ....

ہاں بولو جلدی پھر مجھے نکلنا ہے میٹنگ کے لیے نظامی نے سگریٹ کا کش بھرتے کہا۔

وہ.....پیسے......م...میرا... مطلب

کوئی پیسا نہیں ہے میرے پاس پاکٹ منی دیتا ہوں نا ہر مہینے وہی کافی ہے نظامی نے اسکی بات کاٹی اور کھڑا ہو گیا جانے کیلیئے۔

میرال نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

نہیں وہ....جو پیسے آفس.....میں دینے....میرے....پاپا...کی پراپرٹی...مجھے بیچنی ہے ....

چٹاااخ !!!!

میرال نے ہاتھ چہرے پر رکھا تھا تمہاری اتنی ہمت اب تو مجھ سے پراپرٹی مانگے گی اور کونسی تیرے باپ کی پراپرٹی ہاں سب تیری ماں کا ہے ....

اے لڑکی تیرے باپ نے کچھ نہیں دیا مجھے یہ سب میرا ہے گھر، بزنس سب کچھ پیچھے سے اسکی ماں بھی نمودار ہوئی تھی جو کم ہی گھر پر پائیں جاتی تھی۔

چوری خود کی ہے اسکا خمیازہ بھی خود بھگتو دفعہ ہو جاؤ اب کمرے میں نظامی دھاڑا تھا وہ بھی روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

اسے نظامی سے نفرت تھی لیکن جتنی شدید نفرت اسے اپنی ماں سے تھی اتنی نظامی اور لائبہ سے بھی نہیں تھی کیونکہ وہ اسکے اپنے نہیں تھے لیکن ماں تو سگی تھی ناماں نے پالا نہیں تھا لیکن پیدا تو کیا تھا نا وہ انکے وجود کا حصّہ تو رہی تھی نا۔

اسکی ماں نے کب اسے آخری بار ہنس کر دیکھا تھا یا اچھے سے بات کی تھی اسے یاد نہیں تھا یاد تھی وہ زلت و رسوائی جو ہر بار ان سے مل کر وہ سہتی تھی۔

انکا کہنا تھا کہ اسکا باپ دھوکا دے کر گیا ہے اور چونکہ وہ بد قسمتی سے اپنے باپ جیسی دکھتی تھی اس لیے انہیں اسکا اپنے سامنے آنا بھی گوارا نہیں تھا۔

وہ ہچکیوں سے روتی بیڈ کیساتھ ہی نیچے بیٹھتی چلی گئی میں ہی کیوں اللہ تعالیٰ آپی کو سب کچھ ملتا ہے سب کچھ میرے پاس کچھ بھی نہیں میرے بابا بھی نہیں میرا تو اس دنیا میں کوئی بھی نہیں وہ بنا رکے رب سے شکوؤں میں مصروف تھی۔

با.... بابا.... م... مجھے... بھی.... ساتھ... لے جاتے روتے روتے وہ وہیں سو گئی تھی۔

....

اسکے ہاتھ پر جس شخص کے نام کی مہندی لگائی جا رہی تھی وہ اسے قبول نہیں تھا۔

اسکی ماں نے اسے مرنے کی دھمکی نہ دی ہوتی تو وہ آج اپنی قسمت میں تو کیا ہاتھوں پر بھی اس شخص کا نام لکھوانا پسند نہ کرتی۔

دکھاؤ تو کیسا آیا ہے رنگ اسکی ماں نے اسکے ہاتھ پکڑ کر دیکھے جو وہ ابھی دھو کر آئی تھی۔

مہندی کا اتنا گاڑھا رنگ دیکھ کر وہ بھی حیران تھی کیونکہ مہندی لگوانا اسے پسند نہ تھا اور نہ ہی اسکے ہاتھوں پر سوٹ کرتی تھی ایک بار اس نے بہن کی شادی پر لگوائی تھی تب ری ایکشن ہو گیا تھا۔

ماشاءاللہ کتنا خوبصورت رنگ آیا ہے رب العزت میری بیٹی کی زندگی کو بھی ایسا ہی رنگ بھرا کر دے اسکی ماں نے اسکا ماتھا چوما تھا۔

اسے شدت سے اپنے ڈیڈ یاد آئے تھے جو آج نہیں تھے انکے ساتھ وہ ہوتے تو رابیل کبھی بھی آج زبردستی میں یہ شادی نہ کر رہی ہوتی۔

رابی بیٹا ہنسو مسکراؤ یہ تمہارا وقت ہے ایک وقت میں تم انہیں لمحوں کو یاد کر کے ہنسو گی۔

مسکراؤ تمہارے ڈیڈ بھی آج خوش ہونگے کہ انکی بیٹی کو ایک محبت کرنے والا شخص مل رہا ہے۔

محبت کرنے والا..... وہ شخص جس نے ابھی تک اسکو منہ نہیں لگایا تھا پرواہ تو اسے پہلے بھی نہیں تھی لیکن اتنی بار وہ گھر آ چکا تھا مگر اسے ملے بغیر چلا گیا تھا۔

اسکا انکار کسی کی نظر میں اہمیت نہیں رکھتا تھا اور اسکی ماں اس شخص کو محبت کرنے والا کہہ رہی تھی جو اسکا فون تک نہیں اٹھا رہا تھا۔

اب میں سکون سے مر سکوں گی میری جان اسکی ماں نے اسے ساتھ لگاتے نم لہجے میں کہا۔

امی رب العزت آپکو میری عمر بھی لگائے وہ فوراً سارے خیال دل سے نکالتی انکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

نہیں میری جان تم نے تو ابھی زندگی جینی ہے، خوشیاں دیکھنی ہیں، بچوں کیساتھ ایک نیا دور شروع کرنا ہے میری بس یہی دعا ہے کہ تم خوش رہو صدا۔

امی میں آپکو بہت مس کرونگی وہ روتی ان سے گلے لگی۔

میں بھی رابی پر وعدہ کرو مجھے کبھی شرمندہ نہیں کرواؤ گی، کبھی مجھے شکایت نہ ملے تمہاری گازیان سے، تم تو میرا اور اپنے ڈیڈ کا مان ہو۔

تم نے اس رشتے کو نبھانے کی پوری کوشش کرنی ہے، حالات کیسے بھی ہوں ڈٹ کر سامنا کرنا ہے، زندگی کو دکھانا ہے کہ تم کمزور نہیں ہو کبھی کمزور پر جاؤ تو دل میں مجھے اور اپنے ڈیڈ کو یاد کر لینا بس۔

میں پوری کوشش کرونگی امی آئی لو یو سوچ وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتی تھی اپنے ڈیڈ کا تو مان تھی وہ کیسے ان دونوں کو شرمندہ کر سکتی تھی۔

لیکن گازیان کو تو مزہ چکھانے کا پورا پلین سوچ کر رکھا تھا اس نے۔

اچھا چلو تیار ہو جاؤ بیوٹیشن آ گئی ہے جلدی جاؤ اپنے روم میں.... میں بھی مہمانوں کو دیکھو وہ اسکا ماتھا چومتی کچن کی اور بڑھ گئی۔اور پھر سارے فنکشن بھی گازیان نے اسے نظر بھر کر دیکھا نہیں تھا وہ بھی پیچ وتاب کھاتی بیٹھی رہی تھی منہ پھلا کر۔

....

گازیان نے اسے جب سامنے سے آتے دیکھا تو ایک سیکنڈ کیلیئے وہ پلک جھپکنا بھول گیا تھا لیکن پھر اسکی باتیں یاد آتے ہی سختی سے ہونٹ بھینچ گیا۔

اسے ساتھ لا کر بٹھایا گیا تھا اور رسم شروع کی گئی۔

اسے رابیل شروع سے پسند تھی اسکے کہنے پر ہی اسکی ماں نے بچپن میں یہ رشتہ مانگا تھا لیکن رابیل کے منہ سے خود کیلیئے انکار اسکی غیرت پر گہرا زخم چھوڑ گئی تھی۔

محبت کہیں جا سوئی تھی اب صرف تھا کچھ تو وہ تھا غصہ، خود کی زات ٹھکرائے جانے کی تکلیف، غیرت پر تماچا، اور وہ تزلیل جو اس نے لفظوں سے کی تھی گازیان اعجاز کی۔

وہ اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

آگے اسے کیا کرنا تھا وہ سوچ چکا تھا اس لیے سکون سے بیٹھا فنکشن انجوائے کر رہا تھا۔

وہ نوٹس کر رہا تھا رابیل کا بار بار خود کو یکھنا لیکن اگنور کیے بیٹھا رہا۔

آن ہاں سمجھتا کیا ہے یہ خود کو کہیں کا راجا ہے جو اتنا ایٹیٹیوڈ دکھا رہا ہے ابھی اسے رابی کا پتا نہیں ہے اتنا تنگ کرونگی کہ خود واپس چھوڑ کر جائے گا۔۔

رابیل کو خود ساختہ نفرت میں یہ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کتنی بڑی غلطی پر ہے اور آگے کیا ہونا ہے اس سے تو وہ بالکل ہی بے خبر تھی وہ۔

گازیان کو فون آیا تو وہ سائڈ پر چلا گیا۔

جی سر فون اٹھاتے ہی وہ سنجیدہ ہوا۔

Captain u have to come back. Our mission is waiting for you desperately.....

جی سر ایک ہفتے بعد میں وہاں پوری تیاری اور پلین کے ساتھ موجود ہونگا۔

کیپٹن ایک ہفتہ چاہیے تمہیں پلیننگ کیلیئے؟

سر وہ دراصل شادی ہو رہی ہے میری تو میں جلد سے جلد پہنچنے کی کوشش کرونگا دراصل شفٹنگ میں بھی وقت درکار ہوگا۔

ارے برخوردار شادی کرلی اور خبر بھی نہ ہونے دی اب وہ باس سے ایک شفیق دوست کے روپ میں آئے تھے آخر گازیان فیورٹ تھا انکا۔

جی سر بس جلدی میں سب کچھ ہوا تو ......

آئی انڈرسٹینڈ گازیان کون ہے وہ خوش نصیب انکے ہوچھنے پر اس نے سامنے دیکھا جہاں وہ خوبصورت حسینہ جو آج نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی کسی بات پر منہ چڑھا رہی تھی۔

بس سر جلد ملواؤں گا آپ سے اس نے رابیل پر سے نظریں ہٹاتے کہا۔

بالکل پہلی دعوت میرے گھر ہو گی۔

ضرور سر۔

تھیک ہے پھر مشن از وٹینگ فور یو خداحافظ۔

خداحافظ سر۔

....

آج پھر وہ اپنے وقت پر اسکی بالکونی میں موجود تھا وہ بس اسے پاس اسکے سوتے ہوئے ہی آتا تھا۔

اس نے قریب آکر دیکھا تو وہ نیچے ہی بیٹھی سوگئی تھی۔

گہرے سانس اسکے گہری نیند میں ہونے کا پتا دے رہے تھے بال سارے منہ پر پھیلے تھے۔

میر نے بال آہستہ سے اسکے چہرے سے ہٹائے اور ہوڈی سر سے اتاری کیونکہ آج وہ گہری نیند میں تھی۔

بال ہٹاتے ہی اسکے گالوں پر انگلیوں کے نشان نظر آئے جس سے اسکے دماغ کی رگین تن گئی تھی جبرے کو زور سے بھینچ لیا تھا اس نے۔

نظامی ....

اس نے پیار سے اسے باہوں میں اٹھایااور بیڈ پر لٹا کر کمفرٹر اوڑھایااور کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹنے لگا۔

اسکی روح کے چہرے پر نشان تھے انگلیوں کے،اور چہرے پر مٹے ہوئے آنسوؤں کے نشان وہ کیسے چین کا سانس لیتا۔

گہری سانس بھرتا وہ اسکی الماری کے پاس گیااور اندر سے فرسٹ ایڈ باکس میں سے ٹیوب نکال کر لایا۔

اور اسکے گالوں پر آہستگی سے لگائی انداز ایسا تھا جیسے پیدا ہوئے نومولود بچے کو پیار کر رہا ہو۔

ایم سوری جاناں میں فراموش کر گیا تمہیں جس کی وجہ سے یہ ہوا وہ ساتھ پڑی چھری سے ہلکا کٹ خود کے چہرے پر لگا گیا۔

وہ محسوس کرنا چاہتا تھا وہ تکلیف جو اسکی جانم نے اٹھائی تھی۔

اس نے جھک کر اسکے ماتھے پر پیار کیااور اسکے ساتھ بیٹھ کر آگے کا سوچنے لگا۔

بس !! اب میں مزید تمہیں خود سے دور نہیں رکھ پاؤنگا جاناں تم روح ہو میری اور روح کو جسم سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

نظامی یور گیم از اوور ناؤ وہ کہتا واپس وہیں لوٹ گیا جہاں سے آیا تھا۔

جاری ہے ....

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

تو کیسا لگ رہا ہے رابیل دستگیر اس ادنی اور عام شخص کی سیج سجا کر وہ جھکا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

دور رہو مجھ سے خبر دار مجھے ہاتھ لگایا تو وہ چیختی اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف لپکی لیکن سامنے والے نے فوراً اسکی کلائی جکڑی تھی۔ خبر دار آواز آہستہ رکھو میرے سامنے نہیں تو اسکو بند میں نے کیا تو تمہیں میرا طریقہ پسند نہیں آئے گا۔

رابیل دستگیر، آں ہاں رابیل گازیان اور ساتھ ہی اسکی ناک کی نتھ کو اتارا تھا اسکے اس عمل سے رابیل کو اپنی سانسیں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

ہلنامت یہاں سے چینج کر کے آرہا ہوں گازیان اسے وارن کر کے اپنا اسلیپنگ ڈریس لے کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

رابیل کو وہ لمحے یاد آئے جب اس نے اپنے تمام حقوق، اپنی سانسیں، جسم و روح اس شخص کو سونپی تھی دو لفظ بول کر۔

قبول ہے ہر کسی کی زندگی میں خاص معنی رکھتا ہوگا کیونکہ اس کے بعد محبت خود بخود دل میں پیدا ہو جاتی۔

لیکن رابیل کو لگتا تھا وہ کبھی محبت نہیں کر پائے گی گازیان سے اس لیے یہ دو لفظ اس کیلئے خاص معنی نہیں رکھتے تھے فلحال۔

اسے اب ساری زندگی ایک ناپسندیدہ شخص کے ساتھ گزارنی تھی۔

رخصت ہوتے وقت اس کی ماں نے اسے ڈھیر ساری نصیحتیں کی تھیں، ڈھیر سارے واسطے دئے تھے کہ وہ یہ رشتہ پورے دل سے نبھائے گی۔

شاید وہ اس بارے میں سوچتی بھی اگر گازیان کا یہ روپ نہ دیکھتی۔

اسے لگا تھا وہ کم از کم سمجھے گا اسے، ٹیپیکل دلہنوں کی طرح اسے گھونگھٹ اوڑھنے کا موقع تک نہ ملا تھا اسے۔

اسے کچھ وقت درکار تھا ابھی لیکن ....

....

یہ کیا بکواس ہے میری بیٹی وہ ٹھیک تو ہے نا، کس نے کیا ہے یہ سب نظامی تو لائبہ کے ایکسیڈنٹ کا سن کر بوکھلا گیا تھا۔

سرپٹ ہسپتال دوڑا اور وہاں جاکر معلوم ہوا کہ اسکی بیٹی ٹھیک ہے تو اس کو چین کی سانس آئی۔

کیسا بے حس شخص تھا کسی کی بیٹی پر ہاتھ اٹھاتا تھا اور اپنی بیٹی پر بات آئی تو سانس پھول گیا تھا۔

جس طرح اسکی گاڑی کا حشر تھا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اندر موجود شخص زندہ ہو گا۔

لیکن لائبہ زندہ تھی صرف ٹانگ میں فریکچر آیا تھا اور سر پر پٹی بندھی تھی۔

شی از فائن ناؤ مسٹر اینڈ مسز نظامی ڈاکٹر نے انہیں مطلع کرنا ضروری سمجھا کیونکہ وہ اسکے کمرے کے باہر مسلسل چکر کاٹ رہے تھے۔

اپنی بیٹی کی تکلیف کا احساس سوہان روح تھا ان کیلئے۔

اور گھر ابھی ہی وہ میرال کو ذلیل کر کے آئے تھے اس نے صرف ساتھ آنے کا بولا تھا۔

یہ تمہاری ہی نحوست ہے اس گھر میں بھی اور اب میری بیٹی پر بھی دور رہا کرو اس سے۔

یہ اس کی خود کی سگی ماں کے الفاظ تھے۔

میرال نم آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی انہیں الفاظ تو کہیں جا سوئے تھے اس وقت اسکی آنکھوں میں کیا کچھ نا تھا حسرت، جلن، محبت، نفرت، بے بسی اور اسکی ماں جان کر بھی نظریں چرا گئی تھی۔

میرال بھاگ کر اپنے کمرے میں آئی الماری سے ایک خوبصورت تصویر نکالی جس میں وہ اور اسکے بابا تھے۔

بابا...... دیکھیں.... ا... آپ.... کی... میر.... میر و.... اکیلے رہ.... گئی ہے وہ اپنے باپ کی تصویر پر ہاتھ پھیرتے رو دی تھی۔

ماما..... میری... ما. ماما.... نہیں ہیں وہ... بس.... لائبہ آپی کی ماما... ہیں کاش آپ بھی ہوتے بابا میرے لیے میرا تو اس دنیا میں کوئی بھی نہیں..... وہ روتی آج پھر کچھ کھائے بغیر سو گئی تھی مگر پرواہ کسے تھی۔

....

داد بخش کیا خبر ہے؟ وہ فائل ریڈ کرتا سنجیدگی سے بولا۔

سر مسٹر اینڈ مسز نظامی ہسپتال میں پریشان حال ہیں کیونکہ انکی بیٹی کا بہت بڑا ایکسیڈنٹ ہوا ہے جس میں اسکی ٹانگ پر فریکچر آیا ہے اور ....

ٹھیک ہے داد بخش اور بتاؤ ....

سر وہ.. میڈم .....

کیا میڈم وہ یکدم سب کام چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

سر انہوں نے آج پھر کھانا نہیں کھایا رونی نے بتایا ہے ابھی۔

اور یہ تم مجھے اب بتا رہے ہو داد وہ ماتھے پر سلوٹیں بچھائے جگہ سے کھڑا ہوا۔

س... سوری سر... رونی نے ابھی بتایا۔

رونی سے بولو کام دھیان سے کرے نہیں تو مجھے ایسے سست لوگوں کی ضرورت نہیں۔

جی.... سر ....

داد بخش نے اب یہ پیغام رونی کو پہنچانا تھا جو نظامی مینشن میں کوک تھا۔

....

اس اندھیری رات میں جہاں ہر کوئی لحاف میں دبک کر سو رہا تھا وہیں وہ ایک شخص کالی ہوڈی پہنے آج پھر وہیں اس کے کمرے میں موجود تھا۔

لیکن ہاتھ میں ایک ٹرے کیساتھ۔

ماتھے پر سوچوں کا جال تھا جو سامنے موجود شخصیت کو دیکھ کر دور ہو گئے اور اس گہری سنجیدگی کی جگہ پر اسرار مسکراہٹ نے بسیرا کر لیا۔

جاناں! اٹھو .....

لیکن سامنے والی ایک ہاتھ پیٹ پر اور ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے سو رہی تھی۔

اٹھو اب کے اس نے اسے زبردستی اٹھا کر بٹھایا انداز ایسا تھا جیسے پھول کو ہاتھ لگا رہا ہو۔

وہ تھی بھی پھول جیسی جس کی ننھی کلیاں ابھی کھلنی شروع ہوئی تھی۔

دور رہو میرال سوئے ہوئی ہی چیخی تھی سامنے والا شخص ششدر رہ گیا یہ اتنے سالوں میں یہ پہلا واقعہ تھا جب وہ کچھ بولی نہیں چیخی تھی۔

ایسا کبھی نہیں ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ گہری نیند میں سوتی تھی لیکن وہ اسکی موجودگی پھر بھی محسوس کر جاتی تھی۔

وہ نیند میں کئی بار بڑبڑاتی بھی تھی اور صبح اسے یاد بھی نہیں ہوتا تھا لیکن یہ واقعہ اسے ہلا گیا تھا۔

اسکی روحِ جاناں اس سے خوفزدہ ہو کر دور رہنے کا کہہ رہی تھی۔

یہ اسکی محبت اور احساس پر گہری چوٹ تھی وہ خود کے چھونے کے احساس سے شاید اسے اب تک روشناس نہیں کروا پایا تھا۔

لیکن اس کا اگلا جملہ اسکی پوری زات کو ہلا گیا تھا۔

بابا.... بابا.....وہ مجھے..... ٹچ.... کر رہا ہے ....

تو کیا اسکا چھونا اسے بُرا لگتا تھا یا اسکی خود کی زات پر سوالیہ نشان تھا۔

وہ.....وہ..... مجھے..... مارے.... گا..... بابا..اب وہ خود اسکے قریب ہوتی اسکا کالر تھام گئی تھی۔

آج وہ اسے پل پل مارنے کے در پر تھی۔

میر ال.... جاناں کیا ہوا؟ کون مارے گا؟ خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے اس نے پوچھا۔

وہ..... مجھے.... یہاں.... یہاں وہ مسلسل اپنے کندھے پر ہاتھ مارتی ہزیاتی کیفیت میں تھی۔

اس نے اب اسکی شرٹ کو کندھے سے سرکایا تھا۔

آج خلاصہ ہونا تھا اس راز کا جو اسکی پوری دنیا تباہ اور ہلا کے رکھ دینے والا تھا۔

....

وہ واش روم سے واپس آیا تو وہ ڈریسنگ کے سامنے جیولری اتارنے میں مصروف تھی۔

وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تمہیں کس نے کہا یہ سب اتارنے کیلیئے اس نے رابیل کی کلائی تھامتے کہا۔

اب اس سب کی بھی اجازت تم سے لینے پڑے گی وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بے خوفی سے بولی تھی۔

اور گازیان کو اسکا یہی انداز تو زہر لگتا تھا۔

آں جنگلی انسان .....

گازیان نے اسکی کلائی کو مڑوڑ کر قمر کیساتھ لگایا اور اسکے کان میں پھنکارا اب سب حق میرے ہی تو ہیں رابیل گازیان۔

اور آہستہ آہستہ اس کے بالوں سے پنیں نکالنے لگا اس کی تمام مزاحمتیں بیکار جا رہی تھی۔

وہ خود بھی جانتا تھا کہ وہ کس مائینڈ اوف اسٹیٹ میں ہے لیکن عادت سے مجبور تھا رابیل نے اسکی انا پر گہری ضرب لگائی تھی اور کچھ زخم وقت کے ساتھ ہی بھرتے ہیں۔

اب اس نے رابیل کا چہرہ خود کی طرف کیا اور نظریں سیدھا اس کے ہونٹوں پر پڑی تھی جو سرخ لیپسٹک سے لیس تھے۔

رابیل نے اسکی نظریں محسوس کرتے چہرہ موڑا تھا اور یہی بات گازیان کو طیش دلا گئی تھی۔

اس کی زات رابیل دستگیر کیلیئے اتنی ناقابل برداشت تھی کہ اس کے قریب آتے منہ موڑ جاتی تھی۔

گازیان نے ہاتھ بڑھاتے اس کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا رکھ کر ایک ہی سیکنڈ میں اسکی لیپسٹک مسل ڈالی تھی۔

وہ ہونٹ جو کچھ دیر پہلے تک خوبصورت تھے اب خود پر ہوئے ظلم کی گواہی دے رہے تھے۔

آئندہ سے اتنی ڈارک لیپسٹک نہ لگائے دیکھو میں تمہیں وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا وارن کر گیا تھا۔

اور جاؤ چینج کر کے آؤ یا ....

اور وہ غصے سے واشروم کی طرف بڑھی تھی اور دروازا ٹھاکی آواز کیساتھ بند کیا تھا۔

اندر جا کر وہ آئنے میں اپنا حلیہ دیکھتے بے ساختہ روپڑی تھی ایسی زندگی تو نہیں چاہی تھی اس نے۔

اس نے فوراً آنسو صاف کیے میں کیوں رو رہی ہوں رلا تمہیں نا دیا گا زیان اعجاز تو میرا نام رابیل دستگیر نہیں۔

....

سنو! لائبہ نے اپنے کمرے کے کھلے دروازے سے میرال کو آواز دی جو کچن میں جا رہی تھی۔

جی آپی وہ فوراً اندر آئی تھی آپکی طبیعت کیسی ہے اب؟

بڑی جلدی خیال آگیا تمہیں میرال سکندر خیر ماما سے بولو میرا ناشتہ بھجوائیں بھوک لگی ہے۔

او کے۔

جانے کیلئے کس نے بولا ہے وہ مڑ کر جانے لگی تو لائبہ پھر بولی۔

جی معصومیت سے پوچھتی میرال اس وقت لائبہ کو زہر لگی۔

اسکی معصومیت ہی تو تھی جو اسے منفرد بناتی تھی نہیں تو وہ کسی طور لائبہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

یہ بات لائبہ بہت اچھے سے جانتی تھی وہ میرال سے بہت خوبصورت ہے لیکن میرال کی معصومیت اچھوں کا ایمان خراب کر سکتی تھی اور یہی چیز اسے حسد میں مبتلا رکھتی تھی۔

یہاں آو اور میرے پاؤں کی مالش کرو لائبہ نے نیا حکم سنایا تھا اسے۔

پر آپی م.....می.....میں...ک...کیسے ؟

ارے یار ہتلی جیسے کرتے ویسے کرو آؤ جلدی موڈ مت خراب کرو۔

میرال خاموشی سے اسکے پاس آئی اور اسکا پاؤں ابھی ہلایا ہی تھا کہ وہ زور سے چیخنے لگی میرال گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی۔

مسٹر اور مسز نظامی بھاگ کر اوپر آئے تو لائبہ مصنوئی آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

کیا ہو لائبہ نظامی بھاگ کر اسکے پاس آیا تو وہ ہچکیاں لیتے بولی ڈیڈ میں نے اسکو بولا کہ میرے پاؤں کی ماش کر دو۔

تو اس نے زور سے میرا پاؤں دبایا کہ مجھے نہیں آتی وہ میرال کی طرف انگلی کی تو میرال کو اپنا سانس خشک ہوتا محسوس ہوا۔

نظامی ایک ہی جست میں میرال کے قریب آیا اور پیچھے سے اسکے بال مٹھی میں بند کیے میرال کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔

تمہاری اتنی ہمت !!!

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اس کا فون رنگ ہوا تھا اور وہ فون اٹھاتا باہر نکل گیا۔

میرال نے جان خلاصی پر گہرا سانس بھرا تھا سامنے ہی اسکی ماں سنجیدہ سی کھڑی تھی اور لائبہ اب اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

میرال خاموشی سے وہاں سے واک اوٹ کر گئی دل پر ایک اور ضرب کیساتھ۔

....

مبشر علوی اسپیکنگ فون کے دوسری طرف سے ایک بھاری سنجیدہ آواز گونجی تھی نظامی بھی چوکنا ہو کر بیٹھا۔

مسٹر نظامی ازہیر نظامی کہ منہ سے بمشکل الفاظ ادا ہوئے تھے آخر کو بزنس ٹائیکون مبشر علوی م۔اے سے بات کر رہا تھا۔

ڈیل کیلیئے بار بار فون کر کے پریشان مت کرو نظامی مبشر علوی اپنے برابر کے لوگوں کے ساتھ کام کرتا ہے۔

وہ پل میں ہی نظامی کو اسکی اوقات بتا گیا تھا۔

نظامی نے اسکی بات پر لب بھینچے تھے پر کیا کرتا آج کل مبشر علوی کیساتھ کام کرنا ہر بزنس پرسن کا خواب تھا۔

مبشر علوی کوئی عام شخص نہیں تھا بزنس کی دنیا کا وہ نیا چہرہ تھا جس نے آتے ہی بڑے بڑوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ قسمت وہ اپنے حساب سے چلا رہا ہے۔

مبشر میں یہ کہہ رہا ....

مبشر علوی کہتے ہیں مجھے وہ اسے ٹوکتا اسکی تصحیح کر گیا۔

جی اس ڈیل میں تمہیں بھی فائدہ ہے مبشر علوی نظامی اب اصل مدعے پر آیا تھا۔

اچھا ایسا کیا فون کی دوسری جانب خاموشی چھائی تھی چند سیکنڈ کی۔

اس ڈیل سے مجھے کیا ملے گا؟

جو تم بولو نظامی نے خوش ہوتے کہا تھا۔

کچھ بھی ڈیئیر نظامی آواز میں پر اسراریت تھی۔

ہاں جو تم کہو نظامی کو خود نہیں پتا تھا کہ وہ کس چیز کی بازی لگا گیا ہے۔

اوکے میرا سیکرٹری ولید مل کر ڈسکس کر لے گا تم سے۔

پر آمنے سامنے کیوں نہیں نظامی نے دوبدو پوچھا تھا۔

نظامی شاید تم نے مبشر علوی کو جانا نہیں صحیح طرح مبشر علوی تب تک کسی پر اپنا ٹائم انویسٹ نہیں کرتا جب تک اس کو خود کا کوئی مفاد نظر نہ آئے سوویٹ فور دیٹ شاید تمہاری بھی کوئی چیز مبشر علوی کی نظر کو بھا جائے ہاہاہا۔

ضرور یہ تو میرے لیے بڑے اعزاز کی بات ہو گی اگر میری کوئی چیز مبشر علوی کی ٹکر کی ہو۔

اوکے! اور نظامی کی مزید کی کوئی بات سنے فون کاٹ دیا گیا تھا۔

And now it's my turn because game is mine nizami let's have fun now.......

....

اور پھر سکندر حیات اگلے ہفتے لندن کے لیے نکل گئے تھے ایک نئے سفر پر قسمت وہی پرانی لیے۔

آج میر اابراہیم اور میر حیدر دونوں باپ بیٹا انہیں سی اوف کرنے آئے تھے۔

فردوس صاحبہ تو غصے میں کافی دور بیٹھی تھیں ان سے کسی نے بات کرنے کو ترجیح بھی نہیں دی تھی۔

میر ابراہیم اور سکندر حیات کچھ ضروری ڈسکس کر رہے تھے جبکہ میر اور میر وایک طرف بینچ پر خاموش بیٹھے تھے اداس سے۔

میر و کا خیال رکھنا سکندر وہ اب میری بیٹی بھی ہے میر حیدر نے انہیں سمجھاتے کہا۔

ہاں حیدر لیکن بہت ڈر لگتا ہے کہیں میں اسکی اچھے سے حفاظت نہ کر پایا تو اسکی تو اپنی ماں اسکی دشمن ہے۔

رب حفاظت کرنے والا ہے سکندر ٹینشن نہ لو وقت پر واپس آجانا یہ نا ہو کہ بہت وقت گزر جائے۔

ہاں میں فردوس کو کیسے لے کر جا رہا ہوں یہ میں اور میرا رب جانتا ہے حیدر جس عورت سے میں نے بے پناہ محبت کی دیکھو وہی میری نہیں ہوئی ہم باپ بیٹی محبتوں کے معاملے میں بہت بد قسمت ہیں حیدر وہ نم آنکھیں لیے حیدت کو بھی افسردہ کر گئے تھے۔

سکندر ایسے بول کر تم مجھے ناراض کر رہے ہو سکندر حیات کہیں بھی جائے میر حیدر کو ہر گھڑی، ہر قدم پر اپنے ساتھ پائے گا یہ ایک جگری یار کا وعدہ ہے تم سے۔

سکندر حیات ان کے گلے لگے تھے۔

اور اپنی بیٹی کا بھی خوب کہا تم نے میرے بیٹے کو لگتا ہے بھول گئے ہو وہ اپنے سے جڑے لوگوں کی حفاظت کیسے کرتا ہے یہ تو تم وقت آنے پر دیکھ لو گے لیکن وہ اپنی چیزوں کیلئے کتنا جنونی اور حساس ہے اس کا اندزاہ تمہیں بھی ہے اور سامنے ایک ٹریلر آج دیکھتے جاؤ۔

سامنے کا منظر کچھ یوں تھا کہ ایک اٹھارہ سالہ لڑکے نے پیار سے میرال کے گال کھینچے تھے سو کیوٹ کہتے۔

جس پر میر ابراہیم کا دھکا اسے اسکی جگہ سے ہلا گیا تھا۔

How dare you to touch my mero?

وہ آنکھوں میں غصے لیے اس پر چڑھ دوڑا تھا میر حیدر جلدی سے پاس گئے اور لڑکے کو وہاں سے بھیجا جو اس سولہ سالہ لڑکے کی پوسیسونیس پر شوکڈ تھا۔

میر بری بات وہ تو میرو کو پیار کر رہا تھا میر حیدر نے سکندر حیات کو دیکھتے اسے سمجھانا چاہا۔

نو ڈیڈ شی ٹچپڑ ہر میر و کو کوئی ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔

میر و تم وعدہ کرو وہاں جاکر کوئی دوست نہیں بناؤ گی میر اب اس کی طرف گھوما تھا۔

پر میر مجھے دوست بنانا اچھا لگتا ہے میر و نے معصومیت سے کہا۔

نہیں مطلب نہیں کوئی دوست نہیں تم وہاں کسی سے بات نہیں کرو گی اگر کی تو میں وہاں آکر تمہیں ماروں گا۔

میر ال ڈر کر روتی ہوئی سکندر حیات کے پاس گئی تھیں تو انہوں نے اسے گود میں اٹھالیا۔

حیدر اپنا خیال رکھنا ہم وقت پر واپس آجائیں گے اور میر میر و آپ کی ہی ہے یہ وعدہ ہے آپکے انکل کا آپ سے۔

پکاوالا میر سنجیدگی سے انکے آگے ہاتھ بڑھاتا بولا۔

پکاوالا چلو اناؤنسمنٹ ہو گئی ہے ہم چلتے ہیں۔

وہ ملتے اگے بڑھ گئے تھے۔

میر و میر کی آواز آنے پر میر ال نے مڑ کر دیکھا تھا۔

یہ لو میر نے اپنے ہاتھ سے اپنا بریسلٹ اتار کر اسے پہنا یا اسے کبھی اتارنا نہیں، نہیں تو میں ہمیشہ کیلئے ناراض ہو جاؤنگا۔

میر و نے خوشی سے وہ پہنا کیونکہ وہ ہمیشہ سے میر سے وہ بریسلٹ مانگتی تھی پر وہ ہمیشہ کہتا کہ یہ اسکی ماما نے اسے گفٹ دیا ہے وہ نہیں دے گا۔

آئی لو یو میر میر و نے خوشی سے کہا تھا اور میر نے اسکے یہ الفاظ ذہن نشین کر لیے تھے۔

اور پھر میر ال اور سکندر حیات ایک نئے سفر پر نکل گئے تھے۔

فردوس صاحبہ پہلے ہی جا چکی تھی سب برباد کرنے کیلئے۔

اب بس انتظار تھا اس ایک وقت کا جب انہوں نے واپس آنا تھا اور آنا تھا یا نہیں یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

....

گازیان نے اسے سکون سے سونے دیا تھا رات کیونکہ وہ کوئی حوس کا پجاری نہیں تھا وہ بہت اچھے سے رابیل کی کنڈیشن سمجھتا تھا۔

اس لیے وقت دے رہا تھا اسے اب بھی وہ ساری رات سٹڈی میں گزار کر آیا تھا جو اسے ٹاسک دیا گیا تھا وہ انتہائی خطرناک تھا۔

ابھی وہ آگے بڑھا اور رابیل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا جو دنیا جہان بھلائے سو رہی تھی۔

کمفرٹر آدھا بیڈ پر اور آدھا نیچے تھا بال بکھرے تھے، سلیپنگ ڈریس بھی عجیب منظر پیش کر رہ تھا لیکن پھر بھی وہ مٹے مٹے میک اپ میں اسکا سکون غارت کر گئی تھی۔

اس کے سونے کے سٹائل پر گازیان کے عنابی لبوں پر ایک سیکنڈ کیلئے مسکراہٹ آئی تھی مگر جلد ہی غائب ہو گئی۔

اسکی آنکھ کے کنارے پر موجود تل اس کی توجہ کا واحد مرکز تھا اس وقت خود پر زیادہ کنٹرول نہ رکھتے ہوئے وہ جھکا اور اس کی آنکھ کے کنارے پر موجود تل پر اپنے لب رکھ دئے۔

لیکن رابیل میڈیم ایسے گدھے گھوڑے بیچ کر سوئی تھی کہ اسے زرا ہوش نہیں تھی۔

رابیل اٹھو ناشتہ بناؤ ہمیں نکلنا بھی ہے وہ اس پر سے ہٹتا اسکا کندھا ہلانے لگا لیکن سامنے والا کچھ زیادہ ہی ڈھیٹ ثابت ہوا تھا۔

گازیان نے جب اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھا تو پھر اس کو غور سے دیکھنے لگا۔

بیشک وہ ہر لمحہ اس کا امتحان لینے والی تھی اور یہ امتحانات گازیان کو دل وجان سے قبول تھے۔

اب وہ خود پر سے کنٹرول ہٹاتے جھکا اور اپنے دہکتے لب اسکے ہونٹوں پر رکھتا اپنی شدت اس پر انڈیلنے لگا۔

رابیل رات کو گازیان کے کمرے میں نہ آنے پر پر سکون ہو کر سوئی تھی اب خود کا سانس بند ہونا واضح محسوس کر سکتی تھی۔

آنکھیں کھولتی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی اس کے ایسے کرنے سے گازیان بھی پیچھے ہٹتا سنگھار میز کی جانب بڑھ گیا۔

رابیل اب تک خود کی سانسیں ہموار کرنے میں لگی تھی اور گازیان اب ایسے تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

سانس بحال ہوتے ہی سب سے پہلے وہ ایک ہی جست میں گازیان کے پاس پہنچی اور اسے موڑ کر اسکا گریبان پکڑ چکی تھی۔

اس کی یہ حرکت گازیان کو شدید ناگوار گزری تھی۔

یہ کیا حرکت ہے رابیل دستگیر وہ اب سرخ آنکھوں سے دھاڑتا اسکے ہاتھ اپنے کالر سے ہٹا گیا تھا۔

مجھ سے پوچھ رہے ہو خود جو گھٹیا حرکتیں کرتے پھر رہے ہو اسکے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتی پھنکاری تھی۔

یہ سوال تم مجھ سے کرنے کا حق نہیں رکھتی رابیل دستگیر اس لیے اپنی اوقات میں رہو۔

میں اوقات میں رہوں اور تم جو مرضی کرتے پھرو۔

کیا؟ کیا ہے میں نے یہ میرا حق ہے تم پر رابیل دستگیر کل ہی نکاح نامے پر تم نے خود کو میرے نام کیا ہے۔

خود کو نام کیا ہے گازیان اعجاز اپنی روح کو نہیں میں تمہیں اپنی زات کی دھجیاں اڑانے نہیں دونگی۔

اور ریلی کون روکے گا مجھے کونسا قانون تم شکر مناؤ کہ رات میں نے سکون سے سونے دیا ہے تمہیں۔

اب ہٹو پیچھے ناشتہ بناؤ میرا جا کر میں آرہا ہوں وہ اسے چھوڑتا اب واپس اپنے بال بنانے لگا اور رابیل غصے سے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔

ناشتہ دیکھتے ہیں کون بناتا ہے گازیان اعجاز۔

....

میرال سخت گھبرائی ہوئی تھی سر لیاقت نے سے ایک ہفتے کا وقت لیا تھا اس نے جس میں سے چار دن گزر چکے تھے۔

عجیب بیچینی تھی اسے کوئی مدد نہیں، کوئی آسرا نہیں اپنی بے بسی کا سوچتی وہ رونے لگی تھی۔

ہاں میں سر سے بات کرتی ہوں شاید انہیں ترس آجائے مجھ پر میں....م....ساری زندگی.....ان...
کے.....آ.ف...افس میں گزار دون......دونگی....بنا.... سیلری کے ....

ہاں یہ ٹھیک ہے اپنی طرف سے وہ ایک اچھا آئیڈیا سوچتی آفس کے لیے نکل گئی جہاں اسکی قسمت کا پاسا پلٹنے والا تھا۔

ابھی وہ باہر بس کی تلاش میں تھی کہ اسے دیکھتے کوئی ایک نمبر ملا چکا تھا۔

سر وہ بس کیلیئے ویٹ کر رہیں ہیں۔

تو تم مجھے بتا رہے ہو بیوقوف ہائیر آ ٹیکسی فور ہر امیجیٹلی۔

او...اوکے...س....سر۔

اور دھیان سے پہنچنی چاہیے وہ آفس اور یہ زمہ درای تمہاری ہے خالد آئی ہوپ تمہیں اپنی جان بہت عزیز ہے۔

جی.... س... سر آپکو شکایت کا موقع اور سامنے سے فون کاٹ دیا گیا تھا۔

اگر اس جلاد کو کوئی انسان بنا سکتا تو وہ ہیں یہ چھوٹی سی چشما ٹو وہ سامنے میر ال کو دیکھتا بولا۔

چل خالد کام پر لگ نہیں تو جلاد نہیں چھوڑے گا۔

وہ دھوپ میں پریشان حال کھڑی تھی کہ پاس ٹیکسی آ کر رکی اور ایک آدمی بھی وہ پریشان ہوتی اپنا چشمہ صحیح کرتی دو قدم پیچھے ہوئی۔

کہاں جانا ہے میڈیم ٹیکسی ڈرائیور نہایت ادب سے بولا۔

نہیں جانا...... بھی.... بھیا... آ.... آپ جاؤ وہ پسینہ صاف کرتے بولی۔

خالد کو اسکی معصومیت سے فوراً اپنی چھوٹی بہن یاد آئی۔

آپی بیٹھ جائیں پلیز قابل اعتبار بندہ ہے وہ جھکی نظروں سے بولا۔

پر میں آپ کو نہ.... نہیں جان... جانتی.... آپ کا اعت... اعتبار نہیں کرتی.... تو.... ڈرائیور کا.... کیوں کروں۔

اسکی عقل پر جہاں سامنے والا حیران ہوا تھا۔

وہیں اسکی بات سنتا" وہ" مسکرایا تھا اسکی جاناں اتنی بھی بیوقوف نہیں تھی جتنا وہ سمجھتا تھا۔

خالد کو اسے سمجھانا مشکل لگا دیکھیں بی بی آپ میری چھوٹی بہنوں جیسی ہیں ارد گرد کے حالات اچھے نہیں ہیں کب سے آپ کو ایسے کھڑا دیکھ رہا ہوں اس لیے آیا ہوں مدد کیلئے یہ آپکو جگہ پر پہنچائے گا اور دیکھیں اسکی لوکیشن بھی ٹریس ہو رہی۔

میرال نے دیکھا وہ واقعی سچ کہہ رہا تھا ایک نظر خالد کو دیکھا جس کی آنکھیں جھکی تھی اور ایک بار دوسری طرف دیکھا جہاں کچھ لڑکے کھڑے اس پر تبصرے کر رہے تھے۔

کچھ سوچتی وہ بیٹھ گئی تو خالد نے گہرا سانس بھرا اور ڈرائیور کو تاکید کرتا اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹا۔

میرال نے مسکرا کر شکریہ بولا تھا خالد کو اور اس کے لیے یہی بہت تھا۔

وہ مڑ کر اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگا کہ اس کے ائیر پیس سے آواز ابھری۔

خالد سامنے موجود لڑکوں کیساتھ کیا کرنا ہے یہ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو آج شام جب وہ اپنے گھر پہنچیں تو انکے جسم میں اتنی تکلیف تو ہونی چاہیے کہ وہ دوبارہ ایسے کہیں کھڑے کسی پر تبصرے نہ کریں۔

اوکے سر میں سمجھ گیا۔

اور ہاں یہ کام ختم کر کے اپنے جلاد باس کے پاس آجانا۔

خالد نے بیساختہ زبان دانتوں تلے دبائی تھی مطلب اس کا جلاد سر اسے جلاد کہنا سن چکا تھا۔

....

وہ واش روم سے نکل کر باہر آکر صوفے پر بیٹھ کر اپنا سیل فون یوز کرنے لگی۔

گازیان باہر کچن میں اسکا انتظار کرتا اب دندناتا اندر آیا اور اسے فون پر لگے دیکھ طیش میں اسکے قریب آیا اور اسکا فون چھین کر نیچے دے مارا۔

رابیل اس حرکت پر سن کھڑی ہو گئی۔

میں پچھلے آدھے گھنٹے سے کچن میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم اس کو لے کر بیٹھی ہو گازیان نے نیچے پڑے فون کی طرف اشارہ کیا۔

رابیل کی آنکھوں میں پانی بھر گیا وہ ایک نظر اسے دیکھتی اور ایک نظر فون کو دیکھتی رونے لگی۔

اب یہ رونا بند کرو اسکا رونا مزید غصہ دلا گیا تھا گازیان کو۔

اب بولو کیا مسئلہ ہے جب میں بول کر گیا تھا تو کیوں نہیں آئی اب وہ آواز میں نرمی لائے پوچھنے لگا۔

مجھے.... کھانا.... بنانا.... نہیں آتا..... وہ ہچکیوں سے روتی اسے بتانے لگی۔

او گوڈ رابیل دستگیر تمہیں کچھ بھی بنانا نہیں آتا کیا مصیبت ہے خالہ نے یہ اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔

خیر آؤ باہر آج تو میں بنا رہا ہوں لیکن آئیندہ سے تم ہی بناؤ گی۔

کیسے ؟رابیل نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے کہا۔

آج ہم جا رہے ہیں واپس اسلام آباد وہاں جا کر خانساماں کا بندوبست کرتا ہوں۔

رابیل خانساماں کا سنتے ہی خوش ہو گئی لیکن گازیان کی اگلی بات پر منہ بسور کر رہ گئی۔

وہ سکھائیں گی تمہیں بناؤ گی تم ہی اور اب سے میرے سارے کام تم کرو گی اور پھر اس کا ہاتھ پکڑتا باہر لا یا اور اپنے ساتھ کھڑا کر کے اسے آملیٹ بنانا سکھانے لگا۔

اگر میں بھی تمہیں کہوں کہ میرے کام کرو کیا کرو گے یہ بات تمہاری غیرت گوارا کرے گی رابیل نے کچھ سوچتے پوچھا تو گازیان کا ہاتھ لمحے بھر کیلئے تھما تھا۔

اس میں غیرت کی بات کہاں سے آ گئی رابیل دستگیر ہر مرد اس عورت کے سامنے جھکتا ہے جس سے اسے محبت ہو اور جس دن تم نے خود کو رابیل دستگیر سے رابیل گازیان مان لیا اور ہم میں محبت پیدا ہو گئی اس دن گازیان اعجاز تمہارا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے کیلئے تیار ہو گا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے کھوئے تھے لیکن ساتھ پڑی چھری کے گرنے سے واپس حال میں آئے۔

گازیان کا جواب رابیل کو امپریس کر گیا تھا لیکن بول کر وہ گازیان کو خوش نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ سامنے جا کر بیٹھ گئی اگر حسیب کو بولتی تو وہ شیف رکھ ....

خبردار رابیل گازیان تمہارے منہ سے کسی اور کا نام نکلا تو اس چھری سے زبان کاٹ دونگا تمہاری، یا سانسیں روح سے جدا کرنے میں سیکنڈ نہیں لگاؤ گا وہ ایک ہی جست میں اس کے پاس آتا اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھتا بولا۔

لیکن میں نے تو بس... ڈونٹ اوورایکٹ وہ پھر ایک بار اپنے لفظوں سے اسے طیش دلا گئی تھی۔

کیا بس، کیا اوورایکٹ، ایک بات کان کھول کر سن لو رابیل گازیان اتنا یاد رکھنا گازیان اعجاز کی دسترس میں جو چیز آجائے اس پر کسی کا حق نہیں اس کا خود کا بھی نہیں تمہاری روح تو کیا سانسوں پر بھی میرا حق ہے وہ جھک کر بولا تو اسکے لب رابیل کو اپنی کان کی لو پر محسوس ہوئے۔

ناشتہ بنادیا ہے کھا کر پیکنگ کر لینا وہ کہتا خود ناشتہ کیے بغیر نکل گیا۔

پیچھے رابیل کو نا جانے کیوں اپنی بات پر شرمندگی ہوئی۔

....

میرال خشک ہوتے ہونٹوں کیساتھ آفس میں داخل ہوئی سب کی نظریں اسی پر تھی۔

کچھ تمسخرانہ، کچھ ہنستی ہوئی، کچھ حسد لیے اور کچھ مزاق اڑاتی ہوئی۔

میرال نے نم ہوتی ہتھیلیوں کو کھول کر پھر بند گیا اور سر لیاقت کے روم ڈور پر دستک دینے لگی۔

اسکی جگہ نئی ریسیپشنلسٹ رکھ لی گئی تھی اس نے خود کی پڑھائی کا خرچہ اٹھانے کیلئے یہ جاب شروع کی تھی۔

ایک عام ریسیپشنلسٹ کی جس کی کوئی اوقات نہیں تھی۔

وہ عام سے ہکلاتی، معصوم، دبو مگر دلکش لڑکی تھی اپنے آفس کی۔

آفس کی تمام لڑکیاں اس کے غیر معمولی معصومیت اور حسن سے حسد کا شکار تھی وہ عام سے حلیے میں بھی مقابل کو نظر اٹھا کر دیکھنے پر مجبور کرتی تھی۔

اب بھی کالی شلوار قمیض پہنے، سرخ دوپٹہ سر پر لیے ہوئی تھی، بال چوٹی میں قید تھے جو بہت لمبی تھی جیسے کئی عرصے سے بال نہ کٹوائے گئے ہوں۔

سفید دمکتا رنگ، متناسب سراپا، معمولی قد، بری کالی آنکھیں، خوبصورت کٹاودار گلابی لب اور پھولے گال لیے وہ خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

کم ان!!! اندر سے آواز آتے ہی وہ اندر داخل ہوئی سر لیاقت کے ساتھ کوئی اور بھی بیٹھا تھا۔

جسکا منہ اس طرف تھا اس کے کلون کی خوشبو نے کمرے کا ماحول معطر کیا ہوا تھا اس کے اندر آنے پر بھی وہ شخص مڑا نہیں تھا۔

اووو تم!!! ہو گیا انتظام میرے پیسوں کا لیاقت اسے دیکھتا فوراً بولا۔

وہ.... س.... سر .....

کیا بھئی جلدی بولو وقت نہیں ہے میرے پاس دیکھ نہیں رہی سامنے ایم۔اے بیٹھا ہے۔

میرال نے اس شخص کی پشت کو دیکھا اور پھر ہمت کرتی بولی..... سر...و...وہ....میرے...پاس....پی...
پیسے....نہ... نہیں...ہیں....میں...جاب... کرلوں گی....بنا....سیک... سیلری..کے...جب....
تک....آپ... کہیں وہ رکتی بمشکل اپنی بات ختم کر پائی تھی۔

تمہارا دماغ خراب ہے تم میرا لاکھوں روپیہ اپنی اس دو ٹکے کی ریسیپشنلسٹ کے دس ہزار سے اتارو گی لیاقت کھڑا ہوتا دھاڑا تھا۔

سامنے والا شخص پر سکون بیٹھا تھا جیسے وہاں کچھ ہو ہی نہ رہا ہو۔

سر.....می....میں ......

لیاقت کتنے پیسے چرائے ہیں اس نے آخر سامنے موجود شخص بولا تھا میرال کو اس کی آواز کی سنجیدگی سے خوف آیا۔

ایم اے پچاس لاکھ .....

میں دونگا تمہیں اور بدلے میں اس لڑکی کو بولو میرے آفس کام میری مرضی کا ٹومورو شارپ ایٹ نائم ایم اے نے ٹیبل پر اپنا کارڈ کھسکاتے کہا پر ایم..اے تم کیوں لیاقت حیران تھا۔

نو مور کوئسچنز لیاقت اور تم یہ پکڑو اور کل پورے نو بجے اس ایڈریس پر پہنچ جانا اگر نوکری چاہیے تو وہ بنا پلٹے بولا تھا۔

میرال آگے بڑھتی اسکا کارڈ اٹھا کر مر گئی صرف ہلکا سا سایڈ فیس دکھا تھا اسے اس شخص کا جس پر ہلکی بیرد کا راج تھا۔

وہ ایک جھلک میں ہی میرال سکندر کو کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔

وٹس رانگ ودیو ایم۔ اے اس دو ٹکے کی لڑکی ...

اوہو لیاقت بس اب دیکھو اس لڑکی کیساتھ میں کیا کرتا خیر میں چلتا ہوں یاد رکھو ایم اے اپنے مطابق چلتا اور جس چیز میں منافع ملے وہ تو وہ لوگوں سے چھین لیتا۔

مسز لیاقت کا پتا چلے تو بتانا۔

ہاں پتا نہیں کس نے غائب کیا ہے اسے یا وہ خود چلی گئی ہے کہیں میڈیا میں تو میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ زیرِ علاج ہے پر ....

ڈونٹ وری مل جائیں گی۔

ارے وری کسے ہے اچھا ہے غائب ہے مصیبت خیر تم پیسے کب دو گے اس لڑکی کے۔

کل میرا پی اے دے جائے گا اب تمہارا اور اس لڑکی کا کوئی تعلق نہیں۔

اوکے لیاقت کو بھی بات کرنا فضول لگا اسے صرف اپنے پیسے سے مطلب تھا۔

....

وہ لندن آتو گئے تھے لیکن فردوس صاحبہ کی حرکتیں یہاں بھی وہیں تھی۔

سکندر حیات کو لگا تھا کہ شاید وہ یہاں آکر بدل جائیں لیکن وہ غلط تھے اب تو وہ جیسے اور آزاد ہو گئیں تھی۔

کلبز، پارٹیز، دوست بس یہی تھی انکی زندگی میرو کو تو انہوں نے منہ بھی نہیں لگایا تھا۔

افسوس تھا انہیں خود کے انتخاب پر لیکن کیا کیا جاسکتا تھا قسمت سے لڑنے کا وقت اب نکل گیا تھا۔

وہ آج ایک آخری بار ان سے بات کرنا چاہتے تھے کیونکہ میرو کے معاملے میں وہ حد سے زیادہ حساس تھے۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو ناز مجھے اس آدمی میں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی ....

تم آجاؤ نا یہاں میں بہت مس کر رہی ہوں تمہیں وہ ادا سے بال جھٹک کر بولی۔

فون پر موجود شخص نے قہقہہ لگایا تھا ارے ڈارلنگ میرا بھی کہاں دل لگ رہا ہے میں بھی جلد از جلد تمہارے پاس آنا چاہتا۔

تو کیا مسئلہ ہے آجاؤ فردوس صاحبہ اتنی مگن تھی کہ یہ بھی نا دیکھ سکیں کہ دروازے پر ان کے شوہر کھڑے اپنی بیوی کا ایمان دیکھ رہیں ہیں۔

ڈارلنگ تم تو جانتی ہو یار اتنا پیسہ نہیں ہے کہ وہاں آسکو سامنے والا لجاجت سے بولا۔

اوہو اس میں کونسا بڑا مسئلہ میں تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرتی آخر میرے شوہر کا پیسہ میرا ہی تو ہے تم بس جلدی آجاؤ تاکہ یہ سب پھر ہمارا ہو جائے۔

وہ سکندر تو سب چیزوں پر سانپ بن کر بیٹھا ہے اتنا نہیں کہ کچھ اپنی بیوی کے نام کر دوں لیکن تم آجاؤ پھر دیکھتے سب ....

وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہیں تھیں لیکن سکندر حیات اتنا ہی سننے کی سکت رکھتے تھے۔

انہوں نے فوراً وکیل سے ملنے کو بولا اور اپنی وصیت لکھوائی۔

یہ جانے بغیر کہ یہی وصیت انہیں اور انکے اپنوں کو گہری تکلیف میں مبتلا کرنے والی ہے۔

....

آج اس کا ایم۔اے انٹرپرائسز میں پہلا دن تھا وہ حیران تھی اس شخص پر کہ وہ کیوں اس کی مدد کر رہا ہے۔

یہی جاننے وہ آج اسکے آفس کے سامنے موجود تھیں۔

باہر موجود ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی ایم۔اے سے اجازت لے چکی تھی اس سے ملنے کی۔

اب وہ نم ہوتی ہتھیلیوں کو بند کرتی دروازے پر دستک دینے لگی۔

کم ان!!!! بھاری مردانہ آواز پر مزید اس کے حواس سلب ہوئے تھے لیکن ہمت کرتی اندر داخل ہوئی۔

سر......جب پانچ منٹ تک بھی سامنے والے نے مڑ کر اسے نہ دیکھا تو وہ خود ہی بول پڑی۔

مبشر علوی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی پراسرار مسکراہٹ پر وہ مڑا اب بھی نہیں ایسے ہی گلاس ڈور کی طرف رُخ کیے بیٹھا رہا۔

آپ... ن... نے.... می... میری..... مدد.... کی... کیوں... کی؟ وہ گھبراہٹ میں مشکل سے بات کر پائی تھی۔

اسے چھوڑو تم بس اتنا سمجھو کہ اب تم میری پرسنل سیکرٹری ہو اور بنا سیلری کے میرے آفس میں کام کرو گی منظور ہے؟

اگر میں انکار کر دوں تو؟ اس بھاری آواز پر وہ خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتی بولی۔

ہاہاہا یہ قہقہہ وحشت بھرا تھا انکار کرنے میں تمہارا نقصان ہے میرال سکندر تم اگلے چند گھنٹون میں پیسے کی چوری کے الزام میں جیل میں ہو گی اور کوئی بچانے والا نہیں اتنا تو جانتی ہو۔

تم کہ میں یہ سب کیوں کہہ رہا ہوں اس لیے سب بھول جاؤ تم بتاؤ منظور ہے۔

ہا.... ہاں.... جیل کا سنتے اس کے اوسان خطا ہو یے تھے کون تھا اس کا یہاں اس دنیا میں جو بچاتا اسے یہی سوچ اسے دل برداشتہ کر گئی تھی اس لیے وہ فوراً ہاں بول گئی۔

سامنے والا بھی شاید اسکا جواب جانتا تھا اس لیے خاموش رہا۔

اوکے کل سے مبشر علوی کی پرسنل سیکرٹری کی جاب تم کرو گی میرا ہر پرسنل کام تمہارے زمے میرال سکندر ہر "پرسنل" پر وہ زور دیتا بولا۔

ج...جی .....

....

تواس ایجنسی کے قابل کیپٹن ہو تم گازیان اعجاز اس مشن کیلیئے تم سے بہتر دماغ اور تم سے بہترین کھلاڑی ہمارے پاس نہیں۔

گازیان اعجاد اب تک کا سب سے بڑا مشن ایک قابل انسان کے انتظار میں ہے۔

جی سر! میں جان لگا دونگا لیکن پاکستان کا نام خراب ہو یہ میری عزتِ نفس اور غیرت کے خلاف ہے۔

مجھے پتا ہے اس لیے ان قابل پچیس کیپٹینز میں سے تمہیں چُنا گیا۔

گازیان اعجاز کی آنکھوں کی چمک بڑھی تھی۔

لیکن یہ سب تمہارے ساتھ کام کریں گے، طریقہ تمہارا، پلین تمہارا، وقت تمہارا لیکن کامیابی شرط ہے میجر سامنے کھڑے اسے سمجھا رہے تھے۔

ہمارے پینتالیس ملازموں کو باندھی بنالیا گیا ہے ہمارے ملک میں بات عورتوں پر یا بچوں پر آئیں تو فوج اور ہر ایجنسی کھڑی ہو جاتی لیکن اس بار بات ہمارے ان ملازمین کی ہے جو ہمارے اشارے پر ہمارے جوتے تک اتارنے کو تیار ہوتے ہیں۔

زندہ رہنے کیلئے دو روٹی کیلئے جھکتے ہیں دولت مندوں کے سامنے کیا انکی عزتِ نفس نہیں ؟

خیر ساٹھ دن ہیں آپ سب کے پاس اس کے بعد ان ملازمین کے ساتھ ڈھیروں اسلحہ اور منشیات بیرون ملک سمگل کر دی جائیں گی۔

انکی ناک کے نیچے سے انہیں کیسے نکلوانا ہے یہ تم ڈیسائڈ کر و گے۔

ایک بات یاد رکھنا دشمن کو مات دشمن کے قریب رہ کر اسکی کمزوری کو سمجھ کر دی جاتی ہے۔

اور lucifer کو مات اس کے طریقے سے دو وہ کہتا ہے کہ وہ شیطان ہے اس دنیا کا تو اسے بتاؤ کہ شیطان ہر حال میں میں جہنم وصل ہی کیا جائے گا۔

یس سرررر وہاں موجود پچیس قابل لوگوں کی آواز ایک ساتھ گونجی تھی۔

اور پھر خاموشی ....

....

وہ ابھی گھر واپس آیا تھا اور میڈیم خواب خرگوش کے مزے لے رہیں تھی کبھی کبھی وہ حیران ہوتا کہ اتنا سو کیسے لیتی تھی۔

ابھی بھی شدید بھوک لگی تھی اور تھکاوٹ اس قدر تھی کہ وہ بس تھوڑی سی نیند لینا چاہتا تھا اس کے بعد انہوں نے سفر بھی کرنا تھا۔

اس کیس کی پہلی میٹنگ اس نے یہیں اٹینڈ کی تھی اور باقی انفارمیشن اسے اسلام آباد جا کر ہی ملنے والی تھی۔

رابیل اٹھو کچھ بنا کر دو وہ اسکا کندھا ہلاتا اسے اٹھانے لگا۔

میں نہیں اٹھ رہی خود کچھ بنا لو وہ منہ بسور کر اب کروٹ بدل کر پھر سو گئی۔

رابیل میں آخری بار کہہ رہا ہوں آرام سے اسکے بعد نتائج کی زمہ دار تم خود ہو گی۔

لیکن وہ کان لپیٹے سوتی رہی اور اگلے ہی لمحے وہ چیخ مارتی بیڈ سے اتر گئی۔

ٹھنڈا پانی اسکے حواس سلب کر گیا تھا لیکن اب وہ مکمل بیدار گازیان کو سرخ آنکھوں سے گھور رہی تھی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے وہ اونچی آواز میں چیخی۔

آواز آہستہ رکھو رابیل دستگیر اور جا کر روٹی بناؤ میرے لیے شوہر گھر آیا ہے اور بیوی خواب خرگوش کے مزے لے رہی اور تو اور سنا رہی ہے کہ خود بناؤ۔

ہاں تو اللہ نے ہاتھ دیے ہیں۔

رابیل مزید بحث نہیں اور پیکنگ کر لی ہے تو سامان دو میں رکھوں گاڑی میں۔

کونسی پیکنگ میں نے کوئی پیکنگ نہیں کی اور اگر کرنی ہے تو اپنی کرو میں نہیں جاؤ گی تمہارے ساتھ میں ماما کے پاس رہوں گی کچھ دیر۔

گازیان جو تب سے ضبط کرتے کھڑا تھا اب قریب آ کر اسکا بازو دبوچ چکا تھا۔

لائک سیریسلی! رابیل دستگیر تمہیں واقعی میں لگتا ہے کہ تمہارے یہ اوچھے ہتھکنڈے میرا کچھ بگاڑ پائیں گے۔

روٹی بناؤ اور پھر پیکنگ کرو اینڈ نو مور آرگیومنٹس پلیز وہ پیشانی کو دو انگلیوں س مسلتا کبرڈ سے کپڑے نکالنے کیلئے مڑا۔

تمہارے کام تو میں مر کر بھی نہ کرو پتا نہیں سارا سارا دن کہاں غائب رہتا اور چھوٹا سا سٹور ہی چلاتا ہے ری ایکٹ ایسے کر رہا ہے جیسے کھیتی باری کر کے آ رہا ہو وہ یہ سب دل میں سوچتی گیلے کپڑوں کو گازیان کے بعد چینج کرنے کا سوچتی صوفہ پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گئی۔

گازیان مڑا اور اسے اپنے ناخنوں کیساتھ کھیلتا دیکھ کر طیش میں آ گیا۔

اٹھو تمہیں تمہارے گھر چھوڑ کر آؤ۔

سچ میں رابیل جلدی سے کھڑی ہوتی ایکسائیٹمنٹ سے بولی۔

ہاں لیکن ہمیشہ کیلئے اور خالہ ماں کو بتا کر آؤ کہ ایسی اولاد کو وہ اپنے پاس ہی رکھیں جس میں نہ شرم ہے اور نہ عزتِ نفس کب سے میں اگنور کر رہا تھا کہ نہ تم پر غصہ ہوں۔

لیکن رابیل دستگیر تم ہر اس کوشش کو ناکام بنا دیتی ہو تم سمجھتی کیا ہو خود کو کہیں کی رانی ہو بتاؤ شادی شدہ ہو اپنی زمہ داریاں سمجھو ....

نہیں تو؟؟؟ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتی بے خوفی سے بولی۔

نہیں تو رابیل دستگیر تمہیں رابیل گازہان بنانے میں وقت نہیں لگاؤ گا وہ معنی خیزی سے اسکے بھیگے سراپے کو دیکھتا بولا۔

اسی لیے میں کہتی تھی کہ نہیں کرنی مجھے تم سے شادی حسیب کم از کم مجھ سے محبت ......

یوڈیم گازیان طیش میں آتا سامنے رکھا واز سامنے لگی ایک ای ڈی پر مار کر توڑ چکا تھا۔

آآآآ!!!رابیل کانوں پر ہاتھ رکھتی سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگی وہ محسوس کر گئی تھی کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہے۔

وہ پاس آتا اس کے بازو جکڑ چکا تھا رابیل کو لگا اس کی انگلیاں اسکے بازو میں پیوست ہو جائیں گی پہلی بار اسے گازیان سے خوف آیا تھا۔

رابیل دستگیر کیا اوقات ہے تمہاری، اس خوبصورت شکل پر بہت ناز ہے تمہیں، ہو گی تم بہت حسین لیکن افسوس ایک کالے دل کی مالک ہو تم یہ حیثیت ہے تمہاری، میں نے ابھی تک صرف خالہ ماں کی وجہ سے وقت دیا تھا تمہیں لیکن تم اس قابل نہیں ہو اب وہ اسے تھامتا بیڈ کیطرف بڑھا تھا۔

توٹھیک ہے رابیل دستگیر آج اس بدصورت اور کالے شخص، جس کی کوئی اوقات نہیں جو دودھ میں پتی جیسا ہے جو تمہارے شایانِ شان نہیں اس کی قربت سہو اور پھر اپنی حیثیت یاد رکھنا جو تمہیں آج میرے ہر عمل میں نظر آئے گی وہ اس پر جھکتا اسکی صراحی دار گردن کو نشانہ بنا گیا تھا۔

ن... نہی..... گا... گازیان.... پلی.... پلیز.... نہ..... وہ روتی اب اس سے التجا کرنے لگی۔

گازیان کی شدت محسوس کرتے اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔

کیوں کیا ہوا اب نکل گئی ساری اکڑ اب بھی چلاؤ نہ اپنے کڑوے لفظوں کے تیر دکھاو اور کیا کیا کر سکتی ہو اور بول سکتی ہو گازیان نے اسکی گردن سے اس کے ہونٹوں تک کا فاصلہ طے کرتے کہا۔

رابیل کو اسکی بیئرڈ کی جلن سے زیادہ کچھ گردن پر محسود ہوا تھا۔

گازیان...... گاز.... نہیں.... ایم.... سوری..... پل.... پلیز ...

....

کیسی لگی اپی سوڈ پلیز کیمینٹس میں ضرور بتائے گا اور اگر میں کہیں غلطی پر ہوں تو اصلاح بھی ضرور کیجیے گا لیکن پلیز اپنی رائے ضرور دیں۔

شکریہ

جاری ہے-------------

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

وہ اس وقت گازیان کے رحم و کرم پر تھی اور خود کی حالت پر ترس آ رہا تھا اسے۔

تو اسکا مطلب گازیان اس کی اور زارا کی ساری گفتگو سُن چکا تھا۔

رابیل کی ہچکیاں محسوس کرتے گازیان اس سے دور ہوا اور اسے دیکھنے لگا جو ہاتھ اب منہ پر رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

ٹھنڈے پانی کی وجہ سے اسکا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

گازیان کی شرٹ بھی اب ہلکی ہلکی نم تھی۔

اٹھو اور جا کر چینج کرو گازیان نے اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے کہا۔

لیکن وہ ہنوز رونے میں مصروف تھی رابیل دستگیر ایسا کچھ ہوا نہیں جس پر اتنے آنسو بہا رہی ہو تم اور اگر ہو بھی جاتا تو کوئی بھی اسے غلط نہیں کہہ سکتا یہ بات تم بہت اچھے سے جانتی ہو۔

گازیان اعجاز تمہاری طرح خوبصورت نہیں لیکن دل کا صاف ہے میں بیشک چائے میں پتی جیسا ہوں لیکن تمہارے شایانِ شان شاید واقع ہی نہیں ہوں۔

تمہیں تم جیسا کوئی ملنا چاہیے تھا لیکن رب کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔

آئیندہ سے میرے سامنے کسی اور شخص کا نام مت لینا یہ میری عزتِ نفس کو گوارا نہیں کہ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے میری شریکِ حیات کسی غیر شخص کا نام تو کیا اُسے سوچے بھی۔

میرا ہر کام آج سے تم کرو گی ہر کام بنا زبان درازی کیے اور گازیان اعجاز نفس پرست نہیں اس لیے آج چھوڑ دیا۔

نہیں تو اپنا حق کیسے لیتے ہیں یہ میں آج تمہیں اچھے طریقے سے بتاتا۔

بہر حال کپڑے بدلو اور روٹی بناؤ جیسی بھی بنتی ہے پھر میں تمہارے ساتھ پیکنگ کرواؤ گا۔

وہ اسکا گال تھتپتھاتا ہٹا لیکن رابیل کے اگلے لفظوں نے اسکے دل پر ایک اور ذخم دیا تھا۔

آئی ہیٹ یو گازیان .....

آئی نورا بیل دستگیر لیکن ایک دن تم خود آؤ گی اعتراف محبت کرنے یہ گازیان اعجاز کا وعدہ ہے تم سے۔

....

کیا ہوا لیاقت اتنا پریشان کیوں ہو؟ مبشر علوی نے اسے ارد گرد چکر کاٹتے دیکھ کر بولا۔

یار کوئی میرا ابراہیم ہے سالا میرا کنٹریکٹ تروا کر خود لے چکا ہے مجھے لاکھوں کا نقصان ہوا ہے۔

او سو سیڈ مبشر علوی نے ایک نظر موبائل فون سے ہٹا کر اسے دیکھتے کہا۔

سیڈ ایم۔اے یہ تجھے سیڈ لگ رہا میرا اتنا نقصان ہو گیا ہے پلیز تو دیکھ نا اسے لیاقت اب لجاجت سے بولا۔

سوری ٹو سے لیاقت لیکن میں بلاوجہ کے جھگڑوں میں نہیں پڑتا۔

ٹھیک ہے آج تجھے بھائی عزیز نہیں رہا لیاقت ایک دم کھڑے ہوتے بولا۔

بات بھائی کی نہیں ہے لیاقت تمہیں میری نیچر کا پتا ہے۔

نیچر گئی بھاڑ میں مت بھول ہمارے گھر ہمارے ٹکروں پر پل رہا ہے لیاقت اپنا کام نہ بنتے دیکھ بگڑا تھا۔

تیرے گھر میں ضرور لیکن تیرے ٹکروں پر نہیں وہ تمسخرانہ نظروں سے اسکی تصحیح کر گیا۔

آج نہیں آج تو بزنس مین بن گیا تو کیا کل تک تو تھا نا ہمارے ٹکروں پر لیاقت اب چیخا تھا۔

ہاں تھا اور اسکی قیمت میں نے بہت بار چکائی ہے تیرے بدلے کی مار کھا کر، تیرے بدلے کی سزا جھیل کر ....

اگر میری ماں اس گھر میں رہنے پر بضد نہ ہوتی تو آج میرا اس گھر سے کوئی رشتہ نہ ہوتا۔

ایم سوری مبشر میں غصہ میں تھا بات نہ بنتے دیکھ لیاقت پھر اپنی اوقات پر آگیا تھا۔

یار تجھے تو پتا ہے نا میرا تیرے سوا کوئی نہیں، تو ہی مدد کر سکتا ایک تو میں پہلے ہی پریشان ہوں روبینہ کا کچھ پتا نہیں چل رہا۔

اٹس اوکے لیاقت مل جائیں گی بھابھی اور دیکھتا ہوں اس میر ابراہیم کا کیا مسئلہ ہے۔

تھینک یو ایم۔اے ....

....

میرال کا کل پہلا دن تھا مبشر علوی کے آفس وہ اب تک حیران تھی کہ وہ انجان شخص کیسے اس کی مدد کر سکتا حتیٰ کہ مبشر علوی اسے سب کلئیر کر چکا تھا۔

خیر جاب تو اسے کرنی ہی تھی اس کے فرسٹ سیمسٹر کے امتحان قریب تھے لیکن صد شکر کہ وہ پرائیویٹ پڑھ رہی تھی۔

جاب وہ اس لیے کرتی تھی کیونکہ نظامی جو اسے پاکٹ منی دیتا تھا اس سے وہ خود کا بمشکل گزارا کرتی تھی پھر ہر سیمسٹر کی فیس، کتابیں، کرایہ یہ سب تو الگ بات تھی۔

اسے مبشر علوی ایک پر اسرار شخصیت لگا تھا جس نے نا مڑ کر اسے دیکھا تھا اور نا خود کی شکل اسے دکھائی تھی دونوں ملاقات میں خیر کب تک چھپتا۔

آج بھی وہ لاؤنج کے لگے گلاس ڈور سے نظامی اور لائبہ کو مسکراتا دیکھتی اداس تھی۔

وہ شدت سے اپنی باپ کی کمی محسوس کرتی تھی کبھی کبھی اسے اپنا عام بیکار لگتا اس نے پاس پڑی قینچی اٹھائی اور اضطراب میں اپنی انگلیوں کے درمیان رکھنے لگی۔

کبھی کبھی اسے لگتا کہ وہ ایک حقیر وجود ہے جس کی ضرورت نہیں کسی کو، آنسو بھی رگڑ کر صاف کر لیتی کہ کوئی صاف کرنے والا نا تھا۔

وہ اپنوں میں ہوتے ہوئے بھی ایک یتیم اور مسکین انسان کی زندگی گزار رہی تھی۔

ان سب چیزوں نے اسے کمزور اور ڈرپوک بنا دیا تھا اس لیے آفس میں کام کرتے ان دو سالوں میں بھی وہ لوگوں کیلئے مزاق رہی تھی۔

یہی سب سوچتے ایک کٹ لگا تھا اس کی انگلی پر سی کرتی وہ بے بسی سے آسمان کیطرف دیکھتی لحاف میں سونے کے لیے لیٹ گئی۔

رات کے تین بجے اسکا محسن اس کے ہاتھ پر بینڈیج کر گیا تھا ڈھیروں باتوں اور محبت جتانے کے ساتھ۔

....

او ویلکم نہیں کریں گی مسز لیاقت میرے خادم اچھے سے خاطر داری کر رہے ہیں نا آپ کی؟

مجھے پتا ہے وہ مجھے ناراض نہیں کریں گے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیتا وہ انکے سامنے کرسی رکھ کر بیٹھا۔

تم یہ سب کیوں کر رہے ہو وہ حلق سے بمشکل الفاظ نکالتی بولیں۔

میں... مجھ سے پوچھ رہیں ہیں آپ ایک قاتل کیسے کسی شخص سے اس کے ظلم کا سوال کر سکتا ہے بھلا وہ حیرت زرہ سا انہیں دیکھنے لگا۔

دیکھو مجھے یہاں سے باہر نکالو جو بولو گے میں کرونگی وہ اب کی بار لجاجت سے بولی۔

ہاہاہاہا چلیں ایک آخری موقع دیا آپ کو ....

وہ اس کے اتنی جلدی مان جانے پر اب بھی حیران تھیں۔

حیران مت ہوں میں اپنا نفع دیکھے بغیر کچھ نہیں کرتا۔

کیا کرنا ہوگا مجھے یہاں سے آزادی کیلیئے، میں بس... یہاں سے باہر جانا چاہتی، کھلا آسمان اگر زیادہ دن تک نہ دیکھا تو شاید دم توڑ جاؤ وہ سب بیان کرنے لگی جو سچ تھا ان کی حالت انکی بات کی گواہی دے رہی تھیں۔

ایک بات یادرکھنا مجھ سے دھوکا مطلب خود موت کو بلاوا اور تم پر میرے لوگ ایسی نظر رکھیں گے جیسے عقاب اپنے شکار پر رکھتی ہے۔

تمہاری ایک غلطی اور اس سے بدتر جگہ تمہاری سانسیں روکنے کیلئے تیار کر دی جائے گی۔

میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں پر بتاؤ تو کرنا کیا ہے؟

زیادہ کچھ نہیں سب لیاقت کو برباد ہاہاہاہا ....

منظور ہے !

....

رابیل اس وقت روٹی بنانے میں مصروف تھی جو کہ صرف نام کی ہی روٹی تھی۔

گازیان فریش ہو کر واپس آیا تو بکھرا کچن دیکھ کر ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرتا اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

کیا مصیبت ہے وہ دسویں بار روٹی کے بیلن سے چپکنے پر اکتاہٹ سے بولی اور پھر اگلے ہی سیکنڈ گازیان کا زندگی سے بھرپور قہقہہ کچن میں گونجا تھا۔

کیونکہ رابیل میڈم سارا آٹا ایک چھوٹے سے پیڑے پر گرا کر اب اسے بیل رہیں تھی۔

رابیل نے اسے مڑ کر دیکھا تو دل نے ایک بیٹ مِس کی تھی اس کی میسمرائزینگ مسکراہٹ کو دیکھ کر۔

وہ اس وقت کالے ٹراؤزر پر کالی ہی سلیولیس شرٹ پہنے کھڑا تھا، اسکا رنگ رابیل کو کہیں سے بھی پتی جیسا نہ لگا وہ سانولا تھا اور اس پر اس کا یہ رنگ جچتا تھا، ہلکی بیرڈ اور مونچھوں میں وہ اس وقت لاجواب لگ رہا تھا اس کی گہری آنکھیں خود میں بہت راز رکھتی تھیں رابیل نے آج پہلی بار اسکا تفصیلی جائزہ لیا تھا وہ اتنا بُرا نہیں تھا جتنا اس نے بنا دیا تھا۔

اپنی سوچ پر خود ہی لانت بھیجتی وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کا گھنٹے پہلے والا روپ یاد کر کے واپس مڑ گئی۔

گازیان جو اسکا خود کو محو کر ہو دیکھنا نوٹ کر چکا تھا اب وہ بھی ہوش میں آیا وہ ہلکے نیلے رنگ کے سوٹ میں اس وقت پری ہی لگی اسے دودھ جیسا سفید رنگ، بڑی بڑی آنکھیں جن کا رنگ ہلکا گرے تھا، کالے شولڈر کٹ بال اور نازک سراپا وہ کسی بھی صورت میں سامنے والے کو تسخیر کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔

بڑی ہنسی آرہی ہے تمہیں رابیل نے غصے سے بیلن اس کے بازو پر مارا۔

آہا تمیز نہیں ہے تمہیں مجازی خدا کو بیلن سے مار رہی ہو؟ گازیان نے ماحول کو ہلکا کرنے کیلئے کہا وہ پہلی بار اس سے ایسے آرام سے بات کر رہا تھا شاید ابھی کے کچھ لمحوں کا اثر تھا۔

او ہیلو مجازی خدا والے کام تو کرو پہلے اور پکڑو یہ مجھ سے نہیں بن رہی روٹی ترس بھی نہیں آرہا تمہیں مجھ پر وہ منہ بسورتی بولی۔

یہ کیا کیا ہے ایسے بنتی ہے روٹی وہ اس کے سائڈ پر کھڑا ہوتا بولا۔

اور اب جواب نداد ......

اوہیلو میڈم اتنا ایٹیٹیوڈ کس چیز کا ہے اسے بولتا نہ دیکھ گازیان کو حیرت ہوئی تھی کہ رابیل دستگیر نے مڑ کر جواب نہیں دیا تھا۔

مجھے نہیں آتی بنانی ماما نے کبھی نہیں بنوائی تھی وہ اب نم آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی۔

اچھا ٹھیک ہے ہٹو پیچھے میں بنانا سکھاتا ہوں گازیان کو اس پر ترس آ ہی گیا۔

تمہیں آتی ہے بنانی؟ وہ حیرت سے اسے پوچھنے لگی جو مہارت سے گول پیڑا کر رہا تھا۔

ابو نسلی ٹریننگ میں بہت کچھ سیکھا ہے وہ اپنے دھیان بولتا اس کے تم کہنے کو بھی فراموش کر گیا تھا۔

کونسی ٹریننگ وہ حیرت زدہ سی اب اس سے پوچھتی اسے لاجواب کر گئی تھی۔

ارے بھئی سٹور اکیلا چلاتا آ رہا ہوں اکیلا رہتا ہوں تو سیکھ گیا ہوں سب تم تو تھانیدارنی کی طرح تفتیش ہی کرنے بیٹھ گئی ہو۔

اب آؤ اسے بیلو وہ ہٹتا ہاتھ سے کھینچ کر اسے بیلن پکڑا گیا تھا۔

مجھے نہیں آتا گازیان مجھ سے پھر خراب ہو جائے گا۔

نہیں ہوتا میں سکھاتا ہوں وہ اسے گائیڈ کرتا آخر میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

روٹی پرفیکٹ نہ سہی لیکن کھانے لائک بنی تھی۔

یہ انکی پہلی تفصیلی گفتگو تھی اور شاید پہلی بار انہوں نے آرام سے بات کی تھی آپس میں۔

....

آج اسے مبشر علوی کے آفس میں کام کرتے ہفتہ ہو گیا تھا پر جسکی سیکرٹری تھی وہی موجود نہیں تھا۔

اس لیے اسکے اگلے ہفتے کا سارا اسیڈیول وہ ولید کی مدد سے سیٹ کر چکی تھی۔

ابھی بھی پانچ بج کر دس منٹ ہوئے تھے اور تقریباً پورا آفس خالی ہو چکا تھا وہ بھی جانے کیلیئے چیزیں سمیٹنے لگی۔

کہ اچانک اس کے کیبن کا دروازہ کھل کر بند ہوا اس نے سامنے دیکھا تو اسکا کولیگ فراز تھا جو ہفتے میں اسکی کافی مدد کر چکا تھا۔

کیا ہوا فراز بھائی...ا... آپ گئے نہیں وہ اپنی تمام تر معصومیت سے پوچھتی اس کی آنکھوں میں موجود حوس نہ دیکھ پائی۔

ہاں میں نے سوچا کچھ وقت اس باربی ڈول کیساتھ گزار لوں.... وہ عجیب انداز میں کہتا میرال کو ڈرا گیا تھا۔

وجہ اسکا باربی ڈول کہنا تھا یہ لفظ وہ پہلے بھی سن چکی تھی۔

ہاں.... لیک.... لیکن... میں تو گھر..ج... جار... جارہی ہوں کل ملتے ہیں۔

وہ بیگ شولڈر پر ڈالتی پاس سے تیزی سے گزرنے لگی کہ فراز نے اسکی کلائی جکڑ لی۔

ارے یار بھائی کے ساتھ تھوڑا ٹائم تو سپینڈ کر و وہ میرال کے پاس ہوتا اس کی گلاسس اتارتا بولا۔

میرال اتنی بھی بچی نہیں تھی کہ اس کا لہجہ نا سمجھ پاتی آہستہ آہستہ اس کے وجود میں کپکپاہٹ شروع ہو گئ۔

فراز اسے مزید پاس کرتا کچھ کہہ رہا تھا لیکن آہستہ آہستہ اس کے حواس کام کرنا چھوڑ رہے تھے۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا کسی کے قہقہے تھے اور کچھ دل کو چیرتی چیخیں اسکا دماغ کام کرنا چھوڑ رہا تھا۔

فراز اسکی اس حالت کا فائدہ اٹھاتا اس پر جھکا اس سے پہلے ہی ایک زوردار ٹھوکر اسے زمین بوس کر چکی تھی۔

میرال بیہوش ہوتی مخالف کی باہوں میں جھول گئ تو اس نے اسے پاس پڑے صوفے پر لٹایا۔

اور آنکھوں میں سُرخی لیے پلٹا اسکے دماغ کی تنی رگیں اسکے شدید طیش میں ہونے کا پتا دے رہی تھی۔

وہ جھپٹا اور فراز کو دو ہی سیکنڈ میں ادھموا کر ڈالا۔

.........سالے تیری ہمت کیسے ہوئی میر ابراہیم کی روحِ جاناں کو چھونے کی یہ ہاتھ تو آج تک میں نہیں لگا پایا۔

بول ہمت کیسے کی وہ پے در پے فراز کے منہ پر گھونسے مار رہا تھا روم ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے باہر آواز نہ جا سکی۔

فراز ادھموا ہوتا مسلسل معافی مانگ رہا تھا میر نے سامنے موجود ٹیبل سے پیپر ویٹ اٹھایا اور اسکے پاس بیٹھا۔

اسکی ٹائی گلے میں سے نکال کر اسکی منہ پر باندھی فراز مسلسل ہاتھ جوڑتا رحم کی اپیل کر رہا تھا لیکن سامنے والا شاید بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

میر نے ایک ہاتھ سے اسکی آواز کا گلہ گھونٹا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی طاقت لگاتے پیپر ویٹ سے اسکے ہاتھوں پر وار کرنا شروع کیا۔

انہیں.... انہیں ہاتھوں سے چھوا نا..... تو یہ ہاتھ..... اب سلامت کیسے رہیں گے ؟ عجیب جنونیت تھی ..

اور پھر جب فراز بیہوش ہو گیا تو اس نے اپنے کوٹ سے فون نکالا۔

گاڑی بیک ڈور کے پاس لاؤ فوراً وہ اپنے ڈرائیور پر چیختا میر ال کی طرف بڑھا جو ہوش و گرد سے بیگانہ پڑی تھی۔

میر نے اسکی پلس چیک کی جو بہت سلو تھی اسے اٹھاتا بیک ڈور کی طرف بھاگا۔

اس آفس میں میر ابراہیم کی موجودگی ایک راز تھی، ایسا راز جو مستقبل میں سب کی مشکلات بڑھانے والا تھا۔

....

مارک ایک دوشیزہ آج رات وہ سنجیدگی سے کہتا اپنی کرسی کو گھمانے لگا۔

But lucifer it's difficult to arrange a girl in this short time.... How.....is it pos.....

اسکا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی سامنے والا اسک منہ ہمیشہ کیلیئے بند کر چکا تھا۔

لوسیفر کے سامنے زبان درازی کا انجام دیکھ لیا تم سب نے وہ اس گیراج میں موجود سب کو انگلی دکھاتا بولا۔

سب سہم کر نظریں جھکائے بیٹھے تھے جو اپنے سب سے قابل اور بھروسہ مند انسان کو جو اس کا رائٹ ہینڈ تھا اسے ختم کر چکا تھا تو وہاں موجود باقی لوگوں کی کیا اوقات تھی۔

لوسیفر کو انکار پسند نہیں.... میرا حکم میری زبان پر آنے سے پہلے پورا کرو وہ بھاری قدم اٹھاتا سب کے سامنے جا کر بولا۔

دوسو کی تعداد میں وہاں گارڈز اپنے مالک کے خوف سے سر جھکائے کھڑے تھے۔

جیری ان ملازمین کا کیا بنا حکومت نے کوئی ایکش لیا اس نے اپنے ایک اور قابل شخص سے پوچھا۔

سر...او...و....وہ ابھی تک حکومت نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

ہاہا مجھے پتا تھا یہ پاکستانی حکومت کا ان میں اتنا حوسلہ نہیں رے کہ وہ لوسیفر کا مقابلہ کر سکیں۔ہاہاہاہا......وہ قہقہے لگاتا یہ بھول گیا تھا کہ ہر عورج کو زوال ہے۔

سر....وہ جیری پھر بولا

یہ تجھے ہتلانے کی بیماری کہاں سے پڑ گئی رے زبان سے سہی الفاظ نکال نہی تو بولنے کے قابل نہ چھوڑونگا رے ....

جی جی... سر وہ ایک شخص علی آپ سے ملنے کی زد میں ہے ہم کئی بار منع کر چلے ہیں لیکن سر وہ پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں اور سر وہ کہتا ہے کہ وہ لوسیفر کے لیے کام کرنا چاہتا ہے۔

ہاں تو اس بچے کو سمجھا دو کہ لوسیفر لشکر میں شیر لے کر چلتا ہے گیدڑ نہیں اور دوبارہ نظر نہ آئے کہیں۔

سر وہ کہتا ہے کہ لوسیفر کی مدد کرنے آیا ہے پاک آرمی آپ کے خلاف کچھ بڑا پلین کر رہی ہے تو وہ آپکی مدد کرنا چاہتا۔

ہاہاہا بچہ سمجھا ہے کیا رے مجھے مدد کرے گا۔

سر وہ کہہ رہا تھا کہ لوسیفر مجھ سے ملے گا تم سب کی ضرورت نہیں رہے گی اسے وہ اکیلا ہم سب کے برابر ہے۔

اچھا رے ایسا کیا تو بلا لے اسے بھی دیکھتے ہیں کتنا پانی میں ہے سالا....... لوسیفر کی ایک نظر پہچان جائے گی اسے۔

....

رابیل زارا اور اپنی امی سے ملنے کے بعد کافی اداس ہو گئی تھی۔

روٹی پکانے والے واقعے کے بعد دونوں اپنے اپنے خول میں دوبارہ سمٹ گئے تھے۔

اس وقت وہ اسلام آباد کے سفر پر روانہ تھے گازیان اس کی اداسی نوٹ کر چکا تھا اس لیے آہستہ سے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

رابیل جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچ چکی تھی حد میں رہو گازیان اعجاز یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔

تمہاری وجہ سے آج پھر ماما نے مجھے ڈانٹا ہے، زارا نے سمجایا ہے، کوئی تمہیں کیوں نہیں کچھ سمجھاتا، اب مجھے نفرت سی ہونے لگی ہے خود سے بھی تمہارے ساتھ رہتے رہتے۔

تنگ آگئی ہوں میں اس کا اتنا شدید ری ایکشن گازیان کی سمجھ سے باہر تھا۔

لیکن اگلے ہی لمحے رابیل کو سیٹ بیلٹ لگانی پڑی کیونکہ ماتھے پر بے شمار لکیریں اور سرخ آنکھیں اس کے شدید غصے میں ہونے کی گواہی دے رہیں تھی۔

وہ جتنا اس کے ساتھ نرم رویہ رکھ رہا تھا وہ اتنا ہی اس کے سر پر چڑھ کر ناچ رہی تھی۔

رابیل گازیان آواز دھیمی اور لفظوں پر غور کرو نہیں تو جلد پچھتانا پڑے گا تمہیں اس کی آواز رابیل کے کانوں میں گونجی اور پھر مکمل خاموشی چھاگئی۔

....

سوری سر ہم آپ کا پیشنٹ نہیں چیک کر سکتے آپ انہیں کسی اور ہاسپٹل لے جائیں وہ ڈاکٹر اپنی بات بول کر پچھتایا تھا کیونکہ اگلے ہی لمحے اسکا کالر میر کے ہاتھوں میں تھا۔

جان عزیز ہے تو فوراً چیک کر نہیں تو تو کہاں غائب ہو گا تجھے تیری سات پشتیں بھی نا ڈھونڈ پائیں گی۔

اور اگلے ہی لمحے میرال کا چیک اپ سٹارٹ ہو گیا تھا اب اسے سکون آور دوا دے کر ڈاکٹر خود میر کیساتھ بات چیت کر رہا تھا۔

سر.....وہ ....

کھل کو بولو ڈاکٹر تم نے میری میرو کا علاج کیا ہے تمہیں تو اب سو غلطیاں بھی معاف۔

ڈاکٹر اس کے پل پل بدلتے رویئے پر حیران ہوتا اسے موجودہ صورتحال بتانے لگا۔

میر صاحب آپکی پیشنٹ کو آج پھر پینک اٹیک ہوا ہے ایسا ہر بار ہوتا ہے جب کوئی ان کے پاس آتا ہے اور چھونے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا اس لیے ہے کیونکہ شاید کوئی حادثہ انکے دماغ پر اپنا نقش چھوڑ گیا ہے اور وہ ہر ایسی سٹوئیشن میں اپنے پاسٹ میں چلیں جاتی ہیں۔

کوئی انہیں ہاتھ لگائے ایسا تب ہی ہوتا ہے ان کو جلد اس چیز کو اوور کم کرنا ہو گا نہیں تو نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا۔

ہمم میر کے چہرے پر سوچوں کا جال تھا جبڑے خطرناک حد تک بھینچے تھے۔

اسکا کوئی حل ڈاکٹر کو سوکھے حلق سے اسے ہی دیکھ رہا تھا ہونٹوں کو تر کرتا بولا۔

جی سر انہیں عادی بنائیں کسی کی قربت کا، انہیں قریب کریں تاکہ وہ اپنے اس ٹروما سے نکلیں اور اپنے ڈر کو اوور کم کر سکیں انہیں قریب کریں خود سے، انہیں احساس کروائیں کہ وہ اکیلی نہیں ہیں، عادی بنائیں ٹچ کا لیکن آہستہ آہستہ۔

....

سر مبشر علوی آیا ہے نظامی کے سیکرٹری نے اسے بتایا تو کچھ لمحے وہ بول ہی نہ پایا۔

وہ حیران تھا کہاں مبشر علوی اس سے ملنے کو تیار نہ تھا اور اب خود اسکے آفس موجود تھا۔

جو بھی تھا یہ اسکی خوش قسمتی تھی اور پھر وہ ایم اے کی آؤ بھگت کرنے لگا۔

نظامی کام کی بات پر آتے ہیں میں یہ نیا پراجیکٹ شروع کر رہا ہوں اس میں تیس پرسینٹ شئر تمہارے ہونگے۔

نظامی اس کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔

اوکے تو ڈن رہا اب تو آنا جانا لگا ہی رہے گا مبشر علوی گھڑی پر وقت دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔

نظامی بھی اٹھتا بولا کبھی ہمارے گھر بھی تشریف لائیں مبشر صاحب ہمیں خاطر داری کا موقع دیں۔

ٹھیک ہے بہت جلد ملتے ہیں مبشر علوی کہتا جا چکا تھا لیکن نظامی پیچھے خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔

اب وہ گھر جا کر ایک چھوٹی سی پارٹی کرنا چاہتا تھا اور میڈیا کانفرنس بھی ایک تاکہ لوگوں کو اپنے اور مبشر علوی کے اس میلاپ کا بتا سکے۔

اور اس نے ایسا ہی کیا میدیا کچھا کچ تصویریں کھینچ رہا تھا۔

اس نے میرال کو بلایا اور اپنے ساتھ لگاتے سر پر پیار دے کر لوگوں کو اپنی رحم دلی کا ثبوت دیا۔

جی ناظرین ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ میرال سکندر، نظامیز کی سگی اولاد نہیں بلکہ انکی بیوی کی پہلے شوہر کی اولاد ہے۔

جو میرال کو پالنے سے انکار کر کے انہیں مسز نظامی کے پاس چھوڑ گئے اور پھر مسٹر نظامی نے انہیں کیسے سگی اولاد کی طرح پالا۔

نیوز کاسٹر اور بھی بہت کچھ بول رہا تھا لیکن وہ شخص نظامی کے منہ پر لاتعداد کراس لگاتا اب سیگریٹ پھونک رہا تھا۔

....

لوسیفر اس وقت اس علی نامی شخص کے سامنے بیٹھا تھا اور اسے جانچ رہا تھا۔

علی اپنی باتوں سے اسے امپریس کر گیا تھا اور ایسا لوسیفر کے ساتھ بہت کم ہوا تھا اس پیشے میں آنے کے بعد۔

تو تم میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو؟ لوسیفر اب سیدھا ہوتا مدعے پر آیا تھا۔

میں بس آپ کی طرح ایک بڑا آدمی بننا چاہتا جس کی وحشت سے دنیا ڈرے میں لوگوں پر اپنا دھاک بٹھانا چاہتا، میں چاہتا ہوں لوگ جھکے میرے آگے، ڈرے مجھ سے اور جو میری بات نہ مانے .....

ناما نے ؟لوسیفر ابرو اچکاتا پر تجسس ہوتا بولا۔

تو اسے اگلی سانس لینے کا کوئی حق نہیں وہ سفا کیت کی حد پار کرتا بولا۔

Hahaha welcome to my world... I'm the lucifer, the shaitan, the devil of this world......

تم لوسیفر کو پسند آئے لیکن ایک امتحان اور لوسیفر تمہیں اپنے گینگ میں شامل کر لے گا لیکن آزمائش شرط ہے ایلی .....

علی.... علی نام ہے میرا وہ سنجیدگی سے بولتا لوسیفر کی بات کاٹ گیا۔

آس پاس موجود گارڈز نے اس پر گن تانی تھی کیونکہ لوسیفر کی بات کاٹنا گناہ کے مترادف تھا وہاں۔

لیکن لوسیفر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں دور جانے کا بولا۔

آؤ وہ اسے نیچے ایک خوفیہ جگہ پر لا یا جہاں اندھیرے کا راج تھا سامنے موجود دروازہ بند تھا۔

اب دروازہ کھلتے ہی جو شخص سب سے پہلے تمہارے سامنے آیا یہ فائر سیدھا اس کے دل پر لگنا چاہیے۔

علی اب تک کی گفتگو میں پہلی بار خاموش ہوا تھا یہ بات اس نے محسوس ہونے سے پہلے ہامی بڑھ لی۔

کوئی ایک ملازم ! ! لوسیفر کے ایک اشارہ کرنے پر اندر پیغام بھیج دیا گیا تھا۔

علی نے ٹریگر پر اپنی انگلی کا دباؤ بڑھایا اور سامنے موجود شخص کا چہرہ دیکھتے ہی فائر کھول دیے۔

اب وہ مسکراتا مڑا تھا لیکن وہاں حال میں سکتہ چھا گیا کیونکہ سامنے لوسیفر کا بھانجا ئی دنیا کے سفر کو نکل چکا تھا۔

گُڈ! امپر یسو و بیشک اس کا میرا خون کا رشتہ تھا لیکن میرے کسی کام کا نہیں تھا رے سالا اور لوسیفر تو وہ شیطان ہے جس کیلیئے احساس اور خون کے رشتے کوئی معنی نہیں رکھتے۔

کل رات ایک بجے تم یہاں موجود ہو علی کا کندھا تھتھپا تا وہ نکلتا چلا گیا۔

اور علی تاسف سے سر گھماتا واپسی کیلیئے مڑ گیا۔

....

اس وقت فردوس سکندر ایک ہوٹل میں اپنے دیوانے کے ہمراہ بیٹھی خوش نظر آرہیں تھی۔

ناز میں نے تمہیں بہت مِس کیا وہ مخالف کا ہاتھ تھامتی بولی۔

میں نے بھی فری اور دیکھو اب تمہارے سامنے ہوں بس اب تم اس سکندر سے طلاق لو۔

وہ نہیں دے گا طلاق اور دے بھی دی تو اس کی جائیداد کا کیا ہاں میں ایسے نہیں چھوڑونگی اسے۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے اب میں آگیا ہوں نا سب سیٹ کر دونگا اس دولت پر صرف تمہارا حق ہے اور وہ میں تمہیں دلوا کر رہوں گا۔

وہ کیسے ناز وہ لجاجت سے بولتی اسکے قریب ہوئیں۔

ڈارلنگ اگر وہ اس دنیا میں ہی نہیں رہے گا تو اس کی جائیداد آٹو میٹیکلی تمہاری ہو جائے گی سمجھو۔

لیکن اسے مارنا ......

ارے سوچو مت یہی ایک راستہ ہے ایسے وہ تمہیں طلاق نہیں دے گا اور میں اور تم ایک نہیں ہوں گے۔

ساتھ تو پھر بھی رہ لیں گے لیکن میں تمہارے ساتھ ایک عیش بھری زندگی گزارنا چاہتا وہ فردوس سکندر کا ہاتھ تھامتا بولا۔

مجھے منظور ہے میں ہمارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں وہ ایک دم فیصلہ کرتے بولی۔

اور تمہاری بیٹی ناز کو یاد آیا تو وہ فوراً بولا۔

ارے اس منحوس کو یہیں کسی بیورو میں چھوڑ جائیں گے وہ اپنی ہی اولاد کے لیے ایسی بات کرتی کہیں سے بھی شرمندہ نہیں تھیں۔

تو ٹھیک ہے پھر پلین سمجھاتا ہوں میں تمہیں جلد ہی فلحال میری بات سنو تم .....

....

میرال کو آہستہ آہستہ ہوش آرہا تھا وہ اس وقت ہاسپٹل میں اکیلی تھی یہ بات حیرت انگیز تھی اس کے لیے۔

جو اسے لایا تھا وہ پیمنٹ کر کے چلا گیا تھا نرس کے مطابق۔

بیہوش ہونے سے پہلے اس نے خود کو کسی کے حصار میں پایا تھا لیکن وہ چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی لیکن جو آج اس کے ساتھ ہوا تھا اس نے اسے خوف زدہ کر دیا تھا۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں الجھی تھی کہ دروازہ کھل کر بند ہوا اور ایک شخص اندر داخل ہوا۔

سامنے کوئی اور نہیں مبشر علوی سنجیدہ سا کھڑا اسکا حال احوال پوچھ رہا تھا۔

میرال نے نظر اٹھا کر دیکھا تو دیکھتی رہ گئی۔

بلیک ٹو پیس میں وہ کھڑا شخص مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا سفید رنگ جس میں سرخ رنگ کی امیزش تھی کیونکہ اسکے گال ہلکے سرخ تھے لمبا قد بھاری سراپا جیسے وہ روز جم کرتا ہو، ہیزل گرین آنکھیں، ہلکی بیرڈ اور باریک بھینچے ہوئے ہونٹ۔

وہ اسے خود کو دیکھتا محسوس کرتی شرمندہ ہوئی۔

مبشر علوی کو جلد ہی اسکی اس حالت کا پتا چل گیا تھا کیونکہ فراز کے دوست اسے نہ ملنے پر ڈھونڈنے لگے تو وہ اسے اپنے ہی کیبن میں ملا۔

یہ سب اسے ولید نے بتایا تھا اور پھر اس کی اس حالت کا زمہ دار کون تھا اس سے سب انجان تھے فراز کو فوراً ہوسپٹل شفٹ کیا گیا تھا۔

اور اب وہ خود اپنے آفس کا جائزہ لینے آیا تھا اور سی سی ٹی وی فوٹیج نے اسے چونکا یا تھا۔

اس کے آفس میں اتنی غیر اخلاقی حرکتیں ہو رہی تھی وہ بھی کسی عورت کیساتھ یہ اسے پسند نہیں آیا تھا فراز کو بعد میں پوچھنے کا ارادہ کرتے وہ اپنے سیکرٹری کی طرف متوجہ ہوا۔

جس شخص نے اس کی مدد کی تھی وہ اتنا ہوشیار تو تھا کہ کیمرے کی آنکھ سے خود کو بچایا تھا اس نے۔

اسکا چہرہ کہیں بھی واضح نہ تھا یہ حیرت کی بات تھی۔

اور دوسری حیرت کی بات یہ تھی کہ کوئی اسے ٹیکس کر کے میرال کے ہوسپٹل کا نام بھی بتا چکا تھا۔

یہ سب اسے الجھا گیا تھا خیر یہ سب بعد میں دیکھنے پر رکھتا وہ ہوسپٹل کیلئے نکل پڑا۔

اب وہ سامنے موجود تھا آہستہ آہستہ چلتا اس کے پاس آیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

مجھے افسوس ہے اس پر جو آپ کے ساتھ ہوا مس میرال سکندر وہ بھاری آواز میں بولا۔

میرال نے اس کی آواز میں ہمیشہ سے ایک روب محسوس کیا تھا۔

سر...م....میں....یہ....جاب.. نہیں کرونگی...وہ... شخص پھر سے میر....میرے قریب وہ رک رک کر بولتی مقابل کو حسین لگی تھی۔

بلاشبہ سامنے موجود لڑکی معصومیت کا پتلا تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ آج ہوسپٹل میں تھی۔

ایسا آپ نہیں کر سکتی مس میرال سوری ٹو سے کام تو آپ کو اب یہیں کرنا پڑے گا۔

سر.....میری...ایجوکیشن بہ.....بہت...کم...ہے...میں...کیسے آپکی سیکرٹری وہ کئی دنوں سے زہن میں پلنے والے سوال کو زبان پر لے آئی تھی۔

ایجوکیشن سے مجھے فرق نہیں پڑتا اور میں اپنے فیصلوں میں کسی کی وجہ سے ردوبدل نہیں لاتا۔

فراز نے جو کیا اس کے لیے اس کی سزا یہی ہے کہ وہ اب آفس نہیں آئے گا ایسے لوگوں کی میرے آفس میں کوئی ضرورت نہیں جو عورت کی عزت نہ کر سکے اور آپ کو دیکھنے اس لیے آیا کیونکہ ایک باس ہونے کے ناطے یہ میرا فرض تھا۔

آپ کا بل وہ شخص پے کروا چکا ہے آپ کے گھر انفارم بھی کر دیا گیا ہے اس لیے اب میں چلتا ہوں۔

کیا فرق پڑتا.....ہ...ہے...کوئی...لینے نہیں آئے گا اس کے الفاظوں نے مبشر علوی کو ٹھٹھکنے پر مجبور کیا تھا۔

کیا مطلب کون آئے گا؟ گھر سے ہی کوئی آئے گا اس کی بھاری سنجیدہ آواز پھر کمرے میں گونجی میرال نے اب کی بار خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

سر آپ اپنی پیشنٹ کو گھر لے جا سکتے ہیں اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا نرس نے اندر آتے انہیں مخاطب کیا۔

چلیں مس میرال میں ہی آپ کو چھوڑ دیتا ہوں وہ اسکی طرف دیکھتا کھڑا ہوتا بولا۔

نہیں سر...تھینک یو می..میں چلی جاؤنگی وہ بھی بستر سے اترتی بولی۔

کم آن ! مس میرال ہر مرد کو ایک ترازو میں نہیں تولتے آئیں میرے ساتھ آپکی فیملی ناجانے کب تک پہنچے وہ اسے بولتا باہر نکل گیا۔

میرال نے بھی جانا مناسب سمجھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ شام تک بھی یہاں رہی تو اس کے گھر کا کوئی شخص نہیں آئے گا۔

....

وہ اسلام آباد پہنچ گئے تھے دونوں گاڑی سے اترتے خاموشی سے اندر بڑھ گئے گھر نا چھوٹا تھا اور نہ بہت بڑا اور نہ زیادہ صاف اس لیے انہیں پہلے صفائی کرنی تھی۔

دو کمرے تھے، ایک سٹور روم ایک کچن باہر چھوٹا سا ٹی وی لاؤنج اور باہر چھوٹا سا گراج اور ایک طرف لان۔

وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے رابیل دوسرا کمرہ دیکھتے ہی بہت کچھ سوچ چکی تھی۔

گازیان کے واشروم میں جاتے ہی وہ دوسرے کمرے میں اپنا سارا سامان لے آئی۔

گازیان واشروم سے باہر آیا تو اس کی توقع کے مطابق کمرے میں نہ رابیل تھی اور نہ اسکا سامان۔

وہ غصے سے دوسرے کمرے میں داخل ہوا تو رابیل واش روم سے ٹراؤزر شرٹ میں باہر نکلی۔

کیا تماشا ہے یہ ؟ گازیان اسے دیکھتا بولا۔

میں اب سے اسی روم میں رہوں گی وہ اسے جواب دیتی کمرے میں موجود گرد سے اٹے سنگھار میز کے سامنے کھڑی ہوئی۔

گازیان تن فن کرتا اسکے پاس آیا اور اسکا بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا ابھی اکے ابھی سامان اٹھاؤ سارا اور کمرے میں چلو۔

یہ کوئی فلم نہیں چل رہی جو تم یہاں اکیلی رہو گی اور میں تمہیں مناتا پھرونگا۔

گھٹیا سوچ ہے تمہاری گازیان اعجاز میں نے کب کہا مجھے مناتے پھرو اور میں یہیں رہوں گی کیا کر لو گے ؟ وہ ہاتھ کمر پر ٹکاتی اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

گازیان تو اس کی زبان کے جوہر دیکھ رہا تھا بس اور پھر اسے گھسیٹتا اپنے ساتھ ، ساتھ والے کمرے میں لایا۔

یہیں رہو گی اب تم نہیں تو خالہ ماں کو فون کر کے تمہاری کرتوتوں کا بتاتا ہوں اسکی یہ دھمکی کارآمد ثابت ہوئی تھی کہ رابیل سامنے موجود صوفے سے کپڑا ہٹاتی بیٹھ گئی۔

اور ہاں یہ کیسے کپڑے پہنے ہیں تم نے گازیان نے اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھتا بولا۔

او تو اب میرے پہناوے پر بھی پرابلم ہے مسٹر گازیان کو ہوتی ہے تو ہوتی رہے میں ہمیشہ سے ایسے ہی کپڑے پہنتی آئی ہوں وہ اپنے ٹراؤزر شرٹ کی طرف اشارہ کرتی بولی۔

اور آگے بھی یہی پہنوں گی تمہیں پرابلم ہے تو ہوتی رہے مجھے قطعی فرق نہیں پڑتا۔

وہ اس کے پاس آتا اس پر جھکتا اپنی سرخ آنکھیں اس پر گاڑھتا بولا حد میں رہو اپنی رابیل گازیان بہت زبان چلنے لگی ہے تمہاری اور پہن لو یہی سب میں نے کب منع کیا ہے اور جھٹکے سے اسکی شرٹ کا اوپری بٹن کھینچ کر توڑ دیا۔

جاہل انسان !...رابیل نے جھٹ سے اپنی شرٹ پر ہاتھ رکھا بیشک گلہ ڈیپ نہ تھا لیکن گازیان اسے غصے کی یہ حرکت اسے غصہ دلا گئی تھی۔

اٹھو چلو صفائی کریں وہ اسے نیا حکم سناتا پیچھے ہوا۔

میں نہیں کر رہی کوئی صفائی وغیرہ کام والی رکھو اور اگر تمہارے چھوٹے سے سٹور کی آمدنی اجازت نہیں دیتی تو اپنی خالہ ماں کو بولو وہ ارینج کر دیں گیں۔

اس کا مزاق اڑاتا انداز گازیان کے غصّے کو ہوا دے گیا تھا وہ غصے سے باہر نکل گیا۔

تو رابیل نے بھی اوں ہوں جان چھوٹی کرتے گہری سانس خارج کی لیکن اس کا یہ سکون چند سیکنڈ کا تھا۔

کیونکہ اگلے ہی لمحے گازیان جھاڑو پکڑے اسے بھی کھڑا کر چکا تھا۔

یہ پکڑو اور شروع ہو جاؤ اگر رات کا کھانا کھانا چاہتی ہو تو کیونکہ تمہارے باپ کا میں ملازم نہیں ہوں کہ مہرانی صاحبہ کو کھانا پیش کروں۔

کھانا کھانا ہے تو کام کرو یہ کمرہ تو صاف کرو باقی صبح دیکھیں گے۔

میں ڈنر کی تیاری کرتا ہوں تب تک کیونکہ تم نالائق کو تو کچھ آتا نہیں پوہڑ ہو ہر کام میں وہ ہر بات میں اسے طنز مارتا باہر نکل گیا۔

رابیل کو بہت بھوک لگی تھی اتنا لمبا سفر اور اس غریب نے راستے میں بھی کچھ نہیں کھلایا تھا اور اب اس کے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔

اس نے بے دلی سے صفائی کرنا شروع کیا کیونکہ گازیان اعجاز سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اسے واقعی ساری رات بھوکا رکھتا۔

....

میرا اپنی میرو کے جانے کے بعد زیادہ ہی خاموش ہو گیا تھا چپ چپ سا سنجیدہ سا۔

میرو سے وہ روز بات کرتا اور اس سے پوچھتا کہ اس نے کوئی دوست بنایا ہے یا نہیں اور شاید میرو نے اب تک واقعی ہی اسکے ڈر سے کوئی دوست نہیں بنایا تھا۔

آج وہ اداس تھا کیونکہ میرو کو چوٹ لگی تھی اور وہ بھی روتا اپنے ماں باپ کو حیران کر گیا تھا۔

وہ جھولے سے گر گئی تھی جس کی وجہ سے اسکا سر پھٹ گیا تھا۔

میر حیدر میر کی حالت دیکھتے پریشان تھے وہ بچہ نہیں تھااور وہ اب تک کی پندرہ سالہ زندگی میں بہت کم رویا تھابلکہ رولاتا آیا تھا۔

انہوں نے پیار سے اسے پچکارااور سمجھایا کہ اس کی میر و وہاں ٹھیک ہے اور وہ وقتی طور پر ٹھیک بھی ہو گیا تھا۔

لیکن اس کی خاموشی اور آنکھوں کے گرد ہلکوں کی وجہ تین دن بعد پتا چلی جب وہ بخار میں تپتا پایا گیا۔

مسٹر اور مسز سکندر کے ہاتھ پاؤں پھول گئے جب ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ کسی چیز کا سٹریس لے رہا ہے۔

ان دونوں کی جان بستی تھی میر میں اور انہوں نے اگلے ہی دن کے لندن کے ٹکٹس بک کروائے وہ اپنے بیٹے کی حالت اور ایسی نہیں دیکھ سکتے تھے۔

انہوں نے میر و کے لیے اس کی دیوانگی نوٹ کی تھی لیکن اس حد تک وہ خود بھی حیران تھے ان کا بیٹا چھوٹی سے عمر میں عشق کا روگ پال بیٹھا تھا جس سے وہ انجان تھا۔

خیر میر وہاں جانے کا سنتے ہی خوش ہو گیااور اب پہلے سے بہتر تھااور اس وقت ائیر پورٹ پر میر و کا انتظار کر رہا تھا۔

لیکن وہ ٹیوشن پڑھنے گئی تھی اس لیے اسے پِک کرنے نہیں آئی اس بات پر میر کا منہ پھول چکا تھا۔

سکندر حیات اپنے جگری یار سے مل کر بہت خوش تھے۔

میر کی یہ حالت دیکھنے کے بعد وہ ان کے نکاح کا فیصلہ کر چکے تھے جو ہونا تھا یا نہیں یہ تو وقت بتانے والا تھا۔

....

جاری ہے-------------

I'M TRULLY YOURS

علی آج پھر لوسیفر کے ساتھ موجود تھا اسے اتنے دنوں میں اندازہ ہو گیا تھا کہ لوسیفر کو شہاب میں اور شباب میں بے حد دلچسپی تھی۔

وہ نشہ کرتا تھا اور وہ بھی بہت ہیوی لیکن کبھی کبھار۔

اسکی ایک قریبی گرل فرینڈ تھی مارتھا جو کہ ایک ہندوستانی تھی ویسے تو وہ لڑکیاں بدلتا رہتا تھا لیکن مارتھا ہمیشہ وہیں اسکے ساتھ موجود ہوتی تھی۔

علی کافی حد تک اسکے ساتھ رہتا تھااور کئی بار اسکا بھروسہ جیت چکا تھا لیکن لوسیفر اب بھی اسے زیادہ قریب نہیں رکھتا تھا۔

علی آج تمہارا ایک اور امتحان ہے اسے اس کے ملازم نے آکر بتایا کہ لوسیفر اس کا انتظار کر رہا ہے وہ فوراً اس کے پاس پہنچا۔

جی حکم کریں آئی ہوپ میں آپ کے کسی کام آپاؤ وہ سر اٹھا کر بولا۔

یہی جزبہ چاہیے ایلی او علی خیر آج کراچی کے ساحل سے ایک ٹرک آنا ہے ہمارے مال کا لیکن ہر جگہ ناکا بندی ہے جس کی وجہ سے وہ مال پچھلے دو دن سے اٹکا ہے میں چاہتا ہوں یہ کام تم کرو تاکہ ہم مال وقت پر ڈیلیور کر پائیں۔

سر رات تک کا وقت دیں ایک اچھی خبر آپ کی منتظر ہو گی۔

اگر تم کامیاب رہتے ہو تو لوسیفر کے رایٹ ہینڈ کا خطاب تمہارا۔

جی وہ ابھی بولا تھا کہ مارتھا دروازہ کھول کر اندر آئی اور لوسیفر کیساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔

اس کا چست لباس اسے نہایت واحیات دکھا رہا تھا۔

اچھا اب مجھے اجازت دیں میں نکلتا ہوں وہ کہتے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈارلنگ کیا تم نے اسے میرا نہیں بتایا کہ میں کون ہوں مارتھا لوسیفر کا کالر چھیرتی بولی۔

ابھی کروادیتا ہوں لوسیفر نے مسکرا کر مارتھا کا ہاتھ تھاما شاید وہ پہلی شخصیت تھی یہاں جسے دیکھ لوسیفر مسکرایا تھا۔

علی یہ ہے مارتھا میری بیوی لوسیفر نے اسکا تعارف کروایا تو علی ٹھٹکا کیونکہ اسکی انفارمیشن کے مطابق لوسیفر غیر شادی شدہ تھا اور مارتھا گرل فرینڈ تھی اس کی۔

وہ حیرت سے نکلتا اس کے آگے ہاتھ بڑھاتا ہیلو بولا تو مارتھا آگے بڑھ کر اسکے گلے لگ گئی حیرت کا شدید جھٹکا لگا اسے جب لوسیفر نے بھی مسکرا کر گلاس تھام کر نظر انداز کیا۔

وہ اجازت لیتا نکل آیا لیکن وہ پیچھے اپنی ٹیم کو سرزنش کرنا نا بھولا تھا جنہوں نے اسے اس اہم خبر سے آگاہ نہیں کیا تھا۔

....

وہ صبح کا نکلا اب واپس آیا تھا رابیل دوبارہ نیند پوری کر چکی تھی بھوک نے جب شدت اختیار کی تو اس نے کچن کا رخ کیا۔

صاف ستھرا چمچماتا کچن رہنے والے کے زوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

یہ تو اچھا خاسہ کام والا ہے وہ خود ہی بول کر اپنی بات پر قہقہہ لگا گئی۔

اور پھر کیبنز چیک کرنے لگی سامنے ہی نوڈلز کے چار پیکٹ موجود تھے۔

اس نے وہی نکالے ایک ہی تو چیز تھی جو اسے بنانی آتی تھی فریج میں سے سبزیاں نکال کر کاٹنے لگی۔

کہ باہر کا دروازہ کھل کر بند ہوا اور پھر کچھ ہی لمحے بعد غازیان نمودار ہوا۔

وہ اسے کچن میں دیکھ کر حیران ہوا پاس آکر دیکھا تو میڈیم نوڈلز بنا رہی تھیں۔

میں بھی یہیں کھاؤ گا وہ کہتا اپنے کمرے میں غائب ہو گیا۔

رابیل منہ کھولے اسکی پشت کو گھورتی رہی اور پھر باقی کے دو پیکٹ بھی پیر پٹکتی بوائل کرنے لگی۔

اگلے پندرہ منٹ میں وہ نوڈلز تیار کرتی کمرے میں لے کر داخل ہوئی۔

گازیان نے جلدی سے میل سینڈ کی اور لیپ ٹاپ سائڈ کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

تمہارے سٹور کے کاموں میں لیپ ٹاپ بھی یوز ہوتا ہے وہ حیرت سے بولی کیونکہ اس نے پہلی بار اسکا لیپ ٹاپ دیکھا تھا۔

ہاں تو اس میں کون سی بڑی بات ہے وہ اسے جواب دیتا اپنے باؤل میں سے نوڈلز کھانے لگا جو کافی مزیدار تھی۔

لیکن اپنے اوپر رابیل کی نظریں محسوس کرتا چونکا۔

اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو اپنے وائٹ شرٹ کے کالر کے نیچے سرخ رنگ کی لیپسٹک کا نشان نظر آیا۔

اس نے جلدی سے وہ شرٹ اتار کر سائڈ پر رکھی اور خاموشی سے نوڈلز کھانے لگا۔

رابیل ششدد سے اسے دیکھ رہی تھی اور پھر اس پر جھکتی اس کا کالر تھام گئی۔

او تو اس لیے گھر سے سارا سارا دن غائب رہتے ہو اس کا یہ جملہ غازیان کو ٹھٹکا گیا۔

کہنے کا مطلب کیا ہے تمہارا اب وہ اس کی طرف دیکھتا بولا۔

یہ ہے تمہاری حقیقت غازیان اعجاز کل میرے کپڑوں پر تو بڑا اعتراض اٹھایا تھا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا ہے تم نے تم کیا کرتے پھر رہے ہو ماما نے کیسا شخص چنا ہے میرے لیے میں ابھی انہیں فون..... وہ تیزی سے اٹھی لیکن اگلے ہی جھٹکے سے وہ گازیان کے برابر موجود تھی۔

اوقات میں رہو رابیل میں کچھ بول نہیں رہا تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم حد پار کر جاؤ...

میں... میں کر رہی ہوں حد پار؟ حد تو تم اپنی بھول گئے ہو غازیان اعجاد میرے حسیب کا نام لینے پر کیسے ری ایکٹ کیا تھا تم نے کیسے بھونچال آگیا تھا اب کیا کہو گے اپنی صفائی میں؟

رابیل جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا کچھ نہیں ہے یار یہ تو ایک کولیگ ملی تھی تو اسکی لپسٹک....

تو اس چھوٹے سے سٹور کی فی میل اسٹاف سے اتنا فری ہو تم کہ وہ تم سے گلے لگ کر ملتی ہیں وہ جانتی تھی اس کا سٹور کوئی بہت چھوٹا نہیں ہے وہ اچھا کھاسا کماتا ہے یہ اسکے اوڑھنے اور رہن سہن سے پتا چلتا تھا۔

اس سے زیادہ میں وضاحت نہیں دوں گا تمہیں وہ اس کا ہاتھ چھوڑتا بولا۔

کیونکہ کہنے کو کچھ اب بچا نہیں تمہارے پاس غازیان کاش ہماری شادی نہ ہوئی ہوتی ہم بہت مختلف لوگ ہیں ہماری کبھی نہیں بن پائے گی ماما کا فیصلہ بہت غلط تھا میرے حق میں میں اوپن مائنڈڈ ضرور ہوں لیکن اپنی حد کبھی نہیں بھولی لیکن........ وہ آنسو صاف کرتی باہر بھاگ گئی۔

وہ آج پہلی بار غازیان کے سامنے روئی تھی۔

ڈیم اٹ اس نے سامنے پڑے واز کو ہاتھ مار کر گرا دیا اور اضطراب میں بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

انکے رشتے میں بدگمانیاں بڑھتی جا رہیں تھی جو کم از کم وہ تو نہیں چاہتا تھا اس نے رابیل سے معافی مانگنے کا سوچا وہ اپنے رشتے کو مزید خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

....

میر اپنی میرو سے ملنے پہنچ گیا تھا اور وہ اب تک ٹیوشن سے ہی نہیں آئی تھی وہ بے صبری سے انتظار کرتا باہر گیٹ کے پاس کھڑا تھا۔

سکندر حیات اسے ایسا کرتے دیکھ مسکرا دیئے بیشک ان کی بیٹی کے حق میں کیے جانے والا اُن کا فیصلہ غلط نہیں ہونا تھا۔

وہ واپس آگئی تھی اسے آتا دیکھ فوراً سے میر نے اسے گلے لگایا تھا میرو دیکھو میں آ گیا تمہارے لیے وہ جزبانی ہوتا فوراً سے بولا۔

بابا بابا ہوا زہی؟ وہ چیخ کر اپنے باپ کو بلاتی اسے حیران کر گئی تھی۔

ہی از یور فرینڈ میرو سکندر حیات اسے گود میں اٹھاتے بولے۔

نہیں یہ میرا دوست نہیں ہے بابا اس نے جاتے وقت مجھے ڈانٹا تھا اور لڑکے کو بھی مارا تھا اس نے مجھے یہاں دوست بھی نہیں بنانے دیئے ڈیڈ ہی از آ بیڈ بوئے آئی ہیٹ ہم وہ ان کی گود سے اترتی اندر بھاگ گئی۔

میر کے زہن میں صرف ایک ہی جملہ گردش کر رہا تھا اور وہ تھا آئی ہیٹ ہم، آئی ہیٹ ہم......

میر پریشان مت ہو بچی ہے اور اب تو تم آ گئے ہو جب تک یہاں ہو اس کا دھیان رکھو اب ہمیشہ کیلئے میر و آپ کی زمہ داری ہے۔

جی انکل میں بہت دھیان رکھو گا میر ابراہیم نے یہ بات زہن میں کہیں نقش کر لی تھی کہ میرال سکندر اس کی زمہ داری ہے جس میں وہ کبھی کوئی غلطی نہیں کرے گا۔

سکندر مجھے امید ہے ہم تمہاری پرنسس کا صحیح سے خیال رکھ پائیں گے میر حیدر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولے۔

بس اسی امید پر میں سکون کی نیند سو پاتا ہوں حیدر کہ میرے بعد اگر کوئی خون سے بڑھ کر رشتہ میرے پاس ہے تو وہ ہے میر حیدر وہ نم ہوتی آنکھوں سے ان کے گلے لگ پڑے۔

یہ کیسی باتیں کر رہے ہو سکندر میری عمر بھی میرے یار کو لگ جائے۔

حیدر میں نے اپنی وصیت کر دی ہے سکندر حیات نے آہستہ آواز میں کہا۔

پر اتنی بھی کیا جلدی ہے سکندر؟ وہ تھوڑا پریشانی میں بولے ان کا دوست آج بہت عجیب برتاؤ کر رہا تھا۔

پتا نہیں ! میری بیوی اپنی سگی اولاد کی نا ہو سکی حیدر میری دعا ہے کہ رب العزت ان جیسی ہر ماں کو بے اولاد رکھے جو اپنی اولاد کو بھی پیار نہ دے سکیں۔

اور پھر فردوس کی باتیں جوں کی توں بتادی جو انہوں نے سنی تھی۔

خدا سب ٹھیک کرے گا سکندر تمہارا یار آ گیا ہے نا اب سب ٹھیک کر دے گا اور میں تحریم سے کہتا ہوں وہ فردوس بھابھی کو کچھ سمجھائے۔

نہیں حیدر جو لوگ آخرت کو بھول جاتے ہیں ان کی لگامیں صرف رب کھینچ سکتا ہے اور کوئی نہیں۔

....

کیپٹن غازیان مشن کہاں تک پہنچا اس کے ائیر پیس میں آواز ابھری۔

سر لگن جاری ہے امید ہے کامیابی ملے گی وہ آنکھوں میں چمک لیے بولا۔

وہ اس وقت ہیڈ کواٹرز میں بنے اپنے مشن کے لیے مختص کیے روم کیطرف بڑھ رہا تھا جہاں اس کے چند ٹیم میمبرز اسی کے انتظار میں تھے۔

کچھ ہی دن ہیں غازیان پریشر بڑھتا جا رہا ہے حکومت کو بہت مشکل سے خاموش کروایا ہے ہم نے اور ان ملازمین کے تمام گھر والوں کو بھی۔

اور میں نے سنا ہے ایک کو تم شوٹ کر چکے ہو کیا جان کی قیمت اتنی سستی ہو گئی ہے؟

نہیں سر آپ تک آدھی انفارمیشن پہنچائی گئی ہے وہ اس کا خود کا بھانجا تھا جو نشے کی حالت میں ملازمین پر اپنا غصہ نکال کر نکلا تھا۔

گارڈ نے اسے باہر جانے پر روکا بھی کیونکہ لوسیفر نے کسی ملازم کو باہر بھیجنے کا حکم دیا تھا لیکن وہ خود کے نشے میں خود کی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا سر۔

اور جان کی قیمت بھی خوب کہی آپ نے سر ہم کون ہوتے ہیں قیمت لگانے والے سر اس شخص پر زیادتی کے بیشمار کیسسز تھے میں کیسے اس شخص کو چھوڑ دیتا جس نے میرے ملک کی عورت کی عزت کی دھجیاں اڑائیں ہوں۔

آیئم پراؤڈ آف یو غازیان آئی ہوپ اس مشن کے حوالے سے ایک اچھی خبر منتظر ہو مستقبل کے دنوں میں سب کے لیے۔

انشاءاللہ سر اور لائن ڈسکنیکٹ ہو گئی۔

اب وہ اپنی ٹیم ممبرز کی خبر لینے کے لیے روم میں داخل ہوا تو سب چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔

....

مبشر علوی کی گاڑی سے میرال کو اترتا دیکھ نظامی کو صدمہ ہوا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ جاتا میرال اسے کچھ بول رہی تھی اور یقیناً وہ اسے اندر آنے کی دعوت دے رہی تھی۔

جو دوسری طرف سے قبول بھی کر لی گئی تھی۔

وہ اندر آیا تو میرال کے بتائے بغیر ہی ڈرائینگ روم کی اور بڑھ گیا میرال جو اسے گائیڈ کرنے لگی تھی حیرانی سے اسے دیکھتی کندھے اچکاتی ملازمہ کو کھانے کا انتظام کرنے کا کہنے لگی۔

ارے ہمارے تو بخت جاگ گئے مبشر صاحب آج ایم۔اے موجود ہے نظامی مینشنز میں شوکت نظامی مکھن لگاتا بولا۔

بس آنا پڑا آپ کی بیٹی کو چھوڑنے آیا تھا تو انہوں نے دعوت دی اور میں انکار نہ کر سکا۔

نظامی کے چہرے پر اب میرال کو دیکھتے حیرانی ابھری تھی جو وہیں آ گئی تھی۔

آپ دونوں ایک دوسرے کو کیسے جانتے ہیں؟ شوکت نظامی بولا۔

یہ میری پرسنل سیکرٹری ہیں اب سے شاید آپ کو معلوم نہیں مبشر علوی انہیں پے در پے حیران کر رہا تھا،

لیکن یہ پڑھی ہی کتنا ہے جو آپ نے اسے خیر اور سنائیں پراجیکٹ کا کیا بنا۔

وہ حیرت کو کم کرتے مدعے پر آئے کیونکہ باقی کی انفارمیشن وہ خود میرال سے اچھے سے لے سکتے تھے۔

بس سائڈ دیکھ لی ہے کام بھی جلد شروع ہو جائے گا اور آپ کہاں چلی اپنے مہمان کو کمپنی نہیں دیں گی؟ وہ نظامی کو جواب دیتا آخر میں میرال کو مخاطب کرتا بولا۔

میرال بھی انگلیاں چٹکھاتی وہیں سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ گئ نظامی کی نظریں کو وہ خود پر واضع محسوس کر سکتی تھی۔

ہیل کی ٹک ٹک پر سب متوجہ ہوئے تو لائبہ جو سیدھا کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی اس حسین مرد کو دیکھتی وہیں آ گئی۔

نظامی نے اسے ساتھ بٹھا کر اس کا ماتھا چوما۔

ہیلو مسٹر وہ نظامی کا مبشر علوی کا آیز آ بزنس پرسن تعارف کروانے پر بولی اور مبشر علوی کو کون نہیں جانتا تھا۔

اسلام علیکم وہ مخالف کو تھوڑی تمیز سکھا گیا تھا آئ گیس آپ میرال کی بڑی بہن ہیں؟

جی.......

نہیں یہ میرال میری اولاد نہیں لائبہ میری بیٹی ہے لائبہ شوکت نظامی ابھی وہ بات مکمل کرتی کہ نظامی اس کا مکمل تعارف کروا گیا۔

او اچھا سیڈ میں بھی کہوں شکلیں نہیں ملتی میرال کافی سادہ ہیں وہ میرال کی طرف اشارہ کرتا بولا جو اپنے آپ کو اب اس ماحول میں ان کمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی۔

لائبہ نے غصے سے اپنے باپ کو دیکھا۔

ہاں یہ سادہ ہے کیونکہ شرمندہ رہتی ہے اپنی باپ کی حرکتوں پر وہ بیچارہ خود تو چلا گیا لیکن اسے ہمارے پاس چھوڑ گیا کہ ہم خدا کے واسطے اس کو رہنے کی جگہ دیں۔

لیکن دیکھو عیش کر رہی ہے یہاں شوکت نظامی میرال سکندر کو آج پھر اس کی اوقات بتا گیا تھا۔

لیکن میرے سننے میں تو کچھ اور آیا ہے نظامی خیر چھوڑو اب میں چلتا ہوں وہ کسی بات کا اثر نہ لیتا بولا۔

کھانا تو کھا کر جاؤ پلیز شوکت نظامی بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوتا بولا۔

نہیں میں کسی کے گھر کا کھانا نہیں کھاتا نظامی اور خاص تر وہاں کا جہاں دوسروں کے حق پر قبضہ جما کر اپنا بنایا گیا ہو۔

یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟ اس کی تمام باتیں شوکت نظامی کے سر کے اوپر سے گزری تھی۔

مس میرال ٹو مورو شارپ ایٹ ایٹ اے ایم وہ سب کو نظر انداز کرتا میرال سے مخاطب ہوا اور نکلتا چلا گیا۔

....

وہ رابیل کے پاس آیا جو آج پھر صبح سے ساتھ والے کمرے میں موجود تھی۔

وہ شاید ابھی نہا کر نکلی تھی اس کی آگے کی کچھ گیلی لٹیں اس کی گردن پر چپکی ہوئی تھی اور پیچھے کے بالوں کو ٹاول میں باندھنے کی کوشش کی گئی تھی۔

رابیل اسے دیکھتے رُخ موڑ گئی تھی غازیان کو آج غصہ نہیں آیا تھا لیکن حرکت اسے اب بھی ناگوار گزری تھی۔

کیا لینے آئے ہو پلیز اپنے کمرے میں جاؤ وہ وہیں سے بولی۔

تم بھی چلو اپنے روم میں، میں نے یہاں رہنے سے منع کیا تھا تمہیں، تم اکیلی نہیں رہ سکتی یہاں۔

اکیلی نہیں رہ سکتی تو کیا دس بندوں کو لاؤ ساتھ وہ تڑخ کر بولتی دو قدم آگے آئی۔

ایم سوری غازیان اس کے پاس آتا بولا۔

فار واٹ؟

اس لیپسٹک ....

نہیں غازیان اعجاز وہ تو ایک حقیقت تھی، تمہاری شخصیت کا ایک اور پہلو وہ اس کی بات کاٹتی اپنا ہی بول رہی تھی ہمیشہ کی طرح۔

رابیل دوسروں کو سننے کا حوصلہ بھی رکھو کبھی اور وہ لیپسٹک کو لیگ کی ہی تھی پانی گرا تھا راستے میں وہ دیکھ نا پائی سامنے سے میں آرہا تھا تو اس نے گرنے سے بچنے کے لیے میرا سہارا لیا مجھے کیا پتا تھا یہ سب ہو جائے گا۔

اور تمہیں کیوں اتنا بُرا لگ رہا ہے تم کون سا مجھ سے محبت کرتی اگر یہ سچ بھی ہوا تو .....

تو کیا ہاں اگر سچ بھی ہے تو میری بلا سے شادی کر لو اس سے اور میرا پیچھا چھوڑو وہ واپس مڑتی بولی۔

ہممممم
ام نا‌ں۔

اوپشنز پہلے بھی بہت تھے لیکن چوز تمہیں کیا رابیل دستگیر غازیان اعجاز کو صرف تم ٹکر دے سکتی ہو۔

مرد کو چار جائز ہیں لیکن غازیان اعجاز کو ہر بار بس رابیل دستگیر ہی چاہیے وہ پیچھے سے اسے حصار میں لیتا آئینے میں دیکھتا بولا۔

پیچھے ہٹو دور رہ کر بھی بول سکتے تھے تم یہ سب رابیل نے اس کا حصار توڑا اور واش روم کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ اندر داخل ہوتی کہ غازیان نے اسے کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگایا اور اس کے فرار کے راستہ اپنے دونوں ہاتھ سائڈ پر رکھ کر بند کیے۔

ابھی قریب آیا کہاں ہوں تمہارے وہ اس کے بالوں کی لٹ کو جو اس کی گردن کا بوسہ لے رہی تھی غصے سے پیچھے کرتا بولا۔

رابیل تو کنگ کھڑی تھی اس نے کہاں دیکھا تھا غازیان کا یہ روپ۔

غازیان مجھے واش روم جانا ہے وہ اس کی خمار آلود آنکھوں کو دیکھتی بولی۔

تمہیں پتا ہے رابیل جب تم جھوٹ بولتی ہو نا تو تمہاری آنکھیں تمہارا ساتھ نہیں دیتی اور میں تمہاری آنکھیں بخوبی پڑھ سکتا ہوں۔

اس لیے مجھ سے جھوٹ بولنے کا فائدہ نہیں وہ کہتا اس کی گردن پر جھکا جہاں کچھ لمحے پہلے تک سیاہ لٹوں کا راج تھا۔

رابیل نے نم ہوتی ہتیلیوں سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے ہٹایا۔

غازیان پلیز جاؤ تم اپنے روم میں، میں آج یہیں سوؤں گی وہ بمشکل اس سے نظریں چراتی بولی۔

کیوں؟

کیونکہ مجھے تمہارے ساتھ نہیں سونا اور نا اس کمرے میں جانا ہے۔

کیوں؟

کیونکہ آئی ہیٹ...... اور اس کے باقی کے الفاظ گازیان نے اپنے لبوں سے چن لیے تھے۔

رابیل نے سختی سے اسکا کالر جکڑا تھا۔

کمرے میں معنی خیزی خاموشی کو رابیل کی دھڑکنوں نے توڑا اس نے غازیان کو دھکا دے کر پیچھے ہٹایا۔

رابیل یہ تم بہت بار کر چکی ہو اب خود سے مجھے دور کیا تو انجام اس سے بھی بُرا ہو گا وہ سُرخ آنکھیں اس پر گاڑھتا اس کے کان میں پھنکارا۔

اور اب کی بار اس کے لہجے میں شدت محسوس کرتے رابیل کی ٹانگوں سے جان نکلی تھی۔

وہ اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں منتقل کرتا صرف اس پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ رابیل دستگیر کی سانسوں پر بھی صرف اس کا حق ہے۔

اب وہ پیچھے ہٹا تو رابیل گہری سانسیں لے رہی تھی۔

یہ سزا یاد رکھنا اور روم میں آؤ مجھے کچھ کام ہے تم سو جاؤ آرام سے وہ اس کی پیشانی چومتا باہر نکل گیا۔

اور رابیل خود کی فیلنگز نہیں سمجھ پا رہی تھی جو سب ابھی ہوا تھا اگر وہ اسے اچھا نہیں لگا تھا وہ برا بھی ہر گز نہیں لگا تھا۔

وہ بولڈ ضرور تھی لیکن کبھی کوئی اس کے نزدیک نہیں آیا تھا غازیان کی اس حرکت نے اس میں سنسنی سی بھر دی تھی۔

کچھ خاص نہیں

بس ایک عام سی خواہش ہے

اُس ایک شخص کو محبت ہو

اور محبت صرف مجھ سے ہو

کچھ خاص نہیں

بس ایک ہی تمنا ہے

وہ ایک شخص جسے میں چاہوں

اسے بھی عشق ہو

اور صرف مجھ سے ہو

کچھ خاص نہیں

بس دل میں ایک ہی حسرت ہے

اس ایک شخص کو محبت ہو

اور اس محبت پر نام صرف میرا ہو

کچھ خاص نہیں

بس ایک ہی خواب ہے

وہ ایک شخص میرا ہو

اور پورا کا پورا میرا ہو

(از قلم سُنیہا رؤف)

....

تم لوگوں نے مجھے بتایا نہیں کہ لوسیفر کی بیوی بھی ہے کوئی وہ سب پر گرج رہا تھا۔

سوری سر ہماری انفارمیشن کے مطابق مارتھا اس کی گرل فرینڈ ہے سر۔

تواپنی ایسی غلط انفارمیشن اپنے پاس رکھو کیونکہ ہمارے پاس غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔

سوری سر۔

آگے کیا کرنا ہے یہ میں بتاؤگا تم سب کو ہم نے کیا کرنا ہے تم بتاؤ فارس اس اسلحہ اور منشیات سے بھرے ٹرک کا کیا بنا جو آج رات تک ڈیلیور کروانا۔

جی سر بات ہو گئی ہے ہماری اور آپ کے کہے کے مطابق اندر سے سارا مال ریپلیس کر دیا گیا ہے منشیات کا ردوبدل کر دیا گیا ہے۔

بہت خوب اس کا مطلب لوسیفر کا کما کر کے اس کی گڈ بکس میں جگہ بھی مل گئی اور کام بھی ہو گیا۔

ان سمپل سانپ بھی مڑ گیا لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی۔

اب مارتھا پر نظر رکھو اس کے زریعے ہم لوسیفر کو انجام تک پہنچائیں گے اس کا سارا ڈیٹا ہیک کر لو خرم۔

ہم پیچھے سے وار کریں گے اس کے خاص بندوں پر تم دھیان رکھو گے ماہد۔

اور ندیم تم بیک اپ پلین تیار رکھو۔

دن کم ہیں اور کام بہت زیادہ ان ملازمین کو کیسے نکالنا ہے یہ مجھ پر چھوڑ دو بہت کم دن ہیں ہمارے پاس اس سے زیادہ نہ تو حکومت چُپ رہے گی اور نہ میڈیا سو جتنا جلدی ہو سکتا دماغ چلاؤ گو بیک ٹو یو ورک۔

اوکے سر سب یک زبان ہو کر بولے اور آہستہ آہستہ باہر نکلتے چلے گئے۔

کیونکہ ماسٹر پلین اب گازیان کے ہاتھوں میں تھااور دشمن کو کب، کیسے اور کہاں شکست دینی ہے یہ اس سے بہتر کون جانتا تھا۔

....

تم مبشر علوی کے آفس میں کیسے پہنچی بتانا پسند کرو گی وہ اس وقت پڑھنے میں مصروف تھی جب وہ دونوں باپ بیٹی اس کے سر پر آ کھڑے ہوئے۔

وہ کہیں تو جاب کرنی تھی...ت....میں نے...و...وہاں انٹرویو...د...دیا....تو..ان...انہوں نے مجھے رکھ لیا وہ گھبراتی بولی۔

او تو اتنی ذہین ہو گئی ہو تم لائبہ نے تمسخرانہ نظروں سے دیکھا۔

نہیں آپ.اآپی ایسی..با....بات

خیر تم کل مبشر علوی سے بات کرو اور لائبہ کو بھی اس آفس میں اچھی پوسٹ پر لگواؤ ویسے تو میری بیٹی کو کسی چیز کی ضرورت نہیں لیکن جاب کرنا اس کا شوق ہے۔

میں کہتا تو ایم۔اے پر میرا امپر ہشن خراب ہوتا تم کہو گی تو اگر وہ تمہیں بے عزت بھی کر دیتا تو کیا فرق پڑے گا نظامی نے اسکی نم ہوتی آنکھیں دیکھے بغیر بات مکمل کی اور باہر نکل گیا۔

اور زیادہ تیار مت ہو کر جانا اس کی سکیرٹری ہو اپنی اوقات مت بھول جانا لائبہ جو تب سے سن کر جیلسڈ تھی اب اپنی فطرت کے مطابق زہر اگلتی بولی۔

جی آپی میں وہاں کام کرنے جاتی اور وہی کرتی......

وہی بہتر ہے تمہارے لیے۔

اس کے جانے کے بعد میرال نے آنکھوں سے آنسو رگڑ کر صاف کیے ان دو سالوں میں ان باپ بیٹی نے کبھی نہیں پوچھا تھا کہ وہ کہاں دھکے کھا رہی ہے۔

تو آج کیوں؟ صرف اس لیے کیونکہ مبشر علوی کیساتھ ان کا خود کا مفاد جڑا تھا لیکن لائبہ کی باتیں اس کی سمجھ سے باہر تھیں۔

وہ کل جانے سے گھبرا بھی رہی تھی وہ اب تک اس دن والا واقعہ بھولی نہیں ہے۔

کہاں پھنس گئی ہوں وہ کرب سے سوچتی سر کتابوں پر ٹکا گئی۔

دور کہیں کوئی شخص یہ سارا منظر سامنے لگی اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھ سے نکلتا آنسو بھی مخفی نہیں رہا تھا اس سے اس کی روحِ جاناں تکلیف میں تھی۔

وہ کیسے نا اسکا بدلہ لیتا۔

....

کم آن میر و یہاں آو ماما تمہارے بالوں پر تیل لگائیں جو جھاڑ و بن گئے ہیں وہ اسے کھینچتا تحریم بیگم کے پاس لایا جو مسکرا کر انہیں ہی دیکھ رہیں تھیں۔

مجھے نہیں لگوانا وہ منہ بسورتی وہیں اس سے ہاتھ کھینچوا کر کھڑی ہو گئی۔

کیوں نہیں لگوانا حشر دیکھو ان کا ایک تو چھوٹے بھی کروا لیے اوپر سے کیئر بھی نہیں کرتی ایسا ہی حال رہا تو گنجی ہو جاؤ گی۔

نہیں مجھے گنجی نہیں ہونا وہ جلدی سے آ کر تحریم بیگم کے پاس بیٹھ گئی۔

آنٹی آپ لگا دیں اور تو یہاں کوئی بھی نہیں ہوتا جو لگائے ماما کو ایک بار بولا تھا تو وہ غصہ کرنے لگی اور بال بھی کٹوا دیے میرے۔

اس کے بعد میں نے انہیں نہیں بولا نہیں تو اور چھوٹے کروا دیتی اور میر ناراض ہوتا وہ اپنی تمام تر محرومیاں معصومیت سے بتا گئی۔

تو آپکی یہ والی ماما آکی کیئر کریں گی اوکے تحریم نے اسکا بوسہ لیتے کہا۔

آپ میر کے ساتھ میری بھی ماما ہو؟ وہ آنکھیں پٹپٹاتی بولی۔

بالکل ! ! بلکہ میں میر سے زیادہ اپنی بیٹی کی ماما ہوں آپ کو کچھ بھی چاہیے ہو یا کچھ بھی کھانا ہو مجھے بتائیگی میری بیٹی وہ اس بٹھاتی بالوں میں تیل لگاتی بولی۔

دیکھا میر تمہاری ماما بھی میری ہو گئیں وہ زبان نکال کر اسے چڑانے لگی۔

میری ساری چیزیں اب سے تمہاری ہیں میر وہ اسے کہتا تحریم بیگم کو ایک بار پھر حیران کر گیا تھا۔

....

ناز کیا سوچا ہے تم نے کیا کرنا ہے اب؟ وہ آج پھر سب چھوڑ کر انکے ساتھ ہوٹل کے روم میں موجود تھیں۔

بس صحیح وقت کا انتظار کرنا ہے ڈارلنگ وہ ان کو اپنے حصار میں لیتا بولا۔

اور کب آئے گا یہ صحیح وقت وہ اکتاہٹ سے بولی اب میں تم سے چھپ چھپ کر مزید نہیں ملنا چاہتی۔

وہ اپنی تمام حدود پار کر گئیں تھی لیکن نا تو شرمندہ تھیں اپنے عمل پر اور نہ شرمسار۔

کر لیں گے کچھ نا کچھ بے بی ابھی مجھ پر دھیان دو اور ٹینشن نہ لو۔

کیسے نا لوں اب تو اس کا وہ حرامی دوست بھی آگیا ہے اپنی فیملی کو لے کر وہ بہت ہوشیار ہے۔

تو اس کے جانے کے بعد ہی کچھ کرتے یہ نا ہو اسے پتا لگ جائے۔

ہاں یہ بھی ٹھیک کہتے ہو تم ناز۔

اور اپنی اولاد کا کچھ کرو میں اسے برداشت نہیں کروں گا۔

ہاں میری ایک ویلفیئر سے بات ہو گئی ہے جلد اسے وہاں بھیج دین گے تم ناراض نہ ہو بس۔

....

رابیل کیا ہر وقت گھوڑے گدھے بیچ کر سوئی رہتی ہو اٹھو غازیان نے اسکا کندھا ہلاتے کہا۔

ام ہم کیا ہے پلیز سونے دو۔

سونے دو رات کو بھی سوتی ہو دن میں بھی سوتی ہو کہیں نشہ تو نہیں کرتی وہ اب اسے بازو سے پکڑ کر بٹھاتا بولا۔

کیا ہے ابھی تو سوئی تھی وہ بیزار سی شکل بناتی بال باندھنے لگی۔

اٹھ کر کھانا کھالو باہر سے لے آیا ہوں اور خانساماں کا بھی انتظام کر دیا ہے اب تم ان سے سب سیکھ سکتی ہو۔

پر مجھے نہیں سیکھنا ہے۔

کیوں نہیں سیکھنا؟

کیا میں ہر وقت ٹیپیکل عورتوں کی طرح تمہارے آگے کھانے پیش کرتی رہو؟

تو کیا ہم مرد ٹیپیکل مردوں کی طرح کما کر بس لاتے رہیں دو بدو جواب دیتا وہ اسے لاجواب کر گیا۔

تو کون کہہ رہا تمہیں میرے خود کے اکاؤنٹ میں پیسے ہیں کیا تم سے مانگے ہیں اب تک؟

بات یہ نہیں ہے رابیل وہ تمہارے زاتی پیسے ہیں ان کا تم کیا کرتی ہو مجھے اس سے سروکار نہیں لیکن اب تم میری زمہ داری ہو تو تمہارا ہر خرچ مجھے اٹھانا ہے۔

اور شادی زمہ داری کا نام ہے کب سمجھو گی۔

چلو شاباش اٹھو اور خانساماں آئی ہے ملو اس سے اور کچھ سیکھ بھی لینا پلیز وہ اس کا گال تھپتھپاتا اٹھ گیا۔

پیچھے رابیل بُرے بُرے منہ بنانے لگی۔

....

مس میرال فائل تیار ہو گئی میرال کا ڈیکس اسی کے کیبن میں تھا ایک طرف۔

جی سر آلموسٹ وہ ایک نظر اٹھاتی بولی۔

اوکے یو ہیو فائو منٹس مور۔

میرال کی انگلیاں تیزی سے چلنے لگی اسکی بھاری سنجیدہ آواز میرال کو ہمیشہ سہمنے پر مجبور کرتی تھی۔

اور اگلے تین منٹ میں وہ فائل سمیت اس کے سامنے موجود تھی۔

ہم کافی مسٹیکس ہیں اس میں آج اوور ٹائم بیٹھ کر تم یہ سہی کرو گی ایک نیا حکم سناتا وہ اسے منہ کھولنے پر مجبور کر گیا۔

پر سر ......

نو مور آرگیومنٹس وہ بولتا اپنے کام میں مصروف ہو گیا یہ میرال کو وارن کرنے کا ایک طریقہ تھا کہ وہ اپنی بات سے نہیں ہٹے گا۔

میرال بھی پیر پٹکتی کام پر لگ گئی۔

سر مجھے کچھ بات کرنی ہے وہ انگلیاں مڑوڑتی بولی۔

یس مبشر علوی لیپ ٹاپ سائڈ پر کرتا اس کی جانب متوجہ ہوا۔

کیونکہ اب وقت کافی ہو گیا تھا اور آدھے سے زیادہ آفس خالی تھا۔

سر وہ....آپ گھر..آ...آئے...تھے....ت...تو لائبہ آپی سے ملے تھے وہ بھی یہاں جاب کرنا چاہتی ہیں۔

او آئی سی او کے نو پرابلم انہیں بولیں آ کر انٹرویو دیں اگر پاس ہو گئیں تو ....

او کے سر تھینک یو اس مصیبت سے جان چھڑوا کر وہ گھر کے لیے نکل گئی۔

راستے میں آٹو والے وہ شفیق بزرگ آج پھر اس کے انتظار میں تھے۔

میرال بھی انہیں کے ساتھ دو دن سے آرہی تھی جانتی نہیں تھی ایک دن اتفاقاً ساتھ جانے پر اب وہ روز اس کا انتظار کرتے تھے کیونکہ ان کی بیٹی بھی یہیں جاب کرتی تھی۔

یہ سہولت اسے دی گئی تھی یا یہ محض اتفاق تھا یہ تو ایک راز تھا۔

....

آج پھر سوتے ہوئے اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش کا گمان ہوا۔

آج وہ ہمت کرتی آنکھیں کھول گئی لیکن اس کمرے میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا کھڑکی سے چھن سے آتی چاند کی روشنی اور خاموشی کا راج تھا بس۔

تو کیا یہ بس اس کا وہم تھا وہ الجھی ہوئی سوچوں کے ساتھ دوبارہ لیٹ گئی۔

اور اگلے ہی سیکنڈ اسے خود کے کندھے پر ایک لمس محسوس ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ چیختی سامنے والا اپنی ہتھیلی اس کے منہ پر جما گیا تھا۔

ششششش!!!.روحِ جاناں! یہ پراسرار آواز وہ پہلے شاید سن چکی تھی، شاید ایسے ہی سوتے ہوئے ہر رات نیند میں۔

تم وقت پر کھانا نہیں کھا رہی آج کل میری اطلاع کے مطابق تو مجھے خود آنا پڑا کیونکہ میرال سکندر کی صحت کا رسک نہیں لے سکتا میں۔

وہ سکتے کی حالت میں پھٹی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ واضح ہوتا اگر ماسک نا ہوتا اس کے چہرے پر صرف آنکھیں واضح تھیں جن میں سامنے والے کے لئے بے پناہ فکر تھی۔

تو اب سے پراپر کھانا کھاؤ نہیں تو مجھے روز آنا پڑے گا۔

اور ہاں آج کل جس آفس میں کام کر رہی ہو نظریں چاروں طرف رکھا کرو۔

کسی کی نظروں میں تمہاری یہ سیاہ لٹیں آئیں یہ مجھے منظور نہیں کل سے حجاب میں نظر آؤ مجھے وہ محبت سے بولتا آخر میں سنجیدگی سے اسکے کان میں بولا۔

وہ اسے ٹچ نہیں کر رہا تھا لیکن اس کے اتنا قریب ہونے پر بھی میرال کی طبیعت درست تھی نا کوئی پینک اٹیک اور نہ کپکپاہٹ۔

وہ اٹھ کر جا چکا تھا لیکن دھڑکنوں کا شور ہنوز برپا تھا۔

ہے محبت حیات کی لذت

ورنہ کچھ لزت حیات نہیں

………………

اور پھر لائبہ کا انٹرویو ہو گیا تھا کیا باتیں ہوئیں تھی اندر اس سے میرال انجان تھی لیکن باہر نکلتے وقت لائبہ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر میرال کو اندازہ ہو گیا تھا کہ جاب اسے مل چکی ہے اور ملتی بھی کیوں نا آخر شوکت نظامی کی بیٹی تھی وہ۔

آہ گہری اور تھکی ہوئی سانس ہوا کے سپرد کرتی وہ اندر داخل ہوئی تو اندر ایم اے تھا ہی نہیں۔

وہ چُپ چاپ آکر اپنی نشست پر بیٹھ گئی اسے لائبہ کا یہاں ہونا اچھا نہیں لگا تھا لیکن اس کے اچھے لگنے سے کہاں کچھ ہوتا ہے۔

مس میرال آج آپ میرے ساتھ سائڈ پر جائیں گی اوکے وہ کب آیا تھا اور اب اس کے ڈیکس پر ہاتھ رکھتا اسے مطلع کرنے لگا۔

اوکے ؟؟ اس کو دماغی طور پر غیر حاضر دیکھ کر وہ دوبارہ بولا تھا لیکن مخالف اپنی سوچوں میں اتنا محو تھا کہ اسے اتنا بھی اندازہ نہیں ہوا کہ وہ پچھلے سات منٹ سے کھڑا اس کو دیکھ رہا ہے ؟

مس میرال ہوش میں آئیں یہ آپ کا آفس ہے اتنی لاپرواہی اچھی نہیں ہوتی اب وہ اس کا ڈیسک بجاتا اسے ہوش دلا گیا۔

ج...جی.. س... سر.. کیا... کیا ہوا؟ وہ ہڑبڑاہٹ میں بولی۔

دھیان کہاں ہے آپ کا کام پر دھیان دیں اور سوچوں کا جال گھر کے لیے سنبھال کر رکھیں۔

اوکے سر وہ چہرہ جھکائی گئی شرمندگی سے۔

چلیں آج سائٹ پر جانا ہے آپ نے میرے ساتھ فائل رکھ لیں ساتھ کچھ کی پوائینٹس لکھواؤں گا ساتھ ساتھ نوٹ کر لیجیے گا۔

یا اس کے لیے بھی میں کسی اور کو لے جاؤں اگر آپ کو مزید سوچنا ہے کچھ تو؟

نو سر چلیں وہ جلدی جلدی چیزیں سمیٹنے لگی۔

....

سائٹ پر پہنچ کر وہ مسلسل وہاں موجود ورکرز سے مل رہا تھا اور وہ منہ بسورتی سائٹ پر کھڑی تھی۔

موسم کی خرابی اسے پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی کیونکہ سائٹ سے اس کا گھر کافی دور تھا۔

آسمان پر بادل گرجے تو ایم اے بھی اس کی طرف متوجہ ہوا لیکن سامنے کا منظر دیکھتے وہ لمبے لمبے قدم بھرتا اس کی طرف آیا۔

ہوا کی وجہ سے اس کا دوپٹہ کندھے پر تھا بالوں کی کچھ لٹیں مسلسل اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

اس کا چہرہ جو معصومیت سے آسمان کو تک رہا تھا کسی کو اپنی طرف مائل کر سکتا تھا اور شاید کچھ لوگ اب اسی کی طرف متوجہ تھے اور یہی وجہ تھی مبشر علوی کے ماتھے پر موجود سلوٹوں کی۔

مس میرال یہ سنبھالنا نہیں آتا تو لیا کیوں ہے؟ وہ اس کے دوپٹے کی طرف اشارہ کرتا اسے شرمندہ کر گیا۔

اوسوری.. سر میرا دھیان نہیں تھا۔

دھیان تو آپ کا واقعی نہیں ہے کام پر آج کل۔

میرال کو اندر ہی اندر اب اس شخص پر غصہ آرہا تھا جو مسلسل اس پر مسلط ہو رہا تھا۔

لیکن اگلے ہی لمحے یہ غصے کا اثر بھی زائل ہو گیا جب وہ پیچھے موجود دو لڑکوں کا کالر تھام کر انہیں میرال کے قریب لایا۔

اس کی جگہ کل کو تمہاری بہن ہو گی تو کیا اسے بھی مل کر ایسے ہی تاڑو گے وہ ان کے کالر تھاما گرایا تھا۔

سوری سر وہ شرمندہ تھے یا نہیں یہ تو اسے نہیں پتا تھا لیکن مبشر علوی کے لیے دل میں عزت بڑھی تھی۔

وہ انہیں سائڈ پر لے جا کر کچھ سمجھا رہا تھا اور اب واپس پلٹتا اس کی طرف آیا۔

چلیں !اور آگے بڑھ گیا میرال کشمکش کا شکار تھی کہ واپس کیسے جائے گی۔

مس میرال مراقبے میں سے نکل آئیں دوپٹہ ٹھیک کریں اور آئیں گھر چھوڑ دوں آپ کو۔

اس نے نظریں جھکائی تو واقعی دوپٹہ بس کندھے پر پڑا تھا نام کا صحیح سے اپنے گرد لپیٹتی وہ اس کے پیچھے چل پڑی۔

....

آؤ علی تمہارا ہی انتظار تھا مجھے لوسیفر اس کو دیکھ کر کھڑا ہوا اور اس کے گلے لگا علی کو پتا تھا یہ محبت کی وجہ کیا ہے۔

ارے جا رے سب کو اکٹھا کر آج میں ایک ضروری اعلان کرنے لگا ہوں اس نے سامنے کھڑے ایک باڈی گارڈ کو آواز دے کر متوجہ کیا۔

وہ سر ہلاتا باہر نکل گیا۔

اے علی آج تُو نے میرا بھروسہ جیت لیا ہے اور وعدے کے مطابق آج سے تُو میرا رائٹ ہینڈ ہے سب کے اکٹھے ہونے پر اس نے اعلان کیا اور علی کا کندھا تھپتھپایا۔

تھینک یو سر مجھے خوشی ہے۔

لیکن تُو نے یہ کیا کیسے جو کام کوئی نا کر سکا وہ تو نے کر دیا رے۔

بس سر آپ کا حکم سر آنکھوں پر وہ مؤدب سا اس پر ایک بار پھر اپنا اچھا تاثر بنا گیا تھا جو لوسیفر کی آنکھوں میں نمایاں تھا۔

سر سر..... جلدی چلیں گودام میں اس کا ایک آدمی بھاگتا ہوا آیا کیا مصیبت ہے کوئی مر گیا ہے رے کیا؟

سر آئیں تو پلیز اور پھر اگلے ہی لمحے اس گودام میں لوسیفر کی چیختی آوازیں گونج رہیں تھیں۔

یہ کس سالے کا کام ہے جلدی پتا کرواؤ کس کی ہمت ہوئی لوسیفر کو دھوکا دینے کی، کون اپنی موت کا انتظار کر رہا ہے اس نے سامنے لگے دروازے پر فائر کیا تو وہاں موجود سارے لوگ تھر تھر کانپنے لگے۔

اے علی کیا ہے یہ؟ یہ کیسے ممکن ہے اسلحہ کی جگہ یہ گھاس پھوس اور ڈر گز بھی وہ نہیں جو میں نے منگوائی تھیں۔

سر آپ نے صرف ٹرک کلئیر کروانے کا بولا تھا اندر کیا ہے یہ نہیں بتایا تھا اور نہ میں نے دیکھا لیکن ایک بات ہے ......

کیا؟ جلدی بول وہ چکڑ کاٹتا اک دم رکا۔

سر یہ جیری مجھے اس ٹرک کے ساتھ وہاں ملا تھا کچھ لوگوں سے بات کر رہا تھا کیا بات کر رہا تھا یہ نہیں معلوم لیکن سر ان میں پیسوں کا تبادلہ ہو رہا تھا۔

وہاں سب کو سانپ سونگ گیا سب کی نظریں اب جیری پر تھیں جو بییقینی چہرے پر لیے کھڑا تھا۔

لوسیفر یہ بکواس کر رہا ہے جھوٹ بول رہا ہے پھنسا رہا ہے مجھے، مجھے نہیں پتا ان سب کا کون سے لوگ میں کسی سے نہیں ملا۔

اور اگلے ہی لمحے اس گودام میں فائر کی آواز گونجی تھی اور جیری نامی شخص نیچے زمین پر گرا تھا لوسیفر نے اسکی دونوں ٹانگوں کو نشانہ بنایا تھا۔

یہ مرنا نہیں چاہیے اس کو ایسی سزا دو رے کہ یہ سب کے لیے عبرت کا نشان بنے جو کوئی لوسیفر کو دھوکا دینے کا سوچے گا بھی اس کی نسلیں برباد کر دوں گا۔

اور آہستہ آہستہ گودام خالی ہوتا گیا لوسیفر بھی نکل گیا کیونکہ اب لازماً وہ نشہ کرنے والا تھا۔

یہ اچھا نہیں کیا تم نے علی وہ نیچے پڑا اسسکیاں بھرتا بولا۔

اچھا تو تو نے بھی نہیں کیا ان کی بیٹیوں کے ساتھ علی نے اسکی ٹانگ پر ٹانگ رکھتے کہا۔

کس کی !! کس کی بی... بیٹی وہ درد سے بلبلایا۔

یہاں بندی کیے جانے والے ملازمین کی بیٹیاں تجھے کیا لگا ان کے باپ کا سایہ نہیں ان پر تو تُو ان کے عزتوں کو پامال کرے گا اور کوئی حساب کتاب کرنے والا نہیں ہو گا۔

یہ بھول تھی تیری خیر اب تو تو یہیں سڑے گا آخری دم تک۔

تم.... تم کون ہو یہ سب میں لوسیفر کو بتا دوں گا۔

لوسیفر کو میں ثبوت دکھا کر اعتبار دلا چکا ہوں اب وہ تجھ جیسے پر تھوکے گا بھی نہیں مڑ یہیں پر تجھ جیسے لوگ ایسے ہی تڑپ تڑپ کر مریں گے۔

کونسا ثبوت میں تو ان میں سے کسی سے ملا ہی نہیں۔

ان سے نہیں ملا لیکن نشہ میں تو اتنا بھول جاتا ہے کہ تو کس سے مل رہا ہے اور کس سے نہیں۔

جن سے تو نے ڈر گز خریدے وہ وہی لوگ تھے خیر خدا حافظ۔

....

رابیل بیٹھی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی خانساماں کھانا بنا کر چلی گئی تھی۔

اس نے رابیل کو بھی پاس کھڑا کیا تھا لیکن رابیل کا دھیان نہیں تھا اسے بالکل بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کیا کیا ڈال رہی ہے،اس نے بھی زیادہ اسے تنگ نہیں کیا وہ اسی کی ہم عمر لڑکی تھی۔

موبائل فون کی چنگھارتی آواز نے اسے متوجہ کیا اپنا فون وہ توڑ چکی تھی یہ فون اسے چند روز پہلے ہی غازیان نے لے کر دیا تھا کیونکہ وہ باہر ہوتا تھا سارا دن اور رابیل کی خیریت معلوم کرنی ہوتی تھی اسے لیکن اس نے رابیل پر یہ ظاہر نہیں کیا اور بس اتنا بولا کہ وہ زارا اور امی سے بات کر لیا کرے۔

ابھی بھی اسے لگا کہ زارا کا فون ہو گا لیکن ان نون نمبر کو دیکھ کر اس نے فون کاٹ دیا۔

لیکن مخالف کچھ زیادہ ہی ڈھیٹ تھا مسلسل ہوتی بیلز پر اس نے جھٹ سے فون اٹھایا۔

تمیز نہیں ہے اگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا اس کا مطلب ہے کہ اسے بات نہیں کرنی ہے لیکن تم لوگوں نے قسم کھائی کہ اگلے بندے کو تنگ کرنا ہے رانگ نمبر ہے اب فون مت کرنا وہ ایک ہی سانس میں کہتی فون کاٹنے لگی۔

رابیل کیا ہو گیا ہے میں حسیب بات کر رہا ہوں۔

حسیب تم؟ تمہیں میرا نمبر کہاں سے ملا امی اور زارا تو دے نہیں سکتیں وہ حیران ہوتی سیدھی ہو کر بیٹھی۔

میں شادی کر رہا ہوں اچانک وہ بولا تو رابیل چپ ہو گئی۔

تو میں کیا کروں؟

یہی بولا انہیں میں نے کہ میری شادی ہو رہی ہے اور میں تمہیں ایک دوست کی حیثیت سے انوایٹ کرنا چاہتا یقین مانو بہت جھوٹ بولنے پڑے تب جا کر انہیں قائل کر پایا ہوں۔

لیکن یقین مانو رابیل ایک لمحے بھی نہیں بھولا میں تمہیں تم نے بنا بتائے ہی شادی کر لی۔

پلیز حسیب اب یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں رہا تم بھی آگے بڑھو اور کوئی لڑکی ڈھونڈ لو۔

یہ میرے لیے پاسیبل نہیں رہا اب رابیل میں تم سے محبت کرتا ہوں یار یہ تم بہت اچھے سے جانتی ہو تمہارا شوہر کیا اتنا اچھا ہے کہ تم مجھے بھول گئی؟

بات یہ نہیں ہے حسیب بس یہی قسمتوں میں لکھا تھا رابیل نے بات کو ختم کرنا چاہا۔

تم قسمت سے سمجھوتا کر چکی ہو میں نہیں اور نا میں کروں گا سمجھ رہی ہو میری بات رابیل مجھ سے بات تو کرتی ہم اس سٹویشن کو بھی ہینڈل کر لیتے۔

نہیں حسیب ماما کا کہا نہیں ٹال سکتی تھی میں۔

تو کیا زندگی ایسے ہی گزار دو گی ایک انچاہے شخص کے ساتھ ؟ یہ وہی انسان ہے نا جسے تم دودھ میں پتی بلایا کرتی تھی تو آج کیا اتنا پیار جاگ گیا ہے اس کے لیے ؟

نہیں ! وہ شخص مجھے آج بھی اتنا ہی نا قابلِ قبول ہے جتنا تب ہوا کرتا تھا رابیل ایک ہی سیکنڈ میں سب بھول کر دوبارہ پرانے والی رابیل دستگیر بن گئی تھی۔

میرا ساتھ دو رابیل میں تمہیں کھو نہیں سکتا ایسے وہ تو مجھے پاپا نے بزنس کے لیے فرانس بھیج دیا نہیں تو میں یہ شادی ہی نا ہونے دیتا خیر وقت ابھی بھی نہیں گزرا ....

حسیب میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں اور رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

اسلام علیکم ! غازیان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سلام کیا۔

وعلیکم السلام ! رابیل نے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

خالا ماں کا فون تھا کیا؟ کیا کہہ رہیں تھی غازیان نے اسکے اڑے ہوئے چہرے کو دیکھتے کہا۔

اب کیا ہر بات تمہیں بتانے لگ جاؤ وہ بد تمیزی سے جواب دیتی اسے ٹھٹکا گئی۔

نہیں بتانا تو مت بتاؤ لیکن یہ تم بات کیسے کر رہی ہو مجھ سے ؟

او اچھا اب آپ صاحب سے بات کرنے کے لیے تمیز کا کورس کر کے آؤ یا لفظوں کو گن گن کر بولوں کہ آپ صاحب کی شان میں گستاخی نا ہو جائے اپنے عام سے سوال کے جواب میں رابیل کی اتنی بد تمیزی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

رابیل دستگیر کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ وہ قریب آتا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا نرمی سے بولا۔

کچھ نہیں ہوا ہے بس تم اپنے کام سے کام رکھا کرو وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی دور ہوئی۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تم جیسی بد تمیز لڑکی کے منہ لگنے کا لیکن آئندہ ایسے بات نہ کرنا مجھ سے نہیں تو انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی۔

....

خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے وہ بے آرام تھی کون تھا وہ شخص کیا چاہتا تھا اس سے صرف اس کے سونے پر ہی کیوں آتا تھا اس کے پاس کیا وہ جاگتے وقت اس کے پاس آنے سے ڈرتا تھا یا خود کو اتنی جلدی اکسپوز نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تمہیں کل رات کچھ سمجھایا تھا میں نے روحِ جاناں لیکن تم میرے لفظوں کو سہی سے سمجھی نہیں۔

تم پر میرا حق ہے، تمہارے وجود پر تو کیا سانسوں پر بھی میرا حق ہے، میں ڈیسایڈ کروں گا تمہارے لیے کیا ٹھیک ہے کیا نہیں اسے تم قبضہ سمجھ سکتی ہو خود پر میرا۔

اب وہ میرال کی لرزتی پلکوں کو چھوتا بولا اگلے کچھ لمحے خاموشی رہی شاید سامنے والا اس کے لیے مناسب سزا سوچ رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے میرال کو اپنے ہاتھ کسی چیز کی قید میں محسوس ہوئے شاید کسی چیز سے اس کے ہاتھ باندھے گئے تھے خوفزدہ اتنی تھی وہ کہ آنکھوں کو کھولنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی یا شاید آنکھوں کو بھی سامنے والے کا خوف بہت تھا۔

یہ سزا ہے تمہاری میری بات کو اگنور کرنے کی کل سے تمہارے سر پر مجھے حجاب نظر آئے تمہارے یہ بال تو کیا اس کی چند لٹیں بھی کسی کی نظروں میں آئیں تو تمہاری جان لے لوں گا تم نے ابھی صرف میرا عشق اور جنونیت دیکھی ہے روحِ جاناں میرا غصہ اور شدت دونوں ہی برداشت نہیں کر پاؤ گی تم۔

اپنا خیال رکھنا اور صبح اٹھتے ساتھ ہی ہاتھ کھول سکتی ہو اور جو درد ہو گا اس کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن مجبور ہوں اپنا خیال رکھنا گڈ نائٹ۔

چاند کی روشنی میں لرزتی پلکوں کی جھالر اٹھانے کی کوشش کی تو اس شخص کی بیک نظر آئی اس کی ہوڈی پر صرف تین الفاظ درج تھے۔

I'm trully yours.

....

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

میر درر ہو رہا ہے وہ روتی ہوئی اسے مزید پریشان کر رہی تھی۔

تو دھیان سے اترنا تھا نا کیا ضرورت تھی ایسے اچھل کر سیڑھیاں اترنے کی اب دیکھنے بھی نہیں دے رہی ہو۔

نہیں درد ہو گا نا میر وہ سوں سوں کرتی بولی تو میر نے اپنا رومال نکال کر اسے دیا۔

اچھا سنو جب میں چلا جاؤ گا واپس مجھے مِس کرو گی؟

اممم.... تھوڑا تھوڑا وہ گال پر انگلی رکھتی سوچ کر بولی۔

پر میں تو تمہیں بہت سارا مِس کرو گا۔

اچھا چاکلیٹ کھاؤ گی میر نے اس کا دھیان باتوں میں لگا کر اس کا پاؤں آہستہ سے پکڑا جس میں موچ آئی تھی۔

میر یو نا آئی ڈونٹ لائک چاکلیٹس، آئسکریم دو نا وہ میں ساری کھا...... آآآآآ

میر نے اس کے پاؤں کو پکڑ کر جھٹکا دیا اب اس کی کیا حالت ہونے والی تھی وہ اس سے بے خبر تھا۔

آئی ہیٹ یو میر وہ اونچی آواز میں روتی اسے مارنے لگی۔

ریلکس میر و کھڑی ہو کر دیکھو میر نے اس کی تمام باتوں کو اگنور کیا اور اسے سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔

واؤ میر اب تو بالکل بھی پین نہیں ہو رہی وہ اچھلتی اس کے گال پر بوسہ دے گئی۔

میر ٹھٹک گیا تھا اس کی اس حرکت پر پھر اس کے ہلکے گلابی گال دیکھ کر میر و اسے چِڑانے لگی۔

ہاہاہا میر تم پنک پنک ہو رہے ہو لڑکیوں کی طرح میر و اس کے گال کھینچے بولی۔

جاؤ جا کر آئسکریم کھا لو فریج میں رکھی ہے میر نے بات بدلنا بہتر سمجھا۔

پر میں تو اپنے حصے کی کل رات کو فنش کر چکی وہ آنکھیں پٹپٹاتی بولی اسے یقین تھا اب میر ہمیشہ کی طرح اسے اپنا حصہ دے دے گا اور میر اس کے یقین پر کھڑا اترا تھا۔

اچھا کوئی بات نہیں میری لے لو جا کر میرا ویسے بھی دل نہیں کر رہا۔

میر تم میرے سب سے اچھے دوست ہو۔

....

ناز بولو میں سُن رہی ہوں ایک تو جب سے سکندر کا دوست اور بیوی آئیں ہیں میرا تم سے بات کرنا مشکل ہو گیا ہے وہ نخوت سے کہتی کھڑی ہو گئی۔

میں نے بس تمہیں یہی بتانا تھا کہ پلین تیار ہے میرا سکندر اب اپنی آخری گنتی گننا شروع کر دے۔

پر ناز اگر قتل کا الزام ہم پر آ گیا تو؟ وہ اضطرابی کیفیت میں چکر کاٹنے لگی۔

قتل کریں گے تو الزام ہم پر آئے گا نا! دوسری سمت سے شاطر مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

مطلب میں سمجھی نہیں؟

ارے تمہیں میں کچھ دوا دوں گا تمہیں روزرات کو سکندر کو وہ دینی ہے کسی بھی چیز میں ملا کر اور وہ دن دور نہیں ڈارلنگ جب ہر چیز پر ہمارا راج ہو گا۔

سچ میں ناز! تم سچ کہہ رہے نا؟

بالکل سچ ڈارلنگ سکندر سلو پوائزن سے مرا ہے یہ بات کسی کو بھی پتا نہیں چلے گی اور اینڈ پر تم باڈی کا پاسٹ ماٹم کروانے سے منع کر دینا بیوی ہو تم اس کی کون تمہاری بات ٹالے گا۔

ہاں تم باکل ٹھیک کہہ رہے ہو آج میں مان گئی تمہاری قابلیت کو ایسے ہی تو نہیں میں نے اس بیوقوف سکندر پر تمہیں فوقیت دی۔

ہاہاہا بس تم دیکھتی جاؤ ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے ابھی تو فلم باقی ہے سکندر کی ہر چیز پر ہماری حکومت ہو گی۔

پر ناز سکندر کا وہ دوست بہت ہوشیار ہے اگر اسے کچھ پتا چل گیا تو فردوس سکندر نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

اس کے جانے کے بعد ہم یہ سب کریں گے۔

اوکے ! میں تیار ہوں۔

....

رابیل آج شوپنگ پر آئی تھی مال لیکن پیچھے سے اپنے نام کی آواز سن کر پلٹی تو ششدر رہ گئی۔

حسیب تم..... تم یہاں کیسے ؟؟

بس دیکھ لو تم جہاں میں وہاں وہ گردن جھکاتا بولا۔

پر پھر بھی تم یہاں اسلا آباد کیا کر رہے کیونکہ میں نے تو تمہیں نہیں بتایا کہ میں کہاں ہوں ؟

تمہاری ہر انفارمیشن ہے میرے پاس..... تمہاری محبت کھینچ لائی مجھے یہاں وہ سفید رنگ والا دبلا سالڑکا حسین نا سہی لیکن قابلِ قبول شکل کا تو تھا۔

چلو آؤ کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں رابیل تو اب تک حیرت میں تھی وہ اس کے پیچھے اسلام آباد آگیا تھا اگر یہ بات غازیان کو پتا چل جاتی ....

اب وہ فوڈ کارٹ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

تم نے بتایا نہیں کہ تمہیں کیسے پتا چلا؟ اب رابیل تھوڑا ریلیکس تھی لیکن دل میں کوئی خوف اب بھی تھا کس کا خوف تھا وہ بخوبی جانتی تھی لیکن نظر انداز کر گئی۔

بس تم سے جیسے ہی بات کی مجھ سے رہا نہیں گیا تمہاری کال کے زریعے تمہاری لوکیشن ٹریس کروائی اور میں یہاں تمہارے سامنے موجود ہوں آج تمہارے لیے ہی کوئی گفٹ لینے آیا تھا لیکن میں نے سوچا نہیں تھا کہ اتنی جلدی دیدار ہو جائے گا۔

اوا چھا! ویسے تم مجھ سے بھی پوچھ ہی سکتے تھے میری لوکیشن رابیل نے گہرا سانس بھرتے کہا۔

اور تم تو جیسے بتا دیتی رابیل تم بہت بدل گئی ہو اس نے رابیل کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔

کیسے ؟؟؟ رابیل نے نامحسوس انداز میں اپنا ہاتھ چھڑوایا لیکن تب تک یہ منظر کسی کیمرہ میں محفوظ کر لیا گیا تھا۔

مطلب تم بہت زندہ دل لڑکی تھی جس رابیل کو میں جانتا تھا وہ رابیل کسی سے نہیں ڈرتی تھی لیکن یہ رابیل تو اب یہاں میرے سامنے ڈری سہمی بیٹھی ہے اس نے اندازہ لگایا تھا جو سو فیصد درست تھا یہ رابیل کی شکل کو دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا تھا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل مجھے گھر جانا ہے رابیل نے بات کو گول کرنا چاہا۔

او تو اب ٹیپیکل بیویوں کی طرح جا کر کھانا بنانا ہو گا تم نے اپنے شوہر کا انتظار کرو گی وہ ایک کے بعد ایک تیر چلا رہا تھا جو نشانے پر لگ رہے تھے۔

سٹاپ اٹ حسیب تم اسی کو لے کر بیٹھ گئے ہو اپنی بتاؤ آج کل کیا کر رہے ہو اسے غازیان کے ٹاپک سے نکالنے کیلئے رابیل کو یہی سہی لگا۔

میں اب یہاں بزنس سٹارٹ کروں گا وہاں والا تو ڈیڈ دیکھ رہے ہیں وہ چاہتے تھے کہ میں بھی وہیں رہوں لیکن میں واپس آیا ہوں اپنی محبت کے لئے رابیل تمہارے لیے۔

اب ایسا کچھ ممکن نہیں حسیب رابیل بے نظریں چراتے کہا۔

کیوں ممکن نہیں تم خوش ہو اپنے شوہر کے ساتھ ؟

پتا نہیں........ سوال مشکل تھا مگر جواب دو لفظی سادگی بھرا۔

تم خوش ہو ہی نہیں سکتی رابیل یہ تمہاری آنکھیں اور شکل بتا رہی ہے کیا خوش رکھا ہے اس نے تمہیں، کیا کبھی لمحہ بھر بیٹھ کر اس نے تم سے یہ پوچھا ہے کہ تم کیا چاہتی ہو، کیا کبھی اس نے کہا ہے کہ وہ تم سے محبت کرتا؟

رابیل لاجواب تھی یہ وہ تمام باتیں تھیں جو اس نے کبھی نہیں سوچیں تھی لیکن آج اسے احساس ہو رہا تھا...... یہ رشتہ بے معنی تھا ہر لحاظ سے... اب تک وہ خاموش تھی اپنی ماں کا لحاظ کر رہی تھی..... لیکن کیا اسے زندگی گزارنے کا حق نہیں تھا....... یہ تمام باتیں اب وہ سوچنے پر مجبور تھی۔

رابیل میں ہمیشہ تمہیں وہیں کھڑا ملوں گا جہاں سے تم نے ہاتھ چھڑوایا تھا بس تم قدم تو بڑھاؤ اور میری باتوں کو سوچنا ضرور وہ اس کا ہاتھ تھام کر ہولے سے دباتا اٹھ گیا۔

پیچھے رابیل اپنی تمام سوچوں کے ساتھ کئی گھنٹے وہیں بیٹھی رہی۔

....

میرال کی آنکھ صبح کے سات بجے کھلی وہ آفس سے لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی اس لیے جلدی سے بیڈ سے اٹھی لیکن یہ کیا ....

اس کے دونوں ہاتھ حرکت کرنے سے قاصر تھے درد کی ایک لہر اس کے بازوؤں میں بھر گئی۔

ہاتھوں کو مضبوطی سے اسی کے دوپٹے سے باندھا گیا تھا۔

تو جو رات کو ہوا وہ سچ تھا کوئی خواب نہیں وہ سوچتی خوفزدہ ہوئی...... یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ..... کون تھا وہ شخص؟؟

دوپٹے سے ہاتھ کھولتی وہ پریشان تھی لیکن ہاتھ کھل ہی نہیں رہے تھے زور لگاتی اب وہ رونے والی ہو گئی۔

لال نشان اس کی کلائیوں پر واضح تھے آنکھوں میں اب ہلکی نمی لیے وہ دوپٹہ آخر کھولنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔

لیکن ہاتھ اب بھی کام نہیں کر رہے تھے رات بندھے رہنے کی وجہ سے سُن ہو گئے تھے درد کو برداشت کرتے آخر اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

سامنے کیمرے سے دیکھتا وہ شخص اضطراب کی کیفیت میں اس کی ہر حرکت کو نوٹ کر رہا تھا اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو دیکھ اس نے دکھ سے آنکھیں میچی اور پھر ہاتھ میں پکڑا کافی کا مگ جو کہ آدھا ہو چکا تھا لیکن اب بھی بھانپ اڑ رہی تھی ایک ہی جھٹکے سے خود کے ہاتھوں پر گرا گیا۔

ہونٹوں کو سختی سے آپس میں بھینچ لیا کیا یہ تکلیف اس کی روحِ جاناں کو دی جانے والی تکلیف کا ازالہ کر سکتی تھی ؟؟؟؟

اب وہ اٹھ کر مرے ہاتھوں سے کبرڈ سے ایک البم نکال لائی آج اسے شدت سے ایک شخص یاد آیا تھا۔

میر !!!!

تم نے تو کہا.... تھ....... تھا.... تم. میری........ حفاظت.... ک.. کرو گے...... لیکن.. تم... تو ناکام رہے .....

آئی ہیت یو میر.... میر و تم سے کبھی بھی بات نہیں کرے گی آئی ہیٹ یو سوچ میں اس دنیا میں سب سے زیادہ تم سے نفرت کرتی ہوں وہ ہزیاتی کیفیت سے چیختی اس تصویر کے دو ٹکرے کر گئی۔

تصویر کو تو صرف دو ٹکرے ہوئے لیکن دیکھنے والے کا دل ہزار ٹکروں میں تقسیم ہوا تھا تو کیا وہ ناکام رہا تھا اپنی میرو کی حفاظت کرنے میں۔

وہ اس کے پاس رہ کر بھی اسے اپنی موجودگی کا احساس نہیں کروا سکا تھا وہ خوفزدہ تھی یہ سب سوالیہ نشان تھے اس کی خود کی زات پر ....

میرال آنسو پونچھتی اٹھی اور تصویر کے وہ ٹکرے ڈسٹ بن میں پھینکتی واش روم میں چلی گئی اس کی یہ حرکت مخالف کو شدید ناگوار گزری تھی۔

....

مس میرال آپ پورا آدھا گھنٹہ لیٹ ہیں مبشر علوی پہلے سے موجود تھا اپنے کیبن میں جب وہ اینٹر ہوئی۔

سوری سر وہ نظریں جھکاتی بولی۔

اوکے نیکسٹ ٹائم بی کیئر فل مبشر علوی کا موڈ شاید اچھا تھا اس لیے اسے بخش دیا وہ بھی اپنے ڈیکس کی طرف بڑھتی مرے ہاتھوں سے کام کرنے لگی۔

مس میرال یہ آپ کے ہاتھوں پر کس چیز کا نشان ہے وہ فائل پکڑاتی اسے متوجہ کر گئی۔

کسی چیز کا نہیں وہ سلیوس کو نیچے کھینچے ناگواری سے بولی اس کی ناگواری ایم اے کی نظروں سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔

سرے آیی کم ان؟ ابھی وہ کچھ کہتا کہ دروازے پر ہونے والی دستک پر دونوں متوجہ ہوئے۔

یس! ایم۔اے بولا تو میرال بھی اپنے ڈیسک کی طرف بڑھ گئی اندر آنے والی شخصیت کے بارے میں وہ جانتی تھی۔

سر یہ فائل لائبہ ایک ادا سے بولتی سامنے موجود چیئر پر بیٹھ گئی۔

لائبہ اس میں کچھ مسٹیکس ہیں بٹ یو ڈونٹ وری مس میرال ہیں ناوہ سہی کر دیں گی۔

میرال نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جب آخری بار اس کی فائل میں غلطیاں تھی تو وہ اوور ٹائم بیٹھی تھی اور جو ڈانٹ تھی وہ الگ لیکن اب تو جیسے اس سے میٹھا لہجہ کسی کا تھا ہی نہیں۔

میرال کو رونا آیا آج کا دن ہی خراب تھا اسے آنا ہی نہیں چاہیے تھا ایک تو اس کے ہاتھ میں اتنی درد تھی۔

او تھینک یو ایم اے اور سوری سر لائبہ بال جھٹکتی بولی۔

ارے نو پرابلم تم مجھے مبشر بھی بول سکتی ہو وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے بالکل ہی فراموش کر گئے کہ کمرے میں ایک اور شخص موجود ہے۔

مس میرال آج کافی نہیں ملے گی کیا یا روزیاد کروانا پڑے گا لائبہ سے سامنے اس بے عزتی پر اس کا چہرہ سرخ ہوا۔

سر میں چلتی ہوں آج ڈیڈ کے ساتھ ایک پارٹی اٹینڈ کرنی ہے میں نے۔

کافی پی کر جاتی تو مجھے اچھا لگتا اور جائیں بھی مس میرال کس مراقبے میں چلی گئیں ہیں وہ لائبہ کو بولا جواب مسکراتی واپس بیٹھ گئی پر میرال کو تمسخرانہ نظروں سے دیکھنا نہیں بھولی تھی۔

....

ہائے ہینڈسم مارتھا علی کو اکیلے بیٹھا دیکھ اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔

تو علی نے ناگواری سے فاصلہ بڑھایا۔

کم آن ! تمہارے باس کی بیوی ہوں تم تو ایسے پیچھے ہوئے ہو جیسے میں کوئی بیماری ہوں جو تمہیں لگ جائے گی۔

ایسی بات نہیں ہے میڈیم علی نہایت تحمل سے بولا۔

جسٹ کال بھی مارتھا ....

آپ ہمارے باس کی بیوی ہیں میرے لیے قابل عزت ہیں علی نے اس کو ایک بار بھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اور یہی بات مارتھا کو اس کے بارے میں بُری لگی تھی۔

شادی شدہ ہو؟

نہیں !!!

کول......

خیر اب تو آمنا سامنا ہوتا رہے گا خیر کچھ پل بات کرتے تو اچھا لگتا وہ جھکتی ایک ادا سے اس کا لیپ ٹاپ بند کر گئی۔

مجھے بھی اچھا لگتا آپ سے بات کر کے لیکن اگر سر نے دیکھ لیا تو.... علی بھی جھجک کر بولا کچھ پل والی بیزاری کہیں جاسوئی تھی تو مسکراتی اس کے نزدیک ہوئی۔

وہ آج یہاں نہیں ہے تو ہم........

یہاں نہیں ہے تو کہاں ہیں سر.... علی یک دم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

پتا نہیں کسی ڈیل کے سلسلے میں گیا ہے خیر چھوڑو تم مجھ پر دھیان دو مارتھا جواب دینے کے ساتھ اس کا چہرہ خود کی طرف موڑتی بولی۔

علی نے اس سے چھپ کر ایک میسج سینڈ کیا اور پھر اس کی طرف متوجہ ہوا جو اپنے ڈیپ گلے کو مزید نیچے سرکا رہی تھی۔

تمہیں میں کیسی لگتی ہوں؟ مارتھا نے خوبصورت مسکراہٹ لیے پوچھا۔

حسین لوگ ہر حال میں حسین ہی لگتے ہیں علی نے اس کو وہی جواب دیا جو وہ سننا چاہتی تھی۔

ہاہاہاہا آئی لائک اٹ۔

اب میں چلتا ہوں سر بھی آنے والے ہوں گے وہ جلدی سے اٹھا کیونکہ اس سے زیادہ وہ اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

ابھی میرا دل نہیں ہے وہ مصنوعی ناراضگی سے بولی۔

جانے کا دل بھی کس کا ہے پر ہائے مجبوری وہ اک ادا سے کہتا اس پر ہلکا سا جھکا۔

مارتھا سی میں سرشار ہو گئی او کے ہینڈسم بس اس بار جانے دے رہی ہوں نیکسٹ ٹائم........اچھا وقت گزاریں گے۔

شیور علی نے گردن کو خم دیتے کہا۔

....

رابیل سلیپنگ ڈریس میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جب غازیان دندناتا ہوا کمرے میں آیا۔

آج کہاں تھی تم سارا دن وہ جھٹکے سے اسے بیڈ سے اٹھاتا اپنے مقابل کھڑا کر گیا۔

شا... شاپنگ مال وہ ہونٹ تر کرتی بولی۔

چٹاخ!!!

یہ اسے پڑنے والا زندگی کا پہلا تھپڑ تھا اس سے پہلے اسے کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

بکواس نہیں جو پوچھا ہے سچ سچ بتاؤ۔

کیوں بتاؤں ہاں کون ہو تم کیا لگتے ہو میرے وہ بھی چیختی اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا گئی۔

کون ہوں میں یہ تم اچھے سے جانتی ہو اور تمہارا کیا.... لگتا ہوں یہ بتانے میں میں لمحہ نہیں لگاؤ گا.... لیکن تم آج سارا دن کس کے ساتھ تھی وہ بتاؤ۔

اور اگر نا بتاؤ تو وہ کچھ پل تھپڑ کی وجہ سے جو سُن کھڑی تھی اب طیش میں آگئی تھی غازیان اعجاز سے نفرت کی پہلی سیڑھی یہ تھپڑ تھا۔

بتانا تو تمہیں پڑے گا نہیں تو ....

نہیں تو کیا؟ ہاں اور مارو گے چلو یہ بھی کر کے دیکھ لو تم جیسے مردوں کی یہی مردانگی ہے سخت زہر لگتے ہو مجھے تم مرد جب عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔

اور مجھے سخت زہر لگتی ہیں وہ عورتیں جو شادی شدہ ہونے کے باوجود کسی غیر شخص سے ملتی ہیں۔

وہ یہاں کیسے آیا؟

میں نے نہیں بلایا وہ تو بس اچانک مال میں دکھ گیا ....

ارے واہ وہ اچانک اسلام آباد آگیا اور پھر اتفاقاً وہ اسی مال میں تھا جس میں تم گئی..... واہ رابیل دستگیر پاگل کسی اور کو بنانا۔

ہاں تھی میں اس کے ساتھ مجھے اچھا لگتا ہے اس کے ساتھ کم از کم وہ تم جیسا تو نہیں۔

وہ کیسا ہے یہ تو وقت بتائے گا..... اور غازیان اعجاز اس کی برابری کا نہیں کیونکہ میں اسے اپنی ٹکر کا نہیں سمجھتا۔

ہمم تم کیا..... سمجھو گے اسے اپنی ٹکر کا میں نہیں سمجھتی تمہیں اس کی ٹکر کا وہ پے در پے وار کر رہی تھی ......

بکواس بند کرو رابیل....... وہ دھاڑتا اس کا بازو تھامتا اسے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔

رابیل کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔

آج کے بعد اس حسیب سے ملی تو کیا بات بھی کی تو میں جان لے لوں گا تمہاری وہ اس آنکھوں میں دیکھتا ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا باہر نکل گیا۔

رابیل بھی روتی ہوئی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

فارس آج اپنی بیوی بچوں کے ساتھ مال گیا تھا رابیل کو پہنچانتا تھا وہ اسے وہاں کسی اور کے ساتھ دیکھتے اس نے غازیان کو مطلع کرنا ضروری سمجھا۔

رابیل کا ہاتھ اس شخص کے ہاتھوں میں دیکھ کر غازیان اپنا غصہ نہیں برداشت کر پایا نہیں تو ہاتھ کبھی نا اٹھاتا یہ اس کی تربیت نہیں تھی لیکن رابیل دستگیر نے اسے مجبور کر دیا تھا۔

رابیل کے دل میں آج نفرت نے اپنی جڑیں پکی کر لیں تھی غازیان کے لیے۔

....

مبشر تم نے بتایا نہیں تم نے اس لڑکی کو جاب کیوں دی ہے لیاقت اس کے سامنے بیٹھتا بولا۔

تیرا بدلہ لینے کے لیے آخر اس نے میرے بھائی کے آفس میں چوری کی اور اس کی بیوی پر حملہ کیا۔

سچ میں تو یہ میرے لیے کر رہا ہے لیاقت بے یقینی سے بولا۔

میں آج تک سب تیرے لیے ہی تو کرتا آیا ہوں لیاقت وہ دھیمی آواز میں بولا تو لیاقت اس کے گلے لگ گیا۔

اچھا کیا نہیں تو میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔

کیا؟ ایم اے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

میں اس لڑکی پر کیس کروانے لگا میری بیوی کا اب تک کچھ اتا پتا نہیں ہے کہیں اسی نے تو نہیں غائب کروایا۔

ایسا کچھ لگتا تو نہیں ہے اگر ایسا ہوا بھی تو اس سے میں اپنے طریقے سے نپٹو گا تو یہ کیس وغیرہ چھوڑ اور بھابھی کو ڈھونڈ بس۔

ایم۔اے لڑکی بچ کے جانی نہیں چاہیے......مجھے تو لگتا یہ میرے کسی دشمن کی سازش ہے جو اس لڑکی کو مہرہ بنا کر میرے خلاف استعمال کر رہے۔

ٹینشن نہ لو میں دیکھ لوں گا۔

....

کام کہاں تک پہنچا غازیان نے روم میں اینٹر ہوتے کہا۔

سر بس ہو ہی.... رہا وہ سب بیٹھ کر مزے سے گپے ہانک رہے تھے کیونکہ یہ ان کا فری ٹائم تھا۔

یہ ہو رہا ہے کام ؟؟ کہیں سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ ملک کے گنے چنے وہ معزز لوگ ہیں جو ملک کے ملازمین کو بچائیں گے ؟ تم لوگوں کے طور طریقے یہ سب شو نہیں کر رہے وہ ماتھے پر سلوٹیں لیے بولا تو سب خوامخواہ ہی شرمندہ ہو گیے۔

کام دیے تھے میں نے تم لوگوں کو کچھ ! یہ وقت یہاں بیٹھ کر گپیں مارنے کا نہیں ہے ہر رات مجھے اس فکر سے نیند نہیں آتی کہ اگر میں ان چھوٹے بچوں کے باپ کو نہ بچا پایا تو کہیں وہ مجھے بد دعا نہ دے دیں لیکن یہاں تو لگتا کسی کو فکر نہیں۔

سر ہم سب اپنا اسائنڈ کیا جانے والا کام مکمل کر چکے ہیں اور بلیو اس سر ہم جی جان لگا دیں گے فارس کھڑا ہوتا بولا۔

تو غازیان نے بھی گہرا سانس بھرا وہ رابیل کا سارا غصہ بلا وجہ ان پر اتار گیا تھا۔

ایم سوری.... میں... بس.... وقت کم ہے ہمارے پاس ......

وی انڈر سٹینڈ سر وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مسکرائے۔

اوکے ! اب آگے کا پلین ڈسکس کرتے ہیں وہ گہری سانس بھرتا کرسی ٹھیک کرتا بیٹھ گیا۔

آج لوسیفر ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے گیا تھا کہاں گیا تھا یہ تم لوگ بتاؤ گے آئی ہوپ پیزا کھانے کے علاوہ کچھ کیا ہے وہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

جی سر آج وہ کسی شوکت نظامی نامی شخص سے ملا تھا اور اگلی ڈیل اسی کے ساتھ ہے لیکن نظامی کی طرف سے کچھ دیری ہو رہی ہے یہی وجہ ہے لوسیفر کے غصے کی ....

شوکت نظامی........ہم ڈیٹیلز نکالو اس کی کیا کرتا ہے وہ۔

اوکے سر۔

....

تو مسز لیاقت آپ کو کیا کرنا ہے میں آپ کو سمجھا چکا ہوں۔

لیکن یہ سب بہت مشکل ہے میر ابراہیم۔

مشکل ہے ناممکن نہیں اور کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا اسے مشکل ہم بناتے ہیں اور آسان بھی ہمیں ہی کرنا ہوتا ہے۔

اور اگر میں پکڑی گئ تو؟

ارے ایسے کیسے جب یہ سب میرے ساتھ ہوا تب کیا آپ پکڑی گئ تھی؟ وہ انہیں لاجواب کر گیا۔

لیکن وہ لیاقت ہے میر ابراہیم مت بھولو وہ ایک بار اسے پھر خبردار کرتی بولی۔

ہاہا آپ اس وقت کس کے سامنے کھڑی ہو کر بات کر رہی ہیں شاید وہ آپ فراموش کر گئیں میر ابراہیم نے رب العزت کی زات کے علاوہ کسی سے ڈرنا نہیں سیکھا۔

ڈرنا میں نے اسی دن چھوڑ دیا تھا جس دن تم سب نے مل کر میرے باپ کو مار دیا.....اور میری ماں زہنی مریض بن گئی بھولا نہیں ہوں میں وہ سب.....بس اپنے وقت کا انتظار کر رہا ہوں میر ابراہیم کچا کھلاڑی نہیں ہے وقت کے دھکوں نے مجھے دنیا سے ایک قدم آگے چلنا سکھایا ہے۔

جہاں سے لیاقت کی سوچ ختم ہوتی ہے میر ابراہیم وہاں سے سوچنے کے بارے میں سوچنا شروع کرتا ہے بس جو کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔

تاریخ اپنا آپ دہرائے گی لیکن اس بار شکاری کوئی اور ہو گا۔

تو کیا لیاقت کو مارنا ہے مجھے ؟

مارنا نہیں ہے ایسے لوگوں کو سکون کی موت نہیں دی جاتی ایسے لوگوں کو ویسے ہی مارا جاتا ہے جیسے انہوں نے دوسروں کو پل پل مارا ہو۔

جسٹ ویٹ فور دیٹ میر ابراہیم کسی کو نہیں چھوڑے گا۔

....

پاپا کیا ہوا آپ پریشان کیوں ہیں ؟ وہ اپنے باپ کو پریشان دیکھتا بولا اب وہ سولہ سالہ ایک ذہین نوجوان تھا۔

کچھ نہیں بیٹا آپ سوئے نہیں ابھی تک ؟

نہیں آپ بتائیں تو..... اور جانے کا کیوں بول رہے ہیں ابھی تو ہمیں یہاں آئے کچھ ہی دن ہوئے ہیں۔

میر بزنس میں مسلسل لاس ہو رہا ہے میں سب کچھ لیاقت (مینیجر) کے حوالے کر کے آیا تھا لیکن ان کچھ دنوں میں سب برباد ہو رہا ہے۔

مجھے جانا ہو گا آپ چاہو تو اپنی ماما کے ساتھ یہاں کچھ اور دن رُک سکتے ہو..... انہوں نے اس کے کندھے ہر ہاتھ رکھتے کہا۔

نہیں پاپا ہمیں چلنا چاہیے اور ایسے کیسے اچانک ہی لاس ہو گیا یہ تو آپ جا کر پتا لگائیں اور ویسے بھی میر و اور انکل کو ہم جلد ہی واپس بلوا لیں گے وہ ایک سمجھدار بیٹے کی طرح باپ کو سمجھا رہا تھا۔

کیا سمجھایا جا رہا ہے اپنے پاپا کو تحریم اندر آتی بولی۔

آپ کا بیٹا اب بڑا ہو رہا ہے اور سمجھدار بھی میر حیدر فخر سے مسکرائے۔

اچھا مجھے تو نہیں لگتا تحریم بیگم شرارت سے مسکرائی۔

ماما آپ کو تو میں تب بھی سمجھدار نہیں لگوں گا جب بزنس مین بن جاؤں گا وہ منہ پھلاتا بولا۔

ہاہاہاہا..... نہیں تب تک شاید میں مان جاؤں اچھا جاؤ میر و تمہیں بلا رہی تھی۔

اوفو ماما کام کی بات تو آپ نے سب سے اینڈ میں بتائی ہے وہ ماتھے پر ہاتھ مارتا باہر نکل گیا۔

دیکھا آپنے کہاں سے آپ کو بڑا لگا وہ میر و کے نام پر وہ وہی بچہ بن جاتا ہے۔

میر و کی جگہ تو پھر کوئی نہیں لے سکتا نا مسسز اچھا سنیں سامان پیک کر لیں ہمیں واپس جانا ہے۔

ایسے اچانک کیوں؟

بس بزنس نہیں سیٹل ہو رہا لیاقت سے سب خراب کر دیا ہے اس نے واپس نہیں گئے تو مزید پتا نہیں کتنا لاس ہو جائے۔

میں سکندر کو بتا دیتا ہوں۔

....

رابیل یہ کرتا پریس کر کے لاؤ میرا وہ جو آرام سے بیٹھی نیل پالش لگا رہی تھی اس کی آواز سن کر بھی نظر انداز کر گئی۔

غازیان نے چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھا اور پھر آہستہ سے اسکے قریب آیا اور اس کی نیل پالش اچک لی اور اگلے ہی لمحے وہ ٹپ ٹپ کرتی فرش پر تھی۔

رابیل آنکھیں کھولے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا کیا ہے تم نے؟

نظر نہیں آ رہا کیا کیا ہے! خیر یہ لو اور پریس کر کے لاؤ وہ اسے کرتا پکڑاتا خود باہر نکل گیا۔

وہ بھی غصے سے تن فن کرتی استری اسٹینڈ کی طرف آئی اور فل سپیڈ سے استری چلا کر اس کے گرم ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

غازیان اعجاز ہر بار تمہاری یہ اوچھی حرکتیں میں نظر انداز کر دیتی ہوں..... لیکن اس بار نہیں بہت ہو گیا اور پھر گرم استری اس کے کرتے کے سینٹر میں رکھ کر خود آرام سے واش روم چلی گئی۔

غازیان کچھ جلنے کی بو سے بھاگ کر اندر آیا اور سامنے ہی اس کا کرتا بُری حالت میں پڑا تھا اتنا جل گیا تھا کہ اسٹینڈ پر بچھا نیچے والا کپڑا ابھی اپنے اوپر ہوئے ستم کو رو رہا تھا۔

وہ آرام سے ٹاول سے منہ صاف کرتی باہر نکلی تو غازیان سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

آہ!!!! یہ کیسے ہو گیا...... مجھے تو پتا ہی نہیں چلا رابیل باہر آتی سستی ایکٹنگ کرتی بولی۔

غازیان نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا رابیل کو لگا اس کا جبڑا ٹوٹ جائے گا۔

رابیل دستگیر تم اپنی حدیں پار کر رہی ہو مجھے مجبور نہ کرو کہ میں تم پر سختی کرو۔

آگے کون سا تم محبت برسا رہے ہو؟

تم جیسی لڑکی سے محبت ہونا ممکن نہیں رابیل دستگیر ......

مجھ جیسی لڑکی سے کیا مراد ہے غازیان اعجاز وہ بھی دو بدو اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

یہ تم فراغت کے لمحات میں خود سے پوچھنا رابیل کیا تم واقعی محبت کیے جانے کے قابل ہو وہ اسے حیران چھوڑتا الماری سے دوسرا کرتا نکال کر پہنتا کمرے سے کیا گھر سے ہی نکل گیا۔

....

اے لڑکی بات سنو شوکت نظامی نے میرال کو آواز دی جو آفس جانے کے لیے نکلنے لگی تھی۔

کہاں جا رہی ہو؟ نظامی ناشتے سے ہاتھ کھینچتا بولا۔

آفس.........وہ اب اس کی طرف متوجہ ہوئی نا جانے آج پھر کیا بات تھی جو شوکت نظامی نے اسے خود مخاطب کیا تھا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے آج جانے کی کچھ مہمان آرہے ہیں گھر پر ہی رہو۔

پر.....میر....میرا آفس....جانا.....ضروری ہے۔

جو کہہ دیا ہے وہ کرو زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہیں وہ ہاتھ صاف کرتے خود بھی اٹھ گیا.......تو وہ بھی تھکے قدموں کے ساتھ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اور پھر کچھ گھنٹوں بعد اسے وجہ بھی معلوم ہو گئی جب اس کی دوہری عمر کے شخص کے سامنے اسے لا کر بٹھایا گیا۔

تو آج اس کے سوتیلے باپ نے خود پر سے بوجھ اتارنے کا سامان تیار کر لیا تھا۔

اس نے ایک نظر اپنی ماں کی طرف دیکھا جو ہنس کر لوازمات سرو کر رہی تھی۔

میرال کی آنکھوں میں اس وقت ایک بھی آنسو نہیں تھا شاید وہ تھک گئی تھی قسمت سے لڑتے لڑتے......اس نے خود کو وقت کے دھارے پر چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

نظامی صاحب میں جلد سے جلد شادی کرنا چاہتا ہوں میرے بچے بھی اب تنہا ہیں تو مجھے بھی تنہائی محسوس ہوتی ہے یونو وہ خباثت سے کہتا اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھنے لگا۔

اسلام علیکم!!! دروازے کی سمت سے آنے والی آواز کی طرف سب متوجہ ہوئے۔

جی ٹھیک ہے امجد صاحب ہم جلد ہی مل کر کوئی تاریخ فائنل کرتے ہیں..... نظامی سامنے مبشر علوی کو دیکھتا امجد سے بولا اشارہ صاف تھا کہ وہ اب جا سکتا ہے۔

اور پھر اگلے ہی لمحے حال خالی ہو گیا فردوس بھی اٹھ کر چلیں گئیں۔

اب حال میں کل چار نفوس موجود تھے میرال، نظامی، مبشر علوی اور لائبہ جو اسے اپنے ساتھ لائی تھی۔

زہے نصیب مبشر صاحب آپ نے ہمارے گھر کا رُخ کیا یہ میرے لیے خوشقسمتی کی بات ہے.... نظامی نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا۔

بس لائبہ کو گھر ڈراپ کرنے آیا تھا تو وہ اندر آنے کی ضد کرنے لگی۔

میرال نے نظریں اٹھا کر دونوں کو دیکھا لائبہ کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

اچھی بات ہے شوکت نظامی نے اسے کہااور میرال کو چائے پانی کاانتظام کرنے کا بولا تو وہ کچن کی طرف چلی گئی اور مبشر اور لائبہ صوفے پر بیٹھ گئے۔

....

کیا بات ہو رہی تھی نظامی صاحب مبشر علوی نے سر سری ساپوچھا حوالہ کچھ دیر پہلے ہونے والی گفتگو کی طرف تھا۔

کچھ خاص نہیں بس اب میں میرال کی زمہ داری سے فارغ ہوناچاہتا بہت عمر کسی کا خون پالنا بڑی بات نہیں ہوتی اب وہ بالغ ہے شادی کے قابل ہے... تو بس میں نے اس کی شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اواچھا کس سے ؟ مشر علوی کا لہجہ کسی بھی جز بات سے عاری تھا۔

امجد تھا یہ نظامی نے کچھ دیر پہلے نکلنے والے شخص کا تعارف دیا۔

اچھا کیا کرتا ہے ان کا بیٹا ؟ مبشر نے سوال کیا تو لائبہ بور ہوتی اپنے موبائل پر لگ گئی۔

اس کا بیٹا ایک ہی ہے وہ تو ابھی خیر پڑھ رہا ہے اور دو بیٹیاں ہیں ماں بچاری نہیں ہے۔

بیٹا پڑھ رہا ہے تو شادی کیسے کرے گا مبشر نے اب اس ٹاپک میں اپنی دلچسپی دکھائی۔

تو بیٹے سے کیا تعلق میرال کا شادی تو امجد کو کرنی ہے۔

یہ بات سنتے ہی مبشر علوی کے منہ سے پانی فوارے کی صورت باہر نکلا لائبہ بھی اب کی بار موبائل رکھتی کھل کر مسکرائی تھی۔

سچ میں اس بڈھے کو شادی کا کیا شوق چڑھ گیا مبشر مزاقاً بولا لیکن باہر کھڑا اروبی یہ سب سنتا کسی کو ٹیکس کی صورت موجودہ حالات سے آگاہ کرنے لگا۔

اس کی بیوی نہیں ہے تو وہ تنہا محسوس کرتا ہے خود کو اور اچھا کماتا ہے اپنا بزنس ہے میرال کو خود چنا ہے اس نے کوئی کمی نہیں ہے تو پھر دیری کیسی؟

نہیں نظامی صاحب مسئلہ تو کوئی نہیں لیکن مس میرال کی شادی نہیں کر سکتے آپ ....

وجہ بتانا پسند کرو گے نظامی اب سنجیدگی سے بولتا سیدھا بیٹھا۔

وہ کیا ہے نا مس میرال میرے آفس میں کام کر رہیں انہوں نے جو پیسے چرائے تھے اس کے بدلے ان کو یہ نوکری ملی تھی وہ تب تک یہ جاب نہیں چھوڑ سکتی تب تک میرے پیسے نا پورے ہو جائیں۔

او یہ مسئلہ سنگین ہے لیکن مبشر تم ....

تو ایسا کریں کہ میرال تو اب آپ کی زمہ داری ہے نا تو اس کی چرائی رقم آپ بھر دیں پھر بیشک اس کی شادی کریں یا جو بھی باہر سے آتی میرال نے یہ سب جملے بخوبی سنے تھے۔

کچھ دن سے دل میں اس کے لیے جو بھی عزت تھی اب وہ یک دم ختم ہوئی تھی.....آخر وہ بھی اپنی اوقات دکھا گیا تھا پر کیا فرق پڑتا تھا.....جب اس کے اپنے نہیں ہوئے اس کے تو وہ تو پھر انجان شخص تھا۔

نہیں نہیں ابھی مجھے لگتا کہ وہ شادی جیسی زمہ داری نہیں سنبھال پائے گی اور آئے گی وہ آفس میں تو کہتا اس سے ڈبل شفٹ کرواؤ اپنی رقم پوری کرو خود پر بات آتے ہی شوکت نظامی نے ساری بازی ہی پلٹ دی۔

مبشر علوی کے چہرے پر ایک مسکراہٹ کا راج تھا پراسرار مسکراہٹ ....

....

آج لوسیفر بہت خوش تھا کیونکہ اس کی ایک بہت بڑی ڈیل ہوئی تھی اور یہ پہلی ڈیل تھی جس میں علی بھی شامل تھا وہ خاموشی سے بیٹھا سب سُن رہا تھا چہرے پر نا ختم ہونے والی سنجیدگی تھی۔

وہ ان کا سارا پلین سنتا دماغ میں اپنے ماسٹر پلین میں ردوبدل کرنے لگا۔

اوکے تو پھر مال پہنچ جانا چاہیے لوسیفر مصافحہ کرتا اٹھ گیا اور باہر نکلتے ہی گارڈ سے لڑکی کا انتظام کرنے کے لیے کہا۔

علی بھی اس سے ملتا نیچے والے فلور میں چلا گیا لوسیفر نے تمام ڈیلز کی ایک فائل ریڈی کرنے کو بولا تھا اسے۔

اگلے ہی گھنٹے لوسیفر کے کمرے میں ایک نئی لڑکی موجود تھی جسے دیکھ لوسیفر کی آنکھیں چمکی تھیں۔

تمہیں پہلے تو نہیں دیکھا جان وہ اس لڑکی کو اپنے حصار میں لیتا خباثت سے بولا۔

پہلے تم نے بلایا ہی نہیں مخالف بھی شاید پکی کھلاڑی تھی اس کے قریب ہوتی بولی۔

ہاہاہاہاہا یہ بات تو تم نے سہی کہی سو فیصد لیکن چلو اب تو بلا لیا نا۔

یہ تو میری خوش قسمتی ہے لوسیفر کے آج میں تمہارے اتنا قریب ہوں۔

تو دیر کس بات کی ہے لوسیفر اسے ساتھ لگاتا سامنے موجود صوفہ پر بیٹھ گیا۔

آہاں لوسیفر میری معلومات کے مطابق تو تم آغاز اپنے پسندیدہ مشروب سے کرتے ہو۔

تمہیں کیسے پتا لوسیفر ٹھٹکتا اس کا بازو دبوچتا بولا تم تو پہلی بار آئی ہو کہیں بھیجی تو نہیں گئی کسی سازش کے تحت ......

سامنے والے کا رنگ ایک سیکنڈ کے لیے سفید پڑا تھا مگر پھر وہ خود کو کمپوز کرتی اس کے گلے میں باہیں ڈال گئی۔

لوسیفر میری دوست آئی تھی یہاں تمہارے پاس اس نے ہی سب بتایا.....اس نے تمہارا اتناز کر کیا کہ میں بیتاب تھی تم سے ملنے کے لیے اور دیکھو آج میری قسمت چمک گئی.....اور میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔

اس کی ساری بات سن کر لوسیفر کے ماتھے پر سلوٹیں کم ہوئیں اور پھر اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

لڑکی مسکرائی تھی شاید کسی کو سگنل پہنچایا تھا کہ کام ہو گیا اور پھر وہ ایک ادا سے اٹھی اور سامنے موجود گلاس میں لوسیفر کا پسندیدہ مشروب بھرنے لگی.......جو پہلے سے وہاں موجود تھا اس کی نظروں سے چھپتے اس میں دو گولیاں ملاتی وہ اس کے قریب آئی تو لوسیفر نے گلاس تھامنا چاہا۔

میرے ہوتے ہوئے تم خود محنت کرو یہ مجھے گوارا نہیں لڑکی اس کا ہاتھ ہٹاتی گلاس اس کے لبوں سے لگا گئی۔

لڑکی کا حسن اتنا حوش ربا تھا کہ لوسیفر نے کسی اور بات پر دھیان ہی نہیں دیا اور گلاس لبوں سے لگا گیا۔

کوئی اور لمحہ ہوتا تو لوسیفر تفتیش کرتا ہر بات کی مگر سامنے اتنا حسن ہو اور وہ بھی کم عمر تو لوسیفر فضول باتوں میں وقت کا ضیاع کیوں کرے..... یہی سوچتے وہ سارا گلاس ختم کر گیا اور اب بوتل اٹھا کر منہ کو لگا لی اور لڑکی کو خود پر گرایا۔

لڑکی نے دس منٹ تک اسے برداشت کیا اس کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات اس کی اندر کی حالت کا پتا دے رہے تھے۔

اور گیارہویں ہی سیکنڈ لوسیفر داڈیول بیڈ پر بے سدھ پڑا تھا لڑکی آرام سے اٹھی اور اس کی نبض ٹٹولنے لگی جو کہ معمول کی رفتار سے آہستہ تھی اور پھر جھک کر اس کے منہ پر تھوک دیا۔

کیمرے سے یہ سارا منظر دیکھنے والا شخص پہلی بار مسکرایا تھا آخر وہ علی کی بھیجی گئی لڑکی تھی کیسے اپنا فرض بھول جاتی۔

وہ وہ پہلی لڑکی تھی جس نے یہ حرکت کرنے کی ہمت کی تھی لوسیفر ہوش میں ہوتا تو اب تک وہ لڑکی اپنی آخری سانسیں گن رہی ہوتی۔

لڑکی نے اٹھ کر کان میں لگے ائیر پیس پر ہاتھ رکھتے ڈن بولا۔

اور علی پانچ منٹ میں روم کے باہر تھا ویل ڈن وہ لڑکی سے ہاتھ ملاتا اسے جانے کا اشارہ کرنے لگا وہ نکل گئی تو علی نے دروازہ بند کیا۔

باہر کوئی بھی گارڈ موجود نہیں تھا کیونکہ اس وقت میں کسی کو وہاں آنے کی اجازت نہیں تھی۔

علی نے اس کا لیپ ٹاپ نکالا اور ماہد کو فون کر کے اس کا لیپ ٹاپ کا سارا ڈیٹا ہیک کرنے کو بولا اور اس پر ایک چِپ چپکا دی اور کمرے میں اضطراری حالت میں چکر کاٹنے لگا۔

ڈیم اٹ ماہد جلدی کرو لوسیفر کو ہوش آرہا ہے وہ ائیر پیس پر ہاتھ رکھتا گڑایا.......

پانچ منٹ بس سر ....

پانچ منٹ....... پانچ سیکنڈ ہیں تمہارے پاس علی نے حکمیہ لہجے میں کہا اور تقریباً سات سیکنڈ کے بعد ڈن اس کے کانوں میں گونجا تو علی کھل کر مسکرایا اور ایک نظر لوسیفر کو دیکھتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

....

اور وہ دن بھی آگیا جب میر ابراہیم کو واپس جانا تھا میرو صبح سے اداس بیٹھی تھی اس کا اکلوتا دوست جا رہا تھا اور اسکی ماما بھی جو اسے میر سے زیادہ پیار کرتی تھیں۔

میر اسے دیکھتا جھولے کے پاس آیا جہاں وہ پاؤں ہلاتے جھولا جھول رہی تھی اداسی سے۔

اداس کیوں ہوں میر نے اس کے ساتھ بیٹھتے کہا تو میرو نے ناراضگی سے منہ موڑ لیا۔

میر کے چہرے پر مسکراہٹ پچھلی میں تو آئسکریم لایا تھا نہیں کھائی تو اٹس اوکے لیکن مخالف کی طرف سے ہنوز خاموشی تھی۔

اب میر بھی سنجیدہ ہوتا گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا میرو دیکھو بابا کا کام ہے ضروری اس لیے جا رہے ہیں اب جلدی ہی آجائیں گے واپس پھر تمہیں اپنے ساتھ لے کر جائیں گے۔

تم جھوٹ بول رہے ہو...... وہ منہ پھلاتی بولی۔

تم کیا ہوتا ہے میر و؟ وہ ابرو اچکاتا بولا ....

او پس سوری وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو منہ پر رکھتی میر کو پیاری لگی۔

ون منتھ بعد آؤں گا ......

سچ میں مجھے بھی ساتھ لے کر جاؤ گے وہ ایکسائٹمنٹ سے کھڑی ہو گئی۔

ہاں بالکل میر اپنی میر و سے جھوٹ نہیں بولتا....

اگر نہ آئے تو میں آپ سے کبھی بھی بات نہیں کرو گی۔

اوکے ڈن میر نے اس سے ہاتھ ملاتے کہا یہ جانے بغیر کہ یہ وعدہ اسے اس کی زندگی کا سب سے بڑا دکھ دینے والا ہے۔

میں مِس کروں گی ماما تو مجھے باکل بھی پیار نہیں کرتی میر بابا کرتے ہیں.... کیا میں اچھی بچی نہیں ہوں وہ ایک بار پھر احساسِ کمتری کا شکار ہو رہی تھی۔

نہیں میر و تو سب سے زیادہ اچھی ہے بس میرے جانے کے بعد کوئی دوست نہیں بنانا... وہ ہر بار کی بات دہراتا اسے مزید ناراض کر گیا۔

پھر میں کیسے اکیلی رہوں گی میر؟

تمہارے سارے ٹیڈی میں نے تمہارے کمرے میں رکھ دیۓ ہیں میر نے اس کی آنکھوں کی بڑھتی چمک کو مسکرا کر دیکھا۔

وہ تو تم نے پھینک دیے تھے نا میر ؟

تمہاری کوئی بھی چیز نہیں پھینکتا میں میر و چلو اب اچھے بچوں کی طرح رہنا کوئی تنگ کرے تو ....

پھر کیا کروں؟ وہ ایکسائٹمنٹ سے بولی۔

اس کو ایک کِک کرنا اور منہ پر ایک پنچ مارنا۔

ہاااااااامیر میں یہ کیسے کر سکتی؟

ایک بار کرو گی تو خود ہی آ جائے گا اور روز مجھے ویڈیو کال کرنا اوکے ؟ اور یہ لو آئسکریم میلٹ ہو گئی ہے۔

ہاہاہا اوکے ؟ آئی لو یو میر یو آر دا بیسٹ .....

زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا میر ابراہیم کے چہرے پر سامنے کھڑکی سے سارا منظر دیکھتے سکندر صاحب آسودگی سے مسکرائے تھے۔

راہِ ہستی میں کسی موڑ پہ ملنے والے

پھر کسی موڑ پہ ویسے ہی بچھڑ جاتے ہیں

....

رابیل اور غازیان میں خاموشی کا راج تھا کوئی ایک دوسرے سے بات کہیں کر رہا تھا سرد جنگ تھی شاید ....

ابھی بھی غازیان سامنے بیٹھا لیپ ٹاپ پر اپنا کام کر رہا تھا جب رابیل کا فون بجنے لگا رابیل جو بیٹھی بک پڑھ رہی تھی یک دم چونکی اور پھر موبائل پر نام دیکھ کر کال کٹ کر دی۔

غازیان اس کی تمام حرکات و سکنات نوٹ کر رہا تھا اب وہ مسلسل ٹائپنگ میں مصروف تھی اس نے گھڑی پر وقت دیکھا جو رات کے پونے گیارہ کا پتا دے رہا تھا۔

اس وقت زارا اور امی کبھی بھی فون نہیں کرتے تھے اور باقی ایک ہی شخص بچتا تھا حسیب نامی سوچ آتے ہی غازیان کے ماتھے پر سلوٹ پڑے تھے۔

جب مزید بیس منٹ گزرے تو غازیان کا صبر جواب دے گیا وہ اٹھا اور جا کر باہر سے انٹرنیٹ کی وائر اتار آیا۔

واپس آیاتواب اس کے فون پر کال آرہی تھی رابیل نے ایک نظر غازیان کو اندر آتے دیکھااور ایک نظر فون پر آتی کال کواور پھر کال کاٹ کر فون سائڈ پر رکھ دیا۔

غازیان اس کے نزدیک آتااس پر جھکا تو وہ بے اختیار پیچھے ہوئی۔

میرے قریب آنے پر یا بات کرنے پر تو بہت تکلیف ہوتی ہے رابیل دستگیر لیکن ایک غیر شخص سے بات کرتے ہوئے بالکل شرم نہیں آتی وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

رابیل اس کی بات کا مطلب سمجھتی پہلو بدل گئی۔

دوست ہے وہ میرا اپنی طرف سے اس نے اچھا دلائل پیش کیا تھا۔

دوست غیر نہیں ہوتا غازیان نے مزید اس پر جھکتے کہا تو وہ آنکھیں بند کر گئی۔

رابیل اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ غازیان اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا پیچھے ہوا تو رابیل نے آنکھیں کھولیں لیکن تب تک وہ جا چکا تھا۔

رابیل نے گہری سانس بھری اور پھر اپنا موبائل اٹھانا چاہا لیکن یہ کیا جگہ خالی تھی مطلب غازیان اعجاز اس کا موبائل لے کر جا چکا تھا۔

بہت ہو گیا غازیان اعجاز میں واپس چلی جاؤں گی۔

غازیان نے باہر آکر رابیل کے فون پر آنے والے نمبر کو بلاک کیا اور ایک اور نمبر اپنے فون سے ملایا۔

مجھے اس شخص کی ساری ڈیٹیلز چاہیے کل تک۔

اوکے سر کام ہو جائے گا۔

غازیان نے ہمت کرتے ان بوکس کھولا اور میسج پڑھتے اس کی دماغ کی رگیں تن گئی۔

وہ شخص رابیل کا مائنڈواش کر رہا تھا مسلسل اسے غازیان سے علیحدہ ہونے کے طریقے بتا رہا تھا۔

افسوس صرف اسے رابیل پر تھا جو اس کی باتوں پر متفق نظر آرہی تھی۔

اس نے صوفے کی بیک پر ٹیک لگاتے آنکھیں موندلی ....

رابیل مت کرو پلیز اس سے صرف تمہارا نقصان ہو گا اور میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

رابیل اندر کمرے میں موجود چکر کاٹ رہی تھی۔

غازیان اعجاز تم سمجھتے کیا ہو خود کو بہت برداشت کر لیا تمہیں حسیب سہی کہتا ہے تم مجھے غلام بنا کر رکھنا چاہتے لیکن یہ ممکن نہیں رابی نے کبھی جھکنا نہیں سیکھا۔

اور یہی تو اصل مدعا تھا کہ دونوں میں سے کوئی جھکنے کو تیار نہیں تھا دونوں ہی نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ اس رشتے میں کسی ایک کو تو جھکنا ہی پڑنا تھا۔

شوہر اور بیوی کا رشتہ جتنا مضبوط ہوتا ہے اتنا حساس بھی کوئی ایک بھی نا جھکے تو رشتہ کھوکھلا ہو جاتا ہے دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے کو ڈھانپے گے نہیں تو پھر وہ رشتہ نہیں یہ محض سمجھوتا ہے

دونوں ہی انا کے پکے تھے پہل نہیں کرنا چاہتے تھے۔

....

جاری ہے-------------

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

میر ابراہیم اس وقت امجد کے سامنے کرسی پر بیٹھا اسے سرخ آنکھوں سے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا۔

ہاں بے بڈھے شادی کرنے کو بہت زیادہ دل کر رہا ہے تیر امیر نے اس کے منہ پر پنچ مارا۔

انسان کو اپنی عمر کے مطابق حرکتیں کرنی چاہیے لیکن تم جیسوں میں شرم کہاں ؟

ہمیں حق ہے شادی کا وہ شخص منہ سے خون صاف کرتا بولا ہمت کی داد دینی پڑے گی اس کی وہ میر ابراہیم کے سامنے زبان چلا رہا تھا۔

حق تو ہے لیکن اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی سے شادی کی اجازت کون سا قانون دیتا ہے تمہیں؟؟

میرے بچوں کو ماں کی ضرورت ہے۔

ماں اسے بنا سالے جو ماں لگے بھی..... میری معلومات کے مطابق وہ تمہاری بیٹی سے ڈیڑھ سال چھوٹی ہے میر ابراہیم اس کا گریبان پکڑتا چیخا۔

مجھے معاف.......... ابھی اس کے الفاظ بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ میر نے اس پر لاتوں اور مکّوں کی برسات کر دی۔

تیری ہمت بھی کیسے ہوئی..... کہ تو نے اس کے بارے میں سوچا بھی وہ میر ابراہیم کی ہے.... میرے نام لکھ دی گئی ہے اسے دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھ سے جدا نہیں کر سکتی۔

مجھ.... سے غلطی.... ہو گئی..... میں منع... کر دوں گا.... شوکت کو......

یہی تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو.......

م.... میں سمجھ گیا...... سمجھ گیا......

....

مس میرال کافی !! مبشر علوی کو آئے ابھی دس منٹ ہی ہوئے تھے کہ وہ میرال کو مخاطب کرتا بولا۔

میرال بھی اٹھ کر کافی بنانے چلی گئی.... ابھی وہ کافی بنارہی تھی کہ وہاں کا ایک ملازم اسے دیکھتے وہاں آیا ....

میڈیم کسی چیز کی ضرورت..... وہ عجیب نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

میرال نے مڑ کر اسے دیکھا وہ پہلے تو کبھی نہیں آیا تھا پوچھنے.. نہیں آپ... اپ... اپنا کام کریں ...

نہیں میں آپ کی... مدد کروانے کو آیا اب وہ اسے کے پاس آگیا میرال نے جلدی سے کافی کپ میں انڈیلی کچھ چھینٹے اس کے ہاتھ پر بھی پڑ گئیں۔

ہمری بات تو سنو.... میرال کو باہر نکلتے دیکھ اس نے لپک کر اسے پکڑنا چاہا.... اس سے پہلے ہی مبشر علوی وہاں آیا۔

ملازم کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمایاں ہوئیں.... سر وہ.. اس سے پہلے وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتا ایم۔اے اسے گھسیٹتا باہر لایا اور لوگوں کے ہجوم میں اسے دھکا دیا تو وہ گرتے گرتے بچا۔

اب بتا کس کس کی ایسے مدد کرتا رہا ہے تو.... ایم۔اے نے اس کا گریبان تھامتے کہا سارے ورکرز اپنی جگہوں سے کھڑے ہو گئے اور معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔

کس کس کو یہ اب تک اپنی مدد کی آفر کر چکا ہے مبشر علوی نے وہاں موجود تمام لڑکیوں کو دیکھتے کہا تو چھ سے سات لڑکیاں آگے آئیں۔

تو کیا آپ کے منہ میں زبان نہیں ہے جو آپ کسی کو بتا سکیں؟؟ سر ہم ڈر گئے تھے.... آپ ڈر گییں کیونکہ وہ آپ کو ڈرانے میں کامیاب ہوا۔

آج اگر میں نہ دیکھتا تو نا جانے یہ سلسلہ کب تک چلتا رہتا... ولید اس کا سارا خاطہ کلیر کرو آج کے بعد یہ یہاں نظر نہ آئے.... اور ہاں اس بات کو ضروری بنانا تمہاری زمہ داری ہے اس شخص کو آنے والے ایک سال میں کہیں نوکری نہ ملے۔

وہ اپنا فیصلہ سناتا نکلتا چلا گیا پیچھے وہ ملازم روتا معافی مانگنے لگا لیکن سب اسے حقارت سے دیکھتے اپنے کاموں میں لگ گئے۔

....

میرال بھی بجھے دل کے ساتھ بیٹھ کر کام کرنے لگی مبشر علوی بھی ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھ لیتا وہ کچھ ٹائپ کرتی اور پھر لمحے بعد سب مٹا دیتی۔

اس سے پہلے وہ اسے مخاطب کرتا لائبہ ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئی وہ ابھی آئی تھی اور آج ہونے والے تماشے سے انجان تھی۔

ہائے ایم۔اے اپنے شولڈر کٹ بالوں کو جھٹکتی وہ مسکرا کر بولی تو ایم۔اے نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

اس کا موڈ یک دم چینج ہونا میرال نے صاف محسوس کیا تھا لیکن پھر سر جھٹک کر اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی۔

ایم۔اے آج کیا کچھ ہوا ہے... پورے آفس میں پِن ڈراپ سائیلینس ہے وہ معمول سے زیادہ خاموشی محسوس کر گئی تھی آج۔

بس ایک ملازم یہاں موجود لڑکیوں کو ہراس کر رہا تھا لیکن سب کی سب خاموش تھیں.... آج اگر میں نا دیکھتا تو ناجانے یہ سلسلہ کب تک برقرار رہتا۔

تو کیا وہ لڑکیاں بتا نہیں سکتی تھیں... میں ہوتی تو اس کا منہ توڑ دیتی لائبہ پر جوش سی بولی اور بیشک وہ ایسا ہی کرتی۔

مجھے سُن کر اچھا لگا ہر لڑکی کو آپ کی طرح ہونا چاہیے ان کے جیسا نہیں جو ڈر کر رونے لگیں مجھے کمزور لڑکیاں بالکل نہیں پسند ایم اے کا اشارہ اس کی طرف تھا وہ سمجھ گئی تھی۔

لائبہ کی نظروں میں حقارت تھی اس کے لیے اور ایم اے کی نظروں میں وہ ایک ڈرپوک لڑکی لیکن افسوس اسے کسی نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔

وہ ڈرپوک تھی نہیں ڈرپوک بنادی گئی تھی اسے اس بے رحم دنیا نے خود پر بھروسہ کرنے ہی کب دیا تھا وہ جب بھی کسی پر بھروسہ کرنے کی کوشش کرتی اس کو اس کے اعتماد سمیت دھوکا دیا جاتا تھا۔

اس نے دوپٹے سے آنکھوں میں آئی ہلکی نمی کو صاف کیا جو مبشر علوی کی آنکھوں سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔

لائبہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھی لیکن ایم اے نے اور اب کچھ بھی کہنے سے گریز کیا اور بات کو ختم کیا تو وہ چلی گئی مبشر نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ تھکی آنکھوں سے کام میں مصروف تھی۔

میرال نے خود پر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کیا تو فوراً سر اٹھا کر دیکھا دونوں کی نظریں ملی تو میرال نے فوراً نظریں گھمالی اور یہ بات مبشر علوی کو نا جانے کیوں بُری لگی تھی۔

مس میرال خان انڈسٹری کی فائل لے کر آئیں جب خود کو زیادہ دیر تک نظرانداز ہوتا اس نے محسوس کیا تو بول پڑا۔

میرال گہری سانس بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

یہ لیں سر وہ اب بھی جھکی نظروں سے اس سے مخاطب تھی۔

بیٹھیں مبشر علوی نے اسے دیکھ کر کہا جواب بھی اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی میرال بھی خاموشی سے بیٹھ گئی۔

اینی پرابلم مِس میرال.........؟؟

ن....نو.... سر.. وہ حیران ہوتی بولی۔

میرال میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا ہر گز نہیں تھا..... صرف حالات سے آگاہ کرنا تھا یہ دور رو کر یا ڈر کر چھپ کر بیٹھنے کا نہیں ہے، خود کے لیے آواز اٹھانا سیکھیں تب ہی لوگ آپ کی سننا سیکھیں گے... اگر کوئی غیر اخلاقی

حرکت کر رہا ہے تو ہمت کریں اور جڑ دیں اسے ایک کان کے نیچے تاکہ آئندہ وہ دوبارہ یہ حرکت کرتے ایک بار سوچے ضرور اور ہاں....

یہ جو آپ سوچ رہی ناکہ لوگ اب آپ کے بارے میں کیا سوچیں گے تو اس کی فکر چھوڑ دیں جس دن آپ نے لوگوں کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا نا اس دن آپ خوش رہنا سیکھ جائیں گی لوگوں کی خود پر حاوی نہ ہونے دیں.... مضبوط بنے تاکہ کوئی حملہ کرے تو آپ پلٹ کر بھرپور طریقے سے جواب بھی دے سکیں....

اس نے بہت خوبصورت الفاظ میں اسے سمجھایا تھا میرال دھیان سے سب سنتی آخر میں سر ہلا گئی تھی شاید یہ الفاظ اس کی زندگی میں کبھی کسی نے نہیں کہے تھے پہلے.......

وہ اب تک مبشر علوی کو سہی سے سمجھ نہیں پائی تھی جب وہ اسے اچھا سمجھنے لگتی تب ہی وہ کوئی ایسی حرکت کر دیتا تھا کہ وہ نہایت بُرا لگتا اور پھر جب وہ بدگمان ہونے لگتی تب ہی وہ واپس سب ٹھیک کر دیتا تھا سب اپنے عمل اور الفاظ سے۔

....

میر وہر طرف اداس اداس سی پھرتی تھی اب تو فردوس سکندر بھی کہیں نظر نہیں آتی تھی میر سے وہ روزرات کو بات کرتی تھی لیکن وہ پاس تو نہیں تھا نا تنہائی اس کی زات کا حصہ بننے لگی تھی سکندر صاحب کتنا بھی دھیان دیں لیکن پھر بھی چوبیس گھنٹے اس کے ساتھ تو نہیں رہتے تھے نا۔

آج فردوس صاحبہ قسمت سے گھر تھیں کیونکہ ان کی جان سے عزیز دوست آرہی تھی اور اس وقت وہ ملازماؤں کے سر پر کھڑی کام کروا رہیں تھی۔

ان کی دوست کا بہت اچھے سے ویلکم کیا گیا ان کا ایک بیٹا تھا جو میرال سے سات سال بڑا تھا اور دو بیٹیاں جو ٹوئنز تھیں چھوٹی۔

میرال سارا منظر سیڑھیوں پر بیٹھی دیکھ رہی تھی وہ لڑکا اس پیاری سی بچی کو دیکھتا اس کی طرف آیا۔

ہائے اس نے میرو کے ساتھ بیٹھنا چاہا لیکن اس کے بیٹھتے ہی میرو منہ بنا کر اٹھ گئی اس لڑکے کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

اگلے دو دن تک یہ سلسلہ برقرار رہا چونکہ وہ یہیں سیٹل ہوئے تھے نئے نئے تو آئے روز وہ یہی ہوتا لیکن اس کی فل کوشش تھی میرو سے دوستی کی۔

میرو ہر بار اگنور کر دیتی کیونکہ اس کے میر نے منع کیا تھا اسے لیکن ایک دوست کی کمی ہمیشہ کھلتی تھی اسے۔

وہ بس میر کے انتظار میں تھی جس نے ایک مہینے بعد آ جانا تھا......ایسا اس کو لگتا تھا۔

....

رابیل نے وہی کیا جو اس نے سوچا تھا اُس نے رات کو غازیان کے سونے کا انتظار کیا اور پھر اپنی پیکنگ کی اور اپنے آدھے کپڑے کبرڈ میں ہی رہنے دیے تاکہ اسے شک نہ ہو اور باقی پیک کر کے ساتھ والے کمرے میں اپنا بیگ رکھا۔

اب وہ مطمئن ہوتی سونے کے لیے لیٹ گئی ہزاروں سوچیں اسے پریشان کئے ہوئے تھی کیا وہ سہی کر رہی تھی؟

اپنی امی کو کیا جواب دے گی یہ سوچ آتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے تو وعدہ کیا تھا کہ وہ یہ رشتہ نبھائے گی تو کیا سچ میں اس نے کوشش بھی کی تھی!!

ہاں.... نہیں...... شاید پتا نہیں وہ خود کو مطمئن کرنے کے لیے مناسب جواب تلاش کر رہی تھی۔

اسے غازیان اعجاز سے عجیب سے چِڑ تھی جسے وہ نفرت کا نام دیتی تھی نفرت کیا ہوتی وہ یہ بات کبھی نہ جان سکی تھی اسے ہمیشہ لگتا تھا کہ وہ کسی سے نفرت نہیں کر سکتی۔

لیکن غازیان اعجاز سے اسے ایک خار رہتی تھی، وہ سخت ناپسند تھا اسے، اس کی بہت سی باتیں اسے طیش دلاتی تھی جیسے کل اس نے رابی کی نیل پالش الٹی تو بدلے میں رابیل نے اس کا کرتا جلا دیا۔

لیکن اس کا ہمیشہ کی طرح کا شدید ری ایکشن اسے زہر لگا تھا مردوں کی یہی بات اسے سخت ناپسند تھی کہ وہ خود کچھ بھی کریں لیکن جب عورت کرے تو اسے وہ انا کا مسئلہ بنا لیتے تھے۔

کیا اتنی وجوہات کافی نہیں غازیان اعجاز سے ناپسندیدگی کی؟؟؟ وہ خود کو ڈپٹ کر نارمل کر چکی تھی۔

اگر پہل اس نے نہ کی تھی تو پہل غازیان اعجاز کی طرف سے بھی نہیں ہوئی تھی۔

ہاں یہ رشتہ.... رشتے سے زیادہ ایک سمجھوتا تھا.... اسے چلے جانا چاہیے تھا ....

....

خُرم تمہیں میں نے شوکت نظامی کے بارے میں انفارمیشن اکٹھی کرنے کا بولا تھا۔

جی سر یہ رہی فائل خُرم جھٹ اس کے آگے فائل کرتا باقی میمبرز کو دیکھ مسکرایا تھا۔

اچھا ہوم ورک کیا ہے تم نے غازیان نے فائل پر نظر دوڑاتے کہا۔

Tell me something about his current life....

?

سر دو بیٹیاں ہیں اس کی ایک سگی ایک سوتیلی اور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ شوکت نظامی کے پاس جتنی پراپرٹی ہے وہ سب اس کی سوتیلی بیٹی کے نام ہے اس وقت اس کی ایک ڈیل رابرٹ نامی شخص کے ساتھ ختم ہوئی ہے اور اب دوسری اور بہت بڑی لوسیفر کے ساتھ ہوئی ہے باقیوں کے ساتھ سارے کام روک دئے گئے ہیں کیونکہ لوسیفر کو پسند نہیں کہ اس کا کلائینٹ ایک وقت میں اس کے علاوہ کسی کے ساتھ ڈیل کرے..... لیکن اس کی ڈیل میں کوئی مسئلہ آرہا ہے... اور وہ مسئلہ ایک ہی شخص کر رہا ہے شاید زاتی دشمنی ہے کوئی لیکن شوکت نظامی اب تک اس شخص سے انجان ہے...... اس کی دونوں بیٹیاں ایک آفس میں جاب کرتی ہیں.......

ویٹ آ سیکنڈ.... اگر اس کے پاس اتنی دولت ہے تو اس کی دونوں بیٹیاں جاب کیوں کرتی ہیں... اور کہاں؟ غازیان سب کچھ دھیان سے سنتا اسے ٹوکتا سوال کرنے لگا۔

سر اس کا رویہ اپنی سوتیلی اولاد سے بہت بُرا ہے اسے بہت ڈرا کر رکھا ہوا اور میری معلومات کے مطابق وہ بہت لڑکی بہت ڈرپوک اور معصوم ہے اسے خرچہ نہیں دیتا اس لیے وہ جاب کرتی اور اسکی سگی اولاد اپنے شوق کی وجہ سے جاب کرتی ہے۔

اوکے!! کہاں جاب کرتی ہیں وہ دونوں ڈیٹیلز نکالو یہ بھی اور آگے سناؤ۔

سر اس وقت شوکت نظامی کی زندگی ایک ہی شخص کے ہاتھوں میں دوڑ رہی ہے جو ہے ایم۔آئی......

ایم۔آئی؟؟ غازیان نے آبرو اچکاتے کہا۔

میر حیدر سر جو کون ہے... کہاں رہتا ہے.... کیا کرتا ہے.... کسی کو نہیں معلوم......

ولدیت بتاؤ اس کی.....

سر باپ کا نام میر حیدر ہے جو اب اس دنیا میں نہیں ماں ہے اس کی لیکن کہاں ہے یہ بھی کسی کو نہیں معلوم.....

میر حیدر.......ام کیا تم اس شخص کی تصویر دکھا سکتے ہو غازیان نے کچھ سوچتے کہا دل میں شدت سے دعا کی تھی کہ جو وہ سوچ رہا ہے وہی ہو۔

شیور سر.....گیو می ٹو آور زوہ اسے کہتا باہر نکل گیا۔

اور اگلے دو گھنٹے تک غازیان نے اضطراب میں گزارے اور پھر وہی ہوا جو اس نے سوچا تھا وہ میر ابراہیم تھا۔

میر حیدر کا اکلوتا وارث اور اس کا جگری یار.......

اس کا اڈریس......وہ جلدی سے بولا۔

سر ایک ہی گھر کا اڈریس ملا ہے....

ایک گھر کا مطلب؟؟

سر یہ یہاں صرف کچھ دیر کے لیے آتا ہے کس لیے آتا وہ نہیں پتا باقی اس کی اصل رہائش گاہ کا کوئی پتا نہیں.....

بہت اچھا کام کیا ہے تم نے شاباش غازیان نے اس سے اڈریس والا کاغذ اور تصویر پکڑتے کہا۔

....

رابیل کی آنکھ صبح چھ بجے کھل گئی اس نے اسی کو غنیمت جانا کیونکہ غازیان اب تک سو رہا تھا۔

وہ خاموشی سے اٹھی اور جا کر منہ ہاتھ دھو آئی اور پھر اپنا دوپٹہ تلاشنے لگی تو وہ سامنے غازیان کے تکیہ کے پاس پڑا تھا۔

یہ وہاں کیسے گیا وہ دل میں خود پر ملامت کرتی آگے بڑھی شاید کل نیل پالش لگاتے وقت اس نے وہیں اتار کر رکھا تھا۔

اب وہ سوچتی آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھی کمرے میں ہنوز اندھیرا تھا کھڑکیوں سے پردے اس نے غازیان کے جاگ جانے کے ڈر سے نہیں ہٹائے تھے صرف صبح کی ہلکی روشنی تھی کمرے میں۔

وہ اب اس کے پاس کھڑی سوچ رہی تھی کہ دوپٹہ کیسے لے دوپٹا بالکل اس کے تکیہ کے پاس پڑا تھا وہ دوسری طرف سے بھی لیتی تو اسے بیڈ پر چڑھنا پڑتا۔

اس نے غازیان کو دیکھا جو سیدھا لیٹا تھا ایک ہاتھ پیٹ پر تھا اور ایک سر کے نیچے سوتے وقت بھی چہرے پر گہری سنجیدگی کا راج تھا جسے دیکھتے رابیل نے جھرجھری لی۔

لیکن اس سے نظریں نہ ہٹا پائی وہ وہیں کھڑی اس کا معائنہ کر رہی تھی وہ کہاں لگتا تھا چائے کی پتی گندمی رنگ تھا اس کا ہلکی بئیرڈ اور بھاری مونچھوں کو دیکھتے اسے کوفت ہوئی۔

اب وہ ہمت کرتی جھکی اور دوپٹہ اٹھانے لگی لیکن اس کے سلیوس پر لگے موتی غازیان کو چہرے کو چھو گئے تھے جس سے وہ انجان تھی۔

غازیان نے جھٹکے سے اسے خود پر گرایا تھا رابیل اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئی تھی۔

غازیان نے آہستگی سے آنکھیں وا کیں تو دونوں کی نظریں ملی دونوں کا چہرہ بے حد قریب تھا۔

غازیان کی خمار آلود آنکھوں میں وہ زیادہ دیر نہ دیکھ سکی تو نظریں جھکا گئی.... غازیان کی اگلی حرکت سے اس کے اوسان خطا ہوئے۔

جب اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو غازیان نے اپنا ایک ہاتھ اس کی قمر پر حائل کر کے اس کی اس کوشش کو ناکام بنایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کئے۔

....

غازیان جو گہری نیند سو رہا تھا اس کے اٹھ کر واش روم جانے پر جاگ گیا لیکن پھر نظر انداز کر کے دوبارہ سو گیا لیکن اگلی بار وہ تب اٹھا جب اس نے مسلسل رابیل کو پاس کھڑا محسوس کیا وہ کیا کرنا چاہ رہی تھی وہ سمجھنے سے وہ قاصر تھا۔

لیکن خود پر جھک کر کچھ پکڑنے پر وہ سمجھ گیا کہ وہ خود کا دوپٹہ اٹھا رہی ہے اس کے بالوں سے آتی شیمپو کی خوشبو اس کے حواس پر طاری ہوئی تھی صبح ہی صبح۔

اس وقت وہ غازیان کے رحم و کرم پر تھی اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی تو غازیان نے سائڈ بدلی اب وہ اس کے نیچے اور وہ اوپر تھا۔

ہٹو پیچھے اس کا بھار محسوس کرتے رابیل نے گھبرا کر کہا وہ جتنی بھی بولڈ سہی لیکن اس طرح کی صورتحال وہ پہلی بار فیس کر رہی تھی۔

رابیل خود کو، مجھے اور ہمارے رشتے کو ایک موقع دو غازیان نے جھک کر اس کے کان میں بولا....

اس نے کیا بولا تھا رابیل کو سمجھ نہیں آئی لیکن اس کے ہونٹ وہ اپنے کان کی لو پر صاف محسوس کر سکتی تھی۔

اگلے ہی لمحے وہ پھر کسمسائی تھی غازیان شاید اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا اس لیے اس پر جھکا تھا۔

اس کی بئیرڈ اور مونچھوں کی چبھن اپنی گردن پر محسوس کرتے رابیل کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔

غازیان نے آہستگی سے اپنے ہونٹ رکھے تھے اور اب وہ اپنی ناک سے مسلسل اس کی گردن سہلا رہا تھا رابیل کی برداشت یہی تک تھی اس نے جھٹکے سے اپنا فل زور لگا کر اسے سائڈ کیا اور اٹھ کر سانس بحال کرتی کمرے سے باہر بھاگ گئی۔

اس کے دھکا دینے پر غازیان بھی ہوش میں آیا تھا اور اپنے کیے عمل پر شرمندہ تھا اس لیے اٹھ کر باہر نہیں گیا اور کروٹ بدل کر منہ پر تکیہ رکھ لیا.........

....

سکندر صاحب جیسے اب تھکنے لگے تھے شاید زندہ صرف اب تک اپنی بیٹی کی وجہ سے تھے نہیں تو مسلسل ان کی گرتی طبیعت سے وہ خود پریشان تھے۔

شاید رب العزت نے ان کی زندگی اتنی ہی لکھی تھی لیکن وہ تب تک نہیں جانا چاہتے تھے جب تک وہ اپنی بیٹی کو مضبوط ہاتھوں میں نادے دیتے۔

فردوس کا رویہ انہیں دن بدن ہریشان کر رہا تھا وہ عجیب برتاؤ کرنے لگی تھی شاید انہیں ان کی طبیعت پر رحم آگیا تھا اس لیے ان کے کھانے کا خیال کر رہیں تھی۔

ہر وقت تو وہ اپنے فون میں گم ہوتی تھیں یا باہر نکل جاتین لیکن بریک فاسٹ اور ڈنر وہ سکندر کے ساتھ ہی کرتی تھی اور ڈاکٹرز کی ہدایت کے مطابق انہیں دن رات فریش جوس پلا رہیں تھی۔

سکندر صاحب نے سامنے اپنی بیٹی کو دیکھا جو اکیلی کھیل رہی تھی ان کی آنکھیں اسے اکیلا کھیلتے دیکھ نم ہوئی تھیں اگر آج ان کی سانسیں بند ہو جاتی تو ان کی بیٹی کا کون تھا یہاں......

ان کی دس سالہ بیٹی معصومیت میں اپنی مثال آپ تھی انہوں نے فیصلہ لیتے فون اٹھایا۔

اور میر حیدر کو ٹیکسٹ کیا کہ وہ جلد ہی نکاح کروانا چاہتے میر و اور میر کا....

زندگی شاید انہیں اس کی بھی مہلت نہیں دینے والی تھی۔

....

آج پھر وہ لڑکا میر و کے گھر آیا تھا اور مسلسل اس کے ساتھ کھیلنے پر بضد تھا وہ کافی بڑا لگتا میر و سے لیکن پھر بھی پتا نہیں کیوں اسے میر و کے ساتھ ہی کھیلنا تھا۔

میر و یہ دیکھو میں تمہارے لیے ٹیڈی اور چاکلیٹس لایا ہوں وہ خوشی سے اس کے سامنے آیا میر و کے کمرے میں بہت سارے بھالو دیکھ چکا تھا اس لیے وہ بھی ایک بھالو لایا تھا۔

فضل بھائی مجھے نہیں چاہیے.......وہ منہ بناتی دوبارہ اپنی ڈرائینگ میں مصروف ہو گئی لیکن ٹیڑھی نظریں کر کے ٹیڈی کو بھی دیکھتی جو اس کی کمزوری تھی۔

میر و میں آپ کا بھائی نہیں ہوں.....دوست ہوں آپ مجھ سے دوستی کر لو....وہ اس کے آگے ہاتھ بڑھاتا بولا۔

لیکن میرا کوئی دوست نہیں...وہ چہرہ اٹھاتی اسے جواب دیتی بولی۔

تو مجھے بنا لو نا.....

نہیں میر نے دوست بنانے سے منع کیا ہے وہ اب اسے حقیقت بتاتی خبر دار کر گئی۔

کون میر..... چھوڑو جو بھی ہے پر اب تو نہیں ہے ناوہ تو تب تک مجھے دوست بنالو میں تمہارے سب کام کروں گا اس میر کی طرح...... تمہارا خیال رکھوں گا۔

اور اگر میر کو پتا چل گیا تو........ میرو کو بھی دوست کی کمی محسوس ہوتی تھی وہ فضل کو نیم رضامند محسوس ہوئی تو وہ خوشی سے بولا اسے کون بتائے گا؟؟ کوئی بھی نہیں جب وہ آئے گا تو میں چلا جاؤں گا سمپل چلو اب فرینڈز وہ ساری باتیں کرتا جلدی سے اس کے آگے ہاتھ بڑھا گیا۔

میرو نے بھی خوشی سے ہاتھ ملایا اور اس کے ہاتھ سے ٹیڈی لے لیا فضل کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ کا پہرا تھا۔

....

میں جان لے لوں گا تم سب کی یہ کیسے ہو سکتا ہے لوسیفر غیض و غضب کے عالم میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔

مطلب وہ دو ٹکے کی لڑکی مجھے دھوکا دے گئی رے سالو کہاں مرے تھے سب کے سب؟

سر....وہ......ابھی وہ گارڈ مزید اپنی صفائی میں کچھ بولتا کہ لوسیفر سامنے موجود ٹیبل پر موجود چاقو اس کی طرف پھینک چکا تھا جو سیدھا نشانے پہ لگا تھا لگتا بھی کیوں نا وہ شیطان تھا اور شیطان کبھی گناہ کرنے سے چُوکتا نہیں ہے۔

علی جواب وہاں پہنچا تھا سامنے کا منظر دیکھتا تاسف سے سر ہلا گیا افسوس جانوں کی قیمت کتنی سستی تھی یہاں۔

سر...... وہ ابھی کچھ بولتا کہ لوسیفر سُرخ آنکھوں سے اسے دیکھتا خاموش بولا۔

سر مجھے یقیناً اب خاموش ہونا چاہیے لیکن میں ان سب کی طرح گارڈز کی طرف اشارہ کرتا بولا آپ کا نقصان نہیں چاہوں گا۔

بکواس نہیں لوسیفر نے ٹریگر دباتے گن کا رُخ اس کی طرف کیا ہر کوئی اس کے عتاب کا شکار بنا ہوا تھا وہ لڑکی ان کی ناک کے نیچے سے سب کر گئی تھی اور کسی کو ہوش نہیں تھا وہ لوسیفر جیسی بلا کو بیہوش کر گئی تھی۔

لوسیفر نے سب سے پہلے اس کمرے کے کیمرے چیک کیے تو سب کچھ کلیر شو کر رہے تھے۔

علی اس دیکھتا ایک عزم سے آگے بڑھا اور اس کے آگے ایک یو ایس بی بڑھائی لوسیفر نے آئبر و اچکاتے اسے دیکھا۔

آپ کے لیپ ٹاپ کا ڈیٹا کوپی کر رہی تھی لیکن باقی فائلز پر پاسپورڈ تھا تو وہ ناکام رہی لیکن وہ یہاں سے فرار ہو جاتی تو مجھے ضرور آپ کا رائٹ ہینڈ ہونے پر شرمندگی ہوتی۔

اسے بر وقت پکڑ نہیں سکا لیکن یقین کریں وہ کب کی اپنی آخری سانسیں پوری کر چکی ہے اس لیے اب کوئی فکر نہیں اس کی بات ختم ہوتے لوسیفر نے اسے گلے لگا یا تھا۔

یہ اب تک کی تاریخ کا پہلا واقع تھا نہیں تو لوسیفر کسی سے ہاتھ ملانا بھی اپنی توہین سمجھتا تھا سب کے منہ حیرت کی زیادتی سے کھل گئے علی کے چہرے پر پر اسرار مسکراہٹ کا راج تھا۔

آج تم نے ثابت کر دیا کہ وفاداری سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا آج لوسیفر نے جانا کہ لوسیفر کے دماغ کو ایک شخص ٹکر دے سکتا اور وہ ہو تم ....

آؤ آج کچھ خاص دکھاتا ہوں تمہیں........میرا سب سے بڑا مشن ....

تو غازیان علی اعجاز نے اپنے مشن کی پہلی سیڑھی کو پار کر لیا تھا۔

....

اور پھر مہینہ ہو گیا آج کی تاریخ کو میر ابراہیم کو واپس آنا تھا لیکن افسوس وہ وعدہ نہیں نبھا پایا میرال نے دل کو دلاسہ دیا اور انتظار کیا لیکن آج اسے گئے ڈیڑھ ماہ گزر گیا تھا وہ فون کر رہا تھا لیکن میرال نے اٹھایا نہیں ....

آج اس نے اس کی دی تمام چیزیں کبرڈ میں رکھیں اور اسے لاک کر دیا آئی ہیٹ یو میر.........میر وہیٹس یو ......

آج کے بعد میرال سکندر نے بھول جانا تھا کہ کوئی میر ابراہیم اس کی زندگی میں تھا اور شاید وقت کو بھی یہی منظور تھا۔

وہ فضل کے قریب ہوتی چلی گئی اسے اس وقت ایک دوست کی ضرورت تھی جو فضل نے پوری کی اس کی تمام باتیں مانی اسے میر ابراہیم سے اچھا بن کر دکھایا اور اس کا اعتماد جیت لیا۔

یہ سب وہ کیوں کر رہا تھا یہ تو راز تھا جس کے کھلنے میں ابھی وقت تھا لیکن جب یہ کھلنا تھا تب اُس کو برباد کرنے والا تھا۔

....

ناز میں اسے وہ دوا روز دیتی ہوں لیکن وہ اب تک مرا کیوں نہیں وہ سفاکیت کی ہر حد پار کرتے بولی۔

بس کچھ اور دن ڈارلنگ پھر ہمارا انتظار ختم ہوگا اور پھر ہم سب کچھ بیچ کر واپس چلے جائیں گے پاکستان ....

ناجانے وہ دن کب آئے گا مجھ سے تو انتظار ہی نہیں ہوتا پلیز کچھ کرو نا مجھے بس جلد سے جلد تمہارے پاس آنا ہے ہمیشہ کے لیے.... وہ قریب ہوتی اس کو بہکا رہی تھی۔

اوکے وہ اٹھا اور سامنے موجود چھوٹی سی الماری سے ایک پاؤڈر نکال لایا اور لاکر فردوس سکندر کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

یہ کیا ہے وہ اس پیکٹ کو اتھل پتھل کر کے دیکھنے لگی۔

سمجھو بس یہ آخری کیل ہے جو ٹھوکنا باقی رہ گیا اور پھر سکندر اپنی آخری سانسیں پوری کرے گا وہ دونوں وقت کے خدا بنے اپنی قسمتوں کو آزما رہے تھے۔

تو بس ٹھیک ہے آج ہی رات کو میں یہ دیتی ہوں اسے فردوس سکندر خوشی سے پاگل ہوتی اچھلنے لگی۔

ہاہا......ڈارلنگ صبر کرو جشن ایک بار ہی منائیں گے اور سنو اس کی بیٹی کا بھی جلد بندوبست کرواسے جب بھی دیکھتا ہوں تو نفرت ہوتی ہے مجھے اس سے اس میں سکندر کا عکس نظر آتا ہے ......

ہاں ٹھیک ہے مجھے بھی کونسا اس سے محبت ہے سکندر میرے ترلے نہ کرتا تو میں اس کا بچہ کبھی بھی اس دنیا میں نا لاتی وہ نخوت سے کہتی منہ ہی موڑ گئی۔

یہ ناہو کہ ہم واپس چلے جائیں اور تمہیں تمہاری بیٹی کی یاد ستائے ناز نے شرارت سے انہیں کہا تو انہوں نے چہرہ ایسے بنایا جیسے کڑوا بادام کھالیا ہو اور کسی اور کی اولاد کی بات ہو رہی ہو۔

ناز تم جانتے ہو مجھے وہ دس سالوں کی ہو گئی ہے ان دس سالوں میں میں نے اسے دس بار بھی شاید نظر بھر کے نہیں دیکھا، اس کی اہمیت صفر ہے میری زندگی میں ......

وہ کہتی جانے کے لیے کھڑی ہو گئیں آخر آج انہوں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش کو پورا کرنا تھا۔

....

رات کو سکندر صاحب کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے فردوس سکندر دودھ کا گلاس لے کر آئیں اور ان کے پاس ہی بیڈ پر اپنی نشست سنبھال لی

سکندر کے لیے یہ سب نیا نہیں تھا کیونکہ وہ پچھلے ایک ماہ سے ان کے لیے روزرات کو دودھ لاتی تھی لیکن آج وہ مسلسل انہیں دیکھ رہی تھیں۔

سکندر صاحب نے کتاب بند کی اور ان کی طرف متوجہ ہوتے دودھ کا گلاس اٹھالیا۔

جیسے جیسے وہ گھونٹ بھر رہے تھے فردوس سکندر کے چہرے پر کمینگی مسکراہٹ پھیل رہی تھی کیونکہ اس کے بعد کچھ ہی دوایں باقی رہ گییں تھیں۔

سکندر تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے وہ لیٹنے لگے تو ان کے کانوں میں فردوس کا سوال گونجا تو وہ چونکے۔

آج بہت عرصے بعد اس نے خود کچھ سوال کیا تھا نہیں تو سکندر انہیں کب کا ان کے حال پر چھوڑ چکے تھے۔

اب تو وہ یہ بھی جان گئے تھے کہ وہ پورا دن اپنے اس عاشق کے ساتھ ہوتیں ہیں لیکن اب ان میں اتنی ہمت نا رہی تھی کہ ان سے لڑتے دن بدن گرتی صحت ان کے حوصلے توڑ رہی تھی۔

ڈاکٹرز کچھ صحیح سے بتا نہیں رہے تھے بک جو گئے تھے لیکن سکندر صاحب کو کون سمجھاتا کہ وقت اور قسمت دونوں ان کا ساتھ چھوڑنے والے ہیں۔

میری بیٹی کو خوش دیکھنا میری زندگی کی یہی خواہش ہے کہ میں اپنی میرال کو خوش دیکھو ہمیشہ.... وہ اداس اور تکلیف میں ہوئی تو میری روح بھی کانپ جائے گی وہ..... یہ بولتے آنکھوں کی نمی صاف کرنے لگے۔

فردوس!!! وہ کمرے کی خاموشی کو توڑتے بولے۔

ہاں........ وہ لوشن واپس رکھتی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

میرے جانے کے بعد میں تمہیں کسی چیز کا پابند نہیں کرتا لیکن گزارش صرف اتنی ہے کہ اپنی بیٹی کو سنبھال لینا وہ ٹوٹے دل سے بولے تھے لیکن مخالف کا دل پتھر کا تھا جسے کبھی موم نہیں ہونا تھا۔

ہم میں لاکھ اختلافات سہی لیکن وہ خون تو ہم دونوں کا ہے نا میں نے اپنی زندگی میں تم سے کچھ نہیں مانگا بس اتنی ہی التجا ہے کہ اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ لینا۔

فردوس منہ ٹیڑھے کرتی کمرے سے ہی باہر چلی گئی تو سکندر نے بے بسی سے نکلتے آنسو خود ہی صاف کیے اور فون پر ایک نمبر ڈائل کیا جو دوسری ہی بیل پر اٹھا لیا گیا۔

حیدر میرے یار آج کچھ کہو نہیں صرف میری سنو آج شاید وہ ہمت ہار رہے تھے ان کی دھڑکنیں معمول سے زیادہ تیز ہو گئیں تھی ابھی وہ کچھ مزید کہتے کہ دروازہ کھولتے میرال بھاگ کر آئی اور ان کے ساتھ لیٹ گئی۔

انہوں نے جھک کر اس کے ماتھے کا بوسہ لیا اور اس پر کمفرٹر درست کیا۔

ہاں میرے یار بول دوسری طرف سے میر حیدر کی آواز گونجی.....جواب منتظر تھے ان کے کچھ کہنے کے۔

میں نے اپنی زندگی کا انمول رتن آج تیرے حوالے کیا حیدر میں نے میرال سکندر کو میر ابراہیم کیا تو بس واپس آ اور اپنی امانت لے جا ......

یہ کیسی باتیں کر رہا تو سکندر ہم جلد آئیں گے اور میرال میری ہی بیٹی ہے تو بے فکر رہ.....وہ اور بھی کچھ کہتے کہ سکندر صاحب روک گئے۔

ابراہیم کو بولنا میر واس کی زمہ داری ہے وہ اس کا خیال آخری سانس تک رکھے نہیں تو میری روح بیچین رہے گی وہ شاید سمجھ گئے تھے کہ ان کی واپسی کا وقت آن پہنچا ہے۔

ابراہیم پاس ہی بیٹھا ہے میرے سکندر وہ سب سُن رہا ہے تُو بول ....

ابراہیم میں نے اپنی بیٹی میرال سکندر کو تمہارے حوالے کیا شاید تم مطلب سمجھ گئے ہو میرا اس کی حفاظت کیسے کرنی ہے یہ تم پر منحصر ہے لیکن وعدہ کرو میری بیٹی پر خروچ نہیں آنے دو گے وہ درد بھری آواز میں کہتے دونوں باپ بیٹے کو پریشان کر رہے تھے۔

انکل میر ابراہیم اپنی یہ زمہداری آخری سانس تک نبھائے گا یہ وعدہ رہا یہ دوسرا وعدہ کیا تھا اس نے اسے پورا ہونا تھا یا نہیں یہ تو وقت بتانے والا تھا۔

....

رابیل اس ساری سٹویشن کے بعد گھبرا گئی تھی کبھی کبھی وہ الگ ہی غازیان ہوتا تھا وہ اس طرح کے عمل کر کے اس کا سارا سکون غارت کر دیتا تھا اب بھی وہ اس کا جانے کا فیصلہ ڈگمگا گیا تھا۔

ابھی وہ کچھ سوچنا نہیں چاہ رہی تھی اس لیے فریش ہونے چلی گئی غازیان اور اپنے مشترکہ کمرے میں واپس جانے کا وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی اس لیے دوسرے کمرے میں آ گئی تھی۔

لیکن واش روم میں آتے ہی سامنے غازیان کے کپڑے لٹکے تھے رابیل کو اس کے کپڑوں نے نہیں ٹھٹکا یا تھا اس کی پینٹ کی پاکٹ سے نکلتا گلوز تھا اسے حیرت میں ڈالنے والا۔

کچھ پل پہلے والے تمام احساسات کہیں جا سوئے تھے کچھ دن پہلا والا واقعہ اس کو یاد آیا جب غازیان کی شرٹ پر لپسٹک کا نشان تھا۔

نفرت کا طوفان پھر سے بیدار ہوا تھا ابیل نے تمسخرانہ نظرون سے یہ سب دیکھا اور بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی۔

وہ اس دو چہرے والے انسان کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتی تھی۔

لیکن یہ کیا ڈرائیور اسے بیگ کے ساتھ آتا دیکھ غازیان کو اطلاع دے چکا تھا۔

غازیان لمحہ ضائع کیے بغیر اس کے سامنے موجود تھا اور اسے گھسیٹتا واپس کمرے میں لایا اور بیڈ پر پٹکا۔

تم یہ سب کر کے ثابت کیا کرنا چاہتی ہو؟

او پلیز غازیان اس وقت میرا تمہارے منہ لگنے کو ایک فیصد بھی دل نہیں سو کائنڈلی سٹے اوئے وہ اسے پاس آتا دیکھ بولی۔

مجھے بھی صبح صبح تم سے مغزماری کا کرنے کا شوق نہیں ہے لیکن یہ بتاؤ صبح صبح کہاں چھپ کر بھاگ رہی ہو۔

جہاں بھی جاؤ تم سے مطلب وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسی وقت اس کے فون کی رنگ ٹون نے دونوں کو متوجہ کیا اس دن سے اس کا فون غازیان کے پاس تھا ابی کے نمبر پر آتا حسیب کا نئے نمبر سے میسج دیکھ کر وہ مزید اشتعال میں آیا۔

اوتواس کے ساتھ بھاگنے کاارادہ ہے رابیل دستگیر کا..... شرم وحیا کیانیچ کھائی ہے کیا کہ تمہیں حلال وحرام کا فرق بھی نہیں پتاوہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح اس پر جھپٹااس سے پہلے وہ اس کا چہرہ تھامتا....

چٹاخ!!!!!

تمہارے چہرے کی طرح تمہارادل بھی کالا ہے غازیان اعجازاور انسان جیساخود ہواسے دوسرا بھی ویساہی نظر آتا ہے۔

غازیان کو دھچکالگا تھااس کی اتنی ہمت کہ وہ ہاتھ اٹھاگئی تھی اس پر میں تمہارا جینا حرام کردوں گا رابیل .....

میں یہاں رہوں گی تو تم ایسا کر پاؤگے میں واپس جارہی ہوں مجھے تم جیسے منافق انسان کے ساتھ لمحہ نہیں گزارنا یہاں ......

کیامنافقت کی ہے میں نے....اور کیا تمہارے اس سڑک چھاپ عاشق میں کہ تم یوں پاگل ہورہی اس کے پاس جانے میں غازیان نے طیش میں آتے اس کو کندھوں کو جکڑا تھا۔

رابیل کو لگااس کی انگلیاں اس کے بازو میں پیوست ہو جائیں گی۔

سننا چاہتے ہو تو سنو غازیان اعجاز ہاں مجھے جانا ہے واپس کس کے پاس جانا ہے یہ میں تمہیں بتاناضروری نہیں سمجھتی لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو حسیب تم سے لاکھ گنا بہتر ہے کم ازکم اس کے ساتھ چلتے شرمندگی تو نہیں ہوتی تھی کبھی تم نے خود کو دیکھا ہے اوپر سے لے کر نیچے تک رابیل دستگیر مفت میں مل گئی تمہیں نہیں تو تم

کوئی اپنے جیسی ہی تھرڈ اسٹینڈرڈ کی لڑکی ڈیسرو کرتے تھے جو دن رات تمہارے کام کرتی اور آخر میں تمہارے نفس کی تسکین ....

انف........بکواس بند کرو رابیل دستگیر نہیں تو میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی

تمہارے لیے اگر خوبصورت ہونا اس معاشرے میں رہنے کے لیے ضروری ہے تو مجھے فرق نہیں پڑتا اور پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہوں گا وہ چھٹانک بھر کا لڑکا میری ٹکر کا نہیں بڑا مان ہے نا اس خوبصورتی کا اگر یہ رہے نا تو ....

غازیان نے لائٹر جلا کر اس کے چہرے کے سامنے کیا تو رابیل کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی .....

تم. ایسا کچھ نہیں کرو گے !

او اور مجھے روکے گا کون میں تو اپنے جیسی لڑکی ڈیسرو کرتا نا تو چلو تمہیں خود کے جیسا بنا دیتا کیا کہتی وہ آگے بڑھا تو اس نے مزید قدم پیچھے کی طرف لیے۔

تم پاگل ہو گئے ہو غازیان ہوش میں آؤ یہ کیا کر رہے وہ دیوار کے ساتھ لگتی خیسخی تو غازیان نے بھی لائٹر نیچے پھینکا۔

رابیل غازیان تمہاری سانسیں نا تم پر تنگ کر دی تو میرا نام بدل دینا وہ اس سے ڈبل آواز میں چیخا۔

یہی تھپڑ تم نے مجھے مارا تھا میں نے مارا تو مردوں والی انا جاگ گئی لائٹر دور ہوتے ہی وہ دوبارہ بپھری ہوئی شیرنی بن گئی تھی۔

ہاہا غلطی پر ہو...... تھپڑ کہاں سے آیا وہ تو حساب برابر ہو گیا ہمارا لیکن تمہارے الفاظ جو تماچے کی طرح لگے ہیں مجھے وہ میں سود سمیت لوٹاؤ گا انتظار کرنا۔

اس گھر سے قدم نکلانے کے بارے میں سوچنا بھی مت میں پانچ کتے ہائیر کر چکا ہوں اور دیواروں کے گرد لگی تاروں میں دوڑتا کرنٹ شاید تمہیں کسی چیز کی اجازت نہ دے میرا گھر چھوٹا سہی لیکن میں ہر انتظام کر کے رکھتا ہوں۔

انجوائے کرو میرے واپس آنے تک پھر میں تم پر اپ اپنی من کی گندگی انڈیلوں گا وہ سرخ آنکھوں سے کہتا اسے دھکا دیتا خود باہر نکل گیا۔

رابیل بیڈ پر الٹی لیٹی ہچکیاں لینے لگی۔

یقین توڑے،

گمان چھینے،

ملے جو فرصت تو سوچنا تم،

تمہارے لفظوں نے،

میری آنکھوں سے کیسے کیسے جہان چھینے

....

آج میرال کی طبیعت نہیں ٹھیک تھی اس نے ہاف لیو کا بولا تو مبشر علوی نے سختی سے ٹوک دیا تھا بقول اس کے آج کام زیادہ تھا۔

اس وقت بھی وہ اسے میٹنگ اٹینڈ کرنے کا کہتا چلا گیا تھا اور اُسے اپنے ٹائم پر جانے کا کہنا نہیں بھولا تھا۔

میرال نے تھکاوٹ سے آنکھیں بند کیں اور سر ٹیبل پر رکھ کر آنکھیں موند لی۔

کیا زندگی یہی تھی؟ کیا کوئی نہیں تھا اس کا اپنا اچانک دماغ میں رات کے وہ بھولے منظر گھومے تھے کوئی تھا جو روز موجود ہوتا تھا اس کے پاس لیکن کون ......

وہ ان سوچوں کو ذہن سے نکالنے کے لیے کام پر لگ گئی وہ جلد سے جلد کام نپٹا کر گھر جانا چاہتی تھی تھکاوٹ سے جسم درد کر رہا تھا۔

اور پھر ساڑھے چار وہ اپنا کام مکمل کر چکی تھی ایم۔اے اب تک نہیں آیا تھا وہ بھی بیگ تھامتی نکل آئی۔

رکشہ اسے خود لینا تھا کیونکہ وہ بزرگ انکل تو پانچ بجے آتے تھے وہ بے دلی سے چلنے لگی۔

کچھ دور ہی قطار در قطار ریسٹورنٹس تھے وہ گھر نہیں جانا چاہتی تھی فلحال خود کو پر سکون کرنا چاہتی تھی ابھی شوکت نظامی کے آنے کا وقت تھا وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔

اس لیے ایک ریسٹورنٹ میں گھس گئی اور چائے کا آڈر دیا آس پاس لوگوں کو دیکھتی اس کی نظر سامنے کے. منظر پر ٹھہر گئی جہاں ایک باپ اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا رہا تھا۔

یک دم ہزار یادیں اسے یاد آئی تھیں آنسو پلکوں کی بار توڑتے گالوں پر بہہ گئے وہ جلدی سے صاف کرتی چہرہ جھکاتی چائے پینے لگی۔

وہ اتنی ڈرپوک تھی کہ ایسے کبھی اکیلے نہیں آتی تھی اب بھی ویٹر کے پیسے مانگنے پر وہ اٹک کر اسے بولی کہ اس کے پاس ٹوٹے پیسے نہیں ہیں ساتھ میں دو ٹیبل پر لگے لوگ اس پر ہنسے تھے ویٹر سمیت اس کے ہکلانے پر ....

وہ بے بسی کی مورت بنتی اسے بقایا پیسے لانے کا بول گئی لہجہ پہلے کی نسبت اب کم ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔

ابھی وہ اٹھتی کہ اپنی دائیں جانب دو میز چھوڑ کر بیٹھنے والی شخصیت نے اس کی توجہ اپنی طرف موڑی جہاں مبشر علوی اور لائبہ بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔

ان کو ساتھ دیکھتے اس کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی لیکن کیا کیا جا سکتا تھا کسی کہ مقدر کی خوشیاں وہ کیسے چھین سکتی تھی یہی سوچ آتے ہی وہ بے دلی سے مسکرا گئی۔

خود پر نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے مبشر علوی نے نظریں گھمائی تو نظریں میرال پر جار کی جواب ان پر سے نظریں پھیرتے تھکی ہوئی مسکرائی تھی۔

مبشر علوی کے دل نے پہلی بیٹ مس کی تھی وہ جلدی سے اٹھتا اس کے پیچھے آیا جواب باہر نکلی تھی لائبہ کو وجہ نہیں معلوم تھی اس لیے وہ کندھے اچکاتی فون پر لگ گئی۔

مس میرال جیسا آپ سمجھ رہیں ہیں ویسا کچھ نہیں....وہ بس لائبہ کو بھوک لگی...وہ راستہ میں...ملی ......

آپ اتنی اکسپلینیشن کیوں دے رہے سر وہ سہی ہی تو کہہ رہی تھی لیکن نا جانے کیوں مبشر علوی کو لگا وہ اسے غلط سمجھی ہے۔

وہ....میں..وہ پہلی بار گھبراہٹ کا شکار ہوا تھا۔

اٹس اوکے سر...ک....کل....ملتے ہیں.....انجوائے یور......فوڈ...وہ کہتی رکشہ روکتی بیٹھ کر چلی گئی۔

ڈیم اٹ ....

اور پھر وہ لائبہ کو انفارم کرتا خود بھی نکل گیا دل اب ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

....

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ اپنا کام بخوبی کر رہا تھا میر کو گئے بھی اب کافی عرصہ ہو گیا تھا میر و کی دوستی فضل سے اچھی ہو گئی تھی۔

آج اس کا برتھ ڈے تھا میر کا فون رات سے مسلسل آرہا تھا سکندر صاحب اسے بات کرنے کا بھی بول رہے تھے مگر وہ اس بار شدید ناراض تھی اس لیے ان کی بات بھی نہ مانی۔

وہاں میر اضطراب کی حالت میں چکر کاٹ رہا تھا آج مہینے ہو گئے تھے اسے میر و سے بات کیے سکندر صاحب سے وہ اس کی خیریت دریافت کر لیتا تھا۔

وہ وہاں واپس جانا چاہتا تھا لیکن یہ ممکن نہیں ہو پا رہا تھا کیونکہ میر حیدر کا بزنس میں کافی لاس ہو گیا تھا اور وہ وہی سب دن رات لگا کر سیٹل کر رہے تھے۔

وہ آج اس کی برتھ ڈے اس کے ساتھ منانا چاہتا تھا وہ وہاں واپس جانا چاہتا تھا اس کے پاس۔

میر و پنک فراک پہن کر نیچے آئی جہاں اس کی برتھ ڈے پارٹی رکھی گئی تھی سکندر صاحب کی طبیعت کافی خراب تھی لیکن میر و کی خوشیاں وہ ہمیشہ سے ایسے ہی مناتے آئے تھے۔

میر و نے سب کی تالیوں پر کیک کاٹا اور سب کو کھلایا فضل کو کھلاتے وقت اس نے میر و کی انگلی ہی منہ میں ڈال لی تھی یہ اتفاق تھا یا جان کے کیا گیا تھا وہ سمجھ نہ پائی اس لیے نظر انداز کر گئی۔

سکندر صاحب نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس کے کانوں میں چھوٹے سے خوبصورت ٹوپس ڈالے اور اسے فون پکڑایا جس پر وہ بات کر رہے تھے اور خود اٹھ کر مہمانوں کو الوداع کرنے چلے گئے۔

ہیلو وہ وہیں صوفے پر بیٹھتی ہلکی آواز میں بولی۔

دوسری طرف میر ابراہیم کے چہرے پر سکون پھیلا تھا وہ کھل کر مسکرایا ....

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو......ہیپی برتھ ڈے....ہیپی برتھ ڈے......ہیپی برتھ ڈے ٹو میر و ....

یہ آواز تو میرال سکندر کہیں بھی پہچان سکتی تھی اس کاوش کرنا اچھا لگا تھا مگر وہ خاموش رہی۔

میرو؟؟؟ میرو کی خاموشی محسوس کرتے میرنے کہا تو میرو نے فون کاٹ دیا اور یہی بات میر ابراہیم کو ہرٹ کی تھی۔

میرو فون وہیں رکھ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور چینج کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

....

رات کا آخری پہر تھا ہر طرف خاموشی کا راج تھا ماحول میں صرف گھڑی کی ٹک ٹک کی آوازیں گونج رہی تھیں اور وہیں ایک شخص منہ پر رومال لپیٹے میرال کے کمرے کی طرف گیا آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر بند کر دیا۔

اب وہ میرو کے سر پر کھڑا اسے عجیب نظروں سے گھور رہا تھا میرو اپنے چھوٹے سے کمرے میں علیحدہ سوتی تھی اور اسی چیز کا فائدہ اٹھایا گیا تھا۔

میرو نے اپنا وہی عام روٹین کا ڈراؤزر شرٹ پہنا تھا اس شخص نے جھک کر شرٹ میرال کے کندھے سے ہٹائی اور آہستگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرنے لگا چہرے پر مسکراہٹ رقم تھی اور آنکھوں میں ہوس .....

اب وہ جھکا اور میر و کی شرٹ کا اوپری بٹن بھی کھولا میر و ہمیشہ سے بہت گہری نیند میں سوتی تھی اور مخالف شاید یہ بہت اچھی طرح سے جانتا تھا اس لیے جھکا لیکن ابھی وہ اسے چھوتا کہ کسی نے اس کے سر پر واس اٹھا کر پورے زور سے مارا تھا۔

اتنے زیادہ شور سے میر و چیخ مارتی اٹھی اور سکندر صاحب بھی بھاگتے پھولے سانس سے اس کے کمرے میں پہنچے سامنے کا منظر دیکھتے ان کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔

میر..... تم یہاں..... ان کے لبوں سے آہستہ سے ادا ہوا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی ہاتھ لگانے کی بتا میر کچھ بھی سنے اور دیکھے بغیر اسے مار رہا تھا ایسا کرتا وہ کہیں سے اٹھارہ سالہ لڑکا نہیں لگ رہا تھا وہ ایک بھرپور مرد تھا جو خود سے منسلک چیز کسی کے چھونے پر بپھرا ہوا شیر تھا۔

میں تمہیں جان سے ماردوں گا یہی ہاتھ لگایا تھا میر نے اس کے ہاتھ پکڑے اور سامنے فروٹ کی باسکٹ سے چھری اٹھا کر کٹ لگایا اس وار کے بعد کمرے میں دولوگوں کی چیخیں تھی فضل کی جس کا چہرہ رومال میں سے اب واضح تھا اور میر ال کی جو ڈر سے روتی اب سکندر صاحب کے سینے میں منہ چھپا رہی تھی۔

یہ... س..... سب.... کیا.... ہے میر ابراہیم سکندر صاحب اب سنجیدگی سے بولے صد شکر کہ مہمان سارے جا چکے تھے اور فردوس آج گھر نہیں تھیں۔

انکل....اس کی ہمت کیسے ہوئی میر و کو م.....میری...میر و کو ہاتھ لگانے کی وہ اس کو لات مارتا بولا جواب بے حال پڑا تھا زمین پر سکندر صاحب کیسے نہ پہچان پائے کہ ان کے ہی گھر میں ان کی بیٹی کو خطرہ ہے وہ بھی اس کے نئے دوست سے۔

انہوں نے گارڈ کو فون کیا اور فضل کو یہاں سے لے جانے کا بولا اور میر و کو دوا دے کر سلا دیا جو روتے میں بھی ہچکیاں لے رہی تھی اب وہ میر کی طرف متوجہ تھے۔

ابھی کچھ دیر پہلے تو ہماری بات ہوئی تھی میر تم نے بتایا نہیں آنے کا؟

جی انکل میں میر و کو سرپرائیز دینے والا تھا اس لیے نہیں بتایا لیکن یہاں ....

کیا ہو رہا تھا یہاں میر.....مجھے سب بتاؤ میرے ہی گھر میں میری بیٹی...کو نم آنکھوں سے بولے تو میر نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

انکل آپ نے کہا تھا میر و اب سے میری زمہ داری ہے تو بس میں اس کی ایسے ہی حفاظت کروں گا آپ بے فکر رہیں لیکن یہ کون تھا......وہ اب غصہ دباتا بولا۔

بیٹا یہ فردوس کی دوست کا بیٹا ہے میر و کا نیا دوست لیکن یہ سب ....

میر و کا نیا دوست سنتے ہی میر نے سختی سے مٹھی بند کی تھی وہ اس کا کہا نہیں مان پائی تھی سزا تو بنتی تھی لیکن ابھی نہیں ......

تم مجھے بتادیتے میں ایئرپورٹ کسی کو لینے بھیج فیتاانہوں نے بات کارُخ بدلا شاید وہ بھی تھک گئے تھے اور میر و بھی اب سیو تھی۔

نہیں انکل اب میں بچہ تھوڑی ہوں اور پھر سرپرایز کیسا رہتا آپ جائیں کمرے میں آرام کریں میں ہوں یہاں وہ ان کا زرد چہرہ دیکھتا بولا۔

تو وہ باقی بات صبح کرنے کا سوچتے اٹھ گئے اور میر کو کندھے پر ہاتھ رکھتے ہلکا سا مسکرائے اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

میں نے صحیح فیصلہ لیا میر و کے حق میں ....

....

میر نے واش روم میں جا کر کپڑے بدلے اور واپس آکر اس کے سرہانے بیٹھ گیا ایک آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرا تھا اس نے میر و کو دیکھا جو روتے روتے سو گئی تھی۔

چہرے پر مٹے آنسوؤں کے نشان اسے ایک نئی ازیت میں مبتلا کر رہے تھے اس رہ رہ کر اس لڑکے پر غصہ آرہا تھا اس کا اچھا خاصا برا حال وہ کر چکا تھا وہ اسے جان سے بھی مار دیتا تو شاید اسے افسوس نہ ہوتا۔

وہ سارا غصہ شاور کے نیچے کھڑے ہو کر پانی کے ساتھ بہا گیا تھا اب وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا جو کروٹ بدل کر اس کا ہاتھ پکڑے سو رہی تھی آسودہ سی مسکراہٹ لیے اس نے میر و کو دیکھا۔

وہ جھکا تھا اسے بوسہ دینے کے لیے لیکن پھر رُک گیا وہ یہ حق نہیں رکھتا تھا ابھی اور پہلے ہی وہ سب .... اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پیوست کی میرو کے ہاتھ سے چھڑانے کے بعد اور سامنے جا کر صوفے پر لیٹ گیا۔

شفید تھکاوٹ کے بعد بھی اس کی آنکھوں میں نیند نہیں تھی لیکن وہ صبح ایک بار پھر اس فضل نامی بلا کی نیند ہمیشہ کے لیے اڑانے والا تھا۔

....

غازیان غصے اور دکھ کی ملی جلی کیفیت میں بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا وہ عادی نہیں تھا سگریٹ کا لیکن جب بھی وہ غصے میں ہوتا تو وہ یہی کرتا۔

اس کا گال اب تک دہک رہا تھا رابیل کے تھپڑ کی گونج وہ اب بھی خود کے کانوں میں بآسانی گونجتی سُن سکتا تھا۔

پہلے وہ اس کی زات کی نفی کر چکی تھی اور اب وہ مسلسل اس پر کسی غیر شخص کو فوقیت دے رہی تھی جو اسے بالکل برداشت نہیں تھا۔

وہ اٹھا اور واش روم چلا گیا لیکن فرش پر گرا گلوز دیکھ کر اس کو اس دن مار تھا سے ہوئی ملاقات یاد آئی یہ نیچے کیسے گرا وہ خود سے سوچتا گلوز اٹھا کر واپس رکھ گیا۔

اس دن جب وہ وہاں پہنچا تھا تو لوسیفر موجود نہیں تھا اسی بات کا فائدہ مارتھا نے پھر سے اٹھایا اور اس کے پاس چلی آئی۔

اس بار تو جیسے علی بھی اس کے انتظار میں تھا اس کے آتے ہی گرمجوشی سے اس سے ملا لیکن دھیان رکھا کہ اس بار وہ جان کر اپنے سرخ ہونٹ اس کی شرٹ پر نہ رکھے کیونکہ وہ ایک بار ہی رابیل کا شدید ری ایکشن دیکھ چکا تھا۔

وہ اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی علی کو محسوس ہو گیا تھا کہ وہ اس میں انٹرسٹڈ ہے اس لیے اب وہ بھی اپنا پلان بی شروع کر چکا تھا۔

مارتھا وہ اکلوتی لڑکی تھی جو لوسیفر کے بے حد قریب تھی اس کا ہر کالہ دھندا، ہر گناہ وہ سب جانتی تھی تو علی کیوں نہ اس کے قریب ہوتا بیشک یہ اس کے لیے مشکل تھا لیکن کیس کے لیے تو وہ ہمیشہ سے جان لگا دیتا تھا پھر یہ لڑکی کیا تھی۔

مارتھا مسلسل اس کے قریب آنے کی کوشش کر کر رہی تھی علی اس سے باتیں تو کر رہا تھا لیکن دیکھ سامنے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر رہا تھا جہاں وہ لوسیفر کا دیا کچھ کام نپٹا رہا تھا۔

مارتھا ایک ادا سے اٹھی اور اپنی پینٹ کی بیک پوکٹ سے لپ گلوز نکالا اور اسے سونگتی مدہوش ہوتی اسے ہونٹوں پر لگانے لگی وہ اک ادا سے ڈبل کوٹنگ کرتی جا رہی تھی کیونکہ علی اب اس کی طرف متوجہ تھا۔

علی یہ سمجھنے یہ قاصر تھا کہ وہ مدہوش کیوں ہو رہی ہے پھر کچھ سوچتے اسے خود پر گرایا اور اس کے بال پیچھے کرنے لگا۔

اور مار تھا اسی میں خوشی سے پاگل ہو گئی مار تھا نے گلوز نکال کر اب اُس کے ناک کے قریب کرنا چاہا تو علی نے اس کے ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

یہ کیا ہے مار تھا علی نے مار تھا کے ہاتھ تھامتے کہا۔

لپ گلوز ہے جانِ من !!!

وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا یہ رنگ تمہارے لبوں کے لیے ہی بنا ہے مار تھا۔

کیا سچ میں وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

ہاں بالکل لیکن ایسا کیا ہے اس میں جو تم اسے بار بار سونگ رہی علی کچھ کچھ سمجھ گیا تھا لیکن پھر بھی پوچھ کر اپنی سوچ پر تصدیق کی مہر لگانا چاہتا تھا۔

اس میں نشہ ہے جس کی بہت ڈیمانڈ ہے اور تمہیں پتا ہے وہ جھومتی آہستہ آہستہ اسے بتانے لگی ہوش میں ہوتی تو کبھی نہ بتاتی کیونکہ اس کے بعد لوسیفر اس کو جان سے مار دیتا۔

کیا؟ علی نے بیتابی سے پوچھا۔

میں نہیں بتاؤ گی ہاہاہا وہ شاید پہلے بھی نشہ کر چکی تھی اس لیے اس وقت بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی لیکن علی اب متوجہ تھا کیونکہ کچھ کام کی بات تھی تبھی مار تھا نہیں بتا رہی تھی۔

دیکھو مار تھا تم تو مجھے پسند کرتی نا اور اب میں بھی تمہیں پسند کرنے لگا ہوں تو تم مجھ سے باتیں شئر کر سکتی ہو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤ نگا علی نے اسے پچکارا جس میں وہ کامیاب بھی رہا تھا۔

اچھا پرامس کرو کسی کو نہیں بتاؤ گے علی کے خود سے مزید قریب کرنے پر وہ بھی یہاں وہاں دیکھتے بولی۔

بالکل نہیں تمہاری قسم ....

لوسیفر نے یہ ڈیل کسی شوکت نامی شخص سے کی ہے جو یہ ہیوی نشہ دے گا..... لیکن اس کی طرف سے کچھ تاخیر ہے کیونکہ یہ نشہ پہلے کبھی استعمال نہیں کیا گیا اس کی ابھی سے بہت ڈیمانڈ ہے اور تمہیں پتا ہے اس کی چٹکی بھر مقدار ہی کافی ہے ہوش بھلانے کو اور لوسیفر یہ تمہارے زریعے ملک کی نوجوان نسل تک پہنچائے گا اس کی بھاری رقم ہے اسے عام لوگ نہیں خرید سکتے یہ تو بس ایک سیمپل ہے جو لوسیفر نے مجھے ٹرائے کرنے کو بولا اور دیکھو کتنا اچھا رزلٹ ہے اس کا میں سب بھول گئی ....

وہ ایک ایک کرتی اسے سب بتانے لگی علی سب بہت دھیان سے سن رہا تھا۔

کیا تم یہ مجھے دے سکتی ہو؟ علی نے چہرے پر مسکراہٹ لیے کہا۔

کیا تم بھی گلوس لگانا چاہتے وہ بات کو مزاق کا رنگ دے گئی۔

ارے نہیں بس یہ نشہ.....یو نو.......کیسے...بتاؤ تمہیں؟

اوا چھا میں سمجھ گئی تم بھی یوز کرنا چاہتے لیکن اگر لوسیفر کو پتا چل گیا؟

ڈونٹ وری اسے کون بتائے گا... ہم ایسے ساتھ بیٹھے یہ بھی تو نہیں پتا اسے علی اسے بس کسی طرح منانا چاہتا تھا جو اتنا بھی مشکل نہیں تھا۔

ٹھیک ہے لیکن اس کے لیے یو ہیو ٹو کس می مارتھا اپنا چہرہ اس کے قریب کرتی بولی۔

ایک لمحے کے لیے علی کے چہرے پر ناگواری چھائی تھی لیکن اسے یہ سب برداشت کرنا تھا۔

اوکے ! علی کے مانتے ہی وہ خوش ہو گئی وہ اس وقت نشے میں بالکل ڈوب گئی تھی اور علی نے اسی چیز کا فائدہ اٹھایا۔

اچھا پہلے یہ مجھے یوز کر کے بتاؤ اس کے کیسے سمیل کرتی تم علی نے کہا تو مارتھا نے جلدی سے کر کے دکھایا آخر اس کی خواہش پوری کر رہا تھا اسے دوبارہ نشہ کرتے دیکھ علی مسکرایا تھا وہ جانتا تھا شکاری پر شکار کب کرنا ہے مارتھا پہلے ہی نشے میں تھی اور وہ اسے دوبارہ سے کروا رہا تھا سب .....

یہ لو پکڑو اور چھپالو اسے اور اب کرو..... وہ جھومتی اس پر گرتی کہنے لگی تو علی نے اس کے ہاتھ سے گلوز تھام کر پاکٹ میں رکھ لیا اور خود اس کے گال پر جھکا اس سے پہلے وہ اسے ٹچ کرتا وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

علی نے ناگواری سے اسے پیچھے پھینکا اس کی برداشت یہیں تک تھی وہ چاہتا تو بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی تربیت نہیں تھی۔

وہ خاموشی سے اٹھتا باہر نکل گیا۔

....

جاری ہے-------------

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہارؤف۔

لائبہ اور مبشر علوی کی کلوزنس کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی کیونکہ وہ اکثر ساتھ پائے جاتے تھے۔

لائبہ میرال کو زلیل کرنے کا کوئی بھی موقع اب بھی نہ جانے دیتی تھی لیکن ہمیشہ کی طرح میرال کی طرف سے خاموشی تھی۔

کبھی کبھی مبشر علوی بھی اس کی ہمت کی داد دیتا تھا کہ وہ کیسے اتنا چُپ رہ لیتی تھی۔

وہ اکثر ہی باہر گھومتے پھرتے تھے اس کے دل میں ان کے لیے کوئی میل نہیں تھا کیونکہ اس نے بچپن سے ایک بات سیکھی تھی کہ نصیب کوئی کسی کا نہیں چھین سکتا۔

اس کی زندگی ایک خاموش کتاب تھی جس میں لکھا بہت کچھ تھا لیکن پڑھنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔

اب تو وہ رات بھر سوتی نہیں تھی اس شخص کو دیکھنا چاہتی تھی جو آتا تھا اس سے ملنے شاید کوئی تو تھا جو اس کی ہر حرکت پر نظر رکھتا تھا۔

کبھی کبھی اسے خوف آتا لیکن پھر خود ہی خاموش ہو جاتی کیونکہ اس شخص نے ابھی تک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا لیکن وہ کئی دنوں سے آیا ہی نہیں تھا۔

ہاں خوب سے اٹھ کر وہ اب بھی روتی تھی کیونکہ اس کا ماضی اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ کل مینیجر کو فائل پکڑاتی لڑکھڑا گئی کیونکہ اس کا ہاتھ غلطی سے میرال کو ٹچ ہوا تھا وہ کانپنے لگی تو مینیجر نے حیرت سے اسے دیکھا اور آہستہ آواز میں "نفسیاتی لڑکی" کہتا چلا گیا۔

میرال ہمیشہ گہری سانس بھر کے خاموش ہو جاتی اس سے زیادہ کہہ بھی کیا سکتی تھی یا کس کو بتاتی اس دنیا میں کوئی نہیں تھا شوکت نظامی کی طرف سے خاموشی تھی شاید اسے ابھی کوئی مطلب نہیں تھا۔

اور اپنی ماں کو دیکھ کر اب وہ منہ موڑ لیتی تھی اب انہیں ماں جیسا لفظ بولنا بھی وہ اپنی اور اس لفظ کی توہین سمجھتی تھی۔

وقت گزر رہا تھا لیکن اس کا میر نہیں آیا تھا جس کا اسے بے صبری سے انتظار کیا تھا۔

....

رات کو غازیان آیا تو وہ ٹیبل پر بیٹھی تھی غازیان نے بھی کھانا شروع کیا تو اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا غازیان نظریں موڑ گیا رابیل نے اسے ایسا کرتے دیکھا تو فوراً بولی۔

مجھے واپس گھر جانا ہے۔

ایسا ممکن نہیں !!

کیوں ممکن نہیں ہے مجھے جانے دو نہیں تو !!!

کیا؟؟؟ کرو گی نہیں تو

نہیں تو امی کو بلا کر سب بتا دونگی۔

میں بھی انہیں تمہاری حقیقت بتاؤ گا رابیل دستگیر۔

تمہاری حقیقت پتا ہے تمہیں وہ آہستگی سے بولی تو غازیان نے اسے دیکھا وہ اس وقت شدید تھکا تھا کوئی بحث یا لڑائی نہیں چاہتا تھا۔

اچھا کیا ہے میری حقیقت مجھے بھی تو بتاؤ جس سے میں خود انجان ہوں وہ بولا تو رابیل اٹھ کر اندر چلی گئی۔

غازیان نے ایک نظر گھڑی کو دیکھا جو رات کے پونے بارہ کا پتا دے رہی تھی اور ایک نظر گھر کے صحن میں ڈالی جہاں بارش خود کے ساتھ سب بھگو رہی تھی۔

وہ خاموش بیٹھا مسلسل کھڑکی پر گرتی بارش کی بوندوں کو دیکھ رہا تھا کہ رابیل ہاتھ میں چیزیں اٹھا کر لائی تو وہ ٹھٹکا۔

رابیل نے اس کی سفید شرٹ جس پر لپسٹک کا نشان اب تک تھا جو وہ کئی دنوں سے ڈھونڈ رہا تھا لیکن مل نہیں رہی تھی اب اسے پتا لگا کہ وہ رابیل میڈیم کے پاس تھی اور اس کے دوسرے ہاتھ میں گلوز تھا وہی جسے دیکھتے غازیان کے چہرے پر ناگواری چھائی تھی جو رابیل سے ڈھکی نہیں رہی تھی اور وہ اسے کوئی اور رنگ دے گئی تھی۔

رابیل نے دونوں چیزیں اس کے سامنے لا کر رکھی۔

یہ دونوں تمہارے پاس کیا کر رہی ہیں رابیل وہ غصے سے کھڑا ہوتا بولا وہ آرام سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن رابیل ہر بار کی طرح اس کی یہ کوشش بھی ناکام بنا گئی تھی۔

جہاں سے بھی ملیں ہیں یہ سوال نہیں ہے سوال یہ ہے کہ .....

اس شرٹ کو دھو اور یہ لپ گلوز مجھے دے دو غازیان نے اسے دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

کیوں دوں یہ سب میں اپنے پاس رکھوں گی تاکہ امی کو تمہاری اصلیت دکھا سکوں جو تمہیں بہت شریف سمجھتی ہیں وہ شرٹ سیدھی کرتی بولی لیکن گلوز اس کے ہاتھوں سے نیچے گر گیا تو غازیان نے جھک کر پکڑنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی رابی اسے اچک چکی تھی۔

رابیل میں کوئی بحث نہیں چاہتا آنٹی کو دکھانا ناہ یہ سب تم نے تو یہ شرٹ رکھ لو وہ لپسٹک مجھے دو غازیان نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

لگتا ہے کسی خاص شخصیت کا ہے یہ جو تم اتنے ٹچی ہو رہے ہو اس کو لے کر رابیل نے گلوز کھول کر دیکھنا چاہا۔

....

میرو صبح اٹھی تو میر سامنے ہی بیٹھا تھا صوفے پر اسے اٹھتا دیکھ فوراً اس کے قریب آیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

میرو نے نامحسوس انداز میں فاصلہ بڑھایا میر سے اس کی یہ حرکت مخفی نہ رہ سکی اس نے ایک بار پھر اپنی ہتھیلی کو بھینچ لیا۔

بابا.... می... میرے بابا کہاں.... ہیں اس کا ہتلانا اس کی گھبراہٹ کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

میر نے آگے ہو کر اسے پھر سے بازوؤں کے حصار میں لیا میرو... میری بات سنو انکل ابھی آجاتے ہیں یہاں دیکھو میری طرف تمہارا میر آگیا ہے۔

آئی ہیٹ یو..... تم ...

آیم سوری اس کی کسی بھی شکایت سے پہلے وہ معافی مانگ چکا تھا۔

میں.. تم سے.... کبھی بات نہیں کروں گی میر و نے چہرہ موڑ لیا۔

معافی مانگ تو رہا ہوں اور پھر تمہارے بڑے پاپا کا کام خراب ہو رہا تھا ناروحِ جاناں ....

روحِ جاناں کیا ہوتا ہے.... کیا تم نے مجھے گالی دی ہے کوئی وہ منہ بسورتی کیوٹ لگی۔

ہاہاہاہا گالی..... آر یو سیریس میرال..... گالی دوں گا اب میں تمہیں؟

وہ مزید ہنسا تو میر و نے خفگی سے منہ موڑ لیا۔

اوکے اوکے تم میری روحِ جاناں ہو مطلب میری روح کا حصہ میری جان..... سمجھی؟

ٹھیک ہے جو بھی ہے لیکن تم جاؤ یہاں سے۔

ہاں جاؤ تا کہ تم پھر سے اپنے دوست کو بُلا لو اس کے جانے کی بات کہنا میر کو ناگوار گزرا تھا اور میر و کی کلاس بھی لینی تھی اس نے۔

خاموشی کا لمبا دورانیہ ....

وہ...وہ...مجھے...ٹ...چ.. کر رہا تھا...میں رو...ری...رہی تھی میر....اسے سب یاد آیا تو وہ ہزیاتی کیفیت میں اس سے دور ہوتی بولی۔

کچھ نہیں ہوا میری جان میں آگیا تھا اور میں نے اس کے ہاتھ ہی توڑ دیے جس سے اس نے تمہیں ہاتھ لگایا تھا میر ابراہیم ہر وہ ہاتھ توڑ دے گا جو میرال سکندر تک پہنچے گا اس نے میرال کو کھینچ کر پاس کیا اور اسے تھپکی دینے لگا اس کا سسکیاں لیتا وجود اسے ازیت دے رہا تھا۔

تم... اب... جا.... جاؤ... گے... ت... تو نہیں نا؟ ڈر پھر سے عود آیا تھا۔

جاؤ گا کیونکہ تمہیں تو نیا دوست بنانے کا موقع مل جائے گا نا؟

می... میر اس نے کہا تھا تمہیں.... پتا... نہ.. نہیں چلے گا وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتی بولی۔

اس نے کہا اور تم نے مان لیا کیا میں نے منع نہیں کیا تھا میر نے اس کی نازک سی کلائی دبوچتے کہا۔

آہ..... آیم سوری..... آیم سوری وہ روتی گھبراتے ہوئی چیخی۔

منع کیا تھا میں نے کہ دوست نہیں بنانے تم میری بات نہیں مانی اب میں تمہاری بات نہیں مانوں گا کل کی فلائیٹ سے واپس جا رہا ہوں میں میر ابراہیم اسے سزا دینے کا فیصلہ لمحے میں کر گیا تھا یہ جانے بغیر کہ اس کے بعد سوائے پچھتاوے کے اس کے پاس کچھ بھی نہ بچنے والا تھا۔

....

نوٹ آنائس کلر......رابیل نے گلوز کے کلر کو دیکھتے کہاتو غازیان کو مزید غصہ آیا وہ اسے جان بوجھ کر زچ کر رہی تھی۔

رابیل یہاں کوئی مزاق نہیں ہو رہا یہ واپس کرو اور اپنے کمرے میں جاؤ اس نے غصے سے کہا تو رابیل نے لپ گلوز کو الٹا کر دیا لیکن افسوس وہ گرا نہیں ......

تمہارا دماغ خراب ہے یہ کسی حرکتیں کر رہی ہو؟

لگا کر دیکھتی ہوں شاید میں بھی اُس کی طرح پیاری لگوں جس کے پیچھے تم اتنا پاگل ہو رہے ہو۔

خبردار اس کو تم اپنے ہونٹوں کے پاس بھی لے کر گئی اور اب کوئی بحث نہیں دو یہ مجھے غازیان آگے بڑھا تو رابیل جلدی سے ٹیبل کے اوپوزیٹ سائڈ پر چلی گی اَب باقاعدہ غازیان کے ماتھے پر لاتعداد بل پڑے تھے۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا رابیل بھی وہ نکال کر لگا چکی تھی اور دوسری طرف بھاگتی اس پر اور کوٹ چڑھا کر ڈارک کر رہی تھی۔

وہ کبھی کسی کا جوٹھا نہیں لگاتی تھی لیکن غازیان کو غصہ کرتے دیکھ وہ اسے مزید زچ کر رہی تھی ایسا گلوز اسے نے پہلا ہی دیکھا تھا عجیب سی مہک تھی اس کی وہ مسلسل ادھر ادھر ہوتی اب تھک کر بیٹھ گئی اور گلوز شرافت سے غازیان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

غازیان نے لمحہ لگائے بغیر اس کے ہاتھ سے جھپٹا تھا اور اندر جا کر اسے لاکر میں رکھ کر آیا اور باہر آکر اپنی نئی شرٹ جو اسے بے حد پسند تھی اس کے لاتعداد ٹکرے کیئے اور ڈسٹ بن میں پھینکا... نا ہو گا بانس نہ بجے گی نانسوری ......

رابیل وہیں صوفے پر لیٹی اسے دیکھ مسکرا رہی تھی ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اسے دیکھ مسکرائی ہو۔

اچھے لگتے ہو کام کرتے ہوئے ایسا کرو آج کام والی نہیں آئی برتن بھی دھو دو ویسے بھی تم اچھے بھلے کام والے ہو ہاہاہا.......... وہ قہقہہ لگاتی بولی تو غازیان کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا۔

کیا فضول بول رہی ہو اٹھو کمرے میں جاؤ اسے وہیں ٹھیک ہو کر لیٹتے دیکھ غازیان نے کہا کیونکہ وہ چاہتا تھا نشہ چڑھنے سے پہلے وہ سو جائے نہیں تو کیسے ہینڈل کرے گا اسے وہ خود بھی تھک گیا تھا۔

رابیل شرافت سے اٹھ گئی تو وہ بھی کچن میں برتن رکھنے چلا گیا واپس آیا تو لاؤنج خالی تھا وہ بھی لائٹ آف کرتا کمرے میں آگیا۔

لیکن کمرہ تو خالی تھا اور واش روم کا دروازہ کھلا تھا ساتھ والا روم بھی خالی تھا اف یہ لڑکی ......

....

وہ اوپر پہنچا تو میڈیم بارش کے نیچے گول گول گھوم رہی تھی کوئی اسے رات کے بارہ بجے ایسے دیکھتا تو پاگل سمجھتا لیکن غازیان اعجاز کی تھکاوٹ یہ منظر دیکھتے کہیں جا سوئی تھی۔

ییلو کلر کے سادہ ڈراؤٹر شرٹ میں دوپٹے سے بے نیاز وہ کوئی پھول ہی لگ رہی تھی بال اب سارے گیلے ہو کر چپک چکے تھے۔

غازیان نے فون نکالا اور اس کی بے شمار پکچرز کلک کی وہ لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی اب وہ اس کی طرف بارش کے چھینٹے اڑاتی کھل کر مسکرائی تھی غازیان اعجاز کے دل نے بیٹ مس کی تھی اس سے زیادہ خوبصورت لمحہ شاید نہ ہو اس کی اب تک کی زندگی میں۔

وہ اپنے خیالات سے باہر تب نکلا جب وہ اسے کھینچتی شیڈ سے نکال کر بارش میں لے آئی ٹھنڈے قطرے خود پر محسوس کرتے بھوکھلا یا تھا۔

چلو کپل ڈانس کریں ابھی وہ اس کی پہلی حرکتوں میں مدہوش تھا کہ وہ سے نیا دھچکا لگا گئی اب اس کا فون پکڑا جو صد شکر واٹر پروف تھا اس پر گانا ڈھونڈنے لگی۔

گانا لگا کر اسے غازیان کی شرٹ کی پاکٹ میں رکھا کیونکہ اور کوئی جگہ نہیں تھی وہ نشہ میں ہونے کے باوجود عقل مندی کا ثبوت دینا نہیں بھولی تھی۔

اب اس نے غازیان کے ہاتھ خود کی قمر پر رکھے اور اپنے اس کے کندھے پر وہ ہوش میں ہوتی تو یہ سب کرنے کا سوچتی بھی نا۔

کچی ڈوریوں ڈوریوں ڈوریوں سے

مینوں تو باندھ لے ....

پکی یاریوں یاریوں یاریوں میں

ہوندے نا فیصلے ....

اے ناراضگی کاغذی ساری تیری

میرے سوہنیا سُن لے میری ....

دل دیاں گلاں

کراں گے نال نال بے کہ

آکھ نل آکھ نوں ملا کے

دل دیاں گلاں

غازہان نے اس کی گردن پر چپکے بالوں کو ہٹایا تو وہ کھلکھلا کر مسکرائی۔

کیا ہوا غازیان نے مسکرا کر پوچھا۔

گدگدی ہوتی ہے اس نے کہہ کر غازیان کی مونچھوں اور بئیرڈ پر ہاتھ پھیرا غازیان نے آنکھیں بند کر کے اسے محسوس کیا کاش یہ سب وہ اپنے ہوش و حواس میں کرتی ....

اب اس کی آنکھیں بند ہونے لگی تھی وہ عازیان کو تھامتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی غازیان نے فون نکال کر ایسے ہی ایک پکچر لی اور پھر گانا بند کر کے فون واپس جیب میں رکھا۔

رابی چلو نیچے وہ نرمی سے اسے بلانے لگا۔

نہیں.....ے... تم اٹھا کر لے جاؤاس کے کہتے ہی غازیان نے اسے بازوؤں میں بھرا اور نیچے لے گیا۔

چاند بھی اس حسین رات کے مناظر دیکھ مسکرایا تھا نا جانے دوبارہ یہ وقت کب آنا تھا۔

آپ کا حالِ دل تو ہم آنکھوں سے جان لیتے ہیں

اور آپ سمجھتے ہیں ہمیں لفظوں کی ضرورت ہے؟

از قلم سُنیہا رؤف۔

....

داد بخش.....

جی سر!

کیا خبر ہے؟

سر شوکت نظامی پریشان ہے کیونکہ اس کا سب سے بڑا کنٹریکٹ پورا نہیں ہو پا رہا۔

اور پورا کیوں نہیں ہو رہا؟

کیونکہ آپ یعنی میر ابراہیم حیدر ہونے نہیں دے رہا وہ مؤدب بنا اس کے مطابق جواب دے رہا تھا۔

ہاہاہاہا .....

سر جس سے کنٹریکٹ کیا ہے سوسیفر کو تو آپ جانتے ہیں وہ دن بدن اسے خبر دار کر رہا ہے لیکن .....

او کے۔

اور روحِ جاناں کی کیا خبر ہے؟

سر انہیں کل رات سے بخار ہے وہ ڈرتے ڈرتے بولا کیونکہ اس کے بعد اس کی شامت پکی ہے۔

میر ابراہیم نے فوراً اپنا لیپ ٹاپ اون کیا تو وہ نڈھال سی اپنے بستر پر پڑی تھی۔

میں چند لمحے بزی کیا ہوا تم نے مجھے خبر ہی نہیں کی داد بخش تم کسی دن میرے ہاتھوں سے مر وگے اور رونی کہاں مرا ہے لگتا ہے ایک ڈوز اس کو بھی دینی پڑے گی وہ دھاڑتا باہر نکل گیا تو داد بخش نے سکون کی سانس لی۔

وہ آج پھر اس کے پاس موجود تھا لیکن آج نہ تو ابھی رات کا آخری پہر تھا اور نہ ہی آسمان پر چاند آج وہ دن کے چار بجے اس کے پاس موجود تھا وہ رات کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔

اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو جھٹکا لگا اور خود کی بے خبری پر شدید غصہ آیا۔

داد بخش رونی کے بیٹے کو اٹھواؤ لیکن دھیان رہے اسے کوئی نقصان نہ ہو نہیں تو تم بہتر جانتے ہو اور تمہارے اگلے مہینے کی آدھی سیلری اور ہر سنڈے کی چھٹی ختم ...... ڈویو گیٹ دیٹ ؟ وہ فون پر دھاڑتا اسے کہیں سے اپنا باس نہ لگا وہ میر ال سکندر کے معاملے میں بہترین اور دوسروں کے لیے جانور بن جاتا تھا۔

فون کاٹ کر سوئچ اوف کر دیا دروازہ لاک کیا اور واش روم سے باؤل میں پانی لا کر اس کے سرہانے بیٹھا پٹیاں کرنے لگا۔

پریشانی سے ہر دو منٹوں بعد اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتا بخار اب کم ہو گیا تھا لیکن اس کی پریشانی ہنوز ویسی ہی تھی۔

اس پر سے نظریں ہٹی تو بالوں پر گئیں جن کی لمبائی کا اندازہ ان کے تکیہ اور بیڈ پر پھیلنے سے لگایا جا سکتا تھا لیکن وہ بھی کیئر نہ ملنے پر خراب ہو رہے تھے۔

روحِ جاناں تم بھولتی جا رہی ہو کہ میر ابراہیم کی چیزوں کا دھیان کیسے رکھنا ہے !

وہ اٹھا اور ڈریسنگ کے دراز سے اوئل کی بوتل نکال لایا اس سے پہلے اپنی پوکٹ سے میڈیسن نکالی اور اس کو ہلکا سا سیدھا کرتے منہ میں ڈال کر پانی ڈالا جو وہ نیم بیہوشی کی حالت میں پی گئی۔

میر ابراہیم نے اس کا سر اپنے گھٹنے پر رکھا اور آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں اوئلنگ کرنے لگا۔

آہستہ آہستہ میر ال کے ماتھے پر پھیلی سلوٹیں کم ہونے لگی شاید اب وہ اس لمس کی عادی ہو گئی تھی میر مسلسل اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔

اس کے مخالف اسے ایسی حالت میں دیکھ لیتے تو ایک آدھ بار بیہوش ضرور ہوتے۔

اب وہ اس پر کمفرٹر درست کرتا ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرتا سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

یہ بات تو طے تھی کہ میر ابراہیم اب وہاں سے صبح سے پہلے تو نہیں اٹھنے والا تھا۔

....

مسز لیاقت جیسے سمجھایا گیا تھا ویسے ہی گھر کہ سامنے گر گئیں سامنے سے گاڑی آ کر رکی اور گاڑی سے لیاقت باہر نکلا اور اسے دیکھ کر حیران ہوا۔

تم.... کہاں تھی اب تک اور... یہاں کیسے وہ ایک ساتھ سوال کر گیا اس کے چہرے پر اپنی بیوی کو دیکھتے خوشی کی رمق تک نہ تھی شاید وہ اچانک اسے اپنے سامنے ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا۔

ہاں وہ...... تمہارے کچھ دشمن .....

گاڑی سے نکلنے والی لڑکی جو چست لباس میں موجود تھی اسے دیکھتے ان کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے میر ابراہیم کی ساری باتوں کی تصدیق سامنے موجود منظر سے ہو رہی تھی۔

یہ کون ہے؟

دو.... دوست لڑکھڑاتا لہجہ سچ خود بیان کر رہا تھا۔

دوست... آر یو میڈ لیاقت.... یہ جو بھی ہے اسے بتاؤ کہ میں بیوی ہوں تمہاری۔

اور مسز لیاقت تو کئی لمحے حیرت سے گنگ کھڑی رہیں۔

تمہاری اتنی ہمت کہ تم نے میری اجازت کے بغیر شادی کر و وہ ہوش میں آتی اس کا گریبان تھام گئیں۔

ہاں ! ہمت تو بہت ہے مجھ میں آہستہ آہستہ دکھاؤ گا اب سے یہ میری بیوی ہے تمہارا انتظام بھی میں جلد ہی کرتا ہوں لیاقت ہوش میں آتا بولا تیر تو کمان سے نکل چکا تھا اب ڈر کیسا۔

مکار آدمی تم نے مجھے ڈھونڈنے کی کوشش بھی نہ کی اور میرے پیچھے یہ سب ......

جانو جلدی کرو مجھے بھوک لگی ہے پیچھے والی لڑکی یہ سارا میلوڈرامہ دیکھتے بور ہوتے بولی۔

مل گئے سارے جواب اب تم دفع ہو سکتی ہو ؟

میں کہیں نہیں جاؤ نگی لیاقت شاید تم بھول رہے ہو یہ گھر اتنا ہی میرا ہے جتنا تمہارا بھول گئے آدھا پیسہ میرے باپ کا ہے اور اس پراپرٹی میں میرا نام تمہارے نام کی اگلی ہی فہرست پر درج ہے وہ تمسخرانہ نظروں سے کہتی اسے لاجواب کرتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

یہ کھیل تم نے شروع کیا ہے لیاقت بازی میں پلٹوں گی اور اس کھیل کا اختتام کرے گا دی ون اینڈ اونلی "میر ابراہیم حیدر"۔

....

اور اپنے کہے کے مطابق میر اگلے ہی روز کی فلائٹ سے واپس چلا گیا تھا بیشک یہی اس کا پلین تھا کیونکہ اس کے کالج کا پہلا پیپر تھا لیکن اپنی طرف سے میرو کو سزا دے کر آیا تھا۔

میر واس سے مزید ناراض ہو گئی تھی ابھی تو پچھلی ناراضگی ختم نہیں ہوئی تھی کہ وہ نئی دے گیا تھا۔

وہ سکندر صاحب کے روم میں بیٹھی ان کے ساتھ کارٹون دیکھ رہی تھی کہ چہرے کی ساری مسکراہٹ کمرے میں داخل ہونے والی فردوس پر پڑی۔

ماما آپ بھی آئیں یہ باربی والے کارٹوں دیکھیں۔

اے لڑکی مجھے سونا ہے اپنے روم میں جا کر دیکھو تمہارے باپ نے وہاں بھی ٹی وی لگوا کر دیا ہے تمہیں۔

ان کا لب ولہجہ کہیں سے بھی ماؤں والا نہ تھا سکندر صاحب نے حیرت سے انہیں دیکھا زندگی میں غلط انتخاب کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اس کی زندہ مثال سامنے موجود تھی۔

یہ تم کیسے بات کر رہی ہو تمہاری ہی اولاد ہے سکندر صاحب کا لہجہ تھوڑا سخت ہوا۔

ہاں ہے تو لیکن انچاہی.... اس سے پہلے وہ مزید بولتی سکندر صاحب نے میرو کو اس کے کمرے میں بھیج دیا وہ بڑی ہو رہی تھی لفظ "انچاہی" پر اس کا ذہن اٹک کر رہ گیا۔

خبردار زبان سنبھال کر بات کرو تمہیں اب تک برداشت کر رہا ہوں یہی کافی ہے۔

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ ملازمہ دودھ کا گلاس رکھ کر چلی گئی تو سکندر صاحب بھی اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھے اس عورت سے مغز ماری کرنا فضول تھا۔

واپس آئے تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھی کوئی میگزین پڑھ رہی تھیں سکندر صاحب تاصف سے انہیں دیکھتے باہر نکل گئے تو فردوس نے نخوت سے ان کی پشت کو گھورا دودھ کا گلاس دیکھتے موبائل اٹھا کر ٹیکسٹ لکھا اور سینڈ کا بٹن پریس کیا۔

سکندر صاحب میر و کے کمرے میں اسے دیکھنے گئے تو وہ سو گئی تھی جھک کر اس کی پیشانی چومتے پیچھے ہٹے۔

میر و میں نے تمہیں رب کی امان میں دیا خدا تمہارا نگہبان...... وہ بھاری دل سے یہ الفاظ بولتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے شاید یہ ان کے آخری الفاظ تھے۔

....

میر حیدر کا بزنس مسلسل تباہ ہو رہا تھا وجہ لیاقت کی دھاندلی تھی جو بہت ہیرا پھیری کر چکا تھا اس وقت ان کے پاس کوئی بھی کنٹریکٹ نہیں تھا۔

انہیں سر تھام کر بیٹھا دیکھ میر ابراہیم کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔

والدین جب بھی پریشانی میں ہوں اولاد کا دل بھی ازیت میں ہی ہوتا ہے۔

وہ پہلے ہی میرو کی وجہ سے پریشان تھا لیکن باپ کے چہرے کے آگے اسے سب بھول گیا تھا۔

بابا مجھے بتائیں کیا پریشانی ہے وہ پاس جا کر ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر بولا تو وہ چونکے۔

نہیں بیٹا کچھ نہیں تم بتاؤ پڑھائی کیسی جا رہی ہے ؟ اور سکندر کیسا تھا میر ال کیسی تھی وہ اسے فلحال موضوع سے ہٹانا چاہتے تھے۔

سب ٹھیک ہیں سکندر انکل کی طبیعت تھوڑی خراب رہتی ہے پر آپ بات گھمائے نہیں پلیز بتایئں نا آپ تو کہہ رہے تھے آپ سب صحیح کر لیں گے تو اب ؟

سب کچھ اس لیاقت نے تباہ کر دیا چند دنوں میں میرے سارے کنٹریکٹس ختم ہو گئے وہ اس وقت مایوس تھے بے حد۔

بابا آپ ہی نے تو سکھایا ہے کہ رب آزماتا بھی انہیں کو ہے جو اس کے قریب ہوتے ہیں آپ اتنی جلدی ہار مان گئے آپ میر حیدر ہو ہی نہیں سکتے میر حیدر تو وہ ہے جس نے اس امپائیر کو اکیلے کھڑا کیا اور ترقی کی منازل طے کیں اور کنٹریکٹس کا کیا ہے دوبارہ مل جائیں گے شروع کریں کام اسی حوصلے اور ہمت کے ساتھ جس طرح آغاز میں کیا تھا اور لوگوں میں اپنا سکہ منوایا تھا وہ یہ باتیں کرتا کہیں سے بھی کم عمر لڑکا نہ لگا۔

ارے واہ میر ابراہیم تو بزنس مین بن گیا وہ چمکتی آنکھوں سے مسکرائے یہ لفظ بہت کچھ بدلنے والے تھے۔

اور توقع کے عین مطابق وہی ہوا جس کی میر ابراہیم کو امید تھی میر حیدر اسی ہمت سے دوبارہ کام میں لگ گئے بلکہ اس بار میر ابراہیم بھی کبھی کبھار آفس کا چکر لگاتا بیشک یہ سب اس کی سمجھ سے باہر تھا لیکن شوق بھی کسی بلا کا نام ہے۔

....

رابیل صبح چکراتے سر کے ساتھ اٹھی تو کمرے میں اندھیرا تھا غازیان بھی کہیں نہیں تھا لیکن واش روم سے پانی گرنے کی آواز سے اس کی موجودگی کا اندازہ ہو گیا۔

لیکن یہ اس کا سر کیوں چکرا رہا تھا اتنا رات کے مناظر یاد کرنے کی کوشش کی تو دماغ شدت سے درد ہونے لگا تو اس نے کوشش ہی ترک کر دی اور نم ہوتی آنکھوں سے سر دوبارہ تکیہ پر گرا لیا۔

غازیان واپس کمرے میں آیا تو وہ اب تک سو رہی تھی اس نے کرٹنز ہٹائے تو سورج کی کرنیں رابی کے چہرے پر پڑیں۔

ہٹاؤ اسے وہ چیخنے اسے حیران کر گئی لیکن وہ خاموشی سے کرٹنز دوبارہ گراتا اس کے پاس آیا۔

وہ بھیگی آنکھوں سے خود کا سر دباتی اسے بیچین کر گئی۔

غازیان معاملہ سیکنڈ میں سمجھ گیا یہ سب نشے کے اثرات تھے جس کے بہت سے سائڈ افیکٹس بھی تھے وہ معمولی نشہ نہیں تھا اور رابیل نے زندگی میں پہلے کبھی ایسی چیز ایکسپریس نہیں کی تھی لہذا ری ایکشن شدید تھا۔

غازیان نے اس کا سر خود کے گھٹنے پر رکھا اور آہستہ آہستہ دبانے لگا۔

یہ پھٹ جائے گا میں مر جاؤ نگی وہ شدت درد سے چیختی اسے ازیت میں مبتلا کر رہی تھی۔

رات کی حسین رات کا اس چمچماتی صبح میں شائبہ تک نا تھا۔

کچھ نہیں ہو گا رابی میں د بارہا ہوں نا ابھی ٹھیک ہو جاؤ گی۔

نہیں ہو گا...... یہ..... میں... اس کے آنسو غازیان کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔

وہ اٹھا اور اس کا سر سرہانے پر رکھ کر باہر چلا گیا واپسی پر اس کے ہاتھ میں لیمو پانی کے دو گلاس اور ایک انجیکشن تھا اس نے رابی کو اٹھا کر بٹھایا اور گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔

ڈیڑھ گلاس بمشکل اس نے پیا تھا اس کے بعد غازیان نے اس کو سکون آور انجیکشن دیا جو فلحال اس کے لیے نہایت ضروری تھا۔

دوبارہ سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا آج کے سارے کام وہ کل پر ڈال گیا جانتا تھا ایک دن کی تاخیر بھی اس کا بڑا نقصان کر سکتی تھی لیکن رابیل دستگیر کو اس وقت چھوڑ کر جانا اس کے لیے ناممکن تھا۔

تو کیا سینے میں دبی محبت میں، جنگاڑی پھر سے بھڑکی تھی یا یہ محض انسانیت تھی؟

ایک نظر رابیل کے چہرے پر ڈالی جو کچھ ہی لمحوں میں زرد پڑ گیا تھا۔

کتنا ازیت ناک تھا کسی اپنے کو تکلیف میں دیکھنا غازیان نے فون اوف کرتے آنکھوں موندی یہ تو طے تھا وہ رابیل غازیان کے پاس سے ایک لمحہ بھی نہیں ہلنے والا تھا۔

....

میرال اب پہلے سے بہتر تھی اس لیے اٹھ کر آفس چلی گئی نہیں تو اس کا کام کس نے کرنا تھا۔

آج مبشر علوی پہلے سے موجود تھا میرال نے بے ساختہ گھڑی پر نظر ڈالی مگر وہ اپنے وقت پر آئی تھی۔

آجائیں مس میرال کل آپ آئیں نہیں اور انفارم بھی نہیں کیا وہ فائل پر سے نظریں ہٹاتا بولا۔

وہ میں بیمار تھی وہ مختصر جواب دیتی اپنے ڈیسک کی طرف بڑھ گئی۔

اب کیسی ہے طبیعت لہجہ پہلے کی نسبت اب قدرے نرم تھا۔

اب ٹھیک ہوں میرال نے رات کا منظر یاد کرتے گہری سانس بھری۔

کل آپ کی غیر موجودگی میں سائٹ پر مجھے لائبہ کو لے کر جانا پڑا لیکن وہ آپ کے جیسا کام نہیں کر پائیں۔

یہ اس کی تعریف تھی یا اس کی زات پر طنز وہ سمجھی نہیں۔

تو اس لیے آج آپ ہی جائیں گی آپ نے وہ کہاوت تو سنی ہو گی جس کا کام اسی کو ساجھے تو بس آپ کا کام آپ ہی کر سکتی اچھے طریقے سے۔

او کے سر۔

بندہ تعریف پر شکریہ بھی بول سکتا ہے خیر کوئی بات نہیں آج کی کافی معاف آپ اپنا کام کریں پھر بارہ بجے نکل جائیں گے وہ خود ہی سب سوالات کے جوابات دیتا بولا تو میرال بھی کام پر لگ گئی۔

میرال سکندر کی حد سے زیادہ خاموشی مبشر علوی نے نوٹ ضرور کی تھی لیکن بولا نہیں۔

اور پھر پورے بارہ بجے وہ سائٹ کیلیئے نکل پڑے مس میرال بُرا نہ مانیں تو ایک بات کہوں گاڑی میں اس کے برابر مگر کافی اسپیس چھوڑے بیٹھی تھی وہ کیونکہ آج گاڑی ڈرائیور چلا رہا اور وہ خود دروازے کے ساتھ چپک کر بیٹھی تھی۔

جی ضرور اور جواب اب کی بار بھی دو لفظی تھا۔

حجاب کرلیں۔

جی؟؟؟

نہیں...وہ...اٹس اپ ٹو یو.... پچھلی بار بھی...اور وہاں آلموسٹ مرد ہی ہوتے ...

میرا کام تھا آپ کو سمجھانا باقی آپ کی مرضی پہلے وہ جھجھک کا شکار تھا لیکن آخر میں سنجیدہ ہوتا وہ اپنی مرضی نا محسوس انداز میں جتا گیا تھا میرال نے اس دھوپ چھاؤں جیسے شخص کو دیکھا اور پھر خاموشی سے سٹولر کو حجاب کی طرح لے لیا۔

سائٹ پر پہنچ کر اس بار اس نے اسے علیحدہ نہیں چھوڑا تھا بلکہ ساتھ ہی رکھا تھا اور کی پوائینٹس لکھواتے گیا جو وہ پوری دل جمعی سے لکھتی گئی لیکن اب مسلسل دھوپ پڑنے سے حالت خراب ہو رہی تھی۔

اس نے ادھر ادھر دیکھ کر چھاؤں ڈھونڈنا چاہی لیکن اس کی نظریں ناکام ٹھہری لیکن اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ سفید پڑا جب مبشر علوی اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کوئی شخص دھوپ میں اس کا سایہ بنا تھا وہ بھی نامحسوس انداز میں کیا وہ بھی اتنی اہمیت رکھتی تھی سوچ کر اس کی آنکھیں نم ہوئیں مبشر علوی کے وجود کے سامنے وہ چھوٹی اور نازک سے چھپ گئی تھی۔

مبشر علوی نے ایک پانی کی بوتل اسے پکڑائی اور ایک کو خود منہ لگالیا اور حیرت اسے تب ہوئی جب وہ سارا کام بائینڈاپ کرواتا جانے کے لیے بولا۔

وہ جانتی تھی ابھی اس کا مزید کام پڑا ہے لیکن ....

وہ عجیب شخص تھا پل میں تولہ پل میں ماشا وہ ایک پر اسرار شخصیت تھی کب کیا کر جائے کون جانے واپسی پر ڈرائیور کہاں گیا اسے نہیں پتا تھا شاید وہ پہلے ہی جا چکا تھا اس لیے اب گاڑی وہ ڈرائیو کر رہا تھا۔

میر ال سکندر کے چہرے کا زرد پڑتا رنگ اس کی نظروں سے چھپا نہیں رہ سکا تھا یہی وجہ تھی کہ اب وہ سارا کام روکتا واپسی کے راستے پر گامزن تھا۔

....

اور پھر وہی ہوا جو فردوس سکندر چاہتی تھی سکندر صاحب نے وہ دودھ کا گلاس لبوں سے لگایا اور سارا پی گئے یہ جانے بغیر کہ یہ ان کی موت کا ساماں تھا لیکن اگر مرنے والے کو پہلے ہی پتا چل جائے کہ اگلے ہی لمحے موت کھڑی ہے تو وہ کبھی وہ کام ہی نہ سرانجام دے۔

وہ دودھ پی کر لیٹ گئے اور اپنی طرف کا لیمپ بجھا دیا۔

فردوس نے مسکراہٹ لیے ان کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں اب ناقابل فہم تاثرات تھے۔

سکندر صاحب نے سینے پر ہاتھ مسلا اور اٹھ کر بیٹھ گئے فردوس... مجھ.... مجھے سانس لینے میں.... دشواری لیکن جیسے ہی ان کی نظر فردوس سکندر کے چہرے پر پڑی ان کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

میں آزاد ہو گئی سکندر.... آج میں سچ میں آزاد ہو گئی سوری یہ سب کرنا پڑا لیکن کیا کرتی اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نا تھا مجھے اپنی محبت کے پاس واپس جانا تھا اور تم میری راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ......

لیکن مال بھری رکاوٹ.... تمہاری دولت کے لیے سب کیا میں نے شاید نا کرتی اگر تم سب میرے نام کر دیتے ....

افسوس..... ہو..... ہوا.... مجھے.... تم... تمہارے.... من... کی... گندگی سن... کر..... اس... سے... بھ... بھی... زیادہ افسوس اس بات کا ہے..... کہ.... تم... جیت... کر... بھی ہار.... گئ... گئی فردوس تم جیت کر بھی ہار گئی .....

میں نے تمہیں اپنا قتل معاف کیا لیکن خود سے بے وفائی کا جواب میں..... حشر کے روز رب کے سامنے لوں گا میں ان لوگوں کے.... مثال ہوں جو محبت میں اندھا اعتبار کرتے ہیں.... جو بے وفا کے ساتھ بھی وفا کرتے.... ہیں، جو یک طرفہ محبت میں برسوں گزار دیتے ہیں..... آج تم نے اپنا محافظ کھو دیا .....

میری بیٹی کو نقصان پہنچانے کا سوچنا بھی مت اسے... سکندر نے رب کی امان میں دیا.... خدا حافظ۔

اور زندگی یہی ہے، موت بھی یہی ہے ایک پل آپ زندگی سے بھرپور کھلی ہوا میں سانس لیتے ہیں اور اگلے ہی پل آپ کی موت آپ کے انتظار میں کھڑی ہوتی ہے۔

....

واپسی پر بھی وہ دونوں آفس ہی آئے تھے لفٹ میں کھڑے وہ اس وقت اپنے مطلوبہ فلور پر جانے کے انتظار میں تھے۔

دونوں ہی اپنی سوچوں میں غرق تھے لیکن ان کی سوچوں کے ساتھ انہیں جھٹکا لفٹ رکنے پر لگا۔

میرال نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا دونوں کی نظریں ملیں تو میرال کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

ہم........ا...اب...کیسے... نکل.... نکلیں.... گے وہ بچوں کی طرح رونا شروع ہو چکی تھی۔

اٹس اوکے مس میرال ایسا ہو جاتا ہے کبھی کبھی ویٹ میں فون کرتا ہوں کسی کو وہ نارمل انداز میں کہتا اسے شدید بُرا لگا۔

لیکن سگنلز نہ ہونے کی وجہ سے لائن بار بار ڈسکنیکٹ ہو جاتی میرال کے رونے میں اب شدت آگئی تھی جس سے مبشر علوی جیسا کول بندہ بھی پریشان ہو گیا۔

سٹوپ کرائینگ میرال کچھ نہیں ہوا ابھی باہر سے کوئی کھلوادے گا کیونکہ یہ لفٹ ہر وقت یوز ہوتی ہے اب تک لوگوں کو پتا چل چکا ہو گا۔

میں.......می.....مر.....جاؤ...گی.....میرا....سانس.....

اس کا سانس اکھرتا دیکھ مبشر علوی اس کے قریب ہوا۔

مس میرال سانس لیں گہرا کچھ نہیں ہو گا لیکن اس کی بگڑتی حالت اسے تشویش میں مبتلا کر رہی تھی وہ مسلسل فون ملا رہا تھا۔

مبشر علوی نے اسے مزید اسے تکلیف میں دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑا تو میرال نے جلدی سے ہاتھ چھڑوایا اور اس سے دور ہوئی۔

مبشر علوی کو صدمہ ہوا ایک تو وہ اس کی مدد کر رہا تھا اور وہ ......

میرال اب گہرے سانس کھینچتی نیچے بیٹھتی چلی گئی تو مبشر علوی بھی اس کے ساتھ بیٹھا اور زبردستی اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

لیکن اب اس کے وجود میں کپکپاہٹ بھی تھی شاید ایک انجانے لمس سے۔

اس نے چھڑوانے کی کوشش کی تو مبشر علوی نے مزید زور سے اس کی کلائی تھامی اور اس کے ہاتھ رگڑنے لگا۔

میرال نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اس وقت کوئی حوس نہیں تھی.... نہیں تو جو بھی اس کے قریب آتا تھا اس کی نظروں میں عجیب سی چمک ہوتی تھی۔

اب مبشر علوی فون پر کسی کو کچھ کہہ رہا تھ لیکن اس کی نظر اس کی آنکھوں سے ہوتی اس کے ہاتھوں پر آٹھہری۔

یہ لمس شاید وہ بہت بار پہلے محسوس کر چکی تھی...... لیکن شاید ....

....

میرال سکندر آج یتیم ہوگئی تھی وہ خشک آنکھوں کے ساتھ اپنے باپ کا مردہ چہرہ دیکھ رہی تھی گھر میں لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی لیکن کوئی اس بچی کا اپنا نہیں تھا۔

میرو نے خود سے وعدہ کیا تھا لیکن وعدہ توڑتی میر ابراہیم کو فون ملا گئی جو تحریم حیدر نے اٹھایا۔

ماما ......

جی میری جان۔

بابا نے آئیز کلوز کر لیں ہیں کھول ہی نہیں رہے اور سو گیے ہیں اٹھ ہی نہیں رہے گھر میں اتنے سارے لوگ بھی آ گئے سب رو رہے ہیں ماما کیا ہوا ہے میرے بابا کو وہ روتی ان کا دل دہلا گئی وہ فون کاٹتی بھاگ کر اپنے روم میں گئیں جہاں میر حیدر آفس کے لیے تیار ہو رہے تھے۔

یہ خبر ان پر قیامت بن کر برسی تھی انہوں نے دل میں شدت سے خواہش کی کہ یہ سب جھوٹ ہو اور پھر جلدی سے تین ٹکٹس بک کروائیں۔

میر ابراہیم بھی صدمے میں تھا لیکن ....

بد قسمتی سے مسلسل ہوتی موسلادھار بارش کی وجہ سے تمام فلائٹس بند کر دی گئیں تھی۔

میر حیدر بار بار آنکھیں رگڑتے تو کیا ان کا جگری یار واقع انہیں چھوڑ کر جا چکا تھا لیکن اچانک۔۔۔۔ بیشک موت برحق ہے .....

یہ تو نے اچھا نہیں کیا سکندر میں ناراض ہوں تجھ سے وہ آسمان کی طرف دیکھتے بولے۔

میر و کا خیال رکھنے کا وہ کیوں بولتے تھے سب باتیں اب یاد آرہی تھیں اب بس میر و تھی جس کی حفاظت انہیں کرنی تھی وہ جلد سے جلد وہاں جانا چاہتے تھے اس عورت کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ کچھ بھی کر دیتی۔

سب سے پہلے جا کر وہ سکندر کا پاسٹ مارٹم کروانے والے تھے جو ہونا بھی تھا یا نہیں یہ صرف قسمت کو پتا تھا۔

....

رابیل کو ہوش آگیا تھا اور اب وہ پہلے سے بہتر تھی وہ ادھر ادھر نظریں دوڑاتی غازیان کی تلاش میں تھی جو جلد ہی اندر آگیا۔

غازیان.... پا.... پانی

غازیان نے آگے بڑھ کر اس کے لبوں کے ساتھ گلاس لگایا تو وہ سارا پانی پی گئی گلے میں چبھن تھی کیوں تھی وہ یہ وجہ جاننے سے قاصر تھی۔

مجھے کیا ہوا تھا؟ مجھے کچھ یاد کیوں نہیں ہے؟

کچھ نہیں ہوا تھا ریلکس رہو غازیان نے اس کے ساتھ بیٹھتے کہا تو رابیل نے حیرت سے اسے دیکھا ان میں کہاں اتنی بے تقلفی تھی کہ وہ ایسے اس کے ساتھ بیٹھ جاتا۔

کھا نہیں جاؤں گا..... غازیان نے اس کے چہرے سے اس کے دل کی بات سمجھ لی تھی شاید۔

لیکن یہ سب وہ اب بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

اُس لپ گلوز میں کیا تھا اچانک یاد آنے پر وہ اٹھ کر بیٹھی۔

کچھ نہیں تھا غازیان نے سر پکڑا ایک نئی مصیبت گلے پڑنے والی تھی۔

تم نشہ کرتے ہو؟؟؟؟؟ حیرت کی زیادتی سے اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

تمہیں اسے فرق نہیں پڑنا چاہیے غازیان سنجیدگی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔

سیریسلی! نہ چاہتے ہوئے بھی ایک رشتہ ہے ہم میں غازیان اعجاز اور میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ جس شخص کے ساتھ مجھے جوڑا گیا ہے وہ نشہ کرتا ہے۔

غازیان کواس کی باتیں چبھی تھیں بُری طرح لیکن کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھاایک طرف رشتہ تھاتوایک طرف فرض۔

مجھے گھر جاناہے ابھی اسی وقت۔

یہ ممکن نہیں !

کیوں ممکن نہیں ہے؟

بس میں نے کہہ دیامجھے اس بات پرمزید بحث نہیں کرنی۔

پرمجھے کرنی ہے اور واپس جاناہے۔

رابیل تمہیں پتاہے میں نہیں جانے دوں گافضول میں اپنی طاقت ضائع نہیں کرو۔

توکیاشادی کے بعد میں پابند ہوگئیں ہوں تمہاری؟ تم مجھے یہاں میرے شہر میری ماں اور بہن سے دور لے آئے میں تب بھی نہیں بولی، تم نے مجھ سے کام کروائے جو میں نے اپنے گھر میں نہیں کیے تھے میں تب بھی خاموش ہوگئی، تم نے ہاتھ اٹھایامجھ پراوراب مجھے پتاچل رہاہے کہ جناب نشہ بھی کرتے ہیں اور ناجانے اور کون کون سی ایسی حرکت میں ملوث ہیں۔

رابیل تم کچھ زیادہ بول رہی ہو تمہیں یہاں شوق سے نہیں لایامیراکام یہاں پرہے سارااور خالہ ماں کو میں پہلے ہی بتاچکاتھادوسراگھر کے کام تم نے ہی کرنے تھے اور کس نے کرنے ہیں اور یہ جو تم مجھے سنارہی ہو کون ساکام کروایا ہے تم سے خانساماں کھانابناتی ہے اپنے کام میں خود کرتاہوں اور میں نشہ نہیں کرتالیکن خیر ....

عازیان مجھے چند دن کے لیے ماما کے پاس جانا ہے پلیز میں انہیں بہت مِس کر رہی ہوں اب اس کا لہجہ التجائیہ تھا۔

او کے لیکن صرف چند دن پھر میں خود واپس لے آؤں گا رابیل کو غازیان کے اتنی جلدی مان جانے کی امید نہیں تھی۔

تھینک یو وہ خوشی سے کہتی باہر نکل گی تو غازیان نے بھی گہرا سانس بھرا اپنی ماں سے ملنا اس کا حق تھا جو وہ نہیں چھین سکتا تھا۔

....

میر واب رو رو کر سو گئی تھی جس کے آنے کا انتظار تھا وہ اس بار پھر لیٹ ہو گیا تھا۔

فردوس سکندر بے حد خوش تھیں لوگوں کا آنا جانا اب بالکل ختم ہو گیا تھا لوگ ہی کون سے تھے اس پرائے ملک میں کچھ ہمسائے اور کچھ سکندر صاحب کے جاننے والے بزنس پرسن اس لیے گھر اب بالکل سنسان تھا فردوس نے تمام ملازموں کو فارغ کر دیا اب وہ خود سے نیا سٹاف رکھتی یا جوان کا ساتھی بولتا۔

ناز نامی شخص تب سے اسی گھر میں ان کے ساتھ رہ رہا تھا ان دونوں کو صبح ہونے کا بے صبری سے انتظار تھا رات دونوں کی آنکھوں میں کٹی۔

اگلی صبح ہی وہ وکیل کو بلا چکے تھے لیکن انہون نے ابھی کچھ بھی کہنے اور بتانے سے انکار کیا وہ سکندر صاحب کے اکلوتے دوست کے آنے کے انتظار میں تھے آخر سکندر صاحب کے اس وکیل پر بہت سے احسانات تھے کیسے

دغا بازی کرتا ان سے اور ویسے بھی فردوس صاحبہ کی نیت وہ جان گیا تھا ابھی سکندر صاحب کو گزرے ایک دن ہی ہوا تھا اور میر حیدر کے آرڈرز پر انہیں ابھی دفنایا نہیں گیا تھا۔

پہلے پہل فردوس کو یہ بات کھٹکی لیکن پھر نظر انداز کر دیا خیر انہوں نے کون سا انہیں پھانسی پر لٹکایا تھا یا کوئی ذخم دیا تھا جو انہیں پکڑے جانے کا ڈر ہوتا۔

ناز اب کیا کریں گے ہم یہاں؟

ہم یہاں نہیں رہیں گے فردوس ہم واپس پاکستان چلے جائیں گے۔

تمہارا دماغ خراب ہے ناز یہ سب چھوڑ کر ہم کیسے واپس جا سکتے؟ فردوس سکندر کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا۔

یہاں کا قانون بہت سخت ہے فردوس میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا پاکستان میں تو کچھ بھی ہوتا ہے تو ہم لے دے کر معاملہ رفع دفع کر دیں گے۔

لیکن یہ سارا بزنس .....

اس کی فکر نہ کرو میں یہ سارا پاکستان ٹرانسفر کر رہا ہوں کام شروع کر دیا ہے۔

ناز میر حیدر بھی تو آرہا ہے اگر اسے کسی طرح کا کوئی شک ہو گیا تو؟

پاگل ہو سکندر کی موت کیسے ہوئی یہ تو اس گھر کی بس دیواریں جانتی ہیں وہ کیسے پتا لگا لے گا خیر جب وہ یہاں آ کر اپنے یار کو دفنانے کے فرائض انجام دے گا تب میں یہ سب پاکستان ٹرانسفر کر دوں گا تم بس اپنی اولاد کا بندوبست کرو۔

ہاں! اسے کل صبح بیورو والے لے جائیں گے انہوں نے حقارت سے کہتے سر جھٹکا۔

او کے۔

....

مبشر علوی نے لفٹ ٹھیک ہوتے ہی لفٹ بوائے کو وہاں سے بھیجا وہ اس وقت آس پاس کوئی شخص نہیں چاہتا تھا۔ اس نے میرال کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ لیتا اپنے کیبن میں آیا میرال بھی حواس باختہ سی اس کے پیچھے گھسیٹتی آئی۔

مبشر علوی نے اسے پانی کا گلاس پکڑایا جو وہ کپکپاتے ہاتھوں اور مفلوج دماغ کے ساتھ تھام گئی۔

ریلیکس میرال اب تم ٹھیک ہو وہ مس میرال سے میرال تک کا سفر یک دم ہی طے کر گیا تو میرال نے نظریں اٹھا کر دیکھا مبشر علوی کے چہرے پر اس وقت اس کے لیے فکر اور پریشانی کے سوا کچھ نہ تھا۔

مبشر علوی نے اس کا ہاتھ آہستہ سے دبا کر چھوڑا انداز ہمت بڑھانے والا تھا۔

چھوڑو....... میرال گلاس زمین پر پھینکی چیخنے لگی۔

مبشر علوی کو اس کے شدید ای ایکشن کی سمجھ نہ لگی اس کی نظر اب بھی اس کے کپلپاتے وجود پر تھی۔

تم....

مِس میرال میں جسٹ ہیلپ کر رہا تھا آپ کی۔

دور رہو.... یو ٹچپڑ می.... تم. نے سب کی... ط... رح ہا.... تھ پکڑا ہے.. تم... تم... بھی سب کی... طرح ہو وہ اس کی ساری مدد بھول گئی تھی یاد تھا تو صرف اتنا کہ اس نے میرال کو ہاتھ لگایا تھا۔

تم مجھے ایسا سمجھ رہی ہو میں نے مدد کی تمہاری اب وہ بھی سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے بولا۔

م... مجھے... ن.. نہیں.... چاہیے ایسی... مد... مدد... اس... کے.. ب.. بعد سب... فا... فائدہ اٹھاتے۔

سچ میں..... او مین... میرال سکندر کیا تمہیں کبھی بھی لگا میں ایسا ہوں وہ اسے جھٹکے سے بازوؤں سے تھامتا کرسی سے کھڑا کر گیا اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

چھو.... چھوڑو.....

نہیں چھوڑوں گا جواب دو کیا تمہیں کبھی بھی میری آنکھوں میں ہوس دکھی؟ کیا میں نے کبھی تمہارے قریب آنے کی کوشش کی کیا کبھی میرا اٹینشن تمہیں عجیب لگا تم چوبیس گھنٹوں میں سے زیادہ گھنٹے اس کیبن میں

میرے ساتھ گزارتی ہو کیا تمہیں کسی منٹ، کسی لمحے لگا کہ مبشر علوی کیریکٹر لیس ہے بتاؤ ایسا کیا کیا میں نے تمہارے ساتھ جو تم مجھے سب میں شمار کر رہی ہو؟

مجھے جا....نا...ہے...گ..گھ....گھر

جواب دو میری بات کا پھر میری بلا سے بھاڑ میں جاؤ مبشر علوی نے اس کے بازووں پر زور بڑھاتے کہا۔

سسس.....وہ سسکی بھرتی اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

ششششش...میرال خاموش ہو جاو مبشر علوی نے گہرا سانس بھر کے سارا غصہ ہوا میں بکھیرنے کی کوشش کی اور اسے واپس کرسی پر بٹھایا صد شکر اس کا کیبن ساؤنڈ پروف تھا۔

شادی کرو گی مجھ سے؟؟؟؟

....

جاری ہے-------------

I'M TRULLY YOURS

شادی کرو گی مجھ سے ؟ مبشر علوی نے اس کے بازوؤں پر دباؤ بڑھاتے کہا۔

آپ...آپ..مزاق کر رہے ہیں نامیرال کے لہجے میں بےیقینی تھی۔

میں کیوں مزاق کروں گا سمپل سا سوال پوچھا ہے تم سے شادی کرو گی مجھ سے ؟ جواب دو

آپ کا دم....اماغ خراب ہے میرال کو لگا سا توں آسمان اس کے سر پر آ گریں ہوں۔

اس میں دماغ خراب ہونے والی کیا بات مبشر علوی کو ابھی بھی اس کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

آپ... آپ واقعی ہی... باقیوں... کی طرح ہیں... آپ نے... بھی اپنے مطلب... مطلب کی بات کی.... مدد کی.. میری... اور اب.... جرمانہ وصول.. کر رہے ہیں۔

تمہیں ایسا لگتا ہے میرال سکندر کہ اس چھوٹی سی مدد جو میرا فرض تھا اس کا سو کولڈ جرمانہ "تم سے شادی" کرنا ہے تو چلو یہی سمجھو اب بتاؤ بھرنے کے لیے تیار ہو یہ جرمانہ۔

ن.... نہیں... آئی ہیٹ یو.... وہ کہتے ہی جگہ سے کھڑی ہو گئی، میں اب.. کبھی... یہاں کام نہیں کروں گی۔

اور ریئلی مس میرال آپ یہاں سے چھوڑ نہیں سکتی تب تک جب تک میرا تمام پیسا واپس نہ کر دیں مبشر علوی اب سنجیدگی سے میرال سے مس میرال کا سفر طے کر گیا۔

میرال یہ سب سنتے ہی بیگ اٹھاتی باہر بھاگ گئی شاید زیادہ دیر اس شخص کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

مبشر علوی نے بھی گہرا سانس ہوا میں خارج کیا اور گلاس وال کے پاس آگیا جہاں نیچے کا منظر واضح تھا جہاں وہ آنسو صاف کرتی رکشہ رکوا رہی تھی تم کبھی نہیں جان پاؤ گی میرال کے کون تمہارے لیے بہتر ہے اور کون نہیں اور جب تک یہ سمجھو گی تب تک بہت دیر ہو جائے گی۔

....

رابیل کو وہ خاموشی سے اس کی پیکنگ کرتا دیکھ رہا تھا۔

کچھ دنوں کے لیے جا رہی ہو اس سوٹ کیس کی ضرورت نہیں اتنا بڑا سوٹ کیس دیکھتے غازیان نے اسے ٹوکا۔

ہاں بس ضرورت کی ہی چیزیں ہیں رابیل نے آہستہ سے جواب دیا کہیں وہ جانے سے ہی نا منع کر دے۔

ہمممم غازیان نے ہنکارا بھرا ایک کپ چائے مل سکتی ہے میرے سر میں درد ہے؟

مل سکتی ہے لیکن تم سر درد کا بہانہ بنا کر پرا گرام نہ کینسل کر دینا میں مام کو اپنے آنے کی اطلاع دے چکی ہوں یا تم ایسا کرو مجھے ڈرائیور کے ساتھ بھیج دو۔

مس رابیل چائے کا شکریہ کافی اچھی اور میٹھی تھی وہ اس پر لطیف سا طنز کرتا خود ہی بنانے کے لیے نکل گیا تو رابیل بھی اس کے پیچھے آئی۔

وہ میرا وہ مطلب.....لاؤ میں بنا دوں اس نے غازیان سے کپ پکڑنا چاہا۔

نہیں بہت شکریہ تم سامان ریڈی کرو پہلے تمہیں چھوڑ آؤں سر درد کا بہانہ گھر آ کر کر لوں گا اور تمہیں لگتا ہے غازیان اعجاز اتنی دور دوسرے شہر تک اپنی شریکِ حیات کو ڈرائیور کے ساتھ بھیجے گا۔

وہ مجھے لگا تمہیں سٹور میں کام ہو گا رابیل آہستہ سے منمنائی۔

رابیل غازیان اتنا بھی کام نہیں میرے اُس چھوٹے سے سٹور کا کہ چند گھنٹوں کے لیے دوسرے شہر نہ جا سکوں غازیان نے چھوٹے سے پر زور دیا۔

تم مجھے چھوڑ کر واپس آ جاؤ گے....اگر ماما نے تمہیں رکنے کا بولا تو۔

ٹینشن نہ لو منع کر دوں گا تا کہ تمہیں کوئی مسئلہ نہ ہو آج جیسے وہ بات بات پر رابیل کو زلیل کرنے کا سوچ بیٹھا تھا ایسا رابیل کا ماننا تھا اس لیے مزید اس سے کوئی بات کیے واپس روم میں آگئی۔

....

جی ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ ہمارے ملازمیں جواب تک لا پتہ ہیں اور ہماری فورسز انہیں نکلوا نہیں پا رہیں آج ان میں سے ایک اکبر نامی شخص کی ڈیڈ باڈی حکومت کو وصول ہوئی ہے جی ناظرین ......

وی وانٹ آرورکرز بیک کا ہیش ٹیگ سوشل میڈیا پر ٹاپ ٹرینڈ کر رہا تھا لیکن حکومت سوئی پڑی تھی۔

غازیان کی ٹیم یہ سب دیکھ رہی تھی اور غازیان سے مسلسل رابطہ کرنے کی کوشش کر رہہ تھی جس نے کل چھٹی کی تھی اور آج اس کا فون ہی سوئچ اوف تھا۔

یہ غازیان علی اعجاز کی زندگی کی بڑی غلطی بننے والی تھی شوہر کا فرض نبھاتے نبھاتے ملک کے محافظ ہونے کے فرض میں چُوک گیا تھا۔

وہ سب بھی خاموش بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے غازیان کے اشارے کے بغیر تو پتا نہیں ہلتا تھا تو وہ کیا کر سکتے تھے۔

عوام پاگل ہو رہی تھی اور میڈیا کو پیسے دے کر خاموش رہنے کی تلقین کی جا رہی تھی اور پھر توقع کے بر عکس کسی نیوز چینل پر یہ خبر دوبارہ نہیں دکھائی گئی بدنامی کے ڈر سے لیکن تیر اب کمان سے نکل چکا تھا اور انٹرنیٹ نئے ہیش ٹیگس بناتا لوگوں کی توجہ کھینچ رہا تھا۔

غازیان اعجاز کو اوپر سے فون جا رہے تھے لیکن وہ تو نا جانے کہاں گم تھا کسی کو کوئی خبر نہیں تھی۔

....

میرال نے آتے ساتھ ہی اپنے جوتے اتارے اور اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ کر رونے لگی کیا وہ اتنی بے مول تھی کہ ہر شخص اس سے اپنے مطلب کی بات کرتا تھا۔

مبشر علوی کی وہ عزت کرتی تھی وہ ہر لمحے اس کا تحفظ کرتا آیا تھا تو کیا یہ سب وہ اسی لیے کر رہا تھا کہ.....

آج اسے اپنے یتیم ہونے کا احساس شدت سے ہوا تھا اسے خود پر غصہ آیا تھا وہ کیوں اتنی بزدل تھی وہ کیوں گھبراہٹ میں ہتلاتی تھی کتنی خامیاں تھیں اس میں۔

لیکن کبھی نہ کبھی اسے زندگی میں آگے تو بڑھنا تھا۔

اس نے دروازہ کھول کے نیچے دیکھا تو فردوس وہاں نہیں تھیں وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ان کے روم کی طرف بڑھنے لگی۔

لگتا ہے عزت افزائی کروانے کا دل کر رہا ہے تمہارا الائبہ نے زبان کے نشتر چلائے تھے لیکن میرال نے جیسے سنے ہی نہیں تو وہ بھی باہر کی طرف بڑھ گئی اسے مبشر علوی کے لیے کچھ خریدنا تھا۔

میرال بھی جیسے آج ہوش میں نہیں تھی اس لیے اپنے قدموں کو فردوس کے کمرے کے سامنے جا کر ہی روکا اور دستک دی۔

آجاؤ اندر سے آواز آتے ہی اندر داخل ہو گئی۔

شوکت نظامی کہیں نہیں تھا شاید وہ اب تک آفس میں تھا فردوس نظامی بیڈ پر بیٹھی کوئی میگزین پڑھ رہیں تھی۔

ناز گھر پر نہیں ہیں جب آئیں تب آجانا بات کرنے انہوں نے ایک نظر اسے دیکھتے کہا لیکن وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی۔

مجھے "اُن" سے نہیں "آپ" سے بات کرنی ہے وہ آج انہیں حیرت میں مبتلا کر رہی تھی اس کی آنکھوں میں آج ڈر کہیں نہیں تھا وجہ شاید شوکت نظامی کی غیر موجودگی تھی۔

فردوس نظامی نے چہرہ اٹھا کر دیکھا، بیس سال کی وہ لڑکی اپنی عمر سے بہت چھوٹی دکھائی دیتی تھی وجہ اس کا نازک سراپہ اور چہرے پر پھیلی معصومیت تھی "میری بیٹی بہت معصوم ہے" سالوں پہلے کسی کا جملہ ان کے کانوں میں گونجا... جھٹکا انہیں تب لگا جب وہ قریب آتی ان کی گود میں سر رکھ گئی۔

اے لڑکی پاگل ہو یہ کیا کر رہی ہو اٹھو فردوس نظامی بوکھلا گئی یہ سب وہ پہلی بار کر رہی تھی حیرت کیوں نہ ہوتی انہیں۔

ماما.........یہ لفظ انہوں نے آج بہت سالوں بعد اس کے منہ سے سنا تھا دل میں ہلچل ہوئی تھی کہیں لیکن ضمیر کو فوراً تھپک کر سلا دیا۔

ماما....مجھے آپ کی ضرورت ہے بس کچھ دیر پھر چلی جاؤ گی اس کا ٹوٹا لہجہ فردوس نظامی نے صاف محسوس کیا تھا لیکن پوچھنے کی زحمت نا کی پہلے کون سا وہ پوچھتی آئیں تھی اسے۔

پیسے چاہیے..ت...تو نظامی سے مانگنا انہوں نے نہایت فضول بات کی تھی۔

ہاہاہا ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں میں نمی چمکی ماما میں سکندر کی بیٹی ہوں میری ہر بات نظامیز کی طرح پیسے سے شروع پیسے پر ختم نہیں ہوتی۔

لڑکی حد میں رہو اور اپنے کمرے میں جاؤ شوکت آنے والے ہوں گے یا بیعزتی کروا کر جاؤ گی وہ کسی طرح اسے بھیجنا چاہتی تھی وجہ کسی کا ڈر نہیں تھا بس اس کے سوالات سے بچنا چاہتی تھیں وہ۔

چلیں جاؤں گی بولا تو ہے وہ سنجیدہ سی کہتی آج انہیں کوئی اور میرال لگی اور بیعزتی کا بھی آپ نے خوب کہا وہ تو میں ہر روز کرواتی ہوں یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ "سب" میرا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں مالکن ہوں یہاں کی خاموش ہوں بس....

چپ کر جاؤ کسی نے سن لیا تو نظامی تمہیں یہاں سے نکالنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔

ہاہاہا ایک بار پھر آسودگی بھرا قہقہہ گونجا آپ کو سچ میں لگتا آپ لوگ مجھے یہاں سے نکال سکتے ہیں...میں صرف اب تک خاموش ہوں تو وہ آپ کی وجہ سے ماما۔

میر... میری آج وہ بنار کے بول رہی تھی اور وہ گھبراہٹ میں ہتلارہیں تھیں۔

ہاں آپ مجھے اولاد مانیں نامانیں میں نے آپ کوماں مانا ہے اور آپ کو یہاں سے کیسے نکال دوں؟

دفع ہو جاؤ یہاں سے وہ اسے دھکا دیتی اٹھ کھڑیں ہوئی۔

چلی جاؤں گی ہمیشہ کی طرح لیکن آج مجھے ضرورت ہے آپ کی ماماوہ پھر سے ان کے پاس آنے کے لیے لپکی وہ صرف دوپل ان کی آغوش میں سکون کے گزارنا چاہتی تھی۔

....

وہ دونوں اس وقت اپنی منزل کی طرف گامزن تھے گاڑی میں خاموشی تھی جیسے سفر ایک ہی تنہا شخص کر رہا ہو رابیل کھڑکی کی طرف چہرہ کیے بیٹھی تھی اور غازیان کا سارادھیان ڈرائیونگ پر تھا۔

دونوں کی سوچوں کو فل سٹوپ رابیل کے فون پر آنے والی کال سے لگا جو کہ اب بھی گازیان کے پاس تھا۔

نکلتے وقت اس نے دیکھا اس کا فون ڈیڈ تھا تو اس نے رابیل کا فون اون کر کے پاس رکھ لیا کیونکہ خالاماں کا فون بار بار آنے والا تھا اپنا فون وہ واپسی پر چارج کرنے کا سوچتا اپنی جیب میں ڈال کر نکل آیا تھا۔

غازیان نے نام دیکھتے فون رابیل کی طرف بڑھایا۔

اسلام علیکم ماما! جی ہم راستے میں ہیں تھوڑی دیر تک پہنچ جائیں گے دوسری طرف سے شاید غازیان سے بات کرنے کا کہا گیا اس لیے وہ فون غازیان کو تھما گئی۔

جی خالاماں ٹھیک ہے پلیز آپ تکلف نہ کریں میں باہر سے ہی واپس چلا جاؤں گا شاید وہ اسے رکنے کا کہہ رہیں تھیں۔

نہیں خالاماں اچھا ڈالتا ہوں اسپیکر پر یہ لیں ڈال دیا اب بولیں۔

رابی یہ غازیان کیا بول رہا کہ وہ باہر سے ہی چلا جائے گا سمجھاؤ اپنے شوہر کو کہ یہ اس کی اسی خالاماں کا گھر ہے جہاں وہ شوق سے آیا کرتا تھا وہ ہنستی ان دونوں کے حالِ دل سے انجان اپنی ہی رو میں بولی چلی جارہی تھیں۔

جی ماما میں سمجھاتی ہوں اس کے علاوہ کیا تھا اس کے پاس کہنے کو ....

نہیں خالاماں شاید میرا آنا اس بار کسی کو بڑا لگے غازیان نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

خبردار ایسی بات کہی تو وہ تمہارا ابھی اتنا ہی گھر ہے غازی اور میں تمہاری وہی خالاماں اور کوئی بھی تو نہیں ہوتا گھر زارا اپنے گھر ہوتی ہے اور اپنی بیوی کو تم ساتھ لا رہے ہو تو بُرا کسے لگے گا؟

ماما مزاق کر رہا ہے آپ کا غازی رابیل نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنا چاہا۔

رابی یہ کیسے بلا رہی تم غازیان کو عزت سے نام لو بیٹا وہ سمجھاتے ہوئے بولی تو غازیان نے تمسخرانہ نظروں سے رابیل کو دیکھا اور پھر ایک دو اور باتوں کے بعد پھر سے خاموشی چھا گئی۔

....

samiyach02@gmail.com

چلی جاؤ یہاں سے اب وہ تھک کر کہتی سامنے صوفہ پر چلی گئیں۔

کیوں کیوں چلی جاؤں کبھی تو، کبھی تو مجھے گلے سے لگائیں اپنے ماں ہونے کا احساس دلائیں رب کو کیا جواب دیں گی کہ ماں ہونے کی زمہ درای نہیں نبھا پائیں۔

میری بیٹی صرف لائبہ ہے میں اسی کی ماں ہوں وہ ہٹ دھرمی سے کہتی پاؤں سیدھے کرنے لگیں۔

سچ میں پر پہلی اولاد تو میں ہوں اگر میں اتنی ہی انچاہی اولاد تھی تو کیوں دنیا میں لائی مجھے ؟ وہ چیخ کر بولی۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں تھا تمہارے باپ کا شوق تھا یہ وہ ابھی آپے سے باہر ہو تیں اب اٹھ کھڑیں ہوئیں مخالف اب ان کی برداشت سے باہر تھا۔

میں دعا کروں گی کہ رب العزت آپ جیسی ہر عورت کو بے اولاد ہی رکھے وہ روتی آخر میں انہیں بددعا دینے لگی تو فردوس نظامی کا چہرہ زلت کے احساس سے سرخ ہوا۔

اور مجھ جیسی اولاد بھی کسی کو نہ دے جس کے نام اس کا باپ ساری جایداد کر دے اور وہ بس سب کا مہرہ بن کے رہ جائے کاش بابا اپنی ساری جایداد لوگوں میں بانٹ دیتے تو آج شاید میں خوش ہوتی اکیلی ہوتی لیکن کیا فرق پڑتا اس گھر میں اتنے لوگوں میں بھی اکیلی ہی ہوں۔

لڑکی اب تم اپنی حد سے بڑھ رہی ہو جا رہی ہو یا ملازم کو کہہ کر دھکے مار کر نکالوں ؟

کوشش بھی نہ کرنا مسز فردوس نظامی تم تو ماں کہلانے کے بھی لائق نہیں آج آخری بار تمہیں آزمانے آئی تھی کہ کاش تم ہاتھ بڑھالو لیکن نہیں کچھ لوگ کبھی نہیں بدلتے اور میں چاہتی بھی نہیں کہ تم بدلو میں تمہیں کوئی بد دعا نہیں دیتی اور نہ مکافاتِ عمل کا انتظار کروں گی تم سے ملاقات میں حشر کے روز رب کے سامنے کروں گی اور پوچھوں گی رب سے کہ اِن جیسی عورتوں کو تو نے بے اولاد کیوں نہیں رکھا وہ اونچی آواز میں روتی کمرے سے نکلتی چلی گئی سامنے کئی ملازم ہاتھ باندھے کھڑے تھے سب کی نظر میں ہمدردی تھی لیکن افسوس وہ منہ پر قفل لگائے ہوئے تھے بولنے کی ہمت کرتے تو مار دئے جاتے۔

....

سنو!! شہر میں اینٹر ہوتے ہی غازیان نے رابیل کو بلایا جواب بھی باہر کے نظارے ہی دیکھ رہی تھی۔

جی!!

کچھ کھانا ہے تو بتا دو پھر کہو گی پوچھا نہیں تھا غازیان تو جیسے آج اسے بات بہ بات زلیل کرنے کے طریقے ڈھونڈ رہا تھا۔

اگر میں کہہ دوں گی کھانا ہے تو تم پھر مجھے کوئی نا کوئی طعنہ دو گے یا زلیل کرو گے مجھے پتا تھا اس لیے میں اپنا گھر سے لے کر آئی ہوں رابیل نے منہ بسور کر کہا اور اپنے ہینڈ کیری سے لنچ بوکس نکالا اور سینڈوچ نکال کر کھانے لگی غازیان نے گھور کر اس ندیدی کو دیکھا جس نے پوچھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔

رابی کو بھی مزہ آرہا تھا وہ اور بھی آرام آرام سے منہ بنا کر کھانے لگی غازیان کے غصے کا اندازہ وہ گاڑی کی سپیڈ سے لگا سکتی تھی اندر ہی اندر ہنستے خود کو داد دی۔

سنو کھانا ہے تو لے لو رابیل منہ بناتی احسان کرنے والے انداز میں بولی۔

نہیں تم ہی کھاؤ غازیان پھاڑ کھانے کو دوڑا اور آگے چھوٹے سے کیفے کے آگے گاڑی روکی اور اندر چلا گیا اتنی دیر ڈرائیونگ نے اسے تھکا دیا تھا۔

دو مگ کافی کے اور دو ہی چیز بریڈ لایا اور گاڑی سائڈ پر روکی اور کھانے لگا رابیل کی نظر کافی کے دوسرے مگ پر تھی۔

پی لو تمہارے لیے ہی لایا ہوں تمہارے جیسا خود غرض نہیں ہوں اور ایک نیا طنز لیکن رابیل نے ڈھیٹیوں کی طرح مگ پکڑ لیا کافی کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی اسے اور دل ہی دل میں غازیان کو کھانا نہ پوچھنے پر کوسہ اب وہ سیٹ تھوڑی پیچھے کرتی ایزی ہو کر بیٹھ کم لیٹ زیادہ گئی اور غازیان نے اسے گھور کر دیکھا۔

اپنی سوسائٹی میں داخل ہوتے ہی وہ پر جوش ہوتی سیدھی ہو کر کپڑوں پر پڑی شکنیں درست کرنے لگی اور شیشے میں دیکھ کر لپسٹک لگانے لگی غازیان اب شاید کچھ سوچ رہا تھا اس لیے کچھ نہ بولا تو رابیل نے بھی سر جھٹکا۔

خالاماں کو ہمارے درمیان ہوا کچھ بھی پتا نہیں چلنا چاہیے کچھ بھی سے مراد کچھ بھی ہے جو کچھ ہوا اسے میرے اور اپنے درمیان رہنے دو نہیں تو خالاماں ٹینشن لے لیں گی اور وہ ہوتی بھی اکیلی ہیں زارا کو بھی کچھ بتانے سے گریز کرنا اس کی بھی اپنی لائف ہے اور ویسے بھی اس کی حالت نہیں ہے سٹریس لینے کی ہم میں جو ہوا وہ جب تم واپس

آؤ گی تب سولو کریں گے لہذا اپنی نہیں تو میری عزت کا خیال کرنا ہفتے سے زیادہ نہیں رہو گی تم یہاں میں خود لینے آؤ گا اور "کسی" سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تو انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی عازیان نے سب نصیحتیں کر ڈالیں جس پر اس نے عمل کرنا تھا یا نہیں یہ تو پتا نہیں لیکن ساری باتیں غور سے سنتے اب اس کا دھیان اپنے فون پر تھا تو غازیان نے اس کا فون اس کی جھولی میں ڈال دیا۔

....

ماضی:

اگلے روز فردوس میرال کے کمرے میں موجود تھیں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ صبح ہی صبح اس کے کمرے میں موجود تھیں۔

آج ان کی وہاں موجودگی کسی تباہی کا پیشِ خیمہ تھی ان کا یہ قدم میرال سکندر کی زات کو ہلا کر رکھ دینے والا تھا۔

میرو بیٹا اٹھ جاؤ وہ اس کے سرہانے بیٹھی چاشنی بھرے لہجے میں بولی تو میرو نے فوراً اٹھ کر انہیں دیکھا اور پھر سے آنکھیں مسلی اس کی پیدائش سے لے کر کل تک وہ کبھی میرو کے قریب نہیں آئیں تھیں آج ان کی وہاں موجودگی نے میرو کا دل خوشی سے بھر دیا تھا۔

ماما........ وہ فرطِ جزبات سے کہتی ان کے گلے لگ گئی آپ آج خود آئی ہیں مجھے اٹھانے آئی یو یو ماما... میر ولوزیو وہ معصومیت کا پتلا ہی تو تھی ان کے ایک قدم پر ان کی سالوں کے بے نیازی اور خود غرضی کو بھول گئی تھی وہ۔

ہاں خود آئی ہوں کیونکہ آج تمہیں کہیں جانا ہے؟

کہاں جانا ہے ماما وہ آنکھیں پٹپٹاتے بولی آنکھوں کی ویرانی کہیں جاسوئی تھی اس وقت اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہیں تھی۔

ایک نئ جگہ پر جہاں تم رہو گی، کھیلو گی، پڑھو گی، دوست بناؤ گی ....

کیا آپ بھی میرے ساتھ جائیں گی وہ ان کا ہاتھ پکڑتی بولی نے انہوں نے ہاتھ چھڑوایا۔

نہیں۔

میرو کی آنکھوں کی چمک ماند پڑی تھی۔

اچھا جلدی کرو تیار ہو جاؤ اپنے سارے کپڑے اور کتابیں رکھ لو سب ضروری چیزیں ...

ماما کیا ہم نیو ہاؤس لے رہے وہ اتنی بھی بچی نہیں تھی۔

ہاں جا رہے ہیں لیکن ابھی نہیں کچھ عرصے میں لیکن تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گی تم چائلڈ ویلفیئر بیورو جاؤ گی۔

یہ کون سی جگہ ہے میں نہیں جاؤ گی میں آپ کے ساتھ نیو ہاؤس جاؤں گی وہ ضدی لہجے میں کہتی انہیں غصہ دلا گئی۔

اچھا سامان لے کر نیچے تو آؤ پھر ڈیسائڈ کرتے ہیں وہ اسے پچکارتے نیچے چلیں گئ تو وہ بھی جلدی جلدی ایکسائٹمنٹ میں اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

....

حال:

وہ پہنچ چکے تھے یادیہ دستگیر نے ان کا گرمجوشی سے ویلکم کیا آخر ان کی بیٹی اور داماد کم بیٹا شادی کے بعد پہلی بار آرہے تھے۔

وہ بار بار ان کی پیشانی کو چومتی صدقے واری جارہیں تھیں وہ لگ ہی اتنے خوبصورت رہے تھے۔

کالی شلوار قمیض پر براؤن چادر ڈالے،ایک ہاتھ میں مہنگی گھڑی،بدامی رنگ،چھ فٹ قد ہلکی بئرڈ اور مونچھیں لیے وہ سنجیدہ نقوش والا وجیہہ مردان کی بہن کا بیٹا اور اب بیٹی کا نصیب تھا جو چاند جیسی پیاری تھی سمپل سفید سوٹ میں جارجٹ کا دوپٹہ شانوں پر پھیلائے بالوں کو کرل کیے ہلکی لپسٹک اور کاجل میں ہی وہ غازیان کو ٹکر کا مقابلہ دے رہی تھی وہ ساتھ چلتے انہیں سمندر کی لہروں کی طرح لگے حسین۔

آؤ بیٹھو زارا آجاؤ بیٹا دیکھو ہماری رابی آگئی ہے ہادیہ دستگیر نے آواز لگائی اور رابی کو دیکھا جو ان کے شانے سے لگے ایسی بیٹھی تھی جیسے جدا ہوئی تو غازیان واپس لے جائے گا۔

غازیان نے نظر بھر کر اسے دیکھا اور پھر منہ میں آیت پڑھ کر اس پر پھونکا کیونکہ زارا اب اس سے ملتی مسلسل اس کی تعریفیں کررہی تھی غازیان کو برا لگا تھا زارا کا بار بار رابیل کے گال پر بوسہ دینا لیکن خاموش رہا۔

اسلام علیکم بھائی زارا اب اس سے مخاطب تھی غازیان نے بھی اچھے سے جواب دیا۔

آپ دونوں تو عید کا چاند ہی ہوگئے وہ دھیان سے اپنی کرسی پر بیٹھتی بولی۔

بس غازیان لے کر ہی نہیں آتے وہ جھٹ سے اس کے جواب دینے سے پہلے بولی تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

ہاں تو میرے بیٹے کا کام ہے وہاں اب کیا تمہیں ہی گھماتا رہے ہادیہ دستگیر نے ہمیشہ کی طرح اس کی سائڈ لی تو وہ کھل کر مسکرایا رابیل نے اس کی مسکراہٹ دیکھی تو نظروں کا زاویہ موڑ لیا نجانے وہ شخص ہنستا ہوا اتنا پیارا کیوں لگتا تھا اس نے کہیں سُنا تھا کہ جو لوگ کم ہنستے ہیں ان کی مسکراہٹ بہت خوبصورت ہوتی ہے آج اس نے مان بھی لیا تھا لیکن اس کی تمام باتوں اور اپنے یہاں آنے کے مقصد کو یاد کرتی خود کو دل میں صلواتیں سنانے لگیں۔

آپی کتنی دیر ہے میرے بے بی کے آنے میں رابیل نے بے صبری سے پوچھا تو سب مسکرائے۔

بس چند دن۔

نام تو میں ہی رکھوں گی اپنے بے بی کا وہ تالی بجاتی پر جوش ہوتی بولی غازیان نے پھر سے اسے دیکھا وہ یہاں آکر الگ ہی رابیل بن گئی تھی۔

ٹھیک ہے پھر تمہارے بے بی کا میں رکھوں گی زارا جلد بازی میں بولی تو رابیل کے گال دہکنے لگے کسی نے یہ دل موہ لینے والا منظر بڑی دلچسپی سے دیکھا تھا۔

چلو آؤ کھانا لگ گیا ہے اس کے بعد رابی اور غازی تم لوگ آرام کرو اتنے لمبے سفر سے تھک گئے ہو گے نا ہادیہ دستگیر نے سب کی توجہ کھانے کی طرف دلوائی تو وہ سب اٹھ کر ڈرائینگ روم کی طرف چلے گئے جہاں سے طرح طرح کے لوازمات کی اشتہار انگیز خوشبو آرہی تھی۔

....

میرال روتے روتے ہی سو گئی شاید تھک گئی تھی زہنی اور جسمانی طور پر ابھی اسے نیند میں گئے کچھ وقت ہی ہوا تھا کہ خود کے چہرے پر کسی کی جھلستی سانسوں کی تپش محسوس کرتے بے آرام ہوئی۔

روحِ جاناں!!!

یہ لفظ....وہ پہلے بھی سن چکی ہے اس بات پر دھیان دیے بغیر اس کا دھیان اس شخص کی ہر حرکت پر تھا جس کا چہرہ آج بھی رومال سے ڈھکا تھا لیکن ہوڈی کا رنگ آج مختلف تھا۔

تم....تم...کیوں....آتے ہو....وہ گھبراتی اٹھنے کی کوشش کرتے بولی۔

لیکن مخالف نے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اس کے اٹھنے کی کوشش کو ناکام بنایا۔

ام ہم.....لفظ تمہارے منہ پر سوٹ نہیں کرتے تم سوتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہو اور یہ نائٹ ڈریس کے بٹن صحیح سے بند کرنے کب سیکھو گی۔

ایک انجان شخص کے منہ سے اتنی بے باک بات سن کر اس کا چہرہ سرخ ہو لیکن مخالف کا خوف اتنا تھا کہ زبان سے لفظ نہ ادا کر پائی۔

وہ شخص جھکتا اس کا بٹن بند کرنے ہی لگا تھا کہ میرال نے اسے زور سے دھکا دیا۔

دور...دو...دور رہو۔

میرال سکندر آج تو یہ کر دیا تم نے آئندہ یہ حرکت کی تو ہاتھ توڑ دوں گا میں تمہارے وہ دوبارہ سے پاس آتے بولا اور جھک کر اس کی شرٹ کا اوپری بٹن بند کیا میرال کی سانسیں تھم گئی تھیں جیسے۔

اور ہاں سکن پر ٹیننگ ہو گئی ہے دھوپ میں رہ کر یہ کریم لگا لینا وہ جیب سے ٹیوب نکالتا سائڈ ٹیبل پر رکھتا پلٹا۔

تم... ہو... کون وہ دور ہوا تو زبان نے پھر سے ملنے کی غلطی سرانجام دی تھی۔

I'm truly yours rooh e janaaa.....

اور پھر وہ پلٹ کر سیکنڈز میں ہی بالکونی میں غائب ہو گیا تو میرال نے تھوک نگلا اور اپنے بٹن پر ہاتھ رکھا جہاں اس شخص کا لمس اب تک تھا۔

اور ساتھ پڑی کریم اٹھائی وہ اسے اس سے زیادہ جانتا تھا اس وقت مبشر علوی، فردوس نظامی سب بھول گئے تھے یاد تھا تو وہ پراسرار شخص اور اس کے آخری الفاظ۔

....

ماضی:

میر و نیچے آئی تو ایک بچی اسے لان میں بھاگتی نظر آئی آنکھوں میں حیرانی کا عنصر نمایاں تھا لیکن پھر اسے لگا کہ فردوس سکندر کی کوئی دوست کی بیٹی ہو گی۔

اس کی طرف بڑھتے قدم رکے جب اسے یاد آیا کہ میر ابراہیم اسے اسی چیز کی تو سزا دے کر گیا تھا کہ اس نے دوست بنالیا تھا اگر اسے دوبارہ پتا چل جاتا تو وہ کبھی بھی واپس نہ آتا اب کی بار یہی سوچتی وہ الٹے قدموں واپس آئی اور صوفہ پر بیٹھ گئی اور ٹی وی لگالیا۔

کچھ لمحوں بعد وہ بچی بھی بھاگتی اندر آئی اور اس کے ساتھ بیٹھ کر اس سے ریموٹ کھینچنے لگی میر و نے اسے غصے سے دیکھا وہ میر و سے لگ بھگ تین سال چھوٹی تھی۔

دونوں اب ٹی وی ریمورٹ کے لیے لڑ رہیں تھی میر و اب اس سے کھینچنے میں کامیاب ہوئی تو اس سے میر و کے گال پر تھپڑ مارا بدلے میں میر و نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر دھکا دیا وہ ڈس بیلنس ہوتی گر گئی۔

سامنے سے آتے شخص نے جب یہ منظر دیکھا تو بھاگتا آیا اور چٹاخ!!!! یہ اسے پڑنے والا زندگی میں پہلا تھپڑ تھا کیونکہ سکندر صاحب نے کبھی اسے ڈانٹا تک نہ تھا۔

لڑکی تمہاری اتنی ہمت کہ تم میری بیٹی پر ہاتھ اٹھاؤ اس شخص کی اونچی آواز سے فردوس سکندر بھی بھاگتی آئی۔

کیا ہوا ہے ناز اتنا کیوں.... اور سامنے روتی اپنی بچی پر نظر پڑی تو بھاگ کر آئیں اور اسے سینے سے لگالیا۔

لائبہ میری جان کیوں رو رہی تھی میر و نے یہ منظر ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھا کیا نہیں تھا آنکھوں میں بییقینی، حیرت، غصہ اور سب سے بڑھ کر حسرت ...

کیا ہوا ہے اسے ناز وہ مسلسل اسے چپ کرواتی میرال کے چہرے پر ثبت انگلیوں کے نشان دیکھ کر کچھ کچھ تو سمجھ گئیں تھیں۔

یہ تمہاری گھٹیا اولاد نے میری بیٹی کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی ہے وہ دھاڑتا اب کہ پاگل لگا۔

میرال سکندر تمہارا تو میں ابھی بندوبست کرتی ہوں وہ جو فون یوز کرتی باہر آئی تھی اب ایک نمبر ملانے لگی۔

پلیز کم اینڈ ٹیک دس گرل ود یو ایز سون ایز پوسیبل (مہربانی کر کے اس بچی کو لے جائیں جتنی جلدی ہو سکے)

مام.....ماما... یہ... ک... کون... ہے ....

ہاہاہتلو...ہتلو.... لائبہ اب رونا بھول کر تالیاں مارتی ہنس دی۔

یہ میری اور شوکت نظامی کی بیٹی ہے لائبہ شوکت نظامی ڈویو گیٹ دیٹ۔

ماما... یہ... تو میری... بہن... ہے... میں... اس سے سوری

خبردار دور رہو تمہارا سایہ بھی میری بیٹی پر نہیں پڑنا چاہیے اس سے پہلے کہ فردوس کچھ بولتی شوکت نظامی بولا۔

جاؤ اپنے کمرے میں اپنا سامان پیک کرو اب تم ہمارے ساتھ نہیں رہو گی فردوس نے اسے کہہ کر اس کے بازو کو زوردار جھٹکا دیا تو وہ روتی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

اور وہ دونوں اپنی "اولاد" کو چومنے لگے "ناجائز اولاد" کو ...

کسی کو بھی نہیں معلوم تھا فردوس سکندر کی اس اولاد کا ہوتا بھی کیسے ایسے گناہ چھپ کر رات کے اندھیرے میں ہی کیے جاتے ہیں وہ سکندر صاحب کے ساتھ صرف ان کی دولت کے لیے تھیں دولت اور عیش و آرام ملتے ہی انہیں اپنی آزادی کی فکر پڑ گئی اور آہستہ آہستہ وہ باہر ہی رہنے لگیں سکندر صاحب کے منع کرنے کے باوجود وہ نہ

رکی اور اپنے چچازاد کزن شوکت نظامی سے ملنے لگی ملاقاتوں سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ رات کی تنہائی میں گناہوں تک انہیں لے جا پہنچا جس کا نتیجہ سامنے ان کی اولاد کی صورت کھڑا تھا۔

حیرت کہ بات یہ تھی کہ وہ مطمئن تھی اپنی اصل اولاد کو کبھی پوچھا نہیں تھا وہ انچاہی تھی لیکن اپنی محبت کی ناجائز اولاد کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی ان کا ضمیر اس دن ہی مر گیا تھا جس دن انہوں نے اپنے اس چچازاد کزن سے پہلی ملاقات رات کے اندھیرے میں کی تھی اس کے بعد سے وہ گناہوں کے دلدل میں گھستی چلیں گئی اب تو کتنے برس گزر گئے تھے انہوں نے حساب لگانا ہی چھوڑ دیا تھا سکندر اگر زندہ ہوتے تو شاید اسی صدمے سے مر جاتے لیکن وقت ہر کسی سے انصاف کرتا ہے میرال سکندر کو اس کا انصاف کب ملنا تھا ملنا تھا بھی یا نہیں یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

....

حال:

واہ کیا بات ہے ماما آپ کے ہاتھ کے کھانے کی وہ انگلیاں چاٹتی انہیں ماتھا پیٹنے پر مجبور کر گئی رابی میں نے کتنی بار بولا ہے ہاتھ صاف کیا کرو۔

ناں.... جو انگلیاں چاٹنے کا مزہ ہے نا وہ اپنی ہی رو میں بولی گئی۔

اب تو تم بھی بنانا سیکھ گئی ہو گی غازیان نے بتایا تھا خانساماں تمہیں سکھاتی ہے زارا نے اچانک شکر کیا تو اسے اچھو لگا غازیان نے گھور کر اسے دیکھا۔

نہیں آپی دراصل رابیل میرے کام کرتی ہے تو کھانا پھر خانساماں ہی بناتی ہے اس کے بات کو ر کرنے پر ہادیہ دستگیر نے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھا بیشک وہ ایک مضبوط مرد تھا جو خود سے منسلک رشتوں پر آنچ نہ آنے دے۔

مجھے تو نیند آرہی تھی میں تو چلی سونے رابی انگرائی لیتے بولی۔

رابی یہ کیا طریقہ ہے بیٹا شوہر کو بھی پوچھ لو کچھ انہوں نے اس کی توجہ غازیان پر کروانی چاہی۔

ماما سب سامنے تو پڑا ہے وہ خود لیں لیں گے رابی جھک کر ان کے گال پر بوسہ دیتے بولی تو غازیان کا چہرہ سپاٹ ہوا۔

اچھا چلو پھر غازیان کو ساتھ لے کر جاؤ۔

ماما آپ تو ایسے کر رہی جیسے وہ بچے ہوں یا پہلی بار اس گھر میں آئیں ہوں۔

غازیان کا چہرہ کسی بھی جزبے سے عاری تھا لیکن خاموشی ہنوز برقرار تھی۔

جو کہا ہے وہ کرو رابی زیادہ زبان مت چلاؤ زارا اور ہادیہ غازیان کو سپاٹ چہرہ محسوس کر چکیں تھی اس لیے ہادیہ دستگیر بولی تو چارو نہ چار وہ بھی اس کا انتظار کرنے لگی وہ ہاتھ صاف کرتا اٹھا اور اس کے ساتھ چل پڑا۔

یہ لڑکی پتا نہیں کب سدھرے گی۔

ماما بچی ہے سمجھ جائے گی زارا نے اس کی سائیڈ لیتے کہا۔

بچی نہیں ہے شادی شدہ ہے اب اور تمہیں اس کے بولنے اور اس کے عمل سے کہیں سے لگا کہ وہ ایک میچور شادی شدہ لڑکی ہے غازیان انہیں ہمیشہ رابیل کی طرف سے مطمئین کرتا آیا تھا لیکن رابیل میڈیم ویسی کی ویسی ہی تھی لاپرواہ۔

میں سمجھاؤ گی اسے آپ ٹینشن نالیں اور جائیں ریسٹ کریں زارا ان کا ہاتھ تھام کر بولی۔

نہیں تم جاؤ میں یہ سب سیمیٹ کر آتی ہوں۔

....

ماضی :

اور اگلے کچھ گھنٹوں بعد کچھ لوگ میرال سکندر کو لینے آ پہنچے تھے انہیں پیسہ اتنا کھلایا گیا تھا کہ انہوں نے جانچ پڑتال کرنے کی بھی زحمت نہ کی

یا شاید وہ لوگ کسی بیورو کے تھے ہی نہیں ....

آپ یہاں بیٹھیں میں اس بچی کو بلا کر لاتی ہوں فردوس ان کو بیٹھنے کا کہتی اوپر میرال کے کمرے کی طرف بڑھی۔

لیکن جب دروازے کا نوب گھمایا تو دروازہ لاک تھا۔

میرال باہر آ و وہ دروازہ کھٹکھٹانے لگی۔

می... می.... میں کہی... کہیں نہیں جاؤں گی میرال سکندر کی روتی آواز گونجی۔

باہر آؤ نہیں تو بہت بڑا حشر کروں گی میں تمہارا فردوس دانت پیستی بولی تو اندر سے کوئی آواز نہ آئی سوائے رونے کے۔

وہ خاموشی سے واپس آئیں اور ہاتھوں میں چابیوں کا گچھا لیے واپس اوپر گئیں اور دروازہ کھولتی اسے گھسیٹتے ہوئے نیچے لائی۔

می... میں نہیں جاؤ... و... گی وہ روتی ان کی ٹانگوں کو پکڑتی بولی تو فردوس نے اسے جھٹکا دیا پاؤں سے تو وہ نازک سی بچی سامنے پڑے ٹیبل پر جا لگی وہ لوگ اندر ڈرائنگ روم میں بیٹھے بچی کا انتظار کر رہے تھے۔

یہ لیں بچی فردوس اسے اپنے ساتھ تقریباً گھسیٹتے ہوئے لائیں اور بچی کو ان کے حوالے کیا۔

وہ دو شخص بچی کو دیکھتے معنی خیزی سے مسکرائے فردوس کو ان کی آنکھوں میں گندگی دکھ گئی تھی لیکن پھر سر جھٹک دیا ان کی بلا سے.... جو لوگ خود گناہ میں پور پور ڈوبے ہوں وہ کیسے کسی گناہ کو گناہ بولیں گے۔

وہ دونوں سیاہ فارم آدمی خباثت سے مونچھوں کو تاؤ دیتے آگے بڑھے اور میرال کو بازوؤں سے تھاما لیکن وہ ان کے ہاتھوں میں ہی نہیں آ رہی تھی۔

یہ میرے... ب... بابا... کا گھر... ہے... میں بابا... کو بتاؤ گی... مجھے نہیں... جانا... ان... ان.. انکل... کے ساتھ وہ روتی ان دونوں سے اپنا آپ چھڑواتے بولی۔

لے کر جاؤ پیسے تمہیں میں نے یہاں کھڑے تماشا لگانے کے لیے نہیں دیے فردوس اکڑ کر کہتی واک آؤٹ کر گئیں تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا اور پھر میرال کو کندھے پر ڈالتے باہر نکل گئے میرال سکندر کے منہ سے آخری لفظ چیخ کی صورت میں برآمد ہوا" بابا، میر "اور پھر وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔

....

حال:

رابیل دستگیر یہاں آتے ہی پر نکل آئیں ہیں تمہارے غازیان نے اسے بازو سے پکڑتے دیوار کے ساتھ لگایا۔

کیا کر رہے ہو یہ چھوڑو رابیل نے اس کی سُرخ ہوتی آنکھوں سے خوف کھاتے کہا۔

اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو رابیل دستگیر نہیں تو ....

تم واپس کب جاؤ گے ساری باتیں نظر انداز کرتی وہ اپنی ہی ہانکے جا رہی تھی۔

غازیان نے دو لمحے اسے خاموشی سے دیکھا پھر اسے سائڈ کرتا باہر کی طرف بڑھا تو بھی بھاگ کر پیچھے آئی۔

ہادیہ دستگیر اب وہاں ملازموں سے برتن اٹھوا رہیں تھی اور زارا وہیں بیٹھی اپنے شوہر سے فون پر گفتگو میں بزی تھی۔

چلیں خالاماں میں چلتا ہوں وہ پاس جا کر انہیں متوجہ کرتا بولا۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے غازی کہاں جارہے ہو اتنی لمبی ڈرائیو کر کے آئے ہو اور اب واپس بھی جارہے ہو پہلے یہ بتاؤ کہ فلائٹ سے کیوں نہیں آئے۔

اتنا پیسہ کہاں رابیل کا دھیما مگر طنز بھرا جملہ اس کے کانوں میں پڑا تو اس کی دماغ کی رگیں تن گئیں۔

خالاماں ارجنٹ کوئی فلائٹ نہیں ملی اور موسم کا تو آپ کو پتا ہی ہے خیر اب مجھے اجازت دیں وہ سنجیدگی سے کہتا ان کے سامنے پیار لینے کو جھکا تو وہ خاموشی سے ایک قدم پیچھے ہٹیں۔

اپنی مرضی سے جارہے ہو بڑے ہو گئے ہو نا اب تو جاؤ میری بات کی اب اہمیت کہاں رہی وہ روہانسی ہوتی بولی۔

غازیان نے آگے بڑھ کر انہیں ساتھ لگایا اور سر پر بوسہ دیا خالاماں کام بھی تو ضروری ہے نا۔

کوئی کام نہیں آج کی رات رکو کل چلے جانا ایک دن تو اپنی ماں کے پاس گزارو وہ نروٹھے پن سے بولی تو اسے ماننا پڑا اس نے ایک بھی بار رابیل کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

رابیل یہ سب سنتی منہ بسورتی کمرے میں واپس چلی گئی تو وہ بھی آرام کرنے کی غرض سے آگیا اور روم کا دروازہ لاک کرتا کمرے میں چکر کاٹنے لگا رابیل واش روم میں تھی۔

وہ جیسے ہی چینج کر کے نکلی غازیان اس کے سر پر پہنچ گیا اور اسے جھٹکے سے قریب کرتا اس کے کان میں پھنکارا اپنی زبان کو تھوڑا لگام دو۔

تم مجھے یہاں ٹارچر نہیں کر سکتے عازیان اعجاز یہ میرا گھر ہے وہ اسے دھکا دیتی بولی۔

پہلے کب ٹارچر کیا ہے میں نے تمہیں غازیان نے پیچھے سے اس کے بالوں کو دبوچتے کہا۔

سس... یہی سب تو تم کرتے رہے ہو لیکن یہاں نہیں۔

رابیل غازیان ابھی تک تو کوئی ٹارچر نہیں کیا تم پر لیکن جس طرح تم اپنی زبان کے جوہر دکھا رہی ہو لگتا ہے یہ بھی کرنا پڑے گا۔

کیا کرو گے مارو گے یہی تو تمہاری مردا ...

اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے غازیان اعجاز نے اس کے لبوں سے نکلنے والے اگلے الفاظوں پر قفل لگایا تھا۔

رابیل نے پیچھے سے اس کی شرٹ کا کالر تھاما نہیں تو وہ زمیں بوس ہو جاتی غازیان اعجاز کا جنونی روپ آج وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی تو اسے دھکا دینے کی کوشش کی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا لیکن دوسرے دھکے سے وہ پیچھے ہٹا ایک نظر شدید غصے میں اس پر ڈال کر پھر سے اس پر جھکا اب انداز میں شدت کا ہلکا سا بھی عنصر نمایاں نہ تھا پھر دو سیکنڈ بعد پیچھے ہٹا۔

رابیل لمبے لمبے سانس لے رہی تھی غازیان اعجاز نے اس کی آنکھوں کی نمی کو نظر انداز کرتے اس کے گلابی ہونٹوں پر نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرا جہاں خون کی ہلکی سی بوند تھی۔

تم......آئی ہیٹ یو غازیان اعجاز وہ اس کو دھکا دیتی بولی لیکن غازیان کی پکڑ اس کے بالوں کی جگہ اب قمر پر تھی۔

اپنی نہیں تو میری عزت کا ہی خیال کرلو غازیان اعجاز کے پاس اس دنیا میں عزت کے سوا کچھ نہیں رشتے سب بہت پہلے چھوٹ گئے تھے اور محبت تو شاید قسمت میں نہیں لیکن میں اپنی عزتِ نفس کو اس طرح مجروح نہیں ہونے دوں گا اب دوبارہ کوئی بھی بات کرتے سے پہلے احتیاط کرنا وہ اس کا گال تھپتھپاتا واش روم میں بند ہو گیا تو وہ بیڈ پر اوندھے منہ گر گئی۔

میں سب... بتادوں گی ماما کو غازیان اعجاز جسٹ ویٹ اینڈ واچ یہ حرکت بہت مہنگی پڑے گی تمہیں۔

....

ماضی :

میر حیدر، تحریم اور ابراہیم اگلی ہی صبح وہاں پہنچ چکے تھے لیکن گھر کے گہرے سناٹے نے انہیں ساکت کیا یہ وہ گھر تو نہیں تھا جہاں ان کا جگری یار سکندر رہتا تھا یہ تو ایک ویران کھنڈر تھا۔

چوکیدار چونکہ انہیں جانتا تھا اس لیے اندر آنے دیا لیکن خاموشی نے ان کا استقبال کیا کوئی ملازم بھی نہ تھا گھر۔

فردوس اپنے سلیپنگ سوٹ میں اپنے کمرے سے نکلتی کچن کی طرف بڑھی لیکن سامنے موجود لوگوں کو دیکھ ان کے قدم ساکت ہوئے۔

آپ لوگ....اتنی.... جلدی ....

جلدی کہاں فردوس صاحبہ میرے دوست کو گزرے تین روز گزر گئے اور میرال کہاں ہے بلاؤ اسے ہم سکندر کی ڈیڈ باڈی لینے جا رہے ان کی بات سنتے فردوس کی سٹی گم ہوئی۔

وہ... وہ... میر... میرال کو میں نے اپنے جاننے والی کے ہاں بھیجا ہے ماحول کی وجہ سے شروع میں لڑکھڑاتے لہجے میں کہتی اینڈ پر جھوٹ کا سہارا لیتے بولیں۔

ہاؤ ڈیر یو ٹو ڈو دس میر ابراہیم آگے آتا ان کی آنکھوں میں دیکھتا غصے سے بولا۔

ام ہم... میر تحریم حیدر نے اسے ٹوکا تو وہ خاموش ہوا لیکن پیچھے نہیں۔

اسے واپس بلواؤ تب تک ہم سکندر کو لے آتے ہیں جلدی کرنا ہمیں واپس بھی جانا ہے۔

کیوں وہ بے ساختہ بولی۔

میں اپنے دوست کو اس دیارِ غیر میں نہیں دفناؤں گا اسے پاکستان لے جاؤ گا سارے انتظام مکمل ہیں تم میرال کو واپس بلاؤ وہ سارے لحاظ بلائے طاق رکھتے بولے اور باہر کی طرف بڑھ گئے۔

فردوس نے پیشانی مسلی ان کے زہن میں کیوں نہ آیا کہ انہوں نے واپس آنا ہے اور ظاہر سی بات ہے وہ سب سے پہلے میرال سکندر کا مطالبہ کریں گے۔

وہ جھٹ سے اندر بھاگتی ان سیاہ فارم مردوں کو کال کرنے لگی دوسری ہی بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

بچی واپس چاہیے مجھے۔

ہاہاہا!! نہایت گھٹیا مزاق تھا۔

لڑکی واپس کرو اور ڈبل قیمت لو۔

ہمم سوچا جا سکتا ہے کیونکہ اب وہ بچی ہمارے کسی کام کی نہیں رات کی بیہوش ہے مجھے تو لگتا ہے مر مرا گئی ہے خیر بھیج دیتے ہیں۔

....

حال:

میرال اگلے کئی دن آفس نہیں گئی ہمت ہی نہیں ہوئی زندگی رک سی گئی تھی جیسے آگے کیا کرنا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔

آفس سے اسے مسلسل فون آرہے تھے جسے وہ نظرانداز کیے ہوئی تھی لیکن کب تک کرتی۔

ابھی بھی وہ گہری سوچوں میں تھی جب موبائیل پھر سے وائبریٹ ہوا۔

مس میرال سکندر اگلے تیس منٹوں میں آپ آفس ہوں نہیں تو میں آپ کے گھر کے باہر میری حاضری ضرور ہو گی یہ کہتے ہی فون کھٹاک سے بند کر دیا گیا۔

میں نہیں آؤنگی وہ چیخ کر کہتی فون بیڈ پر اچھال گئی۔

اب وہ اضطراب کی کیفیت میں چکر کاٹنے لگی اور پھر دس کے بیس بیس کے چالیس اور پھر ڈیڑھ گھنٹا ہو گیا ٹانگیں اب مسلسل چلنے سے شل ہو گئیں تھی اب کی بار موبائل فون پھر وائبریٹ ہوا اور پھر ہوتا چلا گیا۔

مس میرال اب میں آپ کے گھر آکر جو کروں گا اس کے لیے بعد میں مجھے زمہ دار مت ٹھہرائے گا مخالف کا برف سے بھی ٹھنڈا لہجہ اسے خوف زدہ کر گیا۔

می.... میں آتی ہوں.... میں آرہی ہوں۔

اگلے ہی لمحے دروازہ جھٹکے سے کھلا اور شوکت نظامی اندر آیا اور اس کے بال مٹھی میں دبوچتا چیخا کس عاشق سے ملنے جارہی ہو؟؟

میرال سکندر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی اتنی زلت.....

کہی... کہیں.... نہیں

ابھی تو جانے کا بول رہی تھی آج کل تیرے چال چلن ٹھیک نہیں چل رہے سنا ہے آفس کے مردوں کے ساتھ بھی ....

بس.....وہ آنسو صاف کرتی آپنا آپ چھرواتی چیخی۔

چٹاخ!!!!زندگی میں پڑنے والے ان گنت تھپڑوں میں ایک اور کا اضافہ ہوا تھا۔

زبان چلاتی ہے آواز آہستہ رکھنا بھول گئی ہے شاید میری نظر تجھ پر ہے ایسی ویسی کوئی حرکت کی تو کاٹ پھینکو گا میرال کو دھکا دیتا شوکت نظامی تن فن کرتا باہر نکل گیا۔

تو بھی روتی نیچے بیٹھتی چلی گئی زلت کے احساس سے آنکھیں سرخ تھی اچانک ایک فیصلہ کرتی اٹھی اور واش روم میں گھس گئی اگلے پچیس منٹ میں وہ مبشر علوی کے آفس کے باہر کھڑی تھی۔

سرخ سوجی ہوئی آنکھیں، شکن زدہ لباس حجاب کے بغیر سر اس کے اجڑی حالت کا منہ بولتا ثبوت تھی لائبہ اور مبشر علوی اسے دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے تو لائبہ اس پر ہنستی باہر نکل گئی۔

می.... میرال.... اس کی لڑکھڑاتی چال اس کے ٹوتے وجود کی نشاندہی کر رہی تھی۔

تمہیں پیسوں سے غرض ہے نا مبشر علوی وہ تو شاید میں عمر بھر نہ اتار سکوں اس لیے وہ دوپٹہ گلے سے کھینچی اس کے سامنے کھڑے ہوتی بولی۔

وہ شاید اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھی یا زندگی سے مایوسی اب حد سے سواہ تھی۔

کیا ملا تھا اسے اس زندگی سے دکھ، تکلیفیں، روح پر گہری چوٹ، چوری کا الزام، انچاہی اولاد کا ٹیگ، بچپن کے دوست کی بے وفائی، بدکردار، ہتلاتی گھبراتی ڈرپوک لڑکی کا خطاب اب اس میں اس دنیا کے لوگوں سے لڑنے کی اور ہمت نہیں بچی تھی وہ ہر روز رات کو خود کو مضبوط بناتی تھی اور اگلی ہی صبح کوئی نہ کوئی اسے بُری طرح روند دیتا

تھا وہ مان چکی تھی کہ ان جیسے لوگوں کا اس دنیا میں کوئی کام نہیں، یہ مطلبی دنیا میر ال سکندر جیسے لوگوں کے لیے نہیں بنی تھی وہ ہر لمحہ شدت سے دعا کرتی تھی کہ رب کسی کو ماں باپ کی موجودگی سے محروم نہ رکھے یہ دنیا اور اس دنیا کے باسی یتیم لوگوں کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں اور روند کے چلے جاتے ہیں۔

مبشر علوی کا وجود طوفانوں کی زد میں آیا.... قیامت کا ایک منظر اس کے سامنے کھڑا تھا اس کا دل کیا اس لڑکی کو اتنے تھپڑ مارے کہ وہ اپنی شکل نہ پہچان پائے لیکن اس کے چہرے پر انگلیوں کے نشان دیکھتا اس کے قریب آیا۔

اس کے اگلے قدم پر میر ال سکندر کو اپنی موت واقع ہوتی نظر آئی تو کیا مبشر کو اس نے غلط سمجھا تھا وہ محافظ نہیں لٹیرا تھا۔

مبشر علوی اسے گلے لگاتا اب ساکت تھا دروازہ کھلا اور اگلے ہی لمحے بند بھی ہو گیا تو وہ پیچھے ہٹا اور اس کا گرا دوپٹہ اٹھا کر اسے کے سر پر پہنایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا حجاب کرنے لگا میر ال سکندر نے اس کی خوشبو کو گہری سانس بھرتے خود میں اتارا جسم میں کپکپاہٹ اس کی قربت پر آج بھی تھی۔

میر ال کی آنکھوں سے بھل بھل کر آنسو گر رہے تھے اسے واقعی لوگوں کی پہچان نہیں تھی آج پھر وہ اس کی عزت کی خاطر اپنی عزت داؤ پر لگا گیا تھا کوئی باہر سے آیا تھا لیکن سامنے کا منظر دیکھتا فوراً چلا گیا۔

کمرے میں قیامت جیسی خاموشی تھی وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے کسی اور جہاں میں تھے ایک کی آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹے مارتا سمندر تھا، یقین تھا، خوشی تھی، اداسی تھی، بےیقینی تھی، کچھ پالینے کا جنون تھا وہی دوسرے کی آنکھیں خاموش اور خالی تھیں جیسے ان آنکھوں کے سارے خواب کسی نے نوچ نکالیں ہوں۔

میں.... میں تیار ہوں شادی کے لئے.........

....

جاری ہے--------------

I'M TRULLY YOURS

مجھ سے محبت نا سہی

پر مجھے پسند تو کر

بہت خاص نہیں

پر عام تو کر

طویل ملاقاتیں نا سہی

کچھ پل تو میرے نام کر

میرے ساتھ کی تمنا نہیں

میرے پاس ہونے کی حسرت تو کر

بڑی بڑی قسمیں نہیں

چھوٹے چھوٹے وعدے تو کر

اگر میں تجھے تسلیم نہیں

تو مجھے دھتکارا بھی نہ کر

پورا دل نا سہی

دل کا ایک کونا ہی میرے نام کر

مجھے سوچ نہ سہی

پر مجھے بُھلایا بھی نہ کر

زندگی کا ہر دن نہیں

پر ایک شام تو میرے نام کر

اگر دیدار تیرا میسر نہیں

تو میرے دل کے شہر کو یوں ویران بھی نہ کر

از قلم سُنیہا رؤف۔

....

لیکن اب مجھے نہیں کرنی تم جیسی لڑکی سے شادی مبشر علوی نے رُخ موڑتے کہا میرال نے خالی آنکھیں اس کی پشت پر ٹکا دیں مبشر نے کئی لمحے اس کے کچھ بولنے کا انتظار کیا لیکن میرال سکندر مبشر علوی کو زچ نہ کرے ایسا ممکن نہیں تھا۔

مبشر علوی نے کرسی کی پشت پر لٹکا اپنا کوٹ اٹھایا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

مسٹر مبشر علوی میری زات مزاق نہیں ہے جسے جب چاہا دھتکار دیا اور جب چاہا اپنا لیا۔

اور ریئلی مس میرال میں بھی آپ کو یہی کہنا چاہ رہا تھا لیکن آپ نے میرے احساسات کو آسان لفظوں میں مختصراً بیان کیا اس کا تہے دل سے شکریہ مبشر علوی پشت پر بازو ٹکاتا ہلکا سا جھکا۔

مزاق میں نے تمہارا نہیں تم..ن..نے میرا بنایا ہے۔

تم نہیں آپ کئی سال بڑا ہوں تم سے۔

اس کے لہجے سے اسے کئی سال پرانا منظر یاد آیا لیکن جو بات اس کے دماغ میں آئی تھی وہ ناممکنات میں سے ایک تھی۔

آہستہ آہستہ... عادت ہو جائے گی وہ آہستہ آواز میں منمنائی تو ایک لمحے کے لیے مبشر علوی کے دل میں آیا کہ وہ اسے معاف کر دے لیکن آج کر دیتا تو آئندہ کے لیے کبھی سبق نہ حاصل کرتی۔

مجھے نکلنا ہے کہیں خاص جگہ کے لیے۔

کسی خاص جگہ کے لیے یا کسی خاص شخص سے ملاقات کے لیے؟آج وہ لمحہ بہ لمحہ اسے حیرت میں مبتلا کر رہی تھی۔

جو بھی ہو تمہیں فرق نہیں پڑنا چاہیے۔

واقعی نہیں پڑنا چاہیے؟؟ وہ نم آنکھوں سے اسے بتا رہی تھی یا پوچھ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آئی۔

میرال یار کیوں کر رہی ہو یہ سب خود کے ساتھ ساتھ مجھے بھی ازیت میں ڈال رہی اب وہ اس کے پاس آکر اس کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا بولا تو وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتی بیٹھ گی' مبشر علوی کو پتا تھا اس کا سپیشل شخص کا اشارہ کس طرف تھا لیکن بات گھما گیا۔

میرال نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں خود کے لیے چاہت اسے صاف دکھائی دے رہی تھی اتنے کم عرصے میں محبت...... یا صرف آنکھوں کا دھوکا۔

مجھے کچھ وقت دو لائبہ کی طرف سے کی جانے والی گفتگو یاد کرتے بولا تو میرال کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

لیک... لیکن.... تم... نے... ہی.. ت... تو پوچھا تھا۔

ہاں پوچھا تھا اور میں سنجیدہ ہوں لیکن ایک کام ہے ضروری جس کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔

ٹھیک ہے میرال نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا اور اٹھ کر اپنے ڈیسک پر چلی گئی۔

مبشر علوی نے اسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ اس وقت وہ خود الجھا ہوا تھا۔

....

ماضی:

اور پھر اگلے کچھ گھنٹوں میں میرال سکندر وہیں واپس لائی گئی جو اس کا اصل تھا لیکن اب کی بار اسے بکھیر دیا گیا تھا۔

فردوس اور شوکت نظامی نے اس کی حالت دیکھ کر جھرجھری لی۔

فردوس ی.... یہ کیا ہے تم نے تو بولا تھا کہ بیورو تو یہ سب وہ اس کی لٹی حالت دیکھ خوفزدہ تھا۔

مجھے بھی نہیں پتا تھا یہ سب.... اور یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے اٹھاؤ اسے اور کمرے میں پہنچاؤ اس سے پہلے کے وہ منحوس لوگ آ ٹپکیں میں حلیہ بہتر کرتی ہوں اس کا پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

شوکت نظامی نے فوراً اس کی بات پر عمل کیا اور اس کے کمرے تک پہنچایا اور پھر گھر سے ہی نکل گیا وہ ابھی میر حیدر کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا اور دوسرا وہ اندر ہی اندر سکندر صاحب کا سارا بزنس شفٹ کر رہا تھا۔

وہ لوگ واپس آ چکے تھے اس بار بھی وہ مختصر عرصے کے لیے آئے تھے صرف میر واور سکندر صاحب کی ڈیڈ باڈی لینے کے لیے۔

میر حیدر اپنے سورسز کے تھرو فردوس اور شوکت نظامی کے بارے میں سب پتا لگوا چکے تھے اس لیے اب میر و کو ان کے پاس نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔

گھر آتے ہی ان کی نظر میں لائبہ آئی تھی اس کو دیکھ کر انہوں نے تحریم بیگم کو دیکھا دونوں کی آنکھوں میں درد تھا شکر ہے فردوس کے کئی گناہوں سے سکندر ناواقف تھا کبھی کبھی کچھ باتوں پر پردہ ہی رہنا اچھا ہوتا ہے نہیں تو آپ کی زات کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں۔

وہ وہیں بیٹھ گئے تو میر ابراہیم نے اپنے قدم میرال سکندر کے کمرے کی طرف بڑھائے اندر قدم رکھتے ہی اس کے قدم ساکت ہوئے سامنے کا منظر دیکھ کر۔

آپ.... یہاں کیا رہی ہیں ؟ فردوس کو وہاں میر و پر جھکے دیکھ اس نے اونچی آواز میں پوچھا تو نیچے لاؤنج میں بیٹھے تحریم اور میر حیدر نے بھی اپنے قدم اوپر کی طرف بڑھائے۔

کیا ہو رہا ہے یہاں ؟

بابا یہ میر و کو کچھ کر رہی تھیں میر فردوس کی طرف اشارہ کرتا بولا تو وہ سٹپٹائی۔

....

حال:

وہ دونوں بیڈ پر مخالف سمت لیٹے اپنی اپنی سوچ میں گم تھے دوبارہ دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں بلایا تھا۔

غازیان کو اچانک اپنا فون یاد آیا تو ساتھ لگے بورڈ میں چارجر لگا کر فون اون کیا فون پر لاتعداد فون کالز اور میسجز تھے جس نے اسے تشویش میں مبتلا کیا اس سے پہلے کہ وہ چیک کرتا چارجر کی وائر ہل چکی تھی اور فون پھر سے سوئچ اوف ہو گیا وہ بار بار لگاتا اب تنگ آ گیا تھا۔

لائٹ چلی گئی ہے اور بدقسمتی سے اس کمرے میں کوئی بھی پلگ یو پی ایس سے کنیکٹڈ نہیں رابیل کی سنجیدہ اور رونے کی وجہ سے بھاری آواز کمرے میں گونجی تو اس نے پیشانی مسلی اور فون کو لگا کر رکھ دیا اور لائٹ کا انتظار کرنے لگا۔

رابیل.... کچھ سوچتا وہ اسے مخاطب کر گیا لیکن آگے سے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو غازیان نے اس کی طرف کروٹ بدلی۔

وہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا وہ لیکن رابیل دستگیر ہر بار اس کو زچ کر دیتی تھی اپنے الفاظوں سے..... تو اس کا رد عمل شدید ہوتا تھا وہ بچپن سے اکیلا رہا تھا اب اچانک کسی کا ساتھ ملنا اس کے لیے خوش کن احساس تھا.... لیکن مخالف اپنی ضد میں سب بگاڑ رہا تھا کبھی کبھی وہ بے بس ہو جاتا تھا رابیل کے سامنے...... لیکن حقیقت یہی تھی کہ غازیان اسے ڈانٹ لے یا ناراض رہ لے لیکن اب وہ اس سے دور نہیں ہونا چاہتا تھا.... عادت پڑ گئی تھی قابل

ترین کیپٹن غازیان اعجاز کو رابیل دستگیر کی اور عادت محبت سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے وہ یہ اس کے ساتھ رہتا جان گیا تھا۔

بچپن سے اکیلا رہتے رہتے تنہائی جیسے بس گئی تھی اس میں دوست بھی نہیں بنائے تھے ایک بنایا تھا لیکن اسے بھی قسمت خود کے ساتھ بہالے گئی تھی وہ کہاں تھا یہ تو وہ بہت جلد پتا لگوانے والا تھا۔

رابیل اس نے ایک اور بار آواز دی وہ جانتا تھا اتنی جلدی وہ سو نہیں سکتی۔

ہم.... رابیل نے اس کے ڈھیٹ پن کے مظاہرے سے عاجز آتے جواب دیا۔

آئم سوری آج کے لیے...... وہ سچ میں پشیمان تھا اپنے رویّے پر حالانکہ وہ بس رابیل کے ایکشن کا ری ایکشن تھا۔

تم ہر بار کچھ نہ کچھ کر کے معافی مانگ لیتے ہو کتنا آسان ہے یہ سب تمہارے لیے رابیل کی آواز گونجی اندھیرے میں لیکن کئی لمحوں بعد بھی جواب نہ پا کر وہ آنکھیں موند گئی۔

آسان.... کتنا آسان تھا غازیان کے لیے یہ تو کوئی اس کے دل سے پوچھتا کبھی کبھی اس کو لگتا تھا کبھی بھی سب کچھ اس میں اور رابیل میں نارمل نہیں ہو پائے گا یہی سب سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔

....

ماضی:

تمیز سے بات کرو لڑکے بیٹی ہے میری بیمار ہے اسے دیکھ رہی ہوں تمہیں کیا مصیبت آپڑی ہے جو یوں چیخ رہے ہو دیکھ نہیں رہے سو رہی ہے وہ۔

بیمار... کیا ہوا ہے میری میرو کو وہ بھاگ کر اس کے سرہانے بیٹھ گیا تو میر حیدر نے بھی آئبرو اچکائی۔

بخار ہے اور کچھ نہیں وہ لاپرواہی سے کہتی باہر جانے لگی لیکن اگلے سوال پر ان کا رنگ سفید ہوا۔

ماما... بابا... یہ دیکھیں میرو کے کندھے پر چوٹ لگی ہے۔

یہ کیا حال کر دیا ہے تم نے فردوس سکندر بھائی کی بیٹی کا تحریم بیگم غم و غصے کی حالت میں بولیں۔

تمہارے دوست....

مائنڈ یور لینگویج مسز نظامی نہیں تو اچھا نہیں ہو گا ان کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی میر حیدر دھاڑے تو وہ کھسیانی سے ہوئی۔

تمہارا دوست تو تھا نا خیر میں یہ کہہ رہی تھی کہ میری بھی بیٹی ہے میرال تو تم لوگ کون ہوتے ہو اس کے متعلق مجھ سے سوال جواب کرنے والے؟

بہت جلدی نہیں یاد آ گیا تمہیں کہ تمہاری ایک عدد اولاد بھی ہے ایک اور طنز میر حیدر کا سیدھا نشانے پر لگا تو فردوس پیچ وتاب کھاتی گھور کر بولی.... گر گئی تھی واش روم میں صاحبزادی اس لیے چوٹیں آئی ہیں وہی دیکھ رہی تھی وہ ساری بات کوراپ کرتے بول کر باہر نکل گئیں۔

بابا... ہم میرو کو ساتھ لے کر جائیں گے میر ابراہیم پوچھ نہیں بتا رہا تھا۔

او کے۔

ماما دیکھیں کتنی چوٹ لگی ہے اب وہ نم لہجے میں کہتا تحریم بیگم کو ایک بار پھر حیران کر گیا انہوں نے اپنے بیٹے کو دوسری بار روتے دیکھا تھا اور دوسری بار بھی وہ ایک ہی زات کے لیے رو رہا تھا انہوں نے پریشانی سے میر حیدر کو دیکھا تو انہوں نے آنکھوں سے تسلی دی اور اس کے پاس جانے کا بولا۔

تحریم بیگم بھی اس کے پاس بیٹھ گئیں تو میر حیدر فون کرنے کی غرض سے باہر نکل گئے۔

....

حال :

رابیل صبح اٹھی تو غازیان اب تک سو رہا تھا شاید ڈرائیونگ کی تھکن تھی وہ بال باندھتی اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی نماز ادا کر کے وہ کئی لمحے بیٹھی رہی کل کا منظر ذہن کے پردے پر لہراتے ہی وہ اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔

ہاریہ دستگیر بھی بیٹھی تلاوت کر رہیں تھی وہ قرآن پاک واپس رکھتی پلٹی تو رابیل کو دیکھتی مسکرائیں اٹھ گئی تھکاوٹ اتر گئی تم تو اتنی جلدی نہیں اٹھتی تھی رابی وہ ایک ساتھ کئی سوال کر گئیں۔

جی ماما اب تو عادت ہو گئی ہے جلدی اٹھنے کی اچھا مجھے آپ سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔

آجاؤ میرا بیٹا میں نے بہت مس کیا اپنی رابی کو وہ اس کا سر گود میں رکھتے بولی تو وہ بھی مسکرادی۔

رابی تم خوش تو ہو نہ میرا بیٹا؟

اسی سوال کا جواب تو نہیں تھا اس کے پاس ....

غازیان سو کر اٹھا تو روم خالی تھا مطلب میڈیم اٹھ کر جا چکی تھی وہ بھی اٹھا نماز ادا کر کے فون چیک کیا تو لا تعداد فون کالز کو دیکھا جو ساری بہت امپورٹنٹ تھی اور پھر ان بوکس کھولا تو کئی دھماکے اس کے کے سر پر ہوئے۔

غازیان اعجاز نے آنکھیں میچی تو وہ اپنا فرض نبھانے میں چوک گیا تھا پہلی بار اور یہی غلطی اسے بھاری پڑنے والی تھی ہزاروں نوٹیفکیشنز کو وہ شاید اگنور کر دیتا لیکن ٹویٹر پر ٹاپ ٹرینڈ کرتے ہیش ٹیگ کو دیکھ کر وہ تشویش میں آیا اور فارس کو فون کیا۔

یہ سوشل میڈیا پر کیا چل رہا ہے کوئی حال احوال نہیں اس نے سید ھا مدعے کی بات کی سوکھے ہونٹوں کو زبان سے نم کیا وہ مسلسل چکر لگاتا اضطراب کی کیفیت میں مبتلا تھا۔

سر آپ کو بہت کالز کی اور کوشش کی یہ معاملہ آپ تک پہنچایا جائے سر لوسیفر نے ان ملازمین میں سے ایک اکبر نامی شخص کو مار دیا ہے اور حکومت کو ایک نظرانہ پیش کیا ہے اس کے بعد سے ہی سوشل میڈیا پر یہ کہرام برپا ہے وہ سب آہستہ آہستہ اسے بتاتا گیا غازیان نے فکر مندی سے آنکھیں موندی لوسیفر کی کرنٹ لوکیشن ٹریس کرو میں کچھ ہی دیر میں پہنچتا ہوں۔

پر سر آپ ہیں کہاں ؟؟

شہر سے باہر ......

....

ماما مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے وہ سیدھا ہو کر بیٹھی اور اپنے بکھرے بال کان کے پیچھے کیے۔

ہاں بتاؤ کیا کوئی خوش خبری تو نہیں ؟ جو مجھے بتاتے ہچکچا رہی ہو بتادو بتادو غازیان کو نہیں بتاؤں گی بھئی تم ہی سرپرائیز دینا اُسے وہ خیال بھی تو اتنا رکھتا ہے تمہارا اسد اخوش رہو وہ اپنی ہی رو میں بولی چلی جارہی تھیں۔

ماما........ بریک لگائیں ایسا کچھ نہیں ہے۔

اچھا تو پھر کیسا ہے ؟

ماما ایسا کبھی کچھ نہیں ہو گا۔

خدا نہ کرے کیسی نحوست زدہ باتیں کر رہی ہو !

ماما ایسا ممکن نہیں کیونکہ .....

کیونکہ جلدی بولو رابیل تم مجھے ہارٹ اٹیک کرواؤ گی ......

کیونکہ مجھے غازیان سے طلاق چاہیے اس کے غصے بھرے تاثرات دیکھ کر ہادیہ دستگیر کو معاملہ کی سنجیدگی کا اندازہ ہوا لیکن بات یہ ہو گی انہوں نے کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں سوچا تھا۔

دماغ درست ہے تمہارا کیا اول فول بک رہی ہو صبح ہی صبح ایسے گھٹیا مزاق نہیں پسند مجھے۔

یہ مزاق نہیں حقیقت ہے ماما وہ شخص جس کے ساتھ باندھ دیا آپ نے مجھے زبردستی وہ کیا رویّہ رکھتا ہے میرے ساتھ اندازہ ہے آپ کو؟

سب پتا ہے مجھے میری روز ہی غازیان سے بات ہوتی تھی وہ تمہاری خیریت کی اطلاع دیتا رہتا تھا وہ تو تمہارا فون خراب ہو گیا تھا تو تم سے بات نہ ہو سکی زیادہ ....

ماما یہ وہ باتیں ہیں جو آپ کو بتائی گئیں ہے حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اور کیا ہے حقیقت زرا مجھے بھی تو بتاؤ۔

....

کیا بات ہے لائبہ آپ نے مجھے اس طرح یہاں کیوں بلایا ہے وہ اس وقت مشہور و مقبول کیفے میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

کیونکہ مجھے تم سے نہایت ضروری بات کرنی ہے مبشر جس کے لیے تمہیں یہاں بلایا ہے لائبہ بال جھٹکتی ادا سے بولی۔

ہاں بتاؤ سن رہا ہوں۔

مجھے شادی کرنی ہے تم سے۔

کیا....... وہ تقریباً دھاڑا تھا آس پاس کے کئی لوگ متوجہ ہوئے تو وہ دھیما پڑا۔

کیا ہو گیا ہے کیسے ری ایکٹ کر رہے ہو؟ آرام سے تم تو ایسے بیہیو کر رہے ہو جیسے میں نے پتا نہیں کون سی بات کہہ دی ہو۔

تم مجھ سے کیوں شادی کرنا چاہتی؟ منشر علوی اب حیرانی ختم کرنا سنجیدہ ہوتا بولا وہی ہوا تھا جس کی اسے توقع تھی لیکن یہ سب اتنی جلدی ہو گا یہ اس نے نہیں سوچا تھا۔

کیوں کرنا چاہتی کا کیا مطلب ہے... مجھے تم پسند ہو، میں بہت محبت کرتی ہوں تم سے.... ہم ایک اسٹیٹس کے ہیں اور ...

اور؟

اور ڈیڈی بھی تیار ہیں لائبہ خوشی سے تالی مارتی بولی تو مبشر علوی کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ بکھری..... پراسرار مسکراہٹ۔

کیا سچ میں شوکت نظامی مان گیا ہے؟

ہاں ڈیڈ تو بہت خوش ہیں تم ان سے بات کر لو نا پلیز تاکہ سب جلد سے جلد ہو لائبہ ایکسائٹمنٹ سے بولی۔

اور میں ایسا کیوں کروں گا؟

کیا مطلب کیوں کرو گا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے؟

نہیں.....دو لفظی جواب تھا لیکن نہایت زہریلا۔

مجھے فرق نہیں پڑتا اور محبت کا کیا ہے کسی سے بھی ساتھ رہتے ہو جائے وہ میں سکھا دونگی تمہیں اور میرے ساتھ رہتے تمہیں محبت نہ ہو یہ ممکن نہیں غرور سر چڑھ کر بول رہا تھا لائبہ کے لہجے میں۔

اس کے لیے محبت کی ڈیفینیشن یہی تھی جو نہایت فضول اور بچگانہ تھی کم از کم مبشر کو تو یہی لگا۔

اور ان سب سے مجھے کیا حاصل ہو گا؟ وہ بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے پیشانی مسلتا میرال کے چہرے کو یاد کرتا بولا۔

جو تم چاہو لائبہ نے بیتابی سے کہا وہ بس کسی طرح اسے منانا چاہتی تھی، اسے اپنے نام کرنا چاہتی تھی وہ ضد تھا اس کی اس نے ہر کوشش کرنی تھی اسے منانے کی وہ جانتی تھی مخالف اس میں شاید انٹرسٹڈ نہیں لیکن کیا فرق پڑتا ہے اور آفس میں وہ کیسے اس کا ساتھ دیتا تھا لیکن وہ یہ بھول گئی تھی کہ ایسا صرف وہ ایک شخص کو دکھانے کے لیے کرتا تھا۔

اوکے سوچ کے بتاؤں گا۔

....

عازیان اعجاز کی حقیقت یہ ہے ماما کہ وہ ایک چھوٹی سوچ کا انسان ہے جس نے پہلی ہی رات مجھے میری اوقات یاد دلادی، وہ ہاتھ اٹھا چکا ہے وہ مجھ پر، میری ہر چھوٹی بات پر مجھے بڑی سزا دی ہے، مجھ پر شک کیا گیا، رابیل دستگیر جس نے یہاں ایک گلاس نہیں اٹھایا وہاں مجھ سے ڈھیروں کام کروائے ہیں اس شخص نے، وہ گھر نہیں ماما قید ہے جہاں سے باہر کبھی نہیں نکلی میں..... وہ گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے مجھے ہمارے گھر میں میں ایک دن باہر نہیں جاتی تھی تو مجھے نیند نہیں آتی تھی لیکن وہاں یہ سب کس کو بتاتی، میرا فون خراب نہیں تھا وہ سر اپنے پاس رکھے ہوئے تھے تاکہ میں کسی سے رابطہ نہ رکھوں وہاں سانس لینے سے پہلے سوچنا پڑتا ہے ماما۔

رابیل بیٹا شادی شدہ زندگی شروع میں ایسے ہی پیچیدہ ہوتی ہے ایڈجسٹ کرنا سیکھو .....

ماما لڑکیوں کو ہی ہمیشہ یہ کیوں سکھایا جاتا ہے کہ وہی ایڈجسٹ کریں لوگ لڑکوں کو کیوں نہیں سمجھاتے یا سمجھوتا کرنے کا مشورہ دیتے ہاں اس کے تو والدین نہیں نا شاید وہ اس لیے ایسا ہے وہ خود ہی سوال کے جواب دیتی بولی۔

باہر کھڑے شخص کی آنکھوں سے ایک قطرہ نکلا اور اس سے پہلے کہ وہ زمیں بوس ہوتا وہ اسے رگڑ گیا آگے سننے کی ہمت نہیں تھی لیکن اگلے چند لفظوں نے اس کی روح پر گہرا ذخم دیا تھا۔

ماما وہ شخص مجھے بدکردار سمجھتا ہے میں نے ایک بار بس حسیب سے بات کی تھی۔

تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے رابی تمہیں میں نے کتنا سمجھایا تھا کہ اس حسیب سے کوئی تعلق نہ رکھنا۔

ماما تعلق کہاں وہ بس ایز آ فرینڈ ملا وہ سچ جھوٹ ملاتی منمنائی آج ہی تو اسے موقع ملا تھا وہ سب اگلتی یہ بھول گئی کہ وہ اپنی زندگی میں ایک بہترین انسان کو کھو چکی ہے۔

ماماوہ ایک اور بات بھی تھی........؟؟

باہر کھڑے نفوس کو لگا وہ ہلا نہیں تو پتھر کا مجسمہ بن جائے گا لیکن پھر بھی ہلا نہیں وہ سننا چاہتا تھا کہ مخالف اس سے آزادی کے لیے کس حد تک گر سکتا ہے۔

....

مسز لیاقت کام ہو گیا ہے؟

ایم۔اے مجھے کچھ وقت دو... وہ منمنائی میر ابراہیم سے پنگا نہیں مہنگا پڑا تھا۔

ڈیم اٹ کتنا وقت چاہیے آپ کو خود کے گناہوں کی ایک کاپی دیں مجھے بس ...

می...نے کچھ نہی... نہیں کیا تھا سب لیاقت نے کیا تھا۔

یہ تو وقت بتائے گا خیر سنا ہے شوہر نے دوسری شادی کر لی اور آپ کو منہ نہیں لگا رہا..... سو کام کریں اپنا ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو اچھی ڈیل دوں کوئی۔

اس کا لیپ ٹاپ .....

لیپ ٹاپ نہیں اس کی الماری میں سب سے نچلے حصے میں پرانے کپڑے پڑے ہیں اس کو ہٹائیں گی تو ایک لو کر نظر آیے گا آپ کو اس کو کھولنا ہے وہ لوک نہیں ہو گا اس کے اندر ایک چھوٹا سا دراز ہے اس پر کوڈ لگا ہے ......

مجھے کوڈ نہیں پتا ہے .....

اگر دوبارہ مجھے کاٹا تو آپ کے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔

او...او کے...بتاؤ

کوڈ ہے meer5265ib اس کو ڈالیں گی تو وہ کھل جائے گا اس کے اندر ایک سرخ رنگ کی فائل ہے وہ فائل اور یو ایس بی چاہیے مجھے کل شام تک۔

کل شام تک کیسے....اتنی جلدی وہ تو مجھے اپنے سامنے نہیں برداشت کرتا...کمرے میں کہاں !!!

افسوس ہے مجھے آپ کے ٹیلنٹ پر بیوی ہیں اس کی....شوہر کا پہلا پیار بس وہی جگاؤ.....لیاقت وہ کتا ہے جو دم ہلاتا آئے گا۔

میں اس دھوکے باز کو خود سے قریب کرنا تو کیا دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔

او کے تو اس کا بندوبست بھی میں کر چکا ہوں۔

کل ایک پارٹی کی طرف سے اسے ایز کا چیف گیسٹ کا انویٹیشن اب تک مل چکا ہو گا.....بس وہ اپنی نئی بیوی کو لیے چلا جائے گا اور پھر آپ اپنا کام کر سکتی ہیں۔

شارپ آیٹ سیون کام ہو جانا چاہیے اور رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

مسز لیاقت نے میر ابراہیم کے دماغ کی دل ہی دل میں داد دی.... وہ سامنے والوں کو بنا بولے بھی چاروں شانے چت کرنے کا ہنر رکھتا تھا..... لیاقت جیسے دس بھی پیدا ہو جائیں تو میر ابراہیم کی زہانت کا مقابلہ نہ کر پائیں، کرتے بھی کیسے وہ میر ابراہیم تھا جس کی تربیت میر جیداور تحریم حیدر نے کی تھی جس نے لیاقت کے سامنے رہتے اسے دھول میں جھونکنا تھا۔

....

samiyach02@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اور پھر اگلے دن سے مبشر علوی نے میرال کو اگنور کرنا شروع کر دیا..... میرال کے لیے یہ سب غیر یقینی تھا، اسے چار سو چالیس واٹ کا کرنٹ لگا جب لائبہ اس کے گلے لگی۔

مس میرال یو بیٹر ڈو یور ورک مشر علوی کی آواز سے وہ سٹپٹائی اور نظریں کیا رخ ہی موڑ لیا مبشر علوی کے چہرا ایک دم سپاٹ ہوا اور لائبہ کو پیچھے کیا۔

ہم آج شام ڈنر پر ملتے ہیں نظامی سے بولو انتظار کرے میرا۔

او کے ٹھیک ہے میں بھی چلتی ویسے بھی میرا اپاؤنمنٹ ہے پارلر میں وہ چہچہاتی باہر نکل گئی۔

میرال نے نم آنکھیں صاف کی اور واپس پلٹتی کام میں مصروف ہو گئی۔

مس میرال رانا گروپس آف انڈسٹریز کی فائل لے آئیں اس کی آواز سنتے ہی میرال نے اس کے آگے فائل رکھی لیکن نظریں نہیں اٹھائیں۔

بیٹھ جائیں اور کی پوائنٹس لکھیں ...

اس کا دھیان کاغذ پر اور مبشر علوی کا اس کے رخسار پر مٹے آنسو پر تھا خیر کیا فرق پڑتا تھا وہ تو مہرا تھی بس....
شاید دد ......

اوکے ڈن وہ اٹھی اور فائل پکراتی جیسے آئی تھی ویسے چلی گئی اور کام کرنے لگی مبشر کو صدمہ ہوا اس نے نظر اٹھانے کی غلطی نہیں کی تھی۔

آج سات بجے تک یہ کام مکمل چاہیے مجھے مبشر علوی نے اس کی چپی تروانے کی اپنی سی کوشش کی۔

جی مل جائے گی آج اس نے کوئی بحث نہیں کی تھی اور پھر چھٹی کے وقت تک نظر نہیں اٹھائی۔

وہ دونوں اکٹھے نکلے تھے سڑک پر اسے رکشہ ڈھونڈتے خوار ہوتے دیکھا تو پاس گیا۔

میرال کو پتا تھا آج وہ باباجی چلے گئے ہوں گے اس لیے اندھیرا ہونے سے پہلے اپنے گھر جیسے قبرستان میں لوٹنا چاہتی تھی۔

میں وہیں جارہاہوں چل لو ساتھ.... میرال

مبشر علوی کی آواز سنتے جھٹکے سے مڑی اور کینہ توڑ نظروں سے اسے دیکھا اور طنزیہ مسکرائی۔

میرال سکندر اپنی تزلیل نہیں بھولتی میں لوگوں کے چہرے بھلے بھول جاؤ مگر لفظ یاد رکھتی ہوں اور وقت آنے پر سود سمیت واپس کروں گی کیونکہ وقت کسی کا سگا نہیں اگر آج تم جیسوں کا ہے تو کل ہمارا بھی آجائے گا اور ایک

بار میرا دھیان اب سے کام پر ہے میں اوور ٹائم کرنا چاہتی ہوں.... تو کام تین گنا کر دو لیکن اس سال کے آخر تک میں اس قید سے.... اور تم جیسے لوگوں سے رہائی چاہتی ہوں وہ حقارت سے اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھتی بولی اور قدم آگے کی طرف بڑھا دیے۔

مبشر علوی کا وجود اس وقت زلزلوں کی زد میں تھا۔

....

وہ شخص جسے آپ بہت نیک اور پارسا سمجھتی ہیں نا اس کی حقیقت واہیات ہے؟

ہاں واہیات ہی ہے تبھی تو بیوی کے علاوہ کسی باہر کی عورت کے ہونٹوں کے نشان اس سفید شرٹ پر چسپاں ہیں وہ شرٹ کے ٹکرے آگے کرتی بولی اور پتا ہے غازیان اعجاز نشہ کرتا ہے ماما نشہ وہ ایک ایک راز افشاں کرتی شاید ہوش میں نہیں تھی۔

بس کر جاؤ رابی مجھے غازیان پر پورا بھروسہ ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا ضرور تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے وہ شرٹ کے چند ٹکرے نظر انداز کرتی بولیں۔

غلط فہمی مجھے تو نہیں لیکن آپ کو اس پر اندھا اعتبار ضرور ہے اور پھر وہ انہیں لپ گلوز کی کہانی سنانے لگی کہ کیسے اس نے نشہ کیا اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی آگے اسے کچھ اب تک یاد نہیں تھا نہیں تو وہ سب بتانے میں بھی شاید وہ کوئی عار نہ محسوس کرتی۔

رابیل...... لیکن دروازے پر کھڑے شخص کو دیکھ کر ان پر سکتہ طاری ہوا رابیل نے پیچھے منہ کر کے دیکھا تو پتھر ہو گئی مخالف کے تاثرات بتا رہے تھے کہ پچھلے کئی لمحوں سے وہ یہی موجود سب سن چکا ہے۔

غازی بیٹا یہ تو پاگل ہے کچھ بھی بکواس ....

لیکن غازیان نے انہیں ہاتھ اٹھا کر روک دیا رابیل نے اس کی آنکھیں دیکھیں جو شدید سرخ تھیں جیسے خون اتر آیا ہو یا وہ ابھی رو دے گا۔

میں واپس جا رہا ہوں اپنی بیٹی کی اچھی تربیت کریے گا اب اور ہو سکے تو اس پارسائی کے پتلے کو مجھ جیسے آوارہ سے دور ہی رکھئے گا۔

غازی بات تو سنو .....

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں یہ آج مجھے بھری محفل میں بے لباس کر گئی کیا اگر میں آپ کا اپنا خون ہوتا تو آپ تب بھی کسی سے میرے لیے یہ سب سنتی مجھے افسوس رہے گا کہ رب نے میری ماں مجھ سے جلدی چھین لی نہیں تو اس وقت وہ سامنے موجود لڑکی کا منہ تھپڑ سے لال کر دیتی خیر مجھے کوئی گلہ نہیں...... ایک عزت تھی میرے پاس آج وہ بھی اسی کمرے کی مٹی میں دفن ہو گئی تم جیت گئی رابیل دستگیر مبارک ہو میری عزتِ نفس کو پاش پاش کرنے میں کامیاب رہی تم...... ان سب باتوں میں کتنی سچائی تھی یہ تم سے بہتر کون جانتا ہے....... میں ایک دعا ضرور کرو گا رب سے کہ وہ تم جیسا بے وفا انسان کسی کی زندگی میں نہ لکھے۔

میں دودھ میں پتی جیسا ضرور ہوں لیکن غیرت رکھتا ہوں اور میری غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ تم جیسے دو ٹکے کی لڑکی کو اب مزید خود کے ساتھ رکھوں تمہاری خوبصورتی، تمہارا حسن، تمہارا غرور، تکبر، شان و شوکت، یہ رنگین دنیا، منافق لوگ اور گھٹیا سوچ تمہیں ہی مبارک۔

وہ الٹے قدموں وہاں سے نکلا لیکن وہاں سے نکلتے اس کے کانوں میں ایک تماچے کی آواز گونجی تھی جو رابیل دستگیر کے چہرے پر پڑا تھا اس کی اپنی ماں کی طرف سے۔

....

وہ گھر پہنچ چکی تھی ڈرائینگ روم سے آتی آوازیں اس کے سر پر ہتھوڑے کی مانند لگ رہی تھی۔

اے لڑکی آؤ کچھ کام کرواؤ مبشر علوی آیا ہے آج اپنی لائبہ کا ہاتھ مانگنے اور یہ ساتوں آسمان اس کے سر پر دھڑ دھڑ کرتے گرے تھے وہ منافق شخص دونوں طرف کھیل رہا تھا۔

میں پابند نہیں آپ کی یا آپ کے مہمانوں کی ہزار ملازم ہیں یہاں میں اب آرام کروں گی وہ بنا ڈرے، بنا گھبراہٹ کے بولتی انہیں حیران کرتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

تو تمہیں میری قیمتی شے پسند آ ہی گئی مبشر نظامی ہنستا ہوا بولا۔

ارے یہ چیز کہاں انسان ہیں انہوں نے پسند کیا مجھے خیر چیز تو ابھی بھی باقی ہے۔

ہاہا حکم کرو تم نظامی تمسخر سے کہتا ٹانگ پر تانگ رکھتا بولا۔

تمہاری بیٹی سے شادی اس کی پسند پر ہو رہی ہے سو اس کی کچھ قیمت لوں گا میں ..

میری بیٹی کی خواہش سر آنکھوں پر تم قیمت بولو۔

دے پاؤ گے ؟؟

ہنڈرڈ پرسنٹ بول کر تو دیکھو۔

یہ گھر .....

یہ گھر قیمت ہے تمہاری بیٹی کی خواہش کی بولو چکاؤ گے ؟

ہاہاہا ایسے سو گھر میری بیٹی پر قربان کل ہی لے دیتا ہوں کوئی.....

کوئی نہیں.....یہی گھر .....

یہی کیوں ؟

کیونکہ مجھے یہی پسند ہے اور دوسری وجہ میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا...لائبہ فیصلہ کر کے مجھے بتا دینا وہ اٹھتا ہوا بولا۔

لائبہ کی نم آنکھیں دیکھ نظامی نے لمحے میں فیصلہ لیا۔

مجھے منظور ہے۔

مجھے بھی..... تمہاری بیٹی اور پھر کچھ بھی کہے باہر نکل آیا تو دونوں باپ بیٹی خوشی سے نہال ہو گئے۔

مبشر علوی کا رخ اب اوپر میرال کے کمرے کی طرف تھا وہ بھی پانی کا جگ بھرنے آئی اسے دیکھتے رکی۔

مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے مبشر علوی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا جو کسی بھی احساس سے عاری تھی۔

لیکن مجھے نہیں......اب تمہارے ساتھ گفتگو وقت کا ضیاع ہے میرے قریب۔

تم...... مبشر علوی نے غصے میں خود کو کچھ شدید بڑا کہنے سے روکا۔

باقی غلامی تمہاری آفس میں کر لوں گی یہاں مجھ سے توقع نہیں رکھو اور سنو .....

میں بھلے عام ہوں لیکن تم کئی خاص لوگوں سے بہتر ہوں، میں دھوکا دینا نہیں جانتی ہوں، شاید میرے خون میں نہیں یہ سب.... مجھے باتوں سے مکرنا نہیں آتا، مجھے اپنی اوقات میں رہنا پسند ہے اور میں بھولتی نہیں ہوں لوگوں کی دھتکار اور زہریلے لہجے خود کے لیے بس خاموش ہو جاتی ہوں میرے شور سے نہیں میری خاموشی سے ڈرو مبشر علوی... میں بنا شور کیے تمہاری پوری زات ہلانے کا ہنر رکھتی ہوں خیر اب تو آمنا سامنا ہوتا رہے گا ابھی کے لیے معذرت اور ہاں شادی مبارک........اور واک آؤٹ کر گئی۔

مبشر علوی نے ہتھیلیاں زور سے بھینچی اور باہر نکل گیا۔

میرال نے مڑ کر نم ہوتی آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا۔

~ مجھے بار بار توڑ کر جوڑتا ہے وہ

مجھے غم میں مبتلا کر کے

میرے چہرے پر ہنسی ڈھونڈتا ہے وہ~

از قلم خود۔

....

رابیل تم میری اولاد ہو لیکن غازیان کو میں تم سے بھی بہتر جانتی ہوں وہ کبھی ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا شاید تم نے اسے جاننے کی کوشش نہیں کی یا شاید وہ سچ کہہ کر گیا ہے میری ہی تربیت میں کوئی کمی رہ گئی ہادیہ دستگیر سر تھام کر بیٹھ گئی۔

ما.....ماما آپ کو اب بھی لگتا... میں جھوٹ ...

بکواس بند کرو رابی تمہیں اتنی آزادی اس دن کے لیے نہیں دی تھی تمہیں ہر جگہ جانے دیا کیونکہ غازیان اس کی اجازت دیتا تھا تمہارا رشتہ آج سے نہیں بہت پہلے سے ہی غازیان سے طے تھا آپی نے تمہارے دس برس کے ہونے پر ہی تمہیں مانگ لیا تھا تمہارے بابا بہت خوش تھے رابی... بہت خوش لیکن اچھا ہوا وہ آج یہاں ہم میں موجود نہیں ....

ماماوہ اجازت دیتا تھا مطلب وہ ابھی بھی ان کی بات پر اٹکی تھی۔

ہاں تم غازیان کے نام سے منسوب تھی یہ تم نہیں لیکن غازیان جانتا تھا اس نے ہر لمحہ تمہاری حفاظت کی ہے یہاں موجود نہ ہوتے ہوئے بھی اکثر میں تمہیں کہیں جانے نادوں تو تم ناراض ہو جاتی تھی یاد ہے اور پھر غازی کا فون آتا تھا کہ خالاماں بچی ہے جانیں دیں تمہاری ہر جائز ناجائز کو پورا کیا تو اس کی وجہ غازیان ہے وہ کہتا تھا تو میں مانتی تھیں کیونکہ مجھے پتا تھا اس نے اجازت دلوائی ہے وہی محافظ بنے گا لیکن تم اپنی حدیں بھول گئی رابی ...

اور پھر اس نے شادی پر زور دیا کیونکہ تم ایک غیر شخص سے بلاوجہ ہی فری ہو رہی تھی وہ اتنا غیرت مند ہے کہ ہر بار تمہیں اس حسیب کے ساتھ مال میں دیکھ کر پاس نہیں گیا کہ تماشا ہو گا اور تمہاری عزت پر کوئی آنچ آئے گی اور تم نے یہ صلہ دیا اسے افسوس ہے مجھے تم پر، خود پر اور سب سے زیادہ خود کی تربیت پر وہ تھک کر کہتی کمرے سے نکل گئیں لیکن رابیل کو گہرے صدمے سے دوچار کر گئیں۔

کیا واقعی یہ سب سچ تھا... اگر تھا تو..... کیوں غازیان نے اسے شروع سے پتا نہ چلنے دیا کہ وہ اس کے نام سے منسوب ہے، کیوں اس کو کہیں جانے پر ٹوکا نہیں کیا سچ میں وہ محافظ تھا اور اس سوال کا جواب رابیل دستگیر کے دل سے نکلا تھا۔

ہاں !!! وہ محافظ تھا رابیل پر ہر حق ہوتے ہوئے بھی اس نے اپنی حد نہیں پھلانگی تھی کیونکہ رابیل ابھی اس چیز کے لیے تیار نہیں تھی، کیا جب وہ لفٹ میں بند ہوئی تھی تو اس نے بچایا تھا اور غائب ہو گیا تھا، اس کی پاؤں پر موچ آنے پر وہی تو اسے اٹھاتا تھا، اس کی پسند کے مطابق اس کے دراز میں ہر وقت تو چاکلیٹس رہتیں تھیں وہ سب سوچتی بیٹھتی چلی گئی۔

آج رازوں سے پردہ ہٹنے کا دن تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ رابیل دستگیر شاید آج ایک مخلص شخص کو کھو چکی تھی احساس ہو گیا تھا لیکن مخالف کا سارا اعتبار، عزتِ نفس، غیرت، مان مٹی کر کے ....

....

ماضی:

میرال کی آنکھیں کھلی تو کمرے میں اندھیرا تھا وہ ڈر کر چیخنے لگی تو میر ابراہیم جو سامنے صوفہ پر آرام کی غرض سے لیٹا تھا اور اس وقت غنودگی میں تھا فوراً اُٹھا اور لائٹ چلائی جو میرو کے آرام میں خلل نہ پڑے اس لیے بند کی تھی۔

میرو.. میرو دیکھو میں ہوں آگیا ہوں... لگتا ہے تم نے کوئی خواب دیکھا ہے۔

لیکن میرال ایک ہی جانب دیکھتی اب ساکت بیٹھی تھی جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا اور ماتھا پسینے سے تر تھا۔

میر نے فکرمندی سے اس کا ماتھا صاف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن میرال سکندر کا ری ایکشن اسے حیران کر گیا۔

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی دور ہو گئی اور اب سہمی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

میرو کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے وہ پاس آتا بولا۔

دور......دور رہو....آ....آآآا.... تم....دور....رہو..... چھو... چھونا.. نہیں....پا....پا....ما....ماما وہ چیخی توسب کمرے میں بھاگے آئے اب شوکت نظامی بھی موجود تھا وہاں سب میں۔

کیا ہوا میری جان.. تحریم سکندر اسے ساتھ لگاتے بولی۔

یہ....یہ ....

کیا ہوا بولو وہ اس کے بال جو پسینے سے ماتھے پر چپک گئے تھے پیچھے کرتی بولی لیکن میر وا بھی بھی انگلی میر کی طرف کیے کپکپاہٹ کا شکار تھی۔

یہ.... چھو....رہا... تھا...مجھے وہ ہاتھوں، گردن، منہ پر ہاتھ مارتی ہزیاتی کیفیت میں تھی۔

تحریم سکندر نے اٹھ کر میر ابراہیم کو جھنجھوڑا کیا کیا ہے تم نے میر بچی کے ساتھ جو وہ تم سے اتنی خوفزدہ ہے؟ وہ جانتی تھی اپنے بیٹے کو وہ ایسا مر کر کچھ نہیں کر سکتا تھا لیکن میرال کی حالت ......

ماما کیا ہو گیا ہے اس نے کوئی خواب دیکھا ہے شاید ڈر گئی ہے میر نے اب کہ غصے سے کہا یہ سب صورتحال اس کے لیے غیر متوقع تھی۔

نہی.... نہیں کوئی...خو....جواب نہیں...یہ... چھو...رہا... تھا...اس...نے...مجھے...کاٹا...ہے وہ اپنی گردن سے شرٹ ہٹاتی بولی جہاں ایک بڑا سا نشان سب کے سامنے تھا۔

چٹاخ!!!فردوس نظامی نے آگے بڑھ کر میر ابراہیم کو تھپڑ مارا اور دوسرے کے لیے ہاتھ اٹھاتی کے میر حیدر آگے بڑھتے ان کا ہاتھ جھٹک گئے۔

خبر دار ہمت بھی نہ کرنا میرے بیٹے کو ہاتھ لگانے کی۔

اس کی ہمت تو دیکھو تم حیدر صاحب میرے گھر آکر میری ہی بیٹی کی عزت پر نقب لگائے بیٹھا تھا۔

سٹاپ اٹ ایسا کچھ نہیں ہے... میرو تم سب کو بتاؤ ایسا کچھ نہیں ہے یہ سب میں نے نہیں کیا وہ جاگ گئی تھی میں پاس آیا تو وہ ڈر گئی پاپا.... کس سے یہ مجھے نہیں پتا..... میرو تم بتاؤ سب کو وہ پاس آیا۔

نہی.... نہیں دور.... دور رہو..... میرال سکندر کا ٹوٹا پھوٹا لہجہ اس کی بگڑی حالت کی عکاسی کر رہا تھا۔

سن لیا تم سب نے اس لڑکے کی کرتوت میں اس پر کیس کروں گی فردوس کو تو جیسے ان کو نکالنے کی نئی وجہ مل گئی تھی۔

تمہارا دماغ خراب ہے میرا بیٹا بے قصور ہے میرال ابھی کسی صدمے کے زیرِ اثر ہے ٹھیک ہو کر اصل وجہ بتائے گی۔

نہیں تم اپنے بیٹے کو لے کر نکلو ہمارے گھر سے نہیں تو ابھی کے ابھی پولیس کو بلاؤ گی اب وہ آگے بڑھی لیکن اس سے پہلے میر ابراہیم آگے آیا اور میرال کے کندھے کو پکڑ کر جھنجھوڑا۔

سچ بتاؤ میرال کیا میں نے تمہارے ساتھ کچھ کیا ہے، میں نے تمہاری یہ حالت..... آگے تو بولنا محال تھا جو وہ تصور نہیں کر سکتا تھا میرال اس پر یقین کی مہر لگا رہی تھی۔

مجھے یہاں یہاں چھوا ہے وہ اپنے اوپر ہاتھ پھیرتی کہیں سے ان کی میرو نہ لگی ...

آپ لوگ نکل رہے ہیں یا بلواؤ پولیس کو میرال کی حالت زیادہ بگڑتی دیکھ وہ بولی قسمت نے آج ان کا ساتھ دیا تھا کہ ان کی بازی میر ابراہیم پر الٹی پڑ گئی تھی نہیں تو وہ پریشان تھی کہ اگر میرال کے جسم پر موجود نشان ان میں سے کسی نے دیکھ لیے تو........!!! وہ جلد سے جلد انہیں یہاں سے نکالنا چاہتی تھی۔

چلو میر... میر حیدر کہتے باہر کی طرف بڑھے وہ اس وقت مزید تماشا کروا کر اپنے بیٹے یا میرال کی بدنامی نہیں چاہتے تھے۔

تحریم بیگم نے بھی میرو کو گلے لگایا اور ماتھے پر پیار کیا ساتھ پڑی سکون آور دوائی دی اور نکل گئی آہستہ آہستہ سب باہر نکل گئے۔

میرال سکندر یہ اچھا نہیں کیا تم نے....... میر ابراہیم اسے کہتا آنکھوں میں آنسو لیے بایر نکل گیا۔

ہو سکے تو اپنے بیٹے کو کبھی یہاں نالانا واپس فردوس نخوت بھری نظروں سے انہیں دیکھتی بولی۔

ہم سکندر کو دفنا کر جلد واپس آئیں گے فردوس نظامی اپنی میرال کو لینے بس کچھ وقت دو اور ہاں اس پر آنچ بھی آئی تو میں چھوڑو گا نہیں تمہیں،، تمہارے ان دھمکیوں سے نہیں ڈرتا لیکن میرال اس وقت کسی خوف میں مبتلا ہے واپس آ کر وہ بھی پتا لگوا تا ہوں میں ابھی صرف میرے بیٹے کا اس سے دور ہونا ٹھیک اس لیے جا رہا ہوں چلو میر۔

وہ دونوں باپ بیٹا نکل آئے تو تحریم حیدر فردوس نظامی کے پاس گئیں۔

میرال کا جو حال تم کر چکی ہے نافردوس میری بد دعا ہے اس سے بڑا حال رب تمہاری بیٹی کے ساتھ کرے اگر اب تم نے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تم کیا کرواؤ گی ہم ایسا کیس کروائیں گے کہ سالوں سال عدالت کے چکر کاٹتی رہو گی وہ ان کے کان میں پھنکارتی باہر نکل گئیں تو فردوس نے سوکھے ہونٹوں کو زبان سے تر کیا۔

نکلتے وقت ایک آخری بار میر ابراہیم نے مڑ کر دیکھا وہ اب بھی میرو کو اس حالت میں چھوڑ کر جانے کا روادار نہیں تھا لیکن ابھی شاید اس کا چلے جانا ہی سب کے حق میں بہتر تھا۔

....

حال:

غازیان ٹوٹی پھوٹی حالت میں گھر آیا اور اوندھے منہ بیڈ پر جوتوں سمیت لیٹ گیا دل ودماغ میں اس وقت ایک شور برپا تھا اس کی غیرت اسے تماچے لگا رہی تھی اس کی شریکِ حیات اسی کو بھری دنیا میں بے لباس کر گئی تھی۔

وہ آج تک اتنا بے بس نہیں ہوا تھا اسے اس وقت خود سے شدید نفرت ہوئی اس نے اس لڑکی سے محبت کی جو شاید نفرت کیے جانے کے بھی قابل نہیں تھی جو اس سے آزادی کے لیے اس کی عزت کو بھی روند گئی تھی کتنی نصیحتیں کتنا سمجھایا تھا اسے...... غازیان کو لگا تھا وہ اتنی تو سمجھدار ہے کہ کسی کو کچھ نہیں بتائے گی ان کی باتوں کا پردہ رکھے گی لیکن وہ غلط تھا سالوں دل جس کی محبت میں قید رہا تھا اسی نے زلت ورسوائی کی دلدل میں دھکا دیا تھا...... وہ تو محافظ تھا اس کا ہر قدم پر حفاظت کی تھی لیکن وہ تو اس کے راز تک نہ رکھ پائی وہ اتنی اندھی ہو گئی تھی کہ سچ جھوٹ ملاتی بولتی چلی گئی۔

کیوں....رابیل دستگیر کیوں... میرے ہی ساتھ کیوں وہ سرخ آنکھوں سے سائڈ پر پڑا اواس سامنے پڑے ٹی وی پر مارتا بولا۔

میں ہی ملا تھا تمہیں...... تمہیں ایک بھی بار مجھ پر ترس نہیں آیا.... تم نے ایک بھی بار مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کی.... تم نے ایک بھی بار نہیں سوچا کہ ایک عزت ہی تو تھی میرے پاس.... کیا تمہیں کبھی میرے لہجے میری باتوں میری آنکھوں میں خود کے لیے محبت محسوس نہیں ہوئی، مجھے لگا تھا وقت کے ساتھ ساتھ تم بدل جاؤ گی مجھے سمجھو گی، میں تمہارا اگریز محبت میں بدل دونگا لیکن نہیں تم نے تو میری محبت کو ہی نفرت میں بدل دیا، مجھے شرم آرہی ہے خود کے انتخاب پر، کیا کمی تھی مجھ میں، مجھے شدید نفرت ہو رہی ہے تم سے، میں اس نفرت میں تمہیں بھی جلا کر راکھ کر دوں گا خود کے ساتھ، میری محبت کے بدلے بیوفائی بخشی ہے تم نے مجھے...... یا اللہ تو نے مجھے اکیلا کیوں کیا، کوئی تو بھیجتا میرے لیے، جو مجھے سمجھتا، مجھے سنبھالتا، مجھے سُنتا..... میں اب کبھی تمہاری طرف نہیں لوٹوں گا رابیل دستگیر کبھی نہیں وہ آنکھیں رگڑتا واش روم میں جا کر پانی کے نیچے کھڑا ہو گیا وہ ان بند دروازوں اور دیواروں کو بھی اپنے آنسو نہیں دکھانا چاہتا تھا اس لئے پانی کے نیچے کھڑا ہو گیا کم از کم پانی نے تو اس کا بھرم رکھا تھا اس کے آنسوؤں کو خود میں جزب کر کے۔

اسے یاد آیا اس نے کہیں پڑھا تھا ....

~اور ہمیں ہمارے ہی انتخاب رسوا کرواتے ہیں~

....

ماضی:

گھر ایک بار پھر سے ویران ہو چکا تھا میر ال سکندر کے دل کی طرح وہ ابھی بھی اسی ہزیاتی کیفیت میں تھی ایک عجیب خوف اسے حصار میں لیے ہوا تھا اس کے جسم پر ہوا بھی پڑتی تو وہ کسی کا لمس سمجھتی چیخنے لگتی اس دن کے بعد اس کے کمرے میں کوئی نہ آیا بس کھانا بجھوا دیا جاتا۔

اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا نہ میر ابراہیم نا فردوس نظامی نا شوکت نا لائبہ کچھ بھی نہیں اسے یاد تھے تو محظ وہ لمحے جب اس نے عنودگی میں اپنے جسم پر کسی کے ہاتھ رینگتے محسوس کیے تھے، جب کوئی اس کے قریب تھا، جب وہ چیخ رہی تھی لیکن اس کے کندھے پر ....

کب دن ہوتا تھا کب شام اسے اندازہ نہیں تھا وہ مر چکی تھی بس جسم اس کی روح کا بوجھ اٹھائے زندہ تھا اسے پاش پاش کیا گیا تھا یا شاید نہیں یہ وہ نہیں جانتی تھی لیکن وہ رات میر ال سکندر کی زندگی کی بنیادوں کو بڑی طرح ہلا گئی تھی۔

نیند میں اسے میر ابراہیم کا سایہ نظر آتا وہ جب پاس پہنچتی تو وہ محض عکس کی طرح غائب ہو جاتا وہ راتوں کو ڈر کر ایک ہی نام پکارتی تھی اور وہ تھا میر لیکن وہ اس کے پاس موجود نہیں تھا۔

آئی ہیٹ یو...... میر ابراہیم وہ پوری قوت سے چلاتی چیخی یہ بات تو طے تھی میر ابراہیم اپنی قیمت کھو چکا تھا میر ال سکندر کے لیے اس نے ہر لمحے رو کر اگر رب کے بعد کسی کو پکارا تھا تو وہ "وہ" شخص تھا جو چلا گیا تھا ہر بار کی طرح۔

میں تم سے دوبارہ کبھی نہیں ملوں گی زندگی میں یہ میرال سکندر کا وعدہ رہا خود سے۔

یہ وعدہ برقرار رہنا تھا یا نہیں یہ تو وقت اور قسمت پر منحصر تھا۔

....

حال:

اگلے ہی روز وہ پھر سے واپس وہی غازیان اعجاز تھا جس کی اُس کے ملک کو ضرورت تھی وہ سب پسِ پشت ڈالتا آج پھر وہیں کھڑا تھا جو اس کا اصل تھا جہاں لوگ اس کی عزت کرتے تھے جہاں ملک کے ہزاروں لوگوں کو اس کی ضرورت تھی جنہیں وہ پچھلے کچھ دنوں میں فراموش کر گیا تھا۔

کیا خبر ہے وہ اپنے ٹیم کے لوگوں سے پوچھتا چکر کاٹنے لگا۔

سر میڈیا تو اسی دن سے خاموش ہے لیکن سوشل میڈیا پر طوفان برپا ہے لوگ اس اکبر نامی شخص کے قتل کا انصاف مانگ رہے ہیں حکومت نے ان کے گھر والوں کو پیسے دے کر کسی قسم کا بیان دینے سے روکنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کا بڑا بیٹا خاموش نہیں ہو رہا انہوں نے اپنا باپ کھویا ہے۔

ملازمین پر بلاوجہ تشدد نہیں کیا جا رہا بلکہ حکومت کو بلیک میل کیا جا رہا ہے۔

وہ کیسے سر؟

وہ اس طرح کہ لوسیفر کے خفیہ سامان کا ایک لدا ہوا ٹرک اب تک اس تک نہیں پہنچا کیونکہ ایک جانی مانی سیاسی پارٹی کا راہنما ایسا ہونے نہیں دے رہا اور حکومت ہمارے راہنماؤں کے آگے خاموش ہے۔

اسے اس تک پہنچنے نہیں دیا جا رہا اور لوسیفر کو پتا ہے عوام کو جزباتی کر کے حکومت سے بات کیسے منوانی ہے .

سر کیا حکومت کو پتا ہے اس ٹرک میں کیا ہے؟

نہیں ڈر گز ایسے پیک کیے گئے ہیں کہ انہیں اچھے اچھے نا پہچان پائیں۔

تو پھر روکا کیوں جا رہا ہے؟

کیونکہ اس سیاسی راہنما کی کوئی زاتی دشمنی ہے لوسیفر سے۔

او......

خیر کوئی ٹھوس وجہ معلوم ہوئی لوسیفر کے اس اقدام کے پیچھے کے راز کی۔

نہیں سر وہ تو علی ہی پتا کروائے گا۔

اوکے مطلب لوسیفر سے ملاقات کا وقت آ گیا ہے۔

ایسا کرو لوسیفر کے بیرون ملک جانے والے دو بحری جہازوں کو رکواد و انفارمیشن اس فائل میں موجود ہے یہ سب کیسے کرنا یہ تم سب پر منحصر ہے۔

شیر سویا تھا مرا نہیں تھا لوسیفر.....اب جاگ گیا ہے تم خیر مناؤ بس اپنی وہ دل میں کہتا اس سے ملنے کے لیے تیار ہونے لگا۔

اور اگلے چھبیس گھنٹوں میں اسلحے سے بھرے دو بحری جہاز پولیس کے ہتے چڑھ گئے تھے جن کو پکڑنے کے آرڈز کرنل محمود فیاض کی طرف سے تھے۔

Let's play my way now.... losifer....

....

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

I'M TRULLY YOURS

میرال اپنے کمرے میں بیڈ کے ساتھ بیٹھی نم آنکھوں سے زمین کو گھور رہی تھی یہی تو اس کی اوقات تھی اس شخص نے بھی تو یہی کیا تھا میرال سکندر کے ساتھ پہلے خود کے ہونے کا احساس دلایا اور پھر آسمان سے زمین پر پٹک دیا۔

بابا سب میرے ساتھ ہی ایسا کیوں کرتے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا، کبھی کسی کا بڑا نہیں چاہا وہ اپنے باپ کی تصویر کو تھامے نم آنکھوں سے وہ سب بیاں کر رہی تھی جو اس نے آج تک دیکھا تھا۔

کیمرے میں یہ منظر دیکھتا شخص ساکت بیٹھا تھا۔

میر.....اگلی تصویر دیکھتے اس نے ٹھنڈی آہ بھری تھی لیکن مخالف کے دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔

تمہیں پتا ہے .....

اس کی ساری حسیات گویا میرال سکندر کے اگلے لفظوں پر تھی۔

مبشر علوی.... تمہارے جیسا ہے .....

مخالف نے زور سے مٹھیاں بھینچی اور نم ہوتے لبوں کو زبان سے تر کیا۔

وہ تمہارے جیسا حق جتاتا ہے، تمہاری طرح بات کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں اسے آپ کہوں جیسے تم کہتے تھے لیکن اس کی آنکھیں تمہارے جیسی نہیں ....

مخالف نے گہرا سانس بھرا لیکن اگلے جملے پر اس کا دل کیا کہ وہ خود کی جان لے لے۔

پر اس کی فطرت تم پر گئی ہے ایک چیز میں وہ تم سے بہت مشابہت رکھتا ہے اور وہ پتا کیا ہے ؟

مخالف نم ہوتی ہتھیلیوں سے کرسی کو چھوڑتا کھڑا ہو گیا اور دروازے کی طرف قدم بڑھائے وہ یہاں سے نکلنا چاہتا تھا میرال سکندر کے باقی لفظوں کی ادائیگی سے پہلے لیکن قسمت ہر بار مہربان نہیں ہوتی ....

وہ تمہاری طرح دھوکے باز ہے ......

میر ابراہیم کو لگا اسے مر جانا چاہیے۔

وہ ساتھ نہیں دے پایا اور تم وفا نہیں نبھا پائے.....جب مجھے سب سے زیادہ ضرورت تھی تب تم پاس نہیں تھے اور جب آج مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت تو وہ منہ موڑ گیا لیکن اس سے محبت تو نہیں لیکن تم سے ....

پتا ہے محبت کیا ہے محبت عبادت کی طرح ہوتی ہے پہلے یہ ہم سے سارے گناہ کرواتی ہے اور پھر اسی محبت کے لیے ہمیں رب کے سامنے جھکاتی ہے محبت میں قبلہ بدلو تو کافر کہلاؤ گے ،رونا چھوڑ دو تو خود کے ظالم کہلاؤ گے اود اگر محبت چھوڑ دو..........تو ......

مجھے محبت نہیں ہے.......مجھے محبت ہو ہی نہیں سکتی تم سے میر ابراہیم وہ بہار جیسا فسوں لمحوں میں ٹوٹا تھا اور ساتھ ایک اور تصویر کا فریم ....

اگر کچھ بچا تھا تو وہ تھے آنسو جو اس وقت دونوں کی آنکھوں سے نکل کر بے مول ہو رہے تھے دونوں ٹوٹے تھے اور چھن سے ٹوٹ کر موتیوں کی طرح بکھر گئے تھے۔

تیرے ساتھ زندگی کو حسین لکھا تھا میں نے

تو نے چھوڑ کر اس سطر کی طرح سب تاریک کر دیا

از قلم خود۔

....

زارا واپس جا چکی تھی لیکن ہادیہ دستگیر اور رابیل میں اب خاموشی تھی دونوں ایک دوسرے سے کترا رہیں تھی ایک ناراض تھا تو دوسرا شرمندہ۔

ماما.......ہادیہ دستگیر کی گود میں سر رکھ کر رابیل نے انہیں پکارا تو وہ منہ موڑ گئی رابیل نے تڑپ پر ان کا چہرہ واپس اپنی طرف موڑا۔

ایسا تو نہ کریں پلیز مجھے اندازہ ہے اپنی غلطی کا لیکن وہ سب حقیقت ہے ماما جس سے میں آنکھیں نہیں چرا سکتی یہ کوئی ڈرامہ نہیں چل رہا جہاں ابھی کہا جائے کا سین کٹ تو سب نارمل ہو جائے گا یہ حقیقی دنیا ہے وہ دنیا جو میں نے بسانی تھی لیکن ......

لیکن تم بسا نہیں پائی...اپنی ماں کی تربیت کو سوالیہ نشان بنا دیا.....اپنی ماں کی بات کا مان تک نہ رکھ پائی۔

ماما......ایسا نہیں ہے لیکن میرے لیے مشکل ہے سب ....

کیا مشکل ہے رابی وہ میرے ہاتھوں میں پلا بڑھا ہے میں نے اسے چلنا سکھایا تھا اور آج میں ہی اسے گرا دوں تم میری بیٹی ہو لیکن وہ حق پر ہے میری جان۔

ماما آپ ہر بار کی طرح اس کی سائڈ لے رہیں۔

سائیڈ کی بات نہیں ہے.... بات یہ ہے کہ

کیا بات ہے ؟وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی ...

وہ....غازی..... چھوڑو تم واپس چلی جاؤ ...

کبھی نہیں آپ جب تک بتائیں گی نہیں میں نہیں جاؤ نگی ..

میرے بتانے پر چلی جاؤ گی وہ اسے لاجواب کر گئیں۔

میں بوجھ بن گئی ہوں آپ پر جو آپ مجھے بھیجنا چاہ رہی وہ اٹھ کر بیڈ سے اتر گئی قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے لیکن ان کے اگلے انکشاف پر اس کے قدم ساکت ہوئے حیرانی کے ساتھ واپس پلٹی۔

کیا کہا ہے پھر سے کہیں زرا؟

ہاں رابی غازیان سٹور پر کام کرنے والا ایک معمولی ملازم نہیں ....

تو پھر ...

وہ ....

ایک پاکستانی فورس سے تعلق رکھتا ہے اور......

اور؟

اور وہ ایک سیکریٹ ایجنٹ ہے .....

آر یو سیریس ماما؟ای...ایسا کیسے ہو سکتا۔

حقیقت یہی ہے رابی ...

تو اس نے ہمیں پہلے کبھی بتایا کیوں نہیں؟

یہ اس کی جاب کا حصہ ہے وہ اپنی جاب سے کتنا سینسئیر ہے اس بات کا اندازہ تم یہی سے لگا سکتی کیونکہ انہیں اپنی جاب کو ایکسپوز کرنے کی اجازت نہیں ....

ڈونٹ ٹیل می کہ وہ سب ایک کیس کے سلسلے میں ......

ہاں ! وہ نشان وہ لپسٹک وہ دیر تک گھر سے باہر رہنا...

آپ مذاق کر رہی ہیں نا اس کا تو اپنا سٹور ہے جو اعجاز انکل کا تھا۔

اسے وہ کب کا کسی اور کے حوالے کر چکا کیونکہ وقت نہیں اس کے پاس۔

آپ کو یہ سب کیسے پتا وہ ان کے ساتھ بیٹھتی بولی حیرت تھی کہ بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔

....

ماضی:

کئی دن گزر گئے لیکن میرال کا سکتہ نہ ٹوٹا نظامی سارا بزنس پاکستان شفٹ کر چکا تھا اور اب وہ سارے پاکستان جانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

یہاں کی ساری پراپرٹی وہ بیچنا چاہتے تھے لیکن وکیل اب بھی آنے کو تیار نہیں تھا وکیل کو روز نظامی کی طرف سے دھمکیاں وصول ہو رہیں تھیں کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو غائب کروا دے گا وکیل نے آخر تنگ آتے میر حیدر کو فون کیا۔

سر مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے !

ہاں بولو! میر حیدر کو حیرانی ہوئی کہ سکندر کا وکیل ان سے کیوں رابطہ کرنا چاہ رہا تھا۔

سر مجھے سکندر سر کی بیوی کی طرف سے دھمکیاں موصول ہو رہیں ہیں وہ سکندر صاحب کی پراپرٹی کے کاغذات کا مطالبہ کر رہے۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا سکندر تو وصیت کر چکا تھا؟

جی ہاں؟ ایسا ہی ہے لیکن یہ کوئی نہیں جانتا سکندر صاحب نے کہا تھا کہ ان کی وصیت آپ کی موجودگی میں سنائی جائے لیکن حالات فلحال اس کی اجازت نہیں دیتے میرے ہی گھر میں شوکت نظامی کے گنڈوں نے میرا جینا حرام کر دیا ہے میرے بیوی بچوں کو خطرہ ہے سر آپ بتائیں اب کیا کرنا ہے۔

تم کاغذات انہیں دے دو؟

سر ....

ہاں یہ تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ سکندر نے وصیت کیا کی تو جاؤ کاغذات ان کے حوالے کر و اور پھر ان کے تڑپنے کا نظارہ خاموشی سے دیکھو میر حیدر نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

ہاہا....مان گئے سر آپ کو... میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

....

حال:

وقت آگیا ہے تم سے ملاقات کا لوسیفر...

اگلے دس منٹوں میں وہ لوسیفر کے سامنے تھا لوسیفر نے اسے نظر انداز کیا۔

سر آپ مجھے اگنور کیوں کر رہے ہیں علی مؤدب سا آگے بڑھا۔

مجھے تم جیسے دھوکے بازوں کی کوئی ضرورت نہیں علی کو لگا اس کا کھیل یہی ختم اور بازی اسی پر الٹی پڑ گئی۔

سر... ک... کیو زندگی میں پہلی بار وہ لفظوں کی ادائیگی میں اٹکا تھا۔

کہاں تھے اتنے دن... تمہیں پتا ہے میرا کتنا نقصان ہو گیا ہے لوسیفر بھڑکتا اٹھ کھڑا ہوا تو علی نے بھی سکون کا سانس خارج کیا۔

سر وہ لڑکی کا چکر تھا اس نے مجھے دھوکا دیا اور میں نشے میں رہا کئی دن.... میں شرمندہ ہوں اپنی کوتاہی پر مجھے احتیاط برتنی چاہیے تھی وہ شرمندہ ہوتا بولا۔

مجھے فرق نہیں پڑتا ہے..... میرے دو بحری جہاز اس وقت پولیس کے ہتے چڑھ چکے ہیں اور باقی جہازوں کو بھی روک دیا گیا ہے اور تو.... تو سالا.... لڑکی کے چکروں میں پڑا ہے لوسیفر آگے بڑھا اور علی کے بائیں گال پر اپنی پوری قوت کے ساتھ مکہ مارا علی کا چہرہ ایک جانب کو جھکا اور ہونٹ کا کنارہ پھٹ گیا آنکھ پر بھی ضرب لگی تھی اس نے زور سے مٹھیاں بھینچی اور واپس کھڑا ہوا لوسیفر کے دوسرے وار پر اس کا ہاتھ تھاما اور یہیں غلطی کی اس نے لوسیفر نے دائیں بیک پاکٹ سے پسٹل نکالا اور اس پر وار کیا صد شکر گولی اسے چھو کر گزر گئی اتنا تو وہ اناری نہ تھا کہ خود کا بچاؤ نہ کر سکتا۔

لوسیفر کو اس وقت میں اگر کس شخص کی یاد آئی تھی تو وہ تھا علی اس کا یہ کام بھی علی کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تھا وہ رائٹ ہینڈ تھا اس کا لیکن کئی دن منظر سے غائب رہا تھا وہ سارا طیش اور غصہ اب نکلا تھا۔

علی نے نظریں اٹھائیں جو اس وقت لال انگارہ تھی وہاں موجود سب لوگوں کو اس سے خوف آیا۔

کیا بے آنکھیں کسے دکھاتا ہے بے لوسیفر آگے بھرتا اسے دھکا دیتے بولا علی اپنا توازن برقرار نہ رکھ پایا اور پیچھے گرا۔

آنکھیں بند کر کے کھولی اور اٹھنے کی کوشش کی لوسیفر سامنے کھڑا اس کی کوششیں دیکھ رہا تھا پھر ہاتھ آگے بڑھایا جیسے وہ نظر انداز کرتا کھڑا ہو گیا۔

سر آپ کے باقی بحری جہاز اب سپلائی کے لیے نہیں جا سکتے.... لی... لیکن سارا اسامان رات تک گودام میں پہنچ جائے گا میں سارے انتظام کر چکا ہوں وہ ہونٹ کے کنارے سے خون صاف کرتا بولا وہاں کھڑا ہر شخص ششدر رہ گیا انہیں علی سے اب بھی وفاداری کی امید نہ تھی۔

لوسیفر نے آگے بڑھ کر اس کا کندھا تھپتھپایا اور ساتھ کھڑے شخص کو اس کی مدد کا اشارہ کیا اس سے پہلے کے وہ آگے بڑھتا علی ہاتھ روک کر منع کر گیا اتنی طاقت ہے مجھ میں کہ حملہ کرنے والے کو منہ توڑ جواب دے سکوں لیکن وہ کیا ہے نہ وفاداری میرے خون میں ہے وہ بول کر لڑ کھڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔

لوسیفر اس کی پشت کو دیکھتا آخر وہ فیصلہ لے گیا جو وہ کبھی نہ لینے کا سوچ چکا تھا۔

....

میرال اپنے کمرے میں تھی آج آفس گئی تھی لیکن مبشر علوی نہیں آیا تھا آج جو اس کے حق میں بہتر ہوا تھا وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی رات سے آنکھیں اب رو رو کر سوج چکی تھی لیکن پرواہ کسے تھی؟

میرال بیٹا شوکت نظامی لائبہ کے ساتھ اندر داخل ہوا تو میرال نے حیرت کی زیادتی سے باپ بیٹی کا چہرہ دیکھا حیرت ان کے آنے پر نہیں حیرت شوکت نظامی کے طرزِ مخاطب پر تھی۔

ج....جی....وہ گھبراتی کھڑی ہوئی آج کیا چاہیے تھا انہیں میرال سے وہ....سب کچھ تو وہ دے چکی تھی...سب کچھ تو ہار گئی تھی۔

کچھ بات کرنی تھی تم سے اگر تم فری ہو تو نظامی نے لجاجت سے کہا جیسے ان میں بہت گہرا رشتہ ہو لائبہ ایک طرف کھڑی اسے اور اس کے کمرے کی چیزوں کو حقارت سے دیکھ رہی تھی۔

ایسے مت... دیکھیں آپی... یہ آپ لوگوں کی عطا کی جگہ ہے.... نہیں تو... آپ کو... پتا... ہے میرال سکندر کی حقیقت کیا ہے زیادہ دیر تک وہ لائبہ کی نظریں نہ برداشت کر پائی تو تڑخ کر بولی۔

تم.... اپنی... حد... میں رہو۔

حد میں ہی ہوں آپی اب تک.... میرال سکندر آج کل شاید ہوش میں نہیں تھی یا شاید ہوش میں آئی ہی اب تھی۔

لائبہ خاموش رہو نظامی نے اسے دھیمے سے کہا اور میرال کی طرف متوجہ ہوا۔

جی اب کیا چاہیے آپ کو مجھ سے وہ سیدھا سیدھا کہتی انہیں حیران کر گئی یہ کون سی میرال تھی ان کے سامنے ....

باتیں نہیں گھماؤ گا سیدھا مدعے پر آتے ہیں یہ گھر.... یہ گھر چاہیے مجھے ...

اور اگر نہ دوں تو.... وہ آئبرو اچکاتی بولی دل اندر سے خوف سے لرز رہا تھا۔

مجھے نہ دو بیشک اپنی بہن کو دے دو وہ دانت پیستے بولا۔

کیوں میری بہننن... کو کیوں ضرورت پڑھ گئی مجھ غریب سے کچھ مانگنے کی ....

اس کی شادی کا تحفہ ہی دے دو نظامی نے آخری بار کوشش کی مخالف اب ان کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔

سو... سوری نظامی صاحب یہ گھ... رمیرے.. باپ ک... کا تھا جہاں انہوں نے اپنی زندگی کے ماہ و سال گزارے ہیں یہی تو اصل ہے میرا.... مجھے خوشبو آتی ہے ان کی یہاں کی ہر دیوار سے، یہ خوشبو اب میری زات کا حصہ ہے یہ نا ہوتی تو شاید اب تک جسم میں روح باقی نہ رہتی تنہائی بہت ازیت دیتی ہے وہ نم آنکھوں سے کہتی اپنا حالِ دل بیاں کر گئی لیکن غلط لوگوں کے سامنے .....

ڈیڈ میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا اس دو ٹکے کی لڑکی کے سامنے گڑ گڑانا کیوں اس کی اتنی اوقات نہیں آپ زبردستی کریں پھر دیکھتے ہیں اس کی یہ گز بھر کی لمبی زبان کیسے چلتی ہے.... لائبہ جو تب سے بیزاری سے کھڑی تھی اب اونچی آواز میں بولی تو میرال کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا۔

دیکھو لڑکی عزت سے یہ ہمیں دے دو نہیں تو ......

نہیں تو... کیا..... میرال نے سوکھے ہونٹوں کو تر کرتے کہا... آج وہ اپنے لیے لڑنا چاہتی تھی۔

یہ تمہیں بہت جلد پتا چل جائے گا جلد ملاقات ہو گی چلو لائبہ وہ معنی خیزی نظروں سے اس کا جائزہ لیتا بولا اور باہر نکل گیا۔

میرال سکندر اب تمہیں تمہاری اوقات پتا چل جائے گی لائبہ تمسخر سے کہتی باہر نکل گئی تو میرال نے فوراً روم لاک کیا اور وہیں بیٹھتی چلی گئی۔

آخر میری زندگی میں سکون کیوں نہیں لکھا تو نے مولا .....

....

غازیان ہفتہ پہلے ان سے ملنے آیا تھا صبح کے پانچ بج رہے تھے دروازے کی دستک نے انہیں پریشان کیا اس وقت کون ہو سکتا تھا ملازم کو دروازہ پوچھ کر کھولنے کی ہدایت دی لیکن سامنے غازیان کو دیکھتی وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

میرا غازی بیٹا وہ اس کے گلے لگتی اس کی پیشانی پر بوسہ دینے لگی اور نم آنکھوں سے بار بار اس کے صدقے واری جائیں۔

میں ٹھیک ہوں خالاماں آپ بتائیں وہ انہیں ساتھ بٹھاتا بولا .

بہت جلدی نہیں یاد آگئی اپنی خالاماں کی اور رابی کو نہیں لائے..... کیسے آئے ہو وقت دیکھ رہے ہو وہ ایک ساتھ کئی سوال کرتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئیں۔

ابھی نہ آتا تو رات کو وقت پر گھر کیسے جاتا آپ کی رابی کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا نا اور اگلی بار اسے ساتھ ضرور لاؤں گا۔

اس بار کیوں نہیں لائے میں اتنا اداس ہو گئی ہوں اپنی رابی کے بغیر۔

کیوں کے اس بار ایک کیس کے سلسلے میں آیا ہوں اس کو لا کر کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔

کیسا کیس او کسی پیشنٹ کو دیکھنے آئے لیکن خطرہ کیسا؟

خالاماں میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں پلیز ناراض مت ہونا مجھے پتا ہے یہ حقیقت جاننے کا حق سب سے پہلے آپ کا تھا لیکن کچھ اصول لاگو ہیں مجھ پر جن کو توڑ نہیں سکتا ....

کیا بتانا ہے ؟کون سے اصول.... کون سی حقیقت وہ متجسس بیٹھی تھیں۔

خالاماں میں ایجنٹ ہوں سیکرٹ ایجنٹ جیسے فوج ہوتی ہے ویسے ہی سیکریٹ ایجنٹس ہوتے ہیں جو لوگوں سے اپنی شناخت مخفی رکھ کر قوم کی حفاظت کرتے ہیں۔

غازیان.....وہ اس کا پورا نام لیتی اپنا ہاتھ چھڑوا گئیں۔

پلیز خالاماں آپ ماں ہیں میری میں تب ہی بتا دیتا لیکن .....

کب سے ؟اور سٹور ؟

نہیں وہ تو کام کے سلسلے میں اسلام آباد یا دیگر علاقوں میں جاتا رہتا تھا سٹور تو کب کا بیچ دیا۔

تم نے اچھا نہیں کیا مجھے نا بتا کر وہ خفا تھیں۔

بتایا تو ہے کہ ہمارے کام کے کچھ اصول و ضوابط ہوتے جنہیں ہم توڑ نہیں سکتے اور آپ کو خوشی نہیں ہوئی آپ کا بیٹا قوم کا محافظ ہے۔

خوشی کیسے نہیں ہو گی میری جان تم تو فخر ہو میرا اور قوم کے محافظ ہو کس ماں کو خوشی نہیں ہو گی لیکن تمہاری جان کو ہمیشہ خطرہ رہے گا غازی ...

اس کی پرواہ نہیں ہے خالاماں اس جسم میں جان اپنے پاکستان کے لیے ہی تو ہے چلی بھی جائے گی تو غم نہیں....وہ بے خوفی سے بولتاان کی آنکھیں نم کر گیا۔

اور میرااور تمہاری بیوی کا کیا؟

آپ دونوں تو جان ہیں یار....اور کچھ نہیں ہو گاٹرسٹ می بس آپ خوش رہیں۔

رابی کو پتاہے؟

نہیں میں اسے ان سب سے دور رکھنا چاہتا .....

لیکن غازی وہ بیوی ہے تمہاری اسے پتاہونا چاہیے تم کیا کرتے۔

نہیں خالاماں وہ دور ہی رہے تو اچھا ہے میں رِکس نہیں لے سکتااس کے معاملے میں میں نہیں چاہتاوہ کسی کی نظر میں آئے۔

جیتے رہو میری جان رب العزت تمہیں کامیاب کرے اب باتیں ہی کرو گے کہ ناشتہ بھی چلو جاؤ فریش ہو کر آؤ .

اوکے سوئٹ لیڈی۔

....

ماضی:

اگلی صبح ناشتے پر نظامی اپنی بیٹی لائبہ کے ساتھ موجود تھا فردوس آکر بیٹھی تو ناشتہ شروع کیا گیا۔

اپنی اولاد کا کیا سوچا ہے تم نے دو سے تین دن میں ہمیں روانہ ہونا ہے پاکستان نظامی بریڈ پر مکھن لگاتا بولا۔

کرنا کیا ہے بیورو بھیج دوں گی نخوت سے منہ چھڑھاتی بولی جیسے کڑوا بادام کھا لیا ہو۔

اس بار بیورو ہی یا....... نظامی دانتوں کی نمائش کرتا بولا۔

نہیں بیورو ہی..... پاکستان میں ایسی جگہ گھر لیں گے جہاں کوئی ہمیں ڈھونڈ نہ سکے۔

گھر کیوں لینا سکندر کا گھر تھا تو پاکستان میں !

ہاں ہے تو لیکن ابھی وہاں جانا خطرہ مول لینے کے مترادف ہے کچھ ہی دنوں میں وہ منحوس لوگ واپس آجائیں گے ان کے واپس آنے سے پہلے ہمیں نکلنا ہے یہاں سے اور اگر وہاں گئے تو وہ ہمیں ڈھونڈ لے گا ابھی فلحال کسی اور گھر کا بندوبست کرو پھر کچھ عرصے بعد سیٹل ہو جاییں گے وہان فردوس چالاکی سے بولی تو نظامی نے اس کی تصدیق میں ہاں میں سر ہلایا۔

وکیل کب آئے گا؟

پتا نہیں وہ بے غیرت تو کچھ زیادہ ہی سکندر کا وفادار ثابت ہوا ہے لیکن آج اس کا بھی کوئی بندوبست کرتا ہوں .....

اسلام علیکم کی آواز پر دونوں بیک وقت مڑے اور وکیل کو دیکھتے خوشی سے کھڑے ہو گئے۔

بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے نظامی اسے دیکھ کر ہنستا بولا تو وکیل نے نظر انداز کیا۔

خیر سب لوگوں کو بلاؤ میں وصیت سناتا ہوں سکندر سر کی؟

وصیت کب کی سکندر نے اور سب لوگ تو موجود ہیں نظامی پیشانی پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے ہٹاتا بولا۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے نظامی صاحب سکندر سر کی اکلوتی اولاد بھی یہیں موجود ہے بلائیں اسے وکیل سرد آواز میں کہتا سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔

اے وکیل اوقات میں رہ اپنی نظامی نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان تھام کر کھڑا کیا۔

آہاں!! نظامی اب نہیں تمہارے خلاف آیف آئی آر کٹوا چکا ہوں یہاں کے قوانین تو جانتے ہو....ام... تم کہاں جانتے ہو گے یہاں تو بھیک پر رہنے آئے ہو خیر اپنی بیوی سے پوچھنا تو کسی روز فرصت میں بتائے گی تمہیں..... اور اوقات کس کی کیا ہے اس کا فیصلہ کچھ ہی لمحوں میں کرتے ہیں۔

اے..... نظامی نے ساتھ پڑا گلاس اٹھا کر مارا تو میر و بھی اپنے کمرے سے باہر آئی۔

آجاؤ بیٹا آپ کا ہی انتظار تھا میر وان کو جانتی تھی لیکن پھر بھی آگے نہ بڑھی اس دنیا کے مردوں نے اسے بڑی طرح خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔

....

اسے آگے نہ بڑھتے دیکھ فردوس گئی اور اسے بازو سے گھسیٹتی لائی اور کھڑا کیا اب جو بتانا جلدی بتاؤ۔

وکیل نے تاسف سے سر ہلایا۔

سکندر سر بہت پہلے ہی اپنی وصیت کر چکے تھے شاید تب جب وہ پہلی بار بیمار ہوئے تھے ان کی وصیت کے مطابق اس گھر کو جس کی مالیت ساڑھے سات کروڑ ہے، پاکستان کا ان کا دس مرلے کا گھر جس کی مالیت بھی کچھ کم نہیں اپنا پورا بزنس امپائر وہ اپنی......

فردوس، اور شوکت نظامی پوری آنکھیں کھولے ارد گرد کے ماحول سے انجان صرف وکیل کے لفظوں پر دھیان دیے کھڑے تھے۔

اپنی اکلوتی بیٹی میرال سکندر کے نام کرتے ہیں....

اور یہ خواہشات کا محل زمین بوس ہوا تھا فردوس کو تو جھٹکا لگا وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئیں۔

ابھی آگے بھی سنیے دھیان سے ان کے اڑے رنگ دیکھ وکیل جوش میں آتا بولا یہ کوئی کہانی نہیں چل رہی جہاں وہ اپنی بیٹی کا بڑے ہونے کا انتظار کریں گے پھر سب کچھ ہو گا سب میرال سکندر کے نام ہے قانونی طور پر میرال سکندر جب تک اپنے ہوش و حواس میں آپ کے حوالے نہ کرے کچھ تب تک آپ کوئی بھی پتہ نہیں ہلا سکتے اس جائیداد کا۔

سکندر نے کیا صرف اپنی اوئل ریفائنری ہی میرے نام کی ہے؟ فردوس چہک کر یاد آنے پر بولی تو نظامی کو بھی آس بندھی۔

وہ پوری سکندر صاحب کی تھی ہی نہیں کچھ پارٹنرز تھے ساتھ وہ تو کب کا علیحدہ ہو گئے تھے اپنا حصہ بیچ کر پیسا سارا انہوں نے خیرات کر دیا تھا.....

نظامی نے طیش میں آتے پھر اس کی طرف بڑھنا چاہا لیکن اس بار وہ فائل لیتا ہٹا اور فون نکالنے لگا ایک فون کال اور تم جیل کی سلاخوں کے پیچھے بہت کر لیا تم نے ہمیں پریشان....

خیر یہ سب میرال کا ہے آپ اسے بیچ نہیں سکتے کیونکہ اس کے لیے میرال کا عقل مند ہونا ضروری ہے میرال اگر چاہے تو وقت آنے پر کسی کو کچھ دے سکتی ہے لیکن اسے صاف لفظوں میں اپنی رضامندی اور وجہ بتانی ہو گی۔

ایسا کہیں نہیں ہوتا ہے۔

نہیں ہوتا تو اب ہو گیا ہے سو گڈ لک اور ہاں اب تو تم سکندر سر کی بیٹی کا بال بھی نہیں ہلا سکتے تم جیسے لالچی لوگوں کی فطرت نہیں بدلتی لیکن ایک بات یاد رکھنا مکافاتِ عمل اٹل ہے جو کسی کی اولاد کے ساتھ کرو گے وہی سب تمہاری اولاد کے ساتھ ہو گا اب اجازت چاہتا ہوں وہ میرو کے سر پر ہاتھ رکھتا باہر نکل گیا۔

پیچھے اس محل جیسے گھر میں موت جیسا سناٹا چھا گیا۔

....

حال:

ماما یہ... سب .... کیس... کیسے ہو سکتا..... ہے

یہی حقیقت ہے رابیل.. تم نے ایک مخلص شخص کھو دیا....

آپ کو وہ مخلص لگتا ہے میں اب بھی نہیں بھولی وہ سب....

اتنی بد گمان کیوں ہو... ہو سکتا ہے وہ سب بھی کسی کیس کا حصہ ہو ہادیہ دستگیر نے آخری کوشش کی۔

کس کیس میں نشہ کرنے کا کہا جاتا یا لڑکیوں کے ....

حالات کچھ بھی ہو سکتے ہیں ...

میں مانتی ہوں کہ میں بہت جگہوں پر غلط تھی لیکن میرا یہ ری ایکشن بنتا تھا۔

رابی میری جان واپس چلی جاؤ بیویاں اپنے شوہر کے ہاں ہی اچھی لگتی ہیں۔

ماما.....

کوئی بات نہیں سننی مجھے مزید تمہاری.. تمہیں بہت سمجھا چکی تم خود بھی عقل رکھتی ہو بہتر جانتی ہو گی اپنے شوہر کو کیا تم نے کبھی اس کی کوئی شکایت سنی کیا کبھی کوئی لڑکی اس کے ساتھ دیکھی یا کبھی اسے مسلسل فون پر بزی دیکھا کیا اس کے کسی عمل سے وہ تمہیں مشکوک لگا خیر میں بھی کس پتھر کو سمجھا رہی جس نے کبھی موم نہیں ہونا۔

ماما آپ واقعی ہی چاہتی ہیں کہ میں اس کی طرف لوٹ جاؤ؟

ہاں رابی میں اپنی زندگی میں تمہیں آباد دیکھنا چاہتی ہوں وہ آس لگائے واپس اس کے پاس بیٹھیں۔

تو اسے بولے مجھے لینے آئے میں چلی جاؤں گی۔

اچھا میں کرتی ہوں فون وہ کئی لمحے اس کا چہرہ دیکھتے بولیں وہ اپنی اولاد کو ایسے دربدر ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

ان کو مسلسل فون کالز پر بھی کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

دیکھا وہ چاہتا ہی نہیں کہ میں واپس آؤ وہ مزید بدگمان ہوتی بولی تو انہوں نے تاسف سے سر جھٹکا اور نماز ادا کرنے چلی گئیں۔

....

گھر میں اب خاموشی تھی طوفان سے پہلے آنے والی خاموشی نظامی آج گھر نہیں تھا فردوس اور لائبہ شادی کی شاپنگ پر نکل گئے تھے اور وہ بیگ اٹھاتی تھکے قدموں سے آفس چل پڑی۔

سب معمول کے مطابق تھا آج مبشر علوی خود بھی موجود تھا لیکن آج اس کا دل خاموش تھا بالکل خاموش اسے صبح سے سر میں درد تھا لیکن نظرانداز کرتی کام پر لگی رہی مبشر نے بھی آج اسے نہیں بلایا تھا دونوں ایک ہی کمرے میں دو انجان لوگوں کی طرح کام کر رہے تھے۔

مبشر علوی نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ اپنی پیشانی مسل رہی تھی۔

مس میرال کافی بنا کر لائیں وہ بھی اسے دیکھے بنا اٹھ کر چلی گئی اور کافی بنا کر اس کے آگے رکھتی واپس چلی گئی اپنی جگہ پر۔

یہ کیسی کافی ہے مس میرال اسے آپ ہی پئیں وہ اس کے سر پر کھڑا ہوتا بولا۔

میں روز ایسی ہی بناتی ہو روز تو پی لیتے ہیں آج کیا پرابلم ہے۔

تمہیں بہتر پتا ہو سو تم ہی پیو یہ وہ اس کے سامنے کپ رکھتا پلٹا۔

میرال نے اس کی پشت کو دیکھا اور کافی کا مگ ساتھ پڑی کاغذوں کی باسکٹ میں انڈیل دیا۔

یہ کیا حرکت ہے وہ پلٹتا اس کے ٹیبل پر آتا اس پر جھکتے ہوئے بولا۔

سوری... سر... مجھے خیرات لینے کی عادت نہیں یہ آپ جیسے لوگوں کو ہے تبھی تو میرا گھر آپ کو جہیز میں چاہیے وہ تلخی کی ہر حد پار کرتی بولی۔

ہاں تو نہ دو اپنی بہن کو میں نے کب تمہیں فورس کیا وہ اب پر سکون ہوتا بولا۔

وہ میرے باپ کا گھر ہے لیکن تم سب نے مل کر میرا وہاں رہنا بھی حرام کر دیا... لیکن وہ تم لوگوں کو پھر بھی نہیں دوں گی...... وہ روتی وہیں سر ٹیبل پر رکھ گئی۔

میں نے اپنی زندگی سے یہ سیکھا ہے کہ محبت کو ٹھکراؤ گے تو محبت تمہیں ٹھکرا دے گی ایک ناقدرے انسان کے پیچھے بھاگ کر آپ بہت قدر کرنے والوں کو کھو دیتے ہو اور محبت روٹھ جائے نا تو پچھتاوے رہ جاتے ہیں بس جس سے محبت کرتے ہو اس کے سامنے خود کو بے مول مت کرو میری زندگی کا سچ یہ ہے کہ میں نے جسے خاص سمجھا اس نے مجھے عام کر دیا۔

مبشر علوی نے کئی لمحے اسے خاموش نظروں سے دیکھا اور پھر اپنا کوٹ اور فون اٹھاتا باہر نکل گیا۔

~ایک بھی آنسو کے قابل نہ تھا وہ شخص

جس کے لیے رو کر ہم نے آنکھیں سُجالی~

از قلم خود۔

....

ماضی:

نظامی اور فردوس کی سوچ اور توقعات کے برعکس ہوا تھا سب اُسے امید تھی کہ سکندر کچھ تو اس کے نام کرے گا لیکن ہر بار ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم نے سوچا ہوتا ہے۔

اب کیا کرنا ہے ؟

کرنا کیا ہے وہی جو پہلے سے پلین تھا لیکن اب ہم میرال کو یہاں نہیں چھوڑ سکتے ساتھ لے کر جاییں گے اس سونے کی چڑیا کو نظامی نے فردوس کو جواب دے کر پاس کھڑی میرال کے گال کھینچے جو اس نے جھٹکے سے ہاتھ ہٹاتے اپنی ناپسندیدگی دکھائی۔

تمھیں تمیز نہیں ہے میرال اب سے یہ تمہارے بابا ہیں فردوس آگے بڑھتی بولی۔

نہیں... نہیں.. ہیں یہ میرے بابا... میرے بابا تو اب کبھی نہیں آئیں گے ....

نہیں اب تم انہیں ہی بابا کہو گی وہ اسے جھنجوڑتی بولی۔

کیسے لوگ تھے پیسے کے لیے اس کو بیٹی کا نام دینے تک کے لیے تیار تھے فردوس کی سگی اولاد تھی وہ لیکن آج جب اس کا باپ سب اس کے نام کر گیا تھا تو فردوس کو وہ سونے کی وہ چڑیا لگ رہی تھی جسے انہوں نے کبھی آزاد نہیں چھوڑنا تھا میرال سکندر اس کے لیے اب اس کے مرحوم شوہر کی بیٹی ہی نہیں بلکہ قسمت کا وہ سکہ تھی جس سے وہ کبھی بھی اپنی زندگیاں بدل سکتے تھے۔

دو دن کے بعد سب کچھ کلیر کیا تو وہ پاکستان کے لیے روانہ ہو گئے قسمت وہی لیے لیکن اب ان کی قسمت میرال سکندر چمکانے والی تھی.... میرال خود بھی یہاں سے جانا چاہتی تھی یہ اس کا ملک نہیں تھا اس کا اصل نہیں تھا اس

سر زمین نے اسے دیا ہی کیا تھا بس اس کی زات کی دھجیاں اڑا دی تھیں اور پھر میر ابراہیم بھی تو اسی ملک میں رہتا تھا وہ خوفزدہ تھی اب یہاں کے لوگوں سے......اس کی زات کا اعتماد اسی عمر میں کہیں کھو گیا تھا۔

....

وہ پاکستان کے کسی پسماندہ علاقے میں صرف اپنی پہچان چھپانے کو رکے تھے زندگی دوڑ رہی تھی اپنی پٹڑی پر ....

میرال اب بڑی ہوتی جا رہی تھی لیکن خوف اور گھبراہٹ اس کی زات کا حصہ بن گئی تھی یہاں آ کر وہ گورنمنٹ سکولز میں پڑھی تھی اور لائبہ شہر کے جانے مانے مہنگے سکولز میں مگر وہ میرال سکندر کی قابلیت کا مقابلہ نہ کبھی کر پائی جو اس نے اپنے باپ سے چرائی تھی اسے یہاں بات بات پر ڈرایا گیا تھا پہلے وہ صرف ڈر سے رک رک کر بولتی تھی مگر اب شوکت نظامی کے سامنے آتے ہی اس کی زبان تالو سے چپک جاتی تھی وہ شخص اسے اپنے خوف کے حصار میں بڑی طرح قید کر چکا تھا اسے کبھی دوست بنانے نہیں دیے گئے کیونکہ میر ابراہیم اس پر بڑا اثر چھوڑ گیا تھا وہ سکولز میں ایک خاموش مجسمہ تھی اور ٹیوشنز اور دوسری پبلک پلیسز پر مزاق.....لائبہ نے اس سے کبھی ہنس کر بات کی ہی نہیں تھی بلکہ اس کی حفاظت کا زمہ بھی شوکت میرال سکندر پر ڈال چکا تھا......اس نے یہاں آ کر میر ابراہیم کا ہر لمحہ انتظار کیا تھا شاید وہ اسے ڈھونڈ لے لیکن زندگی اب تھکانے لگی تھی جیسے جیسے بڑی ہوئی اسے لوگو کی پہچان ہوتی چلی گئی.....اس کو پتا تھا وہ صرف نظامی کے گھر کا حصہ ہے فیملی کا نہیں...اس کا وجود ہر جگہ نا قابل برداشت ہے....لائبہ کے بہت دوست تھے جو زیادہ میل تھے وہ جب بھی آتے میرال اپنے چھوٹے

سے کمرے سے باہر نا نکلتی اور جب نکل جاتی تو وہ سب اس پر طرح طرح کے جملے کستے اس کی زندگی اس کی کمرے کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔

....

میر حیدر واپس آ کر اپنے دوست کی تدفین کر چکے تھے باقاعدہ قرآن خوانی کروائی گئی تھی میر ابراہیم خاموش تھا اب بالکل۔

ماما آپ یہاں تحریم حیدر کو اپنے کمرے میں رات کے اس پہر دیکھتا وہ اٹھ کر بیٹھا۔

ہاں کیونکہ میرا بیٹا جب سے واپس آیا ہے تب سے سہی سے نیند نہیں لے رہا تحریم حیدر نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

ماما مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کروں... وہ ...

ہاں بولو تحریم حیدر نے اس کا حوصلہ بڑھایا تو وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

ماما اس نے ایسا کیوں کیا میرے ساتھ ؟

کیونکہ وہ ڈیپریس تھی اس میں خوف پیدا کر دیا گیا ہے کسی چیز کا۔

آپ کو کیسے پتا؟

بس ماؤں کو سب پتا ہوتا ہے !

تو آپ نے مجھے وہاں روکا کیوں نہیں جب میں .....

تب آپ کا وہاں سے آجانا بہتر تھا اور اپنے بابا کو تو جانتے ہی ہو ...

پر ماما.... میرال ..

اسے بھی ہم لے آئیں گے۔

کب؟

کل رات کی فلائٹ سے آپ کے بابا جا رہے ہیں۔

سچ میں !

جی ہاں بالکل سچ اب رات کافی ہو گئی ہے سو جاؤ۔

ماما .....

ہم ...

آپ ابھی یہیں بیٹھو پلیز.... اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

اوکے میری جان۔

....

اس بات کو مہینہ گزر گیا تھا لیکن میرال سکندر کہاں تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا میر حیدر واپس آ چکے تھے وہ گھر خالی پڑا تھا ویران جیسے وہاں کوئی کبھی رہا ہی نہ ہو۔

میر ابراہیم کو اس دن سے بخار تھا جو اب سیریس ہوتا جا رہا تھا وہ کبھی بھی بیہوش ہو جاتا ڈاکٹرز مسلسل نصیحت کر رہے تھے کہ اسے سٹریس سے دور رکھا جائے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ میر ابراہیم کے جسم سے اس کی روح کو دور کر دیا گیا ہے۔

میر حیدر پچھلے ایک مہینے سے اپنے سورسز کے تھرو پتا کروا چکے تھے جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا ابراہیم کی حالت بھی انہیں تشویش میں مبتلا کر رہی تھی لیکن انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ان سب کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔

وقت کا کام ہے گزرنا جو گزر رہا تھا آہستہ آہستہ لیکن دو لوگوں کی زندگیاں ماضی میں ہی کہیں اٹکی ہوئی تھیں۔

میر ابراہیم اب یونیورسٹی کے آخری سال میں تھا سنجیدگی اس کی زات کا حصہ بن گئی تھی اس نے کوئی دوست نہیں بنائے تھے لیکن ...... غازیان اعجاز ...... کو وہ کہاں دوستوں میں شمار کرتا تھا وہ بھائی تھا اس کا پسند ملتی تھی ان کی .... لیکن شوق مختلف رکھتے تھے ابراہیم بزنس کی طرف آ گیا اور غازیان کسی اور راہ پر نکل گیا جس کی وجہ سے

وہ الگ ہو گئے میر ابراہیم اپنی میرو کو ڈھونڈنے واپس چلا گیا اور غازیان اپنا فرض نبھانے میرال تو نہیں ملی تھی لیکن میر ابراہیم نے اس کی تلاش ختم نہیں کی تھی۔

وہ اب اپنے باپ کا بزنس سنبھالنا چاہتا تھا لیکن میر حیدر چاہتے تھے وہ مزید پڑھے اور ڈگری لے کر آئے اسی غرض کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے میر ابراہیم کو بیرون ملک بھیج دیا۔

....

حال :

رابیل کا فون متواتر بج رہا تھا... وہ جو سوچوں میں کہیں گم تھی موبائل کو ڈھونڈا جو جب سے غازیان پکڑا کر گیا تھا تب سے سائڈ ڈرا میں پڑا تھا آہ غازیان اعجاز وہ حقیقت جاننے کے بعد مسلسل اسے سوچ رہی تھی۔

لیکن فون پر بلنک ہوتے نام پر نظر پڑتے ہی اس کی تمام سوچوں کو بریک لگا۔

حسیب تم .....

اسلام علیکم پاگل لڑکی

و.....وعلیکم السلام ...

سنا ہے واپس آ گئی ہو کہیں شوہر نے چھوڑ تو نہیں دیا؟ لہجہ مزاق اڑاتا تھا۔

فضول بکواس نہیں کرو بات بتاؤ جس کے لیے فون کیا ہے رابیل کو اس کی بات نجانے کیوں بڑی لگی تھی۔

باتیں تو بہت ہیں بے بی لیکن آمنے سامنے کرنا چاہتا۔

شاید ہوش میں نہیں ہو یہ کس طرح مخاطب کر رہے ہو مجھے ؟

او کیا گستاخی کر دی میں نے محترمہ کی شان میں ؟

حسیب پلیز میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں تم مدعے پر آؤ۔

اچھا میں شادی کر رہا ہوں لیکن آخری بار تم سے ملنا چاہتا ہوں۔

مبارک ہو بہت ..... ملنا مشکل ہے رابیل کے دل میں کوئی ہلچل ہونی چاہیے تھی لیکن اس کا دل ساکت تھا۔

بے وفا لڑکی مجھے تو لگا تھا تمہیں غم ہو گا لیکن ..... خیر ملنے تو تمہیں آنا پڑے گا نہیں تو میں آ جاؤں گا اور مجھے یقین ہے میرا آنا تمہاری والدہ کو پسند نہیں آئے گا۔

او کے کہاں ملنا ہے ؟

ڈیٹس لائک آ گڈ گرل فون رکھو اڈریس لوکیشن بھیج رہا ہوں۔

رابیل نے بے دلی سے فون رکھا اور اڈریس دیکھا جو گھر سے پونے گھنٹے کی مسافت پر تھا کوئی نیا ریسٹورنٹ کھلا تھا۔

رابیل نے گہری سانس بھری وہ حسیب نامی چیپٹر کو اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لیے کلوز کرنا چاہتی تھی ..

....

رابیل میری جان کیا سوچا ہے پھر واپسی کا ہادیہ دستگیر اسے کمرے سے نکلتا دیکھ بولی جو شاید کہیں جانے کے لیے تیار ہوئی تھی۔

ابھی میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں میں آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں کچھ دیر ..

میری جان وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں چاہتی ہوں تم جلد واپس جا کر غازیان کو مناؤ وہ ناراض ہو کر گیا ہے۔

آہ!!! اسے بھی دیکھ لیں گے فلحال میں کسی کام سے جا رہی ہوں؟

کہاں جا رہی ہو اور اکیلے؟ ہادیہ دستگیر کے لہجے میں فکر مندی کا عنصر نمایاں تھا۔

جی ماما ڈرائیور کے ساتھ جا رہی ہوں اور آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے میں پہلی بار جا رہی۔

چلو جلدی آجانا اور دھیان رکھنا۔

اوکے ماما خدا حافظ۔

اللہ کی امان۔

وہ اب رابیل کی طرف سے زیادہ پریشان رہنے لگی تھیں انہیں غازیان اتنا ہی عزیز تھا جتنا کہ زارا اور رابیل... زارا تو اپنے گھر خوش تھی وہ مطمئین تھی اس کی طرف سے لیکن رابیل چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کے دل کے زیادہ قریب تھی وہ جلد از جلد اسے واپس بھیجنا چاہتی تھی.... غازیان سے ان کی بات اب تک نہ ہو سکی تھی

کیونکہ وہ وہاں جا کر بہت بزی رہنے لگا تھا رابیل اور اس میں بدگمانی بہت بڑھ گئی تھی وہ ماں تھی کیسے اپنے بچوں کو بکھرا ہوا دیکھ سکتی تھیں لیکن فلحال کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں تھا۔

....

میرال رات کے پہر کمرے کی کھڑکی میں کھڑی تھی جہاں موسم ابر آلود تھا وہیں خوشگوار بھی بادل بھی اس کی آنکھوں کی طرح وقفے وقفے سے برس رہے تھے آج اسے تنہائی بڑی نہیں لگ رہی تھی لیکن ایک خلا تھا اس کی زات میں جو نا جانے کب پُر ہونا تھا۔

چاند کبھی بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا اور کبھی باہر نکل آتا..... تیز ہوائیں اپنے ساتھ ہر چیز کو اڑانے کی کوششوں میں تھیں اور بارش جواب شروع ہو چکی تھی وہ رات کی اندھیرے میں اسے خوف دلا رہی تھی وہ کھڑکی بند کرتی بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔

اسے وہ شخص ہر رات یاد آتا تھا سونے سے پہلے جو سونے کے بعد اس کے پاس موجود ہوتا تھا لیکن اب تو اس نے آنا چھوڑ دیا تھا وہ لاشعوری طور پر اس کے انتظار میں تھی آنکھوں کو بار بار جھپکتی اضطراب کی کیفیت میں تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے سائڈ ڈرا سے ڈائری نکالی اور قلم اس پر چلانے لگی وہ اپنی سوچوں می گم مسلسل کچھ لکھ رہی تھی اور کیا لکھ رہی اس سے وہ خود بھی انجان تھی۔

اچانک ہوا کی وجہ سے کھڑکی پر دستک محسوس ہوئی تو وہ ہوش می آئی چونک کر کاغذ پر دیکھا جہاں انگنت بار دو ہی لفظ لکھے تھے۔

ابراہیم ....

ابراہیم ....

وہ خود بھی حیران تھی یہ سب اس نے کیوں لکھا پھر اگلا صفحہ نکالتی لکھنے لگی۔

مجھے نصیحت کرتے ہیں ہزار لوگ اسے بھول جانے کی .....

یہ جانے بغیر کہ محبت تو روح کا حصہ ہوتی ہے

یہ جانے بغیر کہ محبت تو روح کا حصہ ہوتی ہے

اور

ہجر تو ہماری قسمتوں میں درج تھا ورنہ ......

محبت تو دلوں پر رقم ہوتی ہے

محبت تو دلوں پر رقم ہوتی ہے

اور...

اور میں نہیں مانتی دنیا کی اِن عجیب رسومات کو

میرے نزدیک "پہلی "محبت ہی "آخری "ہوتی ہے .....

از قلم سُنیہا رؤف۔

....

رابیل اور حسیب اس وقت شہر کے مہنگے ریسٹورنٹ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے رابیل کا دل نا جانے کیوں دھڑک رہا تھا وہ آ تو گئی تھی لیکن اب وہ اس منظر سے غائب ہو جانا چاہتی تھی۔

رابیل یار.... کہاں کھوئی ہو؟ ماحول کو انجوائے کرو دیکھو سب کتنا میسمرائزنگ ہے حسیب نے اس کا دھیان موحول کی طرف کرواتے اس کا ہاتھ دھیرے سے تھاما۔

رابیل نے ارد گرد دیکھا جہاں زیادہ لوگ موجود نہیں تھے سامنے ہی ایک کپل بیٹھا تھا ان کے ہاتھ میں دو چھوٹے گول مٹول سے بچے تھے وہ ٹکٹکی باندھے انہیں ہی دیکھ رہی تھی اسے وہ منظر حسین لگا اس نے کیمرہ کھولا اور ایک تصویر بنائی جس میں وہ دو میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اب اپنے بچوں کو دیکھ خوشی سے مسکرائے تھے وہ جانتی تھی ایسے بنا پوچھے کسی کی تصویر اتارنا غیر اخلاقی حرکت ہے لیکن وہ واپسی پر جا کر ان کو بتا کر معذرت کر لیتی سوچوں کے گرداب سے باہر تب نکلی جب سامنے بیٹھے شخص کا لمس اپنے ہاتھ پر محسوس ہوا۔

رابیل نے فوراً اپنا ہاتھ ہٹایا۔

شادی.... شادی کب ہے تمہاری؟ رابیل کو سمجھ نہ آیا وہ کیا بولے ...

میں نے جھوٹ بولا تھا حسیب نے اطمینان سے ٹیک لگاتے کہا۔

کونسا جھوٹ ؟

یہی کہ میں شادی کر رہا ہوں۔

رابیل نے کئی لمحے اسے دیکھا آنکھیں کسی بھی احساس اور جزبے سے عاری تھی۔

نہایت گھٹیا حرکت تھی میں آخری بار تمہیں مل کر مبارک باد دینے اور الوداع کہنے آئی تھی۔

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں رابی ہزار بار کہہ چکا ہوں حسیب ٹانگ سے ٹانگ ہٹاتا اب آگے ہو کر بیٹھا۔

یہ ممکن نہیں۔

کیوں ممکن نہیں ...

کیونکہ ....

کیا کیونکہ ... کہیں تمہیں اپنی اس دودھ کی پتی سے محبت .....

انف .....اپنی حد میں رہو حسیب ... میں جا رہی ہوں۔

اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو ؟ تم ہی اسے اس لقب سے پکارا کرتی تھی۔

وہ میرا کزن تھا تب ... اور اب شوہر ہے تو میں کچھ بھی کہوں نن آف یور بزنس میرے ہسبینڈ کی کال آ رہی ہے مجھے آج واپس جانا ہے اب مجھے چلنا چاہیے۔

رابی تم نے مجھے دھوکا دیا ہے؟

کیسے دھوکا؟ کیا میں نے اظہارِ محبت کیا تھا تم سے کبھی، یا کبھی تمہیں میری طرف سے ایسا کوئی بھی اشارہ ملا ہاں میری غلطی یہ ہے کہ میں نے تمہیں ان سب سے روکا نہیں تب روکتی تو شاید آج یہ نوبت نہ آتی مجھے محبت پر یقین نہیں شاید اب بھی نہیں لیکن میری ماں نے ایک چیز مجھے سکھائی ہے اور وہ پتا ہے کیا ہے "وفا" محرم سے وفا میری ماں نے میرے باپ کے بغیر ساری زندگی گزار دی اکیلے..... بہت سے لوگ انہیں کہا کرتے تھے کہ شادی کر لو انہوں نے کہا کہ جو جگہ میرے شوہر کی میرے دل میں ہے وہ کوئی نیا شخص تا قیامت نہیں لے سکتا دوسری شادی بڑی چیز نہیں اسلام ہمیں اجازت دیتا ہے لیکن دل کا کیا کروں وہ تو آج بھی ایک ہی شخص کے لیے دھڑکتا ہے اسے آج سالوں پہلے کی گئی گفتگو یاد آئی جو اس کی ماں نے کسی سے کی تھی۔

مجھے معاف کرنا حسیب تم اچھے لڑکے ہو اور مجھے پتا ہے تمہیں مجھ سے کوئی محبت نہیں یہ سب پسندیدگی ہے جو میرے اس قدم کے بعد ختم ہو جائے گی مجھے امید ہے تم لائف میں آگے بڑھ جاؤ گے جیسے میں بڑھ چکی ہوں؟

کیا تم واقعی ہی غازیان اعجاز کو قبول کر چکی ہو اس کی تمام باتیں سننے کے بعد حسیب نے بیچینی سے پوچھا۔

ہاں.....رابیل دستگیر نے غازیان اعجاز کو قبول کیا .....

تو ٹھیک ہے میری دعا ہے کہ تم خوش رہو حسیب کہتا مسکراتا ہوا اٹھ گیا۔

رابیل بھی پہلی بار مسکرائی تھی شاید کچھ لوگوں کو صرف راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے کسی ایسے شخص سے جو ان کے قریب ہو وہ چاہتی تو اس کی تزلیل کر سکتی تھی اس بڑا بھلا بول دیتی لیکن نہیں تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی ہر

کہانی کے دو پہلو ہوتے ہیں ان کی کہانی کا ایک پہلو یہ تھا کہ حسیب نے ہمیشہ اسے اس نظر سے دیکھا تھا اور دوسرا پہلو یہ تھا کہ رابیل نے اسے کبھی روکا نہیں تھا غلطی برابر کی تھی تو سزا ایک کو کیوں؟

خیر آج وہ اچھے دوستوں کی طرح ایک دوسرے کو الوداع کہہ چکے تھے۔

زندگی رہی تو پھر ملیں گے !

....

میرال سب بند کر کے اب اندھیرا کیے لیٹ گئی آنکھیں نیند کی وجہ سے بوجھل تھی اور پھر وہ جلد ہی سو گئی۔

رات کے آخری پہر جہاں ہر طرف خاموشی کا راج تھا وہیں صرف رف بارش کا شور تھا جو اب بوندا باندی کا رخ اختیار کر چکی تھی چاند کو بھی بادلوں نے ڈھک دیا تھا رات کا اندھیرا خوف ناک منظر پیش کر رہا تھا۔

میرال کے کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی شخص اندر داخل ہوا اور دروازے کو پھر سے لاک کیا اب وہ آہستہ آہستہ اس بے خبر وجود کی طرف بڑھ رہا تھا جو اپنی تمام تر معصومیت سمیت سو رہی تھی۔

نائٹ سوٹ پہنے، بکھرے بال جو ہمیشہ کی طرح تکیہ پر تھے اور آدھے اس کے نیچے، گلابی رنگت اور گلابی کٹاؤ دار ہونٹ جو ایک دوسرے میں پیوست تھے، پھولے گال جو بچپن سے ہی ہر دوسرے شخص کی توجہ کا مرکز رہے تھے.....

وہ شخص اس پر جھکا اور اس کی شرٹ کا اوپری بٹن کھولا میرال کو کسی کا لمس محسوس ہوا تھا لیکن یہ لمس انجانا تھا اس نے جلدی سے آنکھیں کھولی سامنے کا منظر دیکھ وہ چیختی اس سے پہلے مخالف اس کے چیخ کا گلہ گھونٹ چکا تھا۔

وہ شخص دکھنے میں پینتیس چھتیس برس کا تھا چہرے اور آنکھوں سے خباثت صاف دکھ رہی تھی اور میرال سکندر تو لوگوں کی ایسی آنکھیں پڑھنے میں ہنر رکھتی تھی اب.....وہ کیسے نہ پہچانتی وہ مسلسل اس سے اپنا آپ چھڑوا رہی تھی لیکن وہ شخص اس کے نازک سے جسم کو اپنے شکنجے میں لے چکا تھا....

ک..کون..ہو....کی...کیا چاہتے....چاہت...چاہتے ہو؟

میرال سکندر لائبہ کے نام یہ گھر کر دو نہیں تو اس سے بدترین راتیں تمہاری زندگی میں لکھ دی جائیں گی مجھے تمہارے سوتیلے باپ نے بھیجا ہے تمہاری عقل ٹھکانے لگانے لیکن اب تمہارے حسن کو دیکھتے......وہ اس کے گال پر ہاتھ پھیرنے لگا میرال نے نم آنکھوں سے منہ پھیرا .....

جانِ من نظریں نہ چراؤ رات میرے ساتھ ہی گزارنی ہے وہ اب اس کا دوسرا بٹن بھی کھولتا اس سے پہلے پیچھے سے آتے کسی نے اس کے سر پر ڈنڈا مارا تھا میرال نے میچی آنکھیں کھولی تو وہی تھا اس شخص کو وہ کیسے بھول جاتی وہ محافظ تھا ....

اس شخص نے کھڑکی سے کسی کو اشارہ کیا اوپر آنے کا شاید وہ ڈرائیور تھا یا اس کا ساتھی وہ اب اوپر آتا سامنے موجود بوڈی کو لے جانے لگا۔

یہ شخص صبح کی سرخیوں میں سرفہرست ہونا چاہیے اس کی موت کیسے ہوئی یہ اس کی بوڈی چیخ چیخ کر خود بتائے گی اڈے پر پہنچاؤ اسے جہنم وصل میں اپنے ہاتھوں سے کروگا کمرے میں ہلکی مگر سنجیدہ آوز گونجی میرال پر اب بھی سکتہ طاری تھا کمرہ اب خالی ہو چکا تھا وہ شخص سامنے کھڑکی بند کرتا اس کی طرف آیا۔

میرال بیڈ سے اتر کر ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچی اور .....

مخالف کو حیرت کا جھٹکا لگا جب وہ آ کر اس کے گلے لگی لیکن حیرت تب کم ہوئی جب اس کے کانپتے وجود کو محسوس کیا میر ابراہیم نے اپنا گھیرا تنگ کیا میرال اب ہچکیوں سے رو رہی تھی.... میر ابراہیم نے سرخ آنکھوں زور سے بند کر کے کھولی دماغ کی رگیں تن گئی یہ سوچتے ہوئے کہ آج بھی اگر وہ نا آتا یا لیٹ ہو جاتا۔

وہ....و....وہ...مجھے...چ......یہاں ....

میر ابراہیم کو سالوں پہلا وہ منظر یاد آیا تو کیا اس رات بھی میرال .....

ششششش.......کچھ نہیں ہوا ہے...دیکھو میں آ گیا ہوں وہ اس کے بال سہلاتا بولا سالوں بعد آج اس کی میر واس کی نزدیک تھی اور بات بھی کر رہی تھی۔

اس...ا...اس نے.... بٹن وہ الگ ہوتی اپنے بٹن ہزیاتی کیفیت میں چھونے لگی ساتھ وہ بار بار اپنا گال رگڑ رہی تھی میر ابراہیم نے ایک بار پھر ضبط کیا اس کی روحِ جاناں کی حالت اس کی روح پر گہرا وار کر رہی تھی۔

....

جاری ہے--------------

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

میر ابراہیم نے اسے بازوؤں سے تھاما اور خود کے قریب کیا ششش خاموش رہو اور دیکھو میری طرف۔

میرال اب خاموش کھڑی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

کہاں ٹچ کیا اس نے؟

میرال نے سوجی ہوئی آنکھیں ہٹائیں اور اپنے بائیں گال پر ہاتھ رکھا۔

میر ابراہیم جھکا تھا اس کے گال پر اور نا محسوس انداز میں اپنے لب اس کے گال پر مس کیے میر ال نے مٹھیاں زور سے بند کیں۔

اور؟

میر ال نے بنا سوچے سمجھے انگلی اپنی شرٹ پر رکھی جہاں پہلا بٹن ٹوٹ چکا تھا اور دوسرا کھلا تھا۔

میر ابراہیم نے اس کا دوسرا بٹن بند کیا اور اس سے پہلے کے وہ جھکتا وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئی ایک قدم۔

میر ال واپس آؤ.... میر ال رومال سے اس کے ڈھکے چہرے پر بھی غصہ محسوس کر سکتی تھی لیکن خوف ہر احساس پر بھاری تھا۔

میر ابراہیم نے کچھ لمحے انتظار کرتے قدم خاموشی سے واپسی کی طرف موڑے اس سے پہلے کے وہ کھڑکی کھولتا میر ال سکندر کی ہچکی اسے بالکل اپنے پیچھے سنائی دی۔

وہ مڑا تو میر ال نے اپنی انگلی اپنی گردن پر رکھ کر سر کو ہلکا سا خم دیا وہ شخص حیرت کا شکار تھا میر ال سکندر پل پل اسے حیران کرتی رہی تھی لیکن آج شاید واقعی وہ تھک گئی تھی اپنی تنہائی سے۔

میر ابراہیم آگے بڑھا اور اس کی انگلی گردن سے ہٹائی اور چوم لی وہ ابھی اس کی معصومیت نہیں چھین سکتا تھا۔

مجھ..... مجھے یہاں.... نہ... نہیں.... ر..... رہنا.... تم... تمہارے.... س... ساتھ.... جا... جانا... ہے وہ اب نظریں جھکاتی بولی۔

بہت جلد تم میری دسترس میں ہو گی وہ اب مزید وہاں رہتا تو شاید اس کے ساتھ خود بھی بکھر جاتا لیکن وہ مسلسل روتی نفی میں گردن ہلاتی اسے بیچین کر رہی تھی۔

میر ابراہیم اسے ساتھ لایا تو وہ کمفرٹر اوڑھ کر لیٹ گئی وہ تب تک بیٹھا رہا جب تک اس کے گہرے سانس خود کے ہاتھ پر محسوس نہ کیے جو اس کے ہاتھوں میں تھا۔

وہ کیسے چلا جاتا اس کی روحِ جاناں کو ضرورت تھی اس کی میر ابراہیم نے صبح ہونے کا انتظار کیا اور پھر اس کا وہی گال واپس چومتا اٹھا تو نظر اس کی گردن پر پڑی جہاں رات میں وہ انگلی رکھ رہی تھی۔

ایک بار پھر جھکا اور رومال ہٹاتا اس کی گردن پر جا بجا اپنی محبت کی مہریں ثبت کرنے لگا اور پھر سیدھا ہوتا وہاں سے نکل گیا۔

اگر اس دنیا میں میرال سکندر پر کوئی حق رکھتا تھا تو وہ تھا میر ابراہیم.....

....

ماما مجھے واپس جانا ہے اپنے گھر ہادیہ دستگیر کے کمرے میں آتی وہ بولی۔

یہ تو بہت اچھی بات میں ابھی غازی کو فون کرتی ہوں وہ آ کر لے....

نہیں ماما.... ہو سکتا وہ کسی کیس میں بزی ہو... میں خود ہی ڈرائیور کے ساتھ چلی جاتی۔

رابیل اس شہر کی بات نہیں ہے میں اتنی دور کیسے تمہیں اکیلا بھیج دوں؟

پر ماما.... ایسا کریں آپ بھی آجائیں ساتھ۔

نہیں میں کیا کروں گی جا کر؟

آپ اپنے غازی سے مل لینا....

اچھا لیکن رکو گی نہیں ہادیہ دستگیر نے کچھ سوچ کر کہا۔

اوکے ٹھیک ہے لیکن ڈرائیور بابا تو باہر نہیں ہیں اس نے یاد آنے پر کہا۔

ہاں میں تمہیں بتانا ہی بھول گئی آج ان کی بیٹی کی پہلی اولاد ہوئی ہے تو وہ وہی گئے ہیں کتنا خوشی کا لمحہ ہوتا ہے نا والدین کے لیے جب وہ اپنی اولاد کے ہاتھوں میں ان کی اولاد دیکھیں زارا تو میری یہ خواہش پوری کر چکی ہے رابی اب میری جان مجھے تمہاری شرارتی اولاد دیکھنی....

ماما آپ کیا محلے کی آنٹیوں کی طرح تمہاری اولاد دیکھنی وہ ان کی نقل اتارتی ناک سکیڑ کر بولی۔

ہاہا.... میری جان مزاق کر رہی ہوں اللہ نے جب چاہا نواز دے گا لیکن میں چاہتی ہوں تمہاری اولاد تم پر جائے جب وہ تمہیں بے انتہا تنگ کریں گے نا تو مجھے بہت مزہ آئے گا خیر آؤ اتنی دیر بالوں کو آئل لگاؤں اب کل ہی جانا ہو گا ہمارا۔

خدا کا خوف کریں ماما میں نے کب آپ کو تنگ کیا؟ وہ صوفے کے پاس نیچے آلتی مار پر بیٹھ گئی۔

کب نہیں کیا رابیل؟ تم اتنی ضدی تھی کیا بتاؤں سوچو کیا وہ منظر ہو گا جب میری رابی اپنے پانچ چھ بچوں اور گازیان کے پیچھے صبح صبح ناشتہ لے کر بھاگے گی ہاہا..... وہ قہقہہ لگاتی بولی۔

ماما یااااااا روہ سُرخ چہرہ لیے بولی۔

ویسے ماما بچے کچھ زیادہ نہیں بنا دیے آپ نے؟

نہیں تو.... وہ ہنسی روکتی بولیں ..

مجھے تو ناٹوئینز پسند ماما وہ کچھ سوچ کر بولی۔

توبہ کرو رابیل تم ایک سنبھال لو وہی بہت ہے وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولی تو دونوں ہنسنے لگی۔

....

میرال صبح اٹھی تو سر بھاری تھا کمرے میں ہلکی روشنی تھی کیونکہ پردے اب تک پیچھے نا کیے گئے تھے اسے رات کا سارا منظر یاد آیا تو آنکھیں بھیگنے لگی اور پھر وہ شخص یاد آیا جس نے اسے کسی بڑی تباہی سے بچا لیا تھا باقی منظر یاد آتے اسے اپنی بااختیاری پر غصہ آیا۔

اب کی بار ایسا کچھ ہوتا تو میرال سکندر شاید جینا چھوڑ دیتی... وہ چکراتے سر سے اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی... باہر آ تو گئی تھی لیکن ہزاروں سوچوں کا جال لیے... کیا رشتے اتنے سستے اور پیسہ اتنا اہم ہو گیا ہے کہ انسانوں کی

بولی لگائی جائے.... ان کی عزت کی دھجیاں اڑائی جائیں کچھ پیسوں کے لیے.... وہ ان کی سگی نا سہی لیکن انسانیت کا رشتہ تو تھا نہ وہ اتنا گر گئے تھے کہ کسی شخص کو اس کے.....

اس نے آنکھوں میں ویرانی لیے اپنے کمرے کے در و دیوار کو دیکھا کیا یہاں سے رشتہ ٹوٹ جائے گا؟ تو وہ کہاں جائے گی.... سب کچھ تو اس نے ان کو دے دیا تھا... لیکن وہ مزید تباہی برباد نہیں کر سکتی تھی .....

بابا مجھے آپ سے ایک شکایت ہمیشہ رہے گی اور وہ پتا ہے کیا ہے؟

یہ جائیداد... کاش یہ سب نہ ہوتا ہمارے پاس... کسی چھوٹے سے چار، پانچ مرلے کے گھر میں رہ لیتے تو اتنا سب نہ ہوتا جس کے لیے مجھے رسوا کیا جاتا..... لوگ سوچتے ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں لیکن جن کے پاس یہ دولت ہے وہ خوش ہیں... وہ غلط سوچتے ہیں ان کے گھر چھوٹے سہی لیکن خوشیوں سے آباد ہیں جہاں وہ ساتھ ہیں.... جہاں کوئی لالچ سے ان کا وہ چھوٹا مکان لینے کے لیے اتنا نہیں گرتا.... پتا ہے دولت انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے یہ تو سگوں کو لڑوا دے میں تو پھر ان کی سوتیلی ہوں وہ تھکی آنکھیں موند گئی۔

....

علی آج خاص لوسیفر کے بلاوے پر آیا تھا آج وہ کچھ خاص بتانے والا تھا وہ کیا تھا علی پہلے سے جانتا تھا اسی لیے تو اب تک اپنی جان لگائی تھی اور آج وہ لمحہ قریب تھا ...

ہیلو ڈارلنگ لوسیفر تو نہیں لیکن مارتھا پھر سے وہاں موجود تھی علی نے گہری سانس بھری اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔

ہائے !!

کتنے دن ہو گئے تم آئے نہیں میں روز تمہارا انتظار کرتی تھی وہ بالکل اس کی تھائی کے قریب بیٹھ گئی اور اپنا ہاتھ اس کی تھائی پر رکھا۔

اچھا اور وہ کیوں علی نے اب کہ پر تجسس لہجے میں پوچھا۔

مِس کیا میں نے تمہیں ....

اچھا ......

کیا آج ہم اکیلے میں مل سکتے ہیں مارتھا نے اپنی انگلی سے اس کے چہرے پر لکیر کھینچی۔

سوچنا پڑے گا علی نے تھوڑی پر ہاتھ رکھتے کہا۔

سوچنا کیسا.... میں سامنے ہوں تمہارے اور کیا چاہیے وہ مزید قریب ہوتی بولی۔

اور یہ حسینہ مجھے کہاں ملے گیں۔

میرے کمرے میں !

لوسیفر؟

وہ رات بھر گھر نہیں ہو گا؟

ایسا کیوں؟

وہ میں تمہیں رات میں ہی بتاؤ گی جب تم آ ؤ گے اوکے وہ اٹھتی ادا سے بال جھٹکتی بولی۔

اوکے میر اانتظار کرنا۔

تمہارا ہی تو انتظار کیا ہے اتنے دونوں سے ...

....

مسسز لیاقت نے ویسا ہی کیا تھا جیسا میر ابراہیم نے کہا تھا اس وقت ان کے ہاتھ میں وہی فائل تھی انہوں نے وہ فائل اسے تھمائی۔

گڈ جاب میر ابراہیم نے آنکھوں سے کالا چشمہ ہٹاتے کہا۔

اب آگے کیا کرنا ہے؟

وہ وقت آنے پر بتاؤ گا فلحال تو تم اس کے آفس جانا شروع کرو۔

وہ کیوں؟

مجھے سوال کرنے والے لوگ کچھ خاص پسند نہیں مسسز لیاقت ...

لیکن مجھے پتا ہونا چاہیے تا کہ میں وہاں بھی اپنا کام بخوبی انجام دے سکوں اور اس شخص سے چھٹکارا حاصل کروں جلد از جلد اپنی حصے کی پراپرٹی لے کر۔

اور ریلی ؟

آپ کا حصہ کیا واقع اس جائیداد میں یا اس بزنس میں آپ کا بھی حصہ ہے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ایسا کچھ میرے باپ نے مجھے بتایا نہیں۔

می..... میرا... م.... مط.. مطلب...

ایک بات یاد رکھو تم سب کے سب یہ سب میرے باپ کا تھا... ہے... اور رہے گا.. اپنی خیریت چاہتی تو وہی کرو جو کہا گیا میر ابراہیم سے دھوکا زندگی گنوانے کے مترادف ہے تو ہر قدم سوچ سمجھ کے اٹھانا.. اور اتنا پوچھ رہی ہو تو بتاتا ہوں آپ کو آفس اس لیے جانا ہے تا کہ آپ لیاقت پر ہر وقت نظر رکھ سکیں اور اس کے پل پل کی خبر مجھ تک پہنچائے میں بھی تو دیکھو ایک قاتل کیسے اتنی آسانی سے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا...

اوکے... مسز لیاقت نے سوکھے ہونٹون کو زبان سے تر کیا اور جیسے آئیں تھی ویسے واپس چلی گئی۔

....

میر ابراہیم اس وقت روز ایک ہی شخصیت کے پاس ہوتا تھا اب بھی ان کے قدموں میں بیٹھا تھا جہاں جنت تھی

اس کی۔

میر!!

ہم...

میرو کو کب لاؤ گے ؟ لہجے میں تنہائی کا درد پوشیدہ تھا

بہت جلد! اب والے لہجے میں امید تھی، ملن کی امید۔

اور اگر اسے پتا چل گیا.....

ما.....ما.....وہ تو ایک نہ ایک دن چلنا ہی ہے لیکن ابھی سہی وقت نہیں ابھی بہت کچھ ہے جسے سر انجام دینا ہے ابھی کچھ لوگوں کو ان کی اوقات یاد دلانی ہے تحریم بیگم نے اٹھنے کی کوشش کی تو وہ انہیں سہارا دیے کر بٹھا گیا۔

میر چھوڑو یہ سب...ان سب میں کچھ نہیں رکھا ہر بار کی جانے والی گفتگو آج پھر زیرِ بحث تھی۔

آپ کو لگتا ہے اتنا آگے آ کر میں پیچھے ہٹوں گا... کیا واقعی میر حیدر کا خون اتنا سستا تھا کہ میں سب بھول جاؤ؟ لہجے کی لڑکھڑاہٹ بخوبی محسوس کی جاسکتی تھی۔

میر میری جان تمہارے پاس سب ہے آج تمہیں ان سب کی ضرورت نہیں..دولت نہیں چاہیے مجھے میر... مجھے تم اور میرو چاہیے ہو بس...جو لوگ دولت کے لیے تمہارے باپ کو مار سکتے مجھے.....

ہاں!!! جو لوگ دولت کے لیے میرے باپ کو مار سکتے میری ماں کو نیم پاگل کر سکتے میں دیکھنا چاہتا ہوں جب یہی دولت ان کے پاس نہیں رہے گی تو وہ کیا کریں گے.... ان کو تڑپتا دیکھنا چاہتا ہوں بس... اپنے شوہر کا قتل آپ معاف کر سکتی ہیں میں نہیں...

میر سب رب کے حوالے کر دو سب بہتر ہو گا!

او کے ماما! فلحال تو آپ بتائیں میرے نئے گھر کب چلیں گی؟

جب تم میری میرو کو لاؤ گے تب پکا چلوں گی ابھی میں یہیں اس گھر میں اپنے ماضی میں گُم کچھ اور وقت گزارنا چاہتی جہاں صرف خوشیاں تھی اور سب مکمل تھا... حال میں رہتے شاید میں نفسیاتی ہی رہتی اگر تم میرا علاج نہ کرواتے... تنہائی بہت ازیت دیتی ہے کسی اپنے کو کھونا آسان نہیں ہے دولت تو آج ہے کل نہیں ہے... لیکن انہوں نے مجھے بیوہ کر دیا.... میں تحریم حیدر جس نے کبھی تنہارات تک نہ گزاری تھی آج دیکھو تنہا زندگی گزار رہی ہوں.... زندگی کی ڈور کب ٹوٹ جائے کچھ پتا نہیں ہے... بس تمہارے باپ کی آخری خواہش کو پورا کرنا چاہتی تمہیں اور میرال کو ساتھ مسکراتا دیکھنا چاہتی....

ماما! کیا میں نہیں ہوں آپ کی زندگی میں؟ آپ تنہا تو نہیں آنکھیں ضبط سے سُرخ پڑی تھی۔

بس تمہیں دیکھ کر ہی تو آنکھوں کی چمک برقرار ہے میری جان وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتی آنکھیں صاف کر گئیں۔

میر ابراہیم نے ان کا ٹوٹا لہجہ محسوس کرتے اپنے ارادے مزید مضبوط کیے تھے وہ کیسے چھوڑ دیتا ان لوگوں کو جنہوں نے اس آشیانے کو تنکوں میں بکھیر دیا تھا۔

....

رابیل اور ہادیہ بیگم نکل چکے تھے راستے میں تھے وہ فلائٹ سے واپس جا رہے تھے ہادیہ بیگم تو سو گئی تھی لیکن وہ سوچوں کے جال میں الجھی پڑی تھی۔

کیا اس کا واپس جانے کا فیصلہ ٹھیک تھا یا نہیں وہ محبت جیسی چیزوں پر یقین نہیں رکھتی تھی تو کیا وہ صرف اپنی ماں کے کہنے پر اپنا گھر بسانے جا رہی تھی لیکن گھر بسانے کیلئے تو ......

خیر اُس نے واقعی اس شخص کے ساتھ غلط کیا تھا ہر جگہ تو وہ غلط تھی اسے رہ رہ کر وہ لمحات یاد آرہے تھے جب وہ دونوں قریب تھے... لیکن اس شخص نے اب تک اس پر اپنا حق نہیں جتایا تھا.... نا اس رات جب اس نے کافی بد تمیزی کا مظاہرہ کیا تھا اور نہ اس رات جب وہ نشے میں تھی.... اس کا کردار کتنا مضبوط تھا اتنا تو وہ جان گئی تھی غازیان اعجاز کے بارے میں... نا جانے وہ اسے دیکھ کر کیسا ری ایکٹ کرے گا اس نے کیا کیا نہیں بولا تھا اسے کیا وہ اسے اب دیکھنا بھی پسند کرے گا؟ یہی سوچ اسے ہلکان کیے ہوئی تھی تب سے... وہ پریشانی اور شرمندگی کے ملے جلے اثرات کے زیرِ اثر تھی۔

....

پاپا کیا ہوا آپ کے اس بندے کا جسے آپ نے بھیجا تھا وہ تو آیا بھی یا نہیں ہمیں معلوم نہیں لائبہ شوکت نظامی کے پاس بیٹھتی بولی۔

آیا تو تھا وہ لیکن ہوا کیا اس بات کا اندازہ نہیں ہے مجھے کیونکہ وہ فون نہیں اٹھا رہا میرا .....

پاپا کیا آپ کو لگتا ہے میرال اب یہ گھر ہمیں دے دے گی؟

اس کی بھلائی تو اسی میں ہے کہ وہ دے دے نہیں تو پھر ایک بار........ان کی بات پوری ہونے سے پہلے کسی کی تالیوں کی گونج پورے کمرے میں سنائی دی تھی ماحول ساکت ہوا تھا وہ دونوں اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

کافی اچھا کھیل تھا شوکت نظامی ....

کیا بکو... بکواس کر رہی ہو؟ لائبہ کے چہرے کی بھی رنگت اڑی تھی اگر اس نے سب سن لیا اور اب وہ نا مانی تو؟ اسے اب بھی لالچ تھا... خیر کتے کی دم کو سو سال بھی زمین کے نیچے دفن کر دو تو وہ سیدھی نہیں ہو گی۔

اچھا کھیل تھا لیکن افسوس میرال سکندر کی عزت پر آنچ نہیں آئی.... افسوس تم کامیاب نہیں ہوئے... افسوس تم پہلی بار مجھے شکست دینے میں ناکام رہے نہیں تو بچپن سے لے کر اب تک تم جو کر چکے ہو وہ میرے دل پر لکھا ہے اور بیشک اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر بار مجھے مات دیتے آئے ہو... اس کے لیے اس نے گھوم کر کمرے کی در و دیوار کو دیکھا اس گھر کے لیے تم نے میری عزت کو داغ دار کرنا چاہا.... ہاہاہا وہ ہنسی اور پھر ہنستے ہنستے

رونے لگی انسانیت جانتے ہو کیا ہے؟ نہیں تم کیسے جانو گے تم تو حیوان ہو انسانی شکل میں بھیڑیے اور لائبہ تم... تم تو ایک عورت ہو ...

بہت ہو گیا نظامی دھاڑتا آگے بڑھا۔

خبردار! آگے قدم مت بڑھانا میرال اس سے زیادہ اونچی آواز میں چیخی تو نظامی کے قدم وہیں پر ساکت ہوئے۔

پتا ہے ایک بار ہمارے گھر کے ایک ملازم نے چوری کی تھی اور جو چرایا تھا اس کی قیمت بہت زیادہ تھی بابا نے اسے وہ دے دیا میں بہت حیران ہوئی کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا اگر اسے دینا ہی تھا تو اس کی چوری کیوں پکڑی وہ ملازم ان کے پاؤں پڑ گیا اور پھر ان کے ساتھ کافی دفادار رہا لیکن فطرت نہ بدلی کیونکہ اسکا باپ بھی چور تھا وہ ان کے پیچھے لگ کر یہ سب کر رہا تھا..... لیکن ان کے اگلے لفظوں نے مجھے بہت بڑی سیکھ دی ...

انہوں نے کہا کہ لوگوں کے پیچھے اور دولت کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دو... دولت سے تم لمبی زندگی نہیں خرید سکتے اور نا لوگ تمہیں جنت میں لے جاسکتے ہیں... اِن کے قدموں میں گرنا چھوڑ دو آج جس دولت کے لیے تم لڑ رہے ہو نا حاصل تو شاید وہ ہو جائے لیکن آخری سانس پر ہاتھ سے چھوٹ جائیگی... موت امیری، غریبی نہیں دیکھتی آج تم دنیاوی آسائشیں وں کے پیچھے بھاگ رہے ہو کل ہی تمہیں کوئی بیماری لاحق ہو گئی تو دوسرے ہی روز یہی لوگ تمہیں ہسپتال لے کر جائیں گے اور تمہاری جمع کی دولت سے تمہارا علاج ہو گا لیکن سانسیں فقط گنیں چنی جتنی رب نے دی ہیں.... تیسرے روز تم اپنی زندگی کا آخری سفر طے کرو گے.... اور چھوتھے دن اُسی دنیا میں لوٹ جاؤ گے جہاں سب نے جانا ہے.... جو اشرف المخلوقات کا اصل ہے.... پانچویں دن لوگ تمہاری

موت پر آکر آنسو بہائیں گے اور..... چھٹے،،، چھٹے ہی روز کسی کو یاد بھی نہیں ہو گا کہ تم نے زندگی میں اُن کے لیے کیا.... کیا کیا ہے....

خیر اسی دولت کے لیے تم لوگوں نے میرے باپ کو نہیں چھوڑا تو میری زات تو بہت حقیر ہے جاؤ یہ گھر بھی آج میں نے تمہیں دیا اپنی عزت کا صدقہ اتار کر... خیرات کیا میں نے یہ گھر بھی تم لوگوں کو...

لیکن بس اتنا کہوں گی انتظار کرنا سکّہ گھومتا ہے اور رُخ ضرور بدلتا ہے وہ آج بنار کے، بنا گھبرائے، بنا ڈرے سب کہہ گئی تھی آج وہ وہ میرال سکندر تھی وہ میرال سکندر جسے ایسے دیکھنے کے خواہاں کئی لوگ تھے۔

شوکت نظامی کو ہوش آیا اور مڑ کر دیکھا تو لائبہ خوشی سے مسکرا رہی تھی وہ بھی مسکرانے لگا آخر وہ کامیاب ٹھہرے تھے۔

....

داد بخش!

جی سر؟

تمہاری بیٹی کیسی ہے وہ سوچوں میں ڈوبا بولا۔

وہ... سر بالکل ٹھیک ہے اور وہ اپنے نام جیسی ہے فجر جس نے صبح کی طرف ہماری زندگیوں میں اجالا کر دیا داد بخش خوشی سے بتاتا اپنے بوس کے سنجیدہ چہرے کو جانچنے لگا کیونکہ اس کے باس کو بچوں سے بہت انسیت تھی خاص طور پر بیٹیوں سے اس کا کہنا تھا کہ ایک باپ ادھورا ہے اگر اس کے پاس رب کی رحمت یعنی بیٹی نہیں۔

سر رب العزت آپ کو بھی خوبصورت بیٹی سے نوازے۔

اور میر ابراہیم کے دماغ میں چھن سے وہ عکس ابھرا تھا۔

پر سر آپ شادی تو کر لیں پہلے داد بخش نے شرارتاً کہا۔

داد بخش دوسری شادی کی اجازت میری بیوی نہیں دے گی اب اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ کا راج تھا ہاں مگر بیٹی تو وہ مجھے دے سکتی ہے آنکھوں کی چمک بڑھی تھی۔

سر لیکن وہ..... وہ کچھ کہتے کہتے رُکا۔

ہاں بولو! ساری مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی تھی۔

سر وہ گھر تو نظامی لے لے گا.... تو ...

لے لینے دو داد بخش وہ ایزی ہو کر کرسی کی بیک پر سر رکھتا آنکھیں موند گیا تو داد بخش کو اپنی سماعت پر شک ہوا۔

پر سر!!!

داد! کوئی اُس سے تب تک کچھ نہیں لے سکتا جب تک وہ خود نہ دے آج دے رہی ہے تو انہیں عیش کرنے دو یہی سب کے حق میں بہتر ہو گا خیر اس شخص کا کیا بنا ٹھکانے پر پہنچا دیا اُسے؟

جی. سر..... لیکن... آپ.. آپ نے..... ظلمات کی چکی میں پیسا ہے اسے بڑی طرح او... اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے سامنے والا اپنے پنچ سے اس کا منہ بند کروا چکا تھا۔

صد شکر کہ جان لینے کا حق رب کا ہے اگر مجھے ہوتا تو وہ شخص اپنی آخری سانسیں کب کی گن چکا ہوتا اس نے میری روحِ جاناں داد...... میری میرو... کو ہاتھ...

ہاتھ کیسے لگایا؟ وہ سامنے ٹیبل پر موجود چیزیں جھٹکے سے نیچے گراتا آپے سے باہر ہو رہا تھا... اسے چھونے کا تو کیا دیکھنے کا حق بھی مجھے ہے.... میر ابراہیم حیدر کو..... اس نے نزدیک جانے کی کوشش کیسے کی؟ پیپر ویٹ سامنے لگے گلاس وال کا حشر کر گیا وہ ہزیاتی کیفیت میں بالوں کو نوچ رہا تھا۔

داد بخش ایک طرف سانس روکے کھڑا تھا اتنی جنونیت... اس وقت اگر وہ شخص جو بستر پر بڑی حالت میں پڑا تھا میر ابراہیم کی وحشت دیکھ لیتا تو خود کے لیے موت کو ترجیح دیتا... داد بخش نے دم سادھے سامنے کا منظر دیکھا جہاں وہ گلاس وال کے پاس آدھے کانچ پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا داد بخش کی آنکھیں اس گلاس وال سے نیچے آتے سُرخ خون پر تھی... کوئی عشق میں پاگل کیسے ہوتا ہے اس کی زندہ مثال داد بخش کو میر ابراہیم حیدر لگا۔

سر..... پلیز! ہٹیں آپ کی جلد بڑی طرح کٹ چکی ہے داد بخش نے اس کا ہاتھ کانچ سے ہٹانا چاہا۔

اور اس دل کا کیا کروں جو وہ منظر یاد کرتے ہزار ٹکروں میں تقسیم ہو رہا ہے لہجہ بھیگا تھا وہ اس رات سے نارمل تھا... اندر کی آگ کو دبائے بیٹھا تھا لیکن آج وہ سب لاوا بن کر نکلا تھا....

میرال سکندر میر ابراہیم حیدر کی چلتی سانسوں کا ثبوت ہے میرے نزدیک محبت بہت ادنٰی سی حیثیت رکھتی ہے "اُس" سے جو ہے وہ کچھ عشق سے بڑھ کر ہے میں نے دن رات اس کا نام خود کی سانسوں کے ساتھ سنا ہے... میں نے ہر رات اسے خود کے روبرو دیکھا ہے... اسے اگر میں روحِ جاناں کہتا ہوں تو یہ محض لفظ نہیں میرے تمام احساسات کا مجموعہ ہے ہیں دنیا یہ جان لے کہ میر ابراہیم حیدر میرال سکندر کے بنا کچھ نہیں......

کچھ لوگ جان سے بڑھ کر ہوتے ہیں، وہ تکلیف میں ہوں تو ہماری سانس پھول جاتی ہے داد بخش سوچ رہا تھا کہ آج کہ دور میں کون ایسی محبت کرتا ہے لیکن کچھ میر ابراہیم اب بھی زندہ ہیں... کچھ لوگوں سے ہمارے جزبات اتنے خالص ہوتے ہیں کہ ہم انہیں محبت کا نام نہیں دے سکتے کیونکہ محبت لفظ تو آج کل کے کم تر لوگوں نے مزاق بنا دیا ہے... کچھ رشتے تاقیامت ہمارے ساتھ رہتے ہیں وہ چلے بھی جائیں تو سانسیں متواتر ان کی تسبیح کرتی ہیں۔

....

میرال اور ہادیہ دستگیر ایئرپورٹ پر اترے تو بارش نے ان کا استقبال کیا اس شہر کا موسم بھی رابیل کے دل کی طرح تھا بھیگا بھیگا سا، ہزاروں خدشات دل میں لیے وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی جہاں مستقبل میں کیا ہونے والا تھا اس سے وہ بے خبر تھی۔

وہ شرمندہ تھی اپنے ہر لفظ پر جو اس نے غازیان اعجاز کے لیے استعمال کیا تھا، وہ اپنی غلطی مان چکی تھی لیکن کیا جو اس نے کیا کیا وہ محض غلطی تھی؟

وہ معافی مانگ لیتی اور سب سہی ہو جاتا! نجانے کیوں اب وہ غازیان اعجاز کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتی تھی..... دل کے اس اعتراف پر وہ دھک سے رہ گئی اور وہیں رک گئی بارش نے اسے بڑی طرح بھگو دیا..... تو کیا سچ میں رابیل دستگیر غازیان اعجاز کے ساتھ ایک نئی زندگی شروع کرنا چاہتی تھی لیکن کیوں؟

یہ وہ سوال تھا جس کا جواب اس کے خود کے پاس بھی نہیں تھا۔

کل تک تو وہ اسے سامنے دیکھنے سے انکاری تھی اور آج یہی آنکھیں اسے ایک نظر دیکھنے کی منتظر تھیں وقت کیسے بدل جاتا ہے؟ وہ دودھ میں پتی جیسا شخص جو کل اس کے شایان شان نہیں تھا جہاں اسے زبردستی بھیجا گیا تھا آج وہ وہاں خود اپنی مرضی سے جارہی تھی۔

رابی کیا سوچ رہی ہو جلدی آؤ دیکھو بھیگ گئی ہو پوری سوچوں کے بھنور سے اسے ہادیہ دستگیر نے کھینچ نکالا اس نے آس پاس دیکھا جہاں سب معمول کے مطابق تھا لیکن اس کے اندر کا موسم آج عجیب سا تھا اس نے خود کو دیکھا تو وہ بھیگ چکی تھی تقریباً بھاگ کر گاڑی میں بیٹھی جو انہوں نے وہیں سے لی تھی۔

غازیان کو ان کے آنے کا نہیں پتا تھا نا انہوں نے بتایا تھا ہادیہ دستگیر اسے سرپرائیز دینا چاہتی تھی۔

وہ دونوں گھر کی طرف گامزن تھی اور اگلے بچیس منٹ میں وہ وہیں موجود تھیں جہاں سے جانے کی اسے بہت جلدی تھی۔

چلو رابی تمہارا گھر آ گیا۔

"میرا گھر" دماغ میں بار بار یہ دو لفظ گونج رہے تھے۔

مسلسل بیل بجانے سے کوئی نا آیا تو انہیں لگا شاید کوئی ہے نہیں گھر پر لیکن اگلے لمحے دروازہ کھل چکا تھا۔

غازیان رف سے حلیے میں کھڑا تھا ہاتھوں پر آٹا لگا تھا یقیناً وہ آٹا گوندرہا تھا ہادیہ دستگیر نے تاسف سے رابیل کو دیکھا تو وہ ایک بار پھر شرمندہ ہوئی۔

....

پردے ہوا کی وجہ سے اڑ رہے تھے اور چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا دنیا والوں کو اپنے رب کی بنائی خوبصورتی کا نظرانہ پیش کر رہا تھا بادل کبھی آتے کبھی جاتے آسمان کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے تھے اور وہیں ایک شخص اپنے عشق کے پاس کھڑا بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔

اب اس کا ہاتھ تھاما جو ہمیشہ کی طرح لحاف سے باہر تھا اور اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھاما اور اپنے انگوٹے سے سہلانے لگا وہ اسے حفظ کر رہا تھا نظروں کے زریعے وہ اسی قابل تو تھی.... لائٹ پرپل سادہ شلوار قمیض پہنے وہ اس وقت محوِ خواب تھی...

اب وہ اٹھا اور اس کے سرہانے بیٹھ گیا اس کے بالوں سے کلپ ہٹایا اور اپنی انگلیاں چلانے لگا اسے ہمیشہ میرال سکندر کا اپنے بالوں سے بے خبر رہنا ناگوار گزرتا تھا لیکن ایک بار وہ اس کی دسترس میں آجاتی تو ان بالوں کے ساتھ ساتھ وہ پوری میرال سکندر کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا۔

سوچتا ہوں اب یہ آخری دوری بھی مٹادوں روحِ جاناں لیکن ابھی نہیں مجھے ان تمام لوگوں کو زمین پر پٹکنا ہیں جو اپنی اوقات بھول بیٹھے ہیں اور مجھے ایک خاص شخص کو جہنم وصل کرنا ہے تب تک کا انتظار کرو میں چاہتا ہوں کہ تم اس قابل ہو جاؤ کہ میری جنونیت کو برداشت کر سکو۔

اب وہ اٹھا اور اس کے ڈریسنگ ٹیبل پر جو سامان لایا تھا وہ رکھنے لگا اور ساتھ کاغذ پر کچھ لکھنے لگا کاغذ کو وہیں رکھتے واپس آیا اور اس پر جھکا لیکن مسکراہٹ نے پورے چہرے کا احاطہ کیا اس کی روحِ جاناں کے ماتھے پر دو تین بل تھے جو ضرور اس کی قربت سے چھٹکارا پانے کے لئے تھے وہ اس کی خوشبو اب نیند میں بھی پہچان لیتی تھی۔

میر ابراہیم اب کہ جھکا اور اس کے کندھے پر عقیدت سے بوسہ دیتا ہٹا مخالف کی پیشانی کے بل بھی اب غائب تھے۔

....

غازیان آج کافی دنوں بعد گھر آیا تھا کام میں اتنا زیادہ مصروف رہا تھا کہ گھر آنے کا موقع ہی نہیں ملا اور گھر میں تھا ہی کون ؟ گھر کی اصل رونق تو واپس لوٹ گئی تھی اور خانساماں کو وہ فارغ کر چکا تھا بس بچی تھی تنہائی جو اسے کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی ہاں وہ ساری زندگی اکیلا رہا تھا لیکن رابیل دستگیر کی موجودگی نے کم از کم اسکے گھر کی تنہائی کو مات دے دی تھی۔

اس نے گھر دیکھا جو گندا پڑا تھا ہر طرف دھول مٹی تھی موسم بھی ابر آلود رہتا تھا آندھی طوفان کبھی بھی آجاتا اس نے گھر کو دیکھ کر گہرا سانس بھرا دو راتوں سے وہ نیند نہیں لے پا رہا تھا کام کی وجہ سے لیکن اب گھر کی یہ حالت اس کی صاف ستھری شخصیت پر گراں گزر رہی تھی اس نے گھر کو بعد میں دیکھنے کا سوچ کر کچن کی طرف قدم بڑھائے۔

کاش وہ کچھ باہر سے لے آتا لیکن اب موسم کی حالت کو دیکھ اس نے یہ ارادہ بھی کینسل کیا اور خود دال بنانے لگا اور ساتھ آٹا گوندنا شروع کیا۔

دروازے کی بیل نے اسے چونکایا شام کے اس پہر کون ہو سکتا تھا؟

لیکن سامنے موجود لوگوں کو دیکھ اسے حیرت ہوئی اور پھر بنا کچھ کہے انہیں اندر آنے کی جگہ دی۔

وہ اب بھی ان کی آمد سے بے خبر تھا اس کا سکتہ ہادیہ بیگم کی آواز سے ٹوٹا تو وہ دروازہ واپس لاک کرتا ان کی طرف آیا۔

اسلام علیکم میرا بچا کیسا ہے اور کیسا لگا ہمارا سرپرائز ہادیہ دستگیر اس کے ماتھے پر پیار کرتی بولی۔

میں ٹھیک ہوں خالاماں مجھے کیا ہونا.... آپ مجھے بتا دیتی میں آجاتا لینے اتنا خراب موسم ہو رہا باہر۔

رابیل خاموشی سے کھڑی ان کی گفتگو سن رہی تھی۔

بتا دیتی تو سرپرائز کہاں رہتا اچھا چلو اب کمرہ بتاؤ مجھے کپڑے بدلنے ہیں تو غازیان انہیں کمرہ دکھانے چل پڑا۔

رابیل نے ایک نظر اپنی تیاری پر ڈالی ہلکا نارنجی ریشمی کُرتا جس پر پرلز کا کام تھا شارٹ شرٹ، کیپری اور خوبصورت ریشمی دوپٹا لیے وہ اتنی تو خوبصورت لگ رہی تھی کہ اس پر نظرِ کرم کی جاتی لیکن عازیان نے اس پر ایک نگاہ تک نہ ڈالی تھی۔

وہ اپنا بھیگا سراپا لیے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور جلدی سے چینج کر کے واپس نکلی۔

....

کمرے میں اب رات کا اندھیرا تھا کیونکہ ساری روشنی تو وہ شخص اپنے ساتھ لے گیا تھا میرال اس کے جانے کے بعد اٹھ کر بیٹھ گئی کوئی کیسے کسی سے اتنی محبت کر سکتا۔

وہ تب ہی اٹھ گئی تھی جب وہ آہستہ آہستہ اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا آخری دوری کیا تھی ان میں؟

اس کی پہچان؟

اور وہ شخص جیسے جہنم......

میرال نے ساری باتوں کو اگنور کرتے خود کے کندھے پر وہ لمس محسوس کیا جو وہ شخص کچھ لمحے پہلے چھوڑ کر گیا تھا اس کا چہرہ پل میں گلابی ہوا تھا کسی نے یہ دل موہ لینے والا منظر آنکھوں میں بسیا یا تھا اسے اب کیا کرنا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

گھر وہ کل مبشر کے نام کرنے والی تھی... مبشر علوی اس نام سے اسے شدید نفرت محسوس ہوئی.... اگر اس وقت اس دنیا میں اس کے لیے کوئی نا قابل قبول شخصیت تھی تو وہ تھا" وہ "جو بیچ راہ میں اسے در در کی ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ گیا تھا جس نے آس دلائی اور پھر چھن سے امیدوں کا محل زمین بوس کر دیا ...

لیکن وہ جو روز آتا تھا وہ تو بنا کچھ کہے اس کا محافظ بنا تھا... نجانے کیسا رشتہ تھا ان میں میر ال سکندر اس دنیا میں اس واحد شخص کی قربت میں پُر سکون رہتی تھی.....اسے اس سے جانی مانی سی خوشبو آتی تھی وہ ذہن پر بار ہا زور ڈال چکی تھی لیکن ناکام رہی تھی....اس کی قربت....وہ ان لمحوں کے حصار میں تھی وہ نا چاہتے ہوئے بھی ان دو شخصیات کا موازنہ کر رہی تھی کہ اچانک چونکی....

کیا وہ ایسا کر رب کو ناراض کر رہی تھی ؟

ہاں ! !

یہ سوچ آتے ہی اس پر لرزا طاری ہوا وہ فوراً وضو کر کے آئی اور نماز ادا کی کل نجانے کیا ہونا تھا.....اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنکھیں اشکبار تھی لیکن لبوں سے لفظ نہ نکلا.... معافی۔۔۔ کسی خواہش کی حسرت۔۔۔۔ کسی کے ساتھ کی تمنا۔۔۔۔۔ خود کے لیے انصاف۔۔۔ مکافاتِ عمل کی اپیل۔۔۔۔ کسی کے لیے سزا کی درخواست۔۔۔۔ محبت کی بھیک کچھ بھی تو نہیں مانگا تھا اس نے لیکن شاید لفظ ادا نہ کرتے ہوئے بھی وہ سب بتا گئی تھی رب کو۔

....

ہادیہ دستگیر روم میں ہی تھی اور غازیان اب دوبارہ کچن میں کام کر رہا تھا۔

رابیل اندر آئی تو وہ آٹا گوندرہا تھا غازیان کو پتا تھا وہ پیچھے کھڑی ہے لیکن اس نے محسوس نہ کروایا وہ اسے واپس اس گھر میں دیکھ کر حیران تھا لیکن خالاماں کی موجودگی سے وہ سمجھ گیا کہ وہ اُنہیں کے کہنے پر ایک بار پھر واپس آئی ہے۔

میں کردوں رابیل نے ہمت کرتے پوچھا؟

غازیان نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں اور اپنے کام میں لگا رہا۔

میں پوچھ رہی ہوں میں کردوں اب وہ اس کے ساتھ کھڑی ہوتی بولی غازیان نے آئبرو اچکا کر اسے دیکھا۔

تمہیں نہیں آئے گا مختصر جواب تھا رابیل کو اس سے زیادہ خود پر غصہ آیا اس لیے خاموشی سے باہر چلی گئی غازیان کے لب طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

اب سب خاموشی سے بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

غازی !

میں تم سے معافی مانگتی ہوں وہ کھانے سے ہاتھ روک کر بولی تو غازیان نے ان کی طرف دیکھا جہاں وہ پشیمان نظر آتی تھیں۔

نہیں خالاماں معافی کس چیز کی؟ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے میں نے کافی بدتمیزی سے بات کی آپ سے۔

تم ناراض نہیں ہو مجھ سے؟

ماں سے کون ناراض ہوتا ہے؟ غازیان کا جواب ان کا سیر وخون بڑھا گیا۔

میں ہمیشہ آپی اور اعجاز بھائی کو کہتی تھی غازی میرا بیٹا ہے اس کے بدلے آپ بیشک مجھ سے میری رابی لے لیں.... رابیل نے فوراًان کی طرف دیکھا اور پھر نظر اس سے ٹکرائی تو دونوں نے نظریں جھکا لیں۔

میں تو آپ کا ہی بیٹا ہوں اور نہ میں غصہ ہوں اور نہ کسی بات پر ناراض وہ ان کا ہاتھ تھامتا بولا تو وہ اس کے صدقے واری گئیں۔

بیٹا تمہاری ماں بہت پہلے رابیل کو تمہارے لیے چُن چکی تھی اور شاید میں بھی خود غرض ہو گئی اس لیے تم سے تمہاری مرضی نہ جانی لیکن اب جب دونوں ساتھ ہو تو .....

خالاماں یہ کسٹرڈ ٹرائے کریں میں نے خاص آپ کے لیے بنایا غازیان نے سب اگنور کرتے ان کے آگے باؤل کیا تو انہوں نے رابیل کو دیکھا جو پوری طرح اپنی پلیٹ پر جھکی تھی۔

انہوں نے گہرا سانس بھرا شاید یہ معاملہ انہیں ان دونوں پر چھوڑ دینا چاہیے تھا۔

بہت اچھا بنا ہے کچھ میری پھوہڑ بیٹی کو بھی سکھا دو وہ مسکراتی بات بدلتی بولیں۔

ماما!!. رابیل نے انہیں دیکھا۔

اچھاغازیان میری کل کی فلائٹ کرواؤ یہ تو بس رابی کو میں اکیلا نہیں بھیجنا چاہتی تھی اس لیے ساتھ آگئی۔

تو کیا آپ رکیں گی نہیں...... کیا آپ بس اسے چھوڑنے آئی مطلب مجھ سے ملنے نہیں وہ پل سے پہلے بد گمان ہوا تھا رابیل اسے دیکھ کہ رہ گئی۔

نہیں میری جان خاص طور پر تم ہی سے ملنے آئی تھی نہیں تو رابی تو کہہ رہی تھی کہ وہ اکیلی چلی جاتی لیکن تمہیں پتا ہے زارا کی حالت کا میرا وہاں ہونا زیادہ ضروری ہے۔

او کے خالاماں لیکن وعدہ کریں اگلی بار زیادہ دیر کے لیے رکیں گیں۔

ہاں کیوں نہیں ہو سکتا تب میں تمہارے بچے کی خوشی کرنے آؤ۔

اچھو..!....! غازیان کو پانی پیتے اچھو لگا اور رابیل اٹھ کر ہی چلی گئی۔

ہاہا!! کتنا شرمارہے ہو تم لوگ غازیان نے ان کی بات پر جیسے دھیان ہی نہ دیا لیکن رابیل کے اٹھ کر جانے کو وہ الگ مطلب دے گیا تھا۔

....

اگلے روز سب لاؤنج میں اکٹھے تھے انتظار صرف میرال سکندر کا تھا جو اپنے کمرے میں بیٹھی خالی آنکھوں سے ایک ایک چیز کو تک رہی تھی۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے یہ گھر چھوڑنا پڑے گا جہاں اس نے اپنا بچپن گزارا تھا اپنے باپ کے ساتھ اسے کبھی کبھی حیرت ہوتی کہ بابا کے دوست تو کبھی ساتھ نہ چھوڑنے کا وعدہ کیا کرتے تھے تو اب وہ کبھی کیوں نا آئے تھے اس کا حال دریافت کرنے اور تحریم حیدر تو کہتی تھیں وہ ماں ہیں اس کی تو کیا مائیں ایسی ہوتی ہیں جو کبھی ملنے نہ آئیں اور وہ شخص.... اس سے ہی آگے تو وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی آنسو رگڑتی اٹھی اور قدم نیچے کی طرف بڑھائے۔

تو اس گھر کو تمہارے نام کرنے کی میری ایک شرط ہے مسٹر مبشر علوی وہ آتے ساتھ سب کو چوکنا کر گئی شوکت نظامی نے مٹھیاں بھینچی۔

کیسی شرط؟ مخالف پُر سکون تھا۔

میں یہیں اس گھر میں رہوں گی اور یہ سب پر آسمان گرا تھا۔

یہ کیا فضول بک رہی ہو تم اپنی شادی شدہ بہن کے ساتھ کیسے رہو گی سب سے پہلے فردوس بولی تھی۔

کیونکہ یہ میرا گھر ہے... اسی لیے... میرا بچپن.. میرے باپ کی خوشبو بسی ہے یہاں.... یہ گھر میری زات کی بنیاد ہے ..

بس... بس ہمیں تمہارا یہ لیکچر نہیں سننا اور نہ ہمیں تمہاری کوئی ایسی شرط منظور ہے اب کہ شوکت نظامی بولا لائبہ نے نخوت سے منہ پھیرا لیکن مبشر علوی کے سکون میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا۔

بولو منظور ہے؟ اس نے سب کو اگنور کرتے مبشر علوی کی آنکھوں میں دیکھا۔

اگر میں کہوں نہیں تو؟

تو بھی فرق نہیں پڑتا میں یہیں رہوں گیں وہ ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتی بولی۔

بہت وقت ضائع کر لیا تم نے میرا شوکت اب مجھے چلنا چاہیے اور ہاں اپنی بیٹی کے لیے لڑکے ڈھونڈنا شروع کر دو کیونکہ میں تو شادی نہیں کر رہا اب وہ اچانک کھڑا ہوتا بولا ایک نظر لائبہ پر ڈال کر نظامی سے بولا۔

تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو مبشر لائبہ اس کی طرف بڑھتی اس کا بازو تھام کر بولی۔

لائبہ ڈارلنگ میں بھی تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن رہنے کے لیے مناسب گھر بھی تو ہونا چاہیے اور جو چیز مجھے پسند آجائے وہ میں نہیں چھوڑتا اس لیے مجھے یہی گھر چاہیے وہ معنی خیزی سے سامنے کھڑی میرال کو دیکھتا بولا تو لائبہ نے اپنے قدم میرال کی طرف بڑھائے۔

میرال ڈر کر پیچھے ہٹی شاید وہ ہمیشہ کی طرح اس پر ہاتھ اٹھاتی لیکن اس کے بندھے ہاتھ دیکھ کر میرال کے چہرے کی رنگت زرد پڑی تو کیا قسمت اتنی جلدی کسی کو بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتی ہے؟

میرال میں مانتی ہوں ہم میں کبھی بھی اچھے تعلقات نہیں رہے لیکن میں بہن ہوں تمہاری آج اپنی خوشیوں کی خاطر تم سے اس گھر کی بھیک مانگ رہیں ہوں پلیز دے دو ..

لائبہ ....

نہیں پاپا پلیز مجھے بولنے دیں لائبہ نے انہیں آنکھوں کے اشارے سے چپ رہنے کا اشارہ کیا تو فردوس اور نظامی دونوں پیچھے ہٹ گئے۔

ٹھ... ٹھیک ہے.. لی.. لیکن میں کہاں رہوں گی؟ میرال آج پھر اس کی دو باتوں پر پگھل گئی تھی مبشر علوی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیلی۔

تھینک یو..... تھینک یو سو مچ میرال.... لیکن تم کیا ایک شادی شدہ جوڑے کی پرائیویسی ڈسٹرب کرنا چاہو گی وہ ایک کے بعد ایک تیر چلا رہی تھی جو اس کی توقعات کے مطابق نشانے پر لگ رہے تھے۔

پ... پر... میں.... میں کہاں.... جا... جاؤں گی؟

جہاں ماما پاپا جائیں گے وہ یہیں پاس میں نیا گھر دیکھ چکے ہیں اور تمہارا کمرہ تمہارا ہی رہے گا تم جب مرضی آسکتی مستقل طور پر لائبہ بس اسے کسی طرح یہاں سے نکالنا چاہتی تھی۔

مجھے منظور ہے وہ نم آنکھیں صاف کرتی بمشکل بولی اور پھر بھاگ کر اس منظر سے غائب ہو گئی۔

اسے اب صرف توکل کرنا تھا اور پھر تماشا دیکھنا تھا جو ان سب کا لگتا پورے زمانے میں لیکن توکل کرنا ہی تو مشکل ہے وہ رب پر سب چھوڑ دیتی تھی لیکن ان سب کے اگلے ہی ذخم پر رب سے شکوے کرنے لگتی۔

وہ بھول گئی تھی کہ توکل وہ راہ ہے جہاں آگ کو ٹھنڈا کر دیا گیا، جہاں مچھلی کے پیٹ میں بھی زندگی ملی، دریا میں راستہ بنا دیا گیا، بہروں، اندھوں سب کو صحتیاب کر دیا گیا، دشمن کو غرق کرنے کیلئے سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا، شدید طوفان میں کشتی نوح کو پار لگا دیا گیا، وہ تو پانی پر گھوڑوں کو دوڑا دیتا ہے، مردہ کو زندہ کر دیا جاتا ہے تو کیا تم اس رب پر توکل نہیں رکھتے جو ناممکنات کو ممکن میں بدل دیتا ہے۔

....

غازیان ہادیہ دستگیر کو واپس چھوڑ آیا تھا ان کی فلائٹ اب لینڈ بھی ہو چکی تھی وہ بخیریت پہنچ چکی تھی رابیل اس وقت بیٹھی ان سے ہی بات کر رہی تھی۔

غازیان کمرے میں آیا اور اپنے کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا فریش ہو کر آیا اور بال بنانے لگا رابیل اب فون رکھ چکی تھی اور اسے ہی دیکھ رہی تھی جو شام کے وقت کہیں باہر جانے کی تیاریوں میں تھا غازیان رابیل کا خود کی طرف دیکھنا محسوس کر چکا تھا لیکن کوئی نوٹس نہیں لیا اس کے مطابق رابیل جب سے واپس آئی تھی عجیب بیہیو کر رہی تھی۔

کہیں جا رہے ہو رابیل نے ہمت کرتے نہایت فضول سوال پوچھا۔

لیکن دوسری جانب خاموشی تھی۔

غازیان نے اسے اگنور کرتے خود پر پرفیوم چھڑکا تو رابیل دوبارہ بولی۔

بتایا نہیں تم نے؟

ظاہر سی بات ہے اتنا تیار میں گھر میں بیٹھنے کے لیے تو نہیں ہو رہا جواب میں طنز کی ہلکی سی بھی رمق شامل نہ تھی۔

کب واپس آؤ گے؟ رابیل نے بے دھیانی میں اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

جب کام ختم ہو جائے گا غازیان نے گھڑی پہنتے بنا اس کی طرف دیکھے جواب دیا اور اس کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹکا اس بار لہجہ خشک تھا۔

ابھی کچھ دیر میں شام ہو جائے گی... میں.... اکیلے کیسے..... رابیل کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے پہلے خانساماں ہوتی تھی تو اسے فرق نہیں پڑتا تھا لیکن آج وہ اکیلی تھی اور موسم کے تیور بھی کچھ اچھے نہ تھے۔

بچی تو نہیں ہو جو اکیلی نہ رہ سکو اب رابیل کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

تم.... تم... صبح چلے جانا.... مجھے ڈر لگ رہا ہے رابیل نے اب باقاعدہ اس کا ہاتھ تھامتے کہا آسمان پر چھائے کالے بادلوں کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی آسمان رات کا پتا دے رہا تھا۔

غازیان نے سیکنڈ میں اس کا رُخ موڑ کر پیچھے دیوار کے ساتھ لگایا اور اس کے بازو تھامے آنکھوں میں گھلی سرخیاں اس کے غصے کا پتا دے رہیں تھی۔

اس وقت ڈر نہیں لگا تمہیں جب تم ایک غیر شخص کے ساتھ تنہا ریسٹورنٹ میں بیٹھی گپے ہانک رہی تھی غازیان کی پکڑ میں مزید سختی آئی۔

رابیل نے ڈر سے آنکھیں میچی وہ شخص اس کی ہر لمحے کی خبر رکھتا تھا دوسرے شہر میں ہو کر بھی۔

آہ! مجھے درد ہو رہا ہے رابیل نے بھیگے لہجے میں کہا۔

اووو.... تمہیں بھی درد ہوتا ہے؟ سیریسلی؟ مجھے تو لگا تم بس درد دینا جانتی ہو اس کے لہجے میں کیا کچھ نہ تھا۔

میں اس سے ملنے....اس...اس نے بلایا....

ہاں تو رابیل میڈیم کو کوئی بھی شخص کہیں بھی بلائے گا تو وہ اندھا اعتبار کیے دوڑی چلی جائیں گی اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا جو تب سے جھکی تھی غازیان نے اس کی نظروں کا ارتکاز دیکھا جہاں وہ اپنے گورے ہاتھوں پر اس کا ہلکا سانولا بازو دیکھ رہی تھی اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی۔

او تو میرے چھونے سے تمہارا ہاتھ گندا ہو گیا ہے نا رابیل دستگیر سوری !! وہ یک دم پیچھے ہٹتا بولا وہ رابیل کا سکتہ ٹوٹا۔

وہ نہایت غور سے خود کے ہاتھوں میں اس کے ہاتھ دیکھ رہی تھی اس کی قربت کی تاثیر میں اسے کچھ بڑا نہیں لگا تھا لیکن حسیب کا ہاتھ تھامنا اسے نہایت ناگوار گزرا تھا ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ مخالف کے لفظ سنتی اس کی طرف دیکھتے نفی میں سر ہلانے لگی۔

ایسا نہیں ہے وہ منمنائی۔

تو کیسا ہے غازیان پھر سے قریب ہوا لیکن اب اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔

تم.... تم غلط سمجھ رہے ہو !

نہیں ابھی تو مجھے سب سہی سمجھ آنے لگا ہے تمہارے بارے میں رابیل دستگیر خیر تم میرا کافی وقت برباد کر چکی ہو اب صبح ہی ملاقات ہو گی میں دیکھنا چاہتا تمہیں واقع ہی ڈر لگتا ہے یا یہ صرف ڈرامے ہیں وہ قدم پیچھے کی طرف لیتا باہر نکل گیا۔

رابیل وہیں کھڑی رہی جاتا ہے تو جائے مجھے نہیں لگتا کوئی ڈر ور وہ خود کو ہمت دیتی بولی اور پھر واش روم فریش ہونے چلی گئی۔

....

اسلام علیکم پیارے لوگو! امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے سب سے پہلے ہر اپی سوڈ پر اتنا پیار دینے کا شکریہ اور دوسرا رمضان مبارک آپ سب کو، رب العزت آپ سب کی تمام دعائیں قبول فرمائے (آمین) اور دوسری ضروری بات رمضان المبارک میں بھی اپی سوڈز آپ لوگوں کے کہنے پر یوں ہی آئیں گی تو اپنی رائے کا اظہار ضرور کیا کریں میرے فیسبک پیج پر یا ویب کے کمنٹ سیکشن میں... خوش رہیں رب نگہبان □ ❤

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں بڑے پیمانے پر نیوز چینل پر دو ہی لوگ زیرِ بحث تھے مبشر علوی اور شوکت نظامی کی اکلوتی اولاد لائبہ نظامی۔

ابھی بھی شوکت نظامی نے شہر کے جانے مانے فیشن ڈیزائنر کو بلایا تھا اور لائبہ کے سامنے نت نئے ڈیزائنرز کے ملبوسات کی نمائش ہو رہی تھی وہ جس کو نظر اٹھا کر بھی دیکھتی فردوس نظامی اسے فائنل کر دیتیں۔

میرال اوپر کھڑی نیچے کا منظر دیکھ رہی تھی اسے ان سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

مبشر علوی اس کی زندگی میں کہاں تھا یا تھا بھی یا نہیں اس نے سوچنا چھوڑ دیا تھا لیکن سامنے کے منظر سے اس کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔

جہاں فردوس اور شوکت نظامی لائبہ کے پسند کیے کپڑوں کو اس کے ساتھ لگائے جانچ رہے تھے اور فردوس تو اس کے صدقے واری جارہیں تھی۔

دل میں حسرت جاگی تھی ماں کی مامتا کی اس کے ذہن میں فوراً ایک شفیق چہرہ ابھرا تحریم حیدر کا وہ انہیں بہت مس کرتی تھی لیکن ان سے خفا بھی تھی ابھی وہ مڑ کر جاتی کہ فردوس نے اسے آواز دی۔

تم بھی نیچے آکر کچھ پسند کر لو میں نہیں چاہتی میری بیٹی کی شادی پر لوگ تمہیں اس گھر کی ملازمہ سمجھیں وہ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن شوکت نظامی کی آنکھوں کی وارننگ محسوس کرتے اس نے قدم نیچے کی طرف بڑھائے۔

مجھے کچھ نہیں لینا میرے پاس کپڑے ہیں اس نے نہایت سادگی سے کہا۔

وہ کپڑے شادی پر پہننے کے قابل نہیں شوکت نظامی نے استفہامیہ کہا۔

سمیرا اسے بھی کوئی ڈریس دو جو یہاں سب سے سستا ہو وہ کیا ہے نا میں کسی اور کی اولاد پر پیسے خرچ کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور اس کے کہنے کے مطابق ڈیزائنر نے سب سے ہلکا سوٹ اس کے سامنے رکھا بیشک وہ دکھنے میں بُرا نہیں تھا لیکن ان کپڑوں کے مقابلے مٹی تھا جو لائبہ کے لیے سلیکٹ کیے گئے تھے آنسوؤں کا گولا اس کے حلق میں پھنسا۔

یہ تھااس کی نیکی کا پھل جواس نے کچھ گھنٹے پہلے کی تھی اپنا یہ گھر لائبہ اور مبشر علوی کے نام کر کے خیر وہ کیا کر سکتی تھی۔

میرال سکندر ان کے معیار تک نہیں گر سکتی تھی۔

....

علی مار تھا کے کہے کے مطابق اس وقت اس کے بتائے گئے کمرے کے باہر کھڑا تھا شش وپنج میں تھا اندر جائے یا نہ جائے لیکن آج وہ ایک بڑے راز کا پتا لگوانا چاہتا تھا اور وہ راز اسے اس جگہ پر مار تھا کہ علاوہ کوئی بتا نہیں سکتا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا کیونکہ دروازہ شاید اسی کی آمد کی وجہ سے لاک نہیں کیا گیا تھا وسیع و عریض کمرہ اس وقت خوشبوؤں میں نہایا تھا۔

مار تھا.... علی نے اسے آواز دی تو وہ کمرے میں موجود ڈریسنگ سائڈ کے ساتھ لگے پردے کے پیچھے سے بر آمد ہوئی۔

کالی گھٹنوں تک آتی نائٹی، کھلے بال، ہیوی میک اپ اور سرخ لپسٹک میں وہ کسی بھی دیکھنے والے کو اپنی طرف مائل کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔

علی کے چہرے پر ناگواری چھائی لیکن اگلی ہی لمحے شیطانی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تو مار تھا بھی اس کے قریب آتی اس سے لپٹ گئی علی نے اپنے بازو اس کے گرد واہ نہ کیے یہ سب وہ کبھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہنی آج کی رات تمہارے نام وہ اس کی گردن پر لکیر کھینچتی بولی۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے مارتھا ڈارلنگ پہلے کچھ گفت وشنید کرتے ہیں پھر دیکھیں گے آپ کو اپنی قربت سے نوازنا ہے یا نہیں علی نے آنکھوں سے کال چشمہ ہٹاتے کہا اور سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

مارتھا بھی بھاگ کر اس کے قریب گئی سب باتیں کروں گی لیکن آخر میں ابھی مجھے صرف تم چاہیے ہو اس کے اندر علی کی قربت کی آگ بھڑک چکی تھی۔

اچھا اگر تم سے اتنا صبر نہیں ہو رہا تو بس ایک سوال....ایک سوال اور یہ رات تمہارے نام علی سیدھا ہو کر بیٹھا۔

مجھے منظور ہے وہ اس کی بات کاٹتی بولی۔

لوسیفر نے ملازمین کو کہاں رکھا ہوا ہے؟ چہرے پر خنکی چھا گئی۔

مجھے کیا پتا مارتھا بھی اب دور ہو کر بیٹھی اور تم... تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

میں کسی کو بھی جواب دینے کا قائل نہیں ہوں جواب دو نہیں تو میں چلتا ہوں میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہو گی۔

لیکن تم نے کہا تھا تم سنگل ہو؟

وٹ ایور ....

جواب دو نہیں ....

تم صبح تک یہاں میرے ساتھ میرے قریب رہو گے بولو منظور ہے؟

آآہاں!! بُرا سودا نہیں ہے.. مجھے منظور ہے۔

لوسیفر نے.....اور وہ سب بتاتی چلی گئی اور وہ انہیں جلد سے جلد یہاں سے بھیج.....اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی علی اس کی گردن کی سائڈ پر باریک سوئی چبھو چکا تھا۔

مارتھا کی گردن ایک طرف کو لڑھک گئی....اس سے زیادہ انفارمیشن اسے نہیں چاہیے تھی گڈ بائے مارتھا ڈارلنگ صبح ملتے ہیں وہ کیا ہے نا میں وعدہ خلافی نہیں کرتا تم نے کہا میں صبح تک رہوں تو بس ٹھیک ہے صبح ہوتے ہی تم سب سے پہلے میرا دیدار کرو گی فلحال کے لیے گڈ بائے۔

....

ارے پاپا یہ سوٹ بھی رہنے دیں کیونکہ میں نے میرال کے لیے کپڑے بچا کر رکھیں ہیں بہت نفیس سے ابھی لاتی ہوں لائبہ سب کو دیکھتی بولی اور پھر اپنا سرخ برائیڈل دوپٹہ رکھ کر اندر چلی گئی تو دوپٹہ میرال کے پیروں میں گرا۔

میرال نے جھک کر اٹھایا اور اس دوپٹہ پر ہاتھ پھیرا یہ دوپٹہ اک روز مبشر اس پر اوڑھانے والا تھا .....

لائبہ کپڑے اٹھا کر لائی تو سب متوجہ ہوئے اب کی بار سارے سیلز پرسن بھی انہیں کو دیکھ رہے تھے۔

یہ لو یہ میں نے پہلے کچھ شادیوں پر پہنے ہیں ماما سوچ رہیں تھی کہ راحیلہ (کام والی) کی بیٹی کو دے دیں لیکن میں اتنے نفیس جوڑے اس گوار کو دینے کے حق میں نہیں تھیں لہجہ میں غرور صاف دکھ رہا تھا۔

تم لے لو اب یہ میرے کسی کام کے نہیں لائبہ نے زبردستی وہ جوڑے اسے تھمائے بیشک وہ کپڑے پرانے نا تھے لیکن وہ اترن تھی اس کی۔

ماما آپ کہہ رہی تھیں نا مجھے خیرات کرتے رہنا چاہیے تاکہ میری ہنستی مسکراتی زندگی کو کسی کی نظر نہ لگے دیکھیں میں نے کر دی..... خیرات....... لائبہ نے اسے سر تا پاؤں تمسخرانہ نظروں سے دیکھا۔

اتنی زلت..... میرال کو لگا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے اس نے ایک نظر کپڑوں پر ڈالی اور ایک نظر وہاں موجود لوگوں پر کچھ کی نظروں میں تاسف تھا اور کچھ کی نظروں میں حقارت اس نے باورچی خانے کی اور دیکھا تو راحیلہ کھڑی تھی جس کی نظروں میں صرف ہمدردی تھی۔

میرال نے سارے آنسو ایک ساتھ پیے اور لبوں کو دھیرے سے پھیلائے مسکراہٹ پاس کی اور دو قدم آگے کی طرف لیے۔

لائبہ خیرات لینا بُری بات نہیں لیکن رب العزت نے یہ ان لوگوں کو دینے کو کہا ہے جن کو ضرورت ہو اور مجھے لگتا ہے اس حساب سے ان کی ضرورت تمہیں زیادہ ہے لائبہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا باقی لوگوں کا حال بھی مختلف نہ تھا۔

تم میرے سامنے کھڑے ہو کر میری بیٹی کو خیرات دے رہی چٹاخ!!!!!! ہمیشہ کی طرح اس کی زبان کو شوکت نظامی نے اپنے بھاری ہاتھوں سے قفل لگایا تھا۔

اس کے چہرے پر انگلیوں کے نشان ثبت ہو گئے اب کہ لائبہ اور فردوس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

میرال نے وہ کپڑے جو نیچے گر چکے تھے اٹھائے اور سب کو اگنور کیے اپنے قدم باورچی خانے کی اور بڑھائے اور جا کر راحیلہ کے ہاتھ میں تھمائے۔

آپ خیرات لیتی ہیں کیا آنٹی کیونکہ یہ تو اس نے خیرات کیے ہیں؟

ہاں بیٹا ہم لوگ خیرات ہی لے سکتے انہوں نے کپڑے پھر بھی نا تھامے تو میرال نے زبردستی انہیں تھمائے آنٹی ایک گزارش ہے کہ انہیں اگر آپ نہیں بھی رکھتی تو کسی ایسے کو دے دیں جسے سچ میں ضرورت ہو اور ہاں دھو کر استعمال کرے گا کیونکہ جسم کی گندگی تو پھر بھی مٹ سکتی روح کی کبھی نہیں مٹتی۔

میں چاہتی تو انہیں جلا دیتی لیکن کیوں کسی کا حق مارنا اور لائبہ وہ قریب آئی چند لمحوں پہلے اصل ضرورت مند کون تھا وہ تو اس گھر کی چار دیواری جانتی ہے وہ سب کو برف کا مجسمہ بنائے لاؤنج کا دروازہ پار کرتی باہر نکل گئی۔

....

وہ فریش ہو چکی تھی اب باہر آئی تو امی اور زارا اسے بات کرنے لگی ان سے بھی بات کر لی کیونکہ اب رات کے پونے نو ہو رہے تھے اور وہ بھی سونے کی تیاریوں میں تھیں عموماً اپنے گھر بھی سب سے لیٹ وہی سوتی تھی ہادیہ بیگم شروع سے جلدی سونے کی عادی تھی اور زارا آج کل تھکاوٹ کی وجہ سے آرام کرتی اس نے بور ہوتے نظریں دوڑائی اور ساتھ پڑا میگزین اٹھایا اور اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔

رات کے ساڑھے دس موسم مزید خرابی کا پتہ دے رہا تھا کیونکہ بارش کی بوچھاڑ سیدھا اس کے کمرے کی کھڑکی پر پڑ رہی تھی وہ جو نیم دراز تھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

بادل کے گرجنے میں اب رفتار آچکی تھی اس کا دل ہولے ہولے لرزنے لگا لیکن وہ خود کو مضبوط بنائے بلینکٹ میں دبکی بیٹھی رہی۔

بارش کی بوچھاڑ کھڑکی پر کسی دستک کا نظرانہ پیش کر رہی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ جگہ سے اٹھتی لائٹ اچانک بند ہوئی تو اس چھوٹے سے گھر میں رابیل دستگیر کی چیخ برآمد ہوئی۔

غازیان ....

وہ وہیں اپنی جگہ پر کھڑی رہی اس وقت وہ اس پورے گھر میں اکیلی تھی خوف بڑھتا جارہا تھا کیونکہ لائٹ آ جا رہی تھی اس نے فون تلاشا اور غازیان کا نمبر تلاشا جو ملا نہیں تھا ہی نہیں تو ملتا کیسے آج اسے پہلی بار غازیان اعجاز سے اس حد تک لاتعلقی پر افسوس ہوا۔

اچانک اسے لگا مین گیٹ نوک ہوا ہے اور یہی اس کے حواس گم ہو گئے وہ پسینے سے تر اس وقت کانپ رہی تھی۔

غاز.....غازیان....وہ جانتی تھی وہ یہاں نہیں ہے لیکن پھر بھی اسے آوازیں دے رہی تھی شاید کوئی معجزہ ہو جائے اور وہ کہیں سے نمودار ہو جائے۔

اس بار لائٹ کے پھر سے بند ہونے پر وہ بھی وہیں بیڈ کے پاس نیچے گر گئی۔

....

میرال آج ناجانے کیوں اُس شخص کے انتظار میں تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ آئے گا بھی یا نہیں لیکن دماغ لاشعوری طور پر اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔

رات کے پونے دو بجے اسے کھڑکی پر کھٹکا سنائی دیا جو اس نے سونے سے پہلے بند کرلی تھی اس حادثے کے بعد سے اب وہ کھڑکی دروازے پر لاک لگانے کے ساتھ ساتھ کنڈی بھی لگا لیتی اسے لگا وہم ہے اس کا۔

لیکن کھڑکی اب باقاعدہ بجی تھی تو وہ اٹھ کر ڈرتے کھڑکی کے نزدیک آئی اور ہلکا سا پردہ ہٹایا سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اسے اندر آنے کی جگہ دی لیکن کھڑکی کھلی رہنے دی کسی احساس کے تحت۔

کیا اب بھی میرا خوف ہے تمہیں مخالف نے رومال سے ڈھکے چہرے سے اس کی طرف اور ایک نظر کھلی کھڑکی کی طرف دیکھ کر استفہامیہ کہا۔

ن.. نہیں... و... وہ..... بس وہ ہچکچاتی کھڑکی بند کر گی وہ شخص ہمیشہ سوتے میں آیا تھا اس کے پاس پچھلی بار وہ حواسوں میں نہیں لیکن آج تو تھی جو بھی تھا وہ غیر محرم تھا لیکن وہ کیا کرتی اس خوشبو کا جو میرال سکندر کو اس شخص سے آتی تھی۔

کمرے میں اب معنی خیزی خاموشی تھی رات کے اس پہر اس کمرے میں صرف دھڑکنوں کا انتشار برپا تھا۔

میرال اِدھر اُدھر دیکھتی پزل تھی کہ اچانک نظر اس کے ہاتھ پر بندھی سفید پٹی پر گئی۔

وہ آگے آئی لیکن اس کا ہاتھ تھامتے تھامتے رُک گئی۔

مخالف اس کی حالت سمجھ گیا تھا۔

ہاتھ تھامو میرا!!! حکمیہ لہجے میں اس نے کہا تو میرال نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اسے اپنی جگہ کھڑے دیکھ مقابل نے پل میں اپنے ہاتھ سے وہ سفید پٹی بے دردی سے کھینچی اور سائڈ پر پھینک دی میرال کی آنکھیں ابل کے باہر آنے کو تھی مخالف اب کمرے میں یہاں وہاں کچھ تلاش کر رہا تھا۔

کچھ نہ ملنے پر ڈریسنگ ٹیبل پر نظر دوڑائی جہاں وہ پرچی جوں کی توں پڑی تھی دماغ کی شریانیں اب واضح ہو رہی تھی وہ جانتا تھا اس رات میرال جاگ رہی تھی اسے پتا تھا وہ کاغذ وہاں رکھ کر گیا ہے لیکن پڑھا نہیں......

کیوں؟؟؟؟

اس نے ایک ہی جست میں ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل پر مارا چیزیں پل میں زمین بوس ہوئی تھی میرال کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی لیکن دماغ اس کے ذخم سے رستے خون کو دیکھ کر سُن ہوا۔

وہ بھاگ کر اس کے قریب آئی اور بنا سوچے سمجھے اس کا ہاتھ تھام گئی لیکن اب کی بار مقابل نے اپنا ہاتھ اس کی پکڑ سے جھٹکے سے آزاد کروایا اور اپنی سُرخ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔

میرال سکندر مجھے اور مجھ سے منسلک چیزوں کو اگنور کرنے کی ہمت کیسے ہوئی تمہاری اس کا اشارہ کہاں تھا وہ سمجھی نہیں لیکن اس کے ہاتھ سے نکلتا خون اس کو ہولا رہا تھا۔

اب کی بار اس نے ڈریسنگ کے دراز سے باکس نکالا اور مقابل کا ہاتھ تھامتی اسے بیڈ پر بٹھا گئی۔

اب وہ اس کا ہاتھ صرف کرتی نم آنکھوں سے پھوک مار رہی تھی مقابل اب انہیں لمحوں کے سحر میں کھو گیا۔

میرال نے زخم صاف کر کے پٹی باندھی اور کھڑی ہو گئی اس سے پہلے کہ پلٹ کر جاتی مقابل اسے خود پر گرا چکا تھا۔

....

samiyach02@gmail.com

حکومت نے جگہ جگہ ناکہ بندی لگادی تھی کیونکہ لوسیفر کا آج سامان پھر سے لوڈ ہو کر کہیں ڈلیور ہونا تھا پولیس کو خوفیہ زرائع سے بس یہی معلوم ہوا تھا کہاں سے جانا تھا کہاں سے نہیں ان سب سے وہ بے خبر تھے اس لیے شہر بھر میں ناکہ بندی لگادی گئی تھی جگہ جگہ پر چیکنگ کی جارہی تھی گاڑیوں کی۔

غازیان پہلے ہی لیٹ ہو چکا تھا اور اب اپنے آگے اتنی گاریوں کا رش دیکھ کر معاملہ سمجھنے کے لیے اترا تو پولیس والوں نے اس کا کارڈ دیکھتے معاملے کی نوعیت بتائی اسے۔

لیکن سامنے کھڑا تیس سالہ مرد مسلسل ان سے لڑ رہا تھا وہ گاڑی نہیں چیک کروا رہا تھا وجہ کیا تھی وہ سب جاننے سے قاصر تھے۔

سر گاڑی چیک کروائیں اور راستہ کلیئر کریں آپ کی وجہ سے پیچھے لائن لگی پڑی ہے غازیان نے نرمی سے کہا۔

تم لوگ جانتے نہیں ہو مجھے شاید اس لیے میری گاڑی کی تلاشی لینے کی بات کر رہے ہو میں کھڑا کھڑا تجھ جیسے ہزاروں کو خرید لوں وہ سامنے موجود ایس پی کو دیکھ کر بولا۔

تمیز سے بات کروان کو ان کا کام کرنے دو اور راستہ ناپو نہیں تو رات جیل میں گزارنی پڑے گی۔

اے ے ے ے ے.....اوقات میں رہ میرے سامنے تجھ جیسے بولنے کی ہمت نہیں رکھتے اور یہ کیا راستہ ناپو کا لاگ الاپ رہے ہو تم لوگ ہٹو اور جانے دو مجھے نہیں تو جیل میں کیا تم لوگ ساری زندگی سڑتے رہو گے۔

غازیان نے دھیان سے دیکھا تو وہ ایم ان اے ثاقب اعوان کا بیٹا فراز ایوان تھا جو حالیہ باہر سے پڑھ کر آیا تھا۔

گاڑی چیک کرواؤ اور نکلو غازیان نے اب کے سخت لہجے میں کہا۔

بے تُو کیوں بیچ میں آرہا ہے میں بات کر رہا نا ان پولیس والوں سے وہ سامنے موجود غازیان کو عام سے رف حلیے میں دیکھ کر بولا۔

صاحب جی میری بیوی مشکل وقت میں ہے ہمیں ہسپتال پہنچا ہے جلدی راستہ دو اس نے اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا جہاں اس کی بیوی پیٹ پر ہاتھ رکھتی درد سے بے حال تھی۔

آجری بار کہہ رہا ہوں عزت سے راستہ دے سب کو اور ہٹا گاڑی غازیان اب کے آگے بڑھتا بولا تو فراز اعون نے اسے زور سے دھکا دیا غازیان اپنی جگہ سے پیچھے ہٹا اور مڑ کر زوردار مکہ اس کے چہرے پر دے مارا۔

ان کی ہاتھا پائی کے ساتھ بارش بھی اب پھر سے زور پکڑ چکی تھی غازیان نے اسے زمین پر دھکا دیتے اس کی گاڑی کی ڈکی کھولی اور بریف کیس نکال کر پولیس والوں کے حوالے کیا جس میں سفید رنگ کے کئی چھوٹے پیکٹ تھے اور خود اس کی گاڑی سائڈ پر لگا کر پیچھے والوں کا راستہ بحال کیا۔

سب کی چیکنگ کی غازیان نے سامنے لگی لائن کو اشارے سے رکنے کا کہا اور اس شخص کی گاڑی کو راستہ دیا جس کی بیوی اب بیہوش ہو چکی تھی یہاں سب سے پاس جو ہسپتال ہے فوراً وہاں لے جاؤ یہ وہاں ڈاکٹر دین بخش ڈیوٹی پر ہے اسے یہ کارڈ دینا بنا کسی فارمیلیٹی اور دیری کے اپنی وائف کو لے کر جاؤ۔

شکریہ صاحب رب تمہارا بھلا کرے اور تمہیں بھی نیک صالح اولاد دے وہ شخص اس کا کارڈ تھامتا بھاگ کر گاڑی تک گیا اور گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔

اس کو آج رات بند کرواکر دیکھتے ہیں کب تک رہتی ہے غازیان نے ایس پی کو اشارہ کرتے کہا تو اس نے سر ہلایا اور فراز اعوان کو گاڑی میں بٹھایا جو لڑکھڑا رہا تھا۔

سالے تجھے تو نہیں چھوڑوں گا میں ایسا وار کروں گا کہ تجھ سے تیرا سب چھن بھی جائے پر تو آنسو بھی نہ بہا پائے وہ اسے دھمکیاں اور گالیوں سے نوازنے لگا تو غازیان بھی گھر کی طرف روانہ ہوا۔

ٹریفک پھر سے بحال ہو گئی تھی۔

....

میرال اس اچانک افتاد پر کچی ڈور کی پتنگ کی طرح اس کے اوپر جا گری عالم اب یوں تھا کہ مخالف بیڈ پر لیٹا تھا ٹانگیں بیڈ سے نیچے تھی اور میرال بھی اس کے اوپر اسی حالت میں تھی۔

میرال کی دھڑکنیں وہ باآسانی سُن سکتا تھا۔

جس چوٹ پر تم مرہم رکھ رہی ہو وہ چوٹ دینے والی بھی تم خود ہو مقابل کی گہری سانسیں خود کی کان کی لو پر محسوس کرتی وہ کپکپاہٹ کا شکار تھی۔

چھ..... چھوڑ.... چھوڑو

چھوڑنے کے لیے تو نہیں تھاما تمہیں.... چھوڑنے کے لیے تو نہیں رب العزت نے مجھے تمہارے اور تمہیں میرے نام کیا اور ہاں ایک بات اپنے پلے باندھ لو میرال سکندر میں تمہاری خود کی زات سے، مجھ سے اور مجھ سے منسلک چیزوں سے لاپرواہی قطعی برداشت نہیں کروں گا۔

تم.... یہ... سب کیوں.... کر رہے... ہو؟

کیونکہ میں حق رکھتا ہوں وہ کہتا اس کی کان کی لو کو دانتوں میں دبا گیا میرال سکندر نے سسکی بھری۔

وہ اٹھنے کے لیے اپنا پورا زور لگا رہی تھی لیکن مقابل شاید ابھی اس پر رحم نہیں کھانا چاہتا تھا۔

میں نے ان ہاتھوں پر تمہیں کبھی مہندی نہیں لگوانے دی پتا ہے کیوں وہ میرال کی تمام ترمزاحمت کو اگنور کرتا خود کی قید میں مقید اس کے بازوؤں اور ہاتھوں کو دیکھ کر بولا۔

میرال اس سے مقابلہ کرتی تھکنے لگی تھی۔

کیونکہ ایک بار مہندی نے ری ایکشن کر دیا تمہاری سکن پر اور ایک بار چوڑی ٹوٹ کر ہلکی سی خراش لگا گئی تھی میرال نے آنکھیں میچی وہ شخص پاگل تھا شاید نا جانے کیا بول رہا تھا۔

یہ ہاتھ میرے لیے سجنے چاہیے کل ہاتھوں اور پیروں ہر مہندی لگواؤ گی اور کس سے لگواؤ گی وہ تمہیں کل پتا چل جائے گا تم لباس کون سا زیب تن کرو گی وہ بھی میں ڈیسائڈ کروں گا اور یہ ذلفیں اس نے میرال کی کھلی زلفوں کو ہاتھوں میں نرمی سے جکڑا ان کو کھلا چھوڑا تو سزا اس سے زیادہ بڑی ہو گی وہ اس کے دوسرے کان پر ہلکا سا بائٹ کرتا اٹھا اور اسے سائڈ پر لٹاتا لمحے میں غائب ہو گیا جاتے جاتے وہ کہنا نہیں بھولا تھا۔

کھڑکی اور دروازے ایسے ہی روز بند ملیں مجھے میرے پاس چابیاں ہیں میں آجاؤں گا۔

میرال نے تھک کر آنسوؤں کو باہر آنے کا راستہ دیا کیا تھا وہ شخص کیا تھا کبھی بہت حسین اور کبھی اتنا ہی ظالم۔

....

عازیان گھر پہنچا تو گھڑی دو کا ہندسہ کراس کر گئی تھی وہ رابیل کو کہہ تو گیا تھا کہ صبح آئے گا لیکن یہ محض اس نے غصے میں کہا تھا اس کا ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن صورتحال ایسی بن گئی تھی۔

وہ دروازے لاک کرتا اندر کی طرف بڑھا بھوک لگی تھی مگر تھکاوٹ پر بھوک زیادہ حاوی تھی وہ جلد از جلد اپنے بستر پر گر کر نیند پوری کرنا چاہتا تھا لیکن لائٹ مسلسل آجا رہی تھی۔

جب پوری بند ہوئی تو اس نے کوفت سے فون کی لائٹ آن کی اور مین سوکٹ سے جا کر بٹن دیکھا جو نیچے ہوا تھا اسے اوپر کیا تو روشنی بحال ہوئی۔

وہ کمرے میں آیا تو لائٹ آن تھی مگر رابیل کو بیڈ کے ساتھ کمرے کے بیچ و بیچ گرے دیکھ کر اس کے حواس سلب ہوئے وہ دوڑ کر اس کے پاس آیا۔

رابیل.... رابی.... اٹھو.... جاناں.... رابیل وہ مسلسل اسے ہلاتا مختلف ناموں سے پکارتا پاگل سا ہو رہا تھا یہ سب اس کی لاپرواہی کا نتیجہ تھا۔

وہ کیوں بھول گیا کہ رابیل طوفانی موسم سے گھبراتی تھی ہمیشہ سے اور اس دن زارا کے روم میں سوتی تھی اُس نے کیوں اتنی لاتعلقی برتی۔

اس نے رابیل کو بازوؤں میں بھر کر بیڈ پر لٹایا اور کبھی اس کے ہاتھ پکڑ کر مسلتا تو کبھی پاؤں لیکن وہ ہوش میں آ ہی نہیں رہی تھی۔

پا.... پانی اس کی دس منٹ کی انتھک محنت کے بعد وہ ہوش میں آئی تو پانی مانگا عازیان نے اس کے لبوں کے ساتھ گلاس لگایا تو پورا پیتی بے دم سے ہوتی واپس تکیہ پر گری۔

عازیان اب اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ کر اس کے چہرے کا پسینہ ہاتھوں سے صاف کرنے لگا وہ پوری پسینے میں ڈوبی تھی عازیان کو اس وقت خود پر شدید غصہ آیا۔

اسے خوف سے کپکپاتے دیکھ اس کے ہاتھ تھامے رابیل..... میری جان... میں یہی ہوں ...

رابیل نے آنکھیں کھول کر اس کے موجود ہونے کی تصدیق کی اور پھر اس کی گردن میں باہیں ڈال کر اسے جھکایا۔

وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر روتی اسے مزید پریشان کر رہی تھی وہ شوز پاؤں سے اتارتا وہیں اس کے ساتھ لیٹ گیا اور اسے اپنے حصار میں لیا۔

تم ٹھیک ہو دیکھو.... بس ڈر گئی تھی.... غازیان نے اس کی قمر پر ہولے ہولے تسلی بخشی ہاتھوں کے زریعے تو اس کے خوف میں کمی آئی۔

کچھ سیکنڈ بعد وہ اٹھا کیونکہ اس کے کپڑے پورے گیلے تھے اور اب کی بار رابیل کے بھی بھگا گیا تھا وہ۔

....

صبح کی روشنی اس حسین شہر پر اپنی تمام تر کرنیں پھیلائے لوگوں کو صبح ہونے کی نوید سُنا رہی تھی۔

اور وہیں مقامی پولیس اسٹیشن میں تہلکا مچ گیا تھا آخر ایم این اے کا بیٹا پوری رات لاک اپ میں بند رہا تھا۔

پولیس گرنیں جھکائے کھڑی تھی ایم این ثاقب اعوان کے سامنے... وہ کھڑا اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتا اس وقت اس تھانے کے ایس پی اور بارہ اہلکاروں کو سسپینڈ کروا چکا تھا یہ تھے ہمارے ملک کے معزز لوگ جو ووٹوں کی باری شہد سے میٹھے تھے اور طاقت مل جانے کے بعد حد سے زیادہ کڑوے۔

سب گردنیں جھکائے کھڑے تھے نادم تھے یا نہیں یہ تو بس وہی جانتے تھے لیکن وہ اب ثاقب اعوان کے سامنے گڑ گڑا کر اپنے کیے کی معافی مانگ رہے تھے۔

فراز اعوان ایس پی کی کرسی پر بیٹھا تھا پاؤں سامنے ٹیبل پر تھے جہاں کئی قلم اور کتابیں پڑیں تھی کاش اس نے بھی قلم کی قیمت جانی ہوتی ساری زندگی باپ کے پیسوں پر باہر کے ملکوں میں پڑھائی کے نام پر عیاشی ہی تو کی تھی۔

تم دو ٹکے کے لوگوں میں آج اتنی ہمت آگئی کے ثاقب اعوان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے چلے ہو..... آہ.....

عزت ...

سر ہم معافی چاہتے ہیں یہ سب ہمیں کرنے کو کہا گیا تھا ایس پی سامنے آتا بولا اب اسے اپنی جاب کے لالے پڑ گئے تھے۔

کون ہے وہ بدبخت جس نے ثاقب اعوان کے اکلوتے وارث کو ساری رات اس جیل میں سڑایا میں اس کی سات نسلیں برباد کر دوں گا وہ تو شکر کرو میرا بیٹا اپنا فون گھر بھول گیا تھا نہیں تو رات میں ہی میں تم لوگوں کو بتاتا نام بتاؤ اس سالے کا اس کے اندر کی بھڑکتی آگ کو تو ہم ٹھنڈا کریں گے۔

سر وہ بہت اوپر کے عہدے کا بندہ تھا اہلکار منمنایا۔

مجھ سے اوپر تو نہیں ہو گا وہ تمسخر سے بولا۔

سر وہ کوئی ایجنٹ تھا..... یاد ....

نام بولو بس نام.... نہیں تو نوکری دوبارہ بحال ہو گی یہ بھول جاؤ۔

سر... غاز.... غازیان اعجاز.... سارے اکٹھے پھوٹ پڑے تھے بھلا ایسی عیش و عشرت اور رشوت سے پر سکون زندگی کون چھوڑے۔

اس سے اب میں اپنے طریقے سے نپٹو گا اور تم سب میرے بیٹے سے معافی مانگو جلد تم سب کی نوکریاں بحال کر دیں جائیں گی وہ کہتا چشما لگاتا باہر نکل گیا۔

پیچھے سب اس کے بیٹے کے پاؤں کو ہاتھ لگاتے معافی مانگنے لگے تو فراز اعوان کی بھی باچھیں کھلی۔

اے ایس پی..اس بندے کی ساری ڈیٹیلز نکلوا....میں بھی تو دیکھو سالا کب تک اکڑتا ہے فراز اعوان ہنستا ہاتھ ہلا کر سب کو اوکے کا اشارہ کرتا نکل گیا۔

باقی سب نے بھی سکون کا سانس لیا۔

آج تو بچ گئے ان میں سے ایک بولا تو سب نے اس کی تائید کی۔

تم لوگوں کو شوق چڑھا تھا ایمانداری سے کام کرنے کا مجھے پتا ہوتا وہ ایم این اے کا بیٹا ہے تو میں اسے یہاں لانے کی غلطی قطعاً نہ کرتا یہاں جیسا چلتا ہے چلنے دو....لوگوں سے منہ بولا پیسہ لو اور بیشک رات رکھ کر رہا کر دو اسی میں بھلائی ہے تم لوگوں کی اور جو پیسا نہ دے اسے سڑھنے دو جیل میں پیٹ پوجا بھی اور اکاؤنٹ بھی فُل کیا سمجھے؟

قانون اندھا ہوتا ہے یہ ان کی باتوں میں صاف دکھ رہا تھا۔

....

رابیل نے اسے اٹھنے سے روکا۔

میں بس کپڑے بدل لوں یار بس ابھی آیا وہ اس کا ہاتھ تھپکتا اٹھا اور نہا کر فٹا فٹ کپڑے بدل کر واپس آیا جہاں اب وہ آنکھیں کھولے مسلسل کھڑکی کو دیکھ رہی تھی جہاں سے آواز اب بھی آ رہی تھی لیکن آہستہ آہستہ۔

یہ لو کپڑے بدلو اٹھ کر گیلے ہو گئے ہیں سارے غازیان نے نرمی سے اس کا بازو تھامتے کہا تو وہ اپنا بازو چھڑواتی رخ موڑ کر لیٹ گئی آنسو اب قطرہ بہ قطرہ بے مول ہو رہے تھے۔

غازیان نے لائٹ بند کی اور قدم اس کی طرف بڑھائے رابیل یار اٹھو میں آ گیا ہوں نا اب کیا ٹینشن اور میں بہت تھکا ہوا ہوں یار کچھ رحم کرو مجھ پر لیکن اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ غازیان نے اسے زبردستی اٹھا کر بٹھایا اور اس کے گلے سے دوپٹہ اتار کر سائڈ پر رکھا رابیل نے اس کے ہاتھ سے کپڑے چھینے اور چینج کر کے واپس آئی تو وہ اسی کی طرف رخ کر کے لیٹا تھا۔

وہ بھی آ کر دوسری طرف لیٹ گئی اسے لگا غازیان سو گیا ہے وہ مسلسل کبھی کھڑکی کو دیکھتی کبھی غازیان کو۔

غازیان نے بند آنکھوں سے اسے جھٹکے سے خود کی طرف کھینچا اور اس کا سر اپنے بازو پر رکھتے دوسرے سے اس کے گرد حصار بنایا۔

سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو خبردار اب آنکھیں کھولی اور کھڑکی کی طرف دیکھا بارش ہے بس اور کچھ نہیں وہ اس کے سر میں انگلیاں چلا کر اسے پرسکون کرتا خود بھی سو گیا۔

....

پورے گھر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا آخر شوکت

نظامی کی بیٹی کی شادی تھی ہر طرف افرا تفری کا عالم تھا۔

وہیں میرال آفس سے اب تک گھر نہ آئی تھی مبشر علوی خود تو آفس آتا نہ تھا اور اپنے سارے کام اس کے زمے لگا رکھے تھے پچھلے دو دنوں میں وہ گھن چکر بن کر رہ گئی تھی اسے نا کھانے کا ہوش تھا اور نہ کچھ تمام چھوٹی موٹی میٹنگز بھی اس کی جگہ وہی اٹینڈ کر رہی تھی ابھی بھی وہ تھکی ہاری گھر آئی اور آ کر لاؤنج میں بیٹھ گئی۔

وہ ارام کرنا چاہتی تھی لیکن حلق میں کانتے چبھ رہے تھے اس نے راحیلہ کو پانی لانے کا کہا وہ کبھی کسی سے کوئی کام نہیں کرواتی تھی وہ اپنے کام بچپن سے ہی خود کرنے کی عادی ہو گئی تھی۔

اس نے رنگ برنگے پھولوں کو دیکھا اور حسرت زدہ ہوئی کتنے خوبصورت تھے وہ لیکن اگلے لمحے اسے ان سے ہمدردی ہوئی وہ نیچے گرے لوگوں کے پیروں میں آتے اپنی خوبصورتی اور پہچان کھو چکے تھے۔

پانی پی کر بھی وہ غیر ارادی طور پر وہیں بیٹھی رہی لڑکیاں یہاں وہاں جا رہی تھیں لائبہ سامنے بیٹھی تھی اس نے بھر بھر کر مہندی لگوائی تھی ہاتھوں میں جو سوکھ چکی تھی۔

اس کا دھیان اس کی دوستوں کی طرف گیا جو اسے اب مہندی دھونے کا کہہ رہی تھی وہ سب متجسس تھی اس کی مہندی کا رنگ دیکھنے کی۔

ایسا بھی کیا ہے اس مہندی کے رنگ میں جو تم لوگ اتنا پاگل ہو رہی لائبہ نے اپنی دوستوں سے استفسار کیا۔

تمہیں پتا ہے جس کی مہندی کا رنگ جتنا گاڑھا آئے اس کا شوہر اس سے اتنی ہی محبت کرتا ہے ان میں سے ایک بولی اب سب لائبہ کے کمرے میں موجود تھی۔

اچھا ایسا ہے تو پھر مجھے یقین ہے میری مہندی کا رنگ خوب گہرا ہو گا کیونکہ مبشر علوی سے بہت محبت کرتا وہ ادا سے بولی غرور اس کی ہر بات سے پھوٹ رہا تھا۔

میرال نے بھی واپس کی طرف قدم بڑھائے لیکن ایک لڑکی اس کے سامنے آر کی۔

....

رابیل کی آنکھیں کھلی تو وہ غازیان کے حصار میں تھی نظریں گھڑی کی طرف دورائی جو صبح کے ساڑھے چھ کا پتا دے رہی تھی۔

اس نے واپس اپنی نظریں غازیان کی طرف موڑی جو پر سکون سو رہا تھا۔

اس نے اپنے ہاتھ پر اس کے دل کی دھڑکن کو محسوس کیا جو اس کے سینے پر پڑیا تھا آج وہ پہلی بار خود اس کے اتنے قریب تھی۔

رابیل نے دھیان سے اس کا ایک ایک نقش دیکھا وہ سانولا سا شخص مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا رابیل کے دل میں ناجانے کیا سمائی اس نے غازیان کی پلکوں پر ہلکے سے انگلیاں پھیری اور پھر اس کے اٹھنے کے ڈر سے جھٹ سے آنکھیں موند لیں لیکن وہ شاید گہری نیند سو رہا تھا۔

رابیل نے اس کا ہاتھ دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا کہاں وہ اسے دودھ میں پتی کہا کرتی تھی رابیل کو آج اپنے سفید رنگ سے زیادہ اس کا گندمی رنگ اچھا لگا تو اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر جمایا۔

دل الگ ہی روپ پر دھڑک رہا تھا جو وہ سمجھنے سے قاصر تھی.... زندگی انسان کو کیسے کیسے دوڑاہے پر لا کھڑا کرتی ہے ناجہاں سے وہ کل تک بھاگ جانا چاہتی تھی جس شخص سے وہ رہائی چاہتی تھی آج وہی شخص اسے پیار الگ رہا تھا۔

کیا اسے غازیان سے محبت ہو گئی ہے اس نے اپنے دل کو ٹٹولا جواب میں دھڑکنوں کا انتشار برپا تھا اور بس جامد خاموشی ......

....

میم آپ کو مہندی لگانی ہے وہ کم عمر لڑکی اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتی بولی۔

لیکن مجھے نہیں لگوانی آپ کسی اور کو لگادو میرال نے عائب دماغی سے کہا اور اوپر کی طرف قدم بڑھائے۔

میم سر کا حکم ہے آپ کو ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی لگانے کا اس کی بات پر میرال کے قدم جامد ہوئے اور دماغ میں جھماکا ہوا دو راتیں پہلے ہی تو وہ شخص اسے حکم سنا کر گیا تھا۔

میرال نے ایک اور سیڑھی پار کی مجھے نہیں لگوانی لیکن اگر اس نے پھر خود کو چوٹ پہنچائی میری وجہ سے تو..... وہ گہری سوچ میں تھی اسے یک دم اپنے بازوؤں اور ہاتھوں پر اس کا لمس یاد آیا وہ واپس مڑی۔

اوکے لگادو۔

لڑکی نے خوشی سے دانتوں کی نمائش کی جیسے بہت بڑا معرکہ سر کیا ہو ویسے معارکہ تو تھا آخر میر ابراہیم کے غصے کو جھیلنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔

لڑکی نے اس کے ہاتھ بھر کر اب اس کا پاؤں تھاما۔

نہیں پاؤں پر رہنے دو تم پہلے ہی ہاتھوں پر اتنی زیادہ لگا چکی ہو میں تھوڑی نا دلہن ہوں اور میری شادی ہو رہی جو پاؤں پر بھی لگا لوں اب کہ وہ چڑ کر بولی اس کی ناں ناں کرنے کے باوجود وہ اس کہ کہنیوں تک اس کے بازو بھر چکی تھی۔

لڑکی کچھ بولتی کہ اس کے پاس پڑا چھوٹا سا موبائل جو یقیناً اسی کا تھا زوروں سے بجنے لگا۔

اپنی میڈیم سے بولو مجھے اس کے پاؤں بھی ایسے ہی چاہیے نہیں تو تم اور وہ دونوں نہیں بچو گی مخالف کی روب دار آواز سے لڑکی نے تھوک نگلا اور فون کان سے ہٹایا۔

میرال نے اس کی طرف دیکھا جو اب اپنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کر رہی تھی۔

کی... کیا ہوا؟

میم سر کہہ رہے کہ چپ چاپ مہندی لگوائیں نہیں تو میری نوکری تو جائے گی ساتھ میں آپ بھی ....

اف......اوکے لگاو لیکن ہلکی ہلکی لگانا اس کا کوئی من نہیں تھا اسے الجھن ہو رہی تھی کبھی لگائی نہیں تھی اور اب وہ سوکھ بھی نہیں رہی تھی۔

....

غازیان کی آنکھ نو بجے کھلی اسے اپنے اتنا بے خبری میں سونے پر غصہ آیا لیکن نظر جب اپنے سینے پر ڈالی تو ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا رابیل اس کے سینے پر سر رکھے آرام سے سو رہی تھی۔

غازیان نے آہستگی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا کل رات وہ کتنا ڈر گیا تھا اسے ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھ کر۔

اس نے رابیل کا سر تکیہ پر رکھا لیکن اپنے ہاتھ کو اب بھی اس کی گرفت میں پایا۔

اُف رابیل دستگیر تم میرے صبر کا بہت بُرا امتحان لے رہی ہو نظر اپنے اور اس کے ہاتھ پر پڑی اور ہمیشہ کی طرح وہ طنزیہ مسکرایا وہ کبھی بھی شادی سے پہلے سنی جانے والی رابیل کی گفتگو کو بھول نہیں سکتا تھا۔

وہ اپنا ہاتھ چھڑواتا اٹھا وہ ہوش میں ہوتی تو کیا کبھی خود سے اس کے قریب آتی ذہن میں یہ سوال آیا تھا۔

نہیں دل نے فوراً جواب دیا تھا لیکن یہ محض اس کے دل کی آواز تھی وہ اٹھا اور تیار ہونے چلا گیا اسے ایک ضروری کام سے جانا تھا۔

لیکن نا جانے کیوں دل بار بار اسے رابیل کی طرف مائل کر رہا تھا وہ شش و پنج میں تھا وہ جائے نا جائے اگر پیچھے سے رابیل کی طبیعت خراب ہوئی تھی اور پھر ایک فیصلہ کرتا اٹھا۔

وہ آدھے گھنٹے میں اپنا کام کر کے واپس آجائے گا رابیل کے اٹھنے سے پہلے۔

....

اس کی مہندی ختم ہوئی تو لائبہ بھی آنسو بہاتی باہر نکلتی فردوس کو آوازیں دینے لگی۔

کیا ہو گیا ہے لائبہ ڈھیروں کام پڑے ہیں اور تم ہو کے اب بولو جلدی فردوس نظامی عجلت میں بولی۔

یہ دیکھیں میری مہندی کا رنگ نہیں آیا وہ ہاتھ آگے کرتی بولی جہاں رنگ نہایت پھیکا تھا کہ اس کی مہندی کا ڈیزائن بھی اب روکھا سا لگ رہا تھا۔

اچھا کوئی بات نہیں.... کیا فرق پڑتا ہے۔

فرق پڑتا ہے ماما یہ سب کہہ رہیں..... وہ ساری بات بتاتی مزید رونے لگی تو اس کی نظر میرال پر گئی جس کے سفید بازوؤں پر مہندی خوف کھلی تھی۔

تم.... تم.... نے کیوں مہندی لگوائی؟؟ لائبہ اس کے سر پر آکر چیخی۔

تمہیں پتا بھی ہے یہ ایک ہاتھ کا کتنا چارج کرتے ہیں گوار جو تم نے ایسے بھر بھر کر لگوالی اور دیکھو تو مہرانی کے پاؤں بھی بھرے پڑے ہیں جیسے میری نہیں اس کی شادی ہو لائبہ اس کے مہندی دیکھ کر جل گئی تھی فردوس کو فون آیا تو وہ معاملہ بعد میں دیکھنے پر چھوڑتی فون اٹینڈ کرنے چلی گئی۔

اب پیسے کون دے گا تمہارا باپ ؟او تمہارا باپ تو قبروں میں ہے لیکن پیسے نکالو لائبہ اس کے بازو پر جان کر اپنا ہاتھ مارتی بولی اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی میرال کے ہاتھوں اور پیروں کی وہ مہندی جو اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا رہی تھی۔

میم یہ مجھے پہلے ہی پے کر چکی ہیں اور میں آپ کی مہندی والوں کی طرف سے نہیں ہوں اس سے پہلے کہ میرال کچھ بولتی وہ لڑکی بولی تو لائبہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

اور باپ میرا جہاں بھی ہو اس کی ٹینشن نہ لیں آپی کیونکہ وہ قبروں میں ہوتے ہوئے بھی آج آپ کی اس شان و شوکت کی اصل وجہ ہیں یہ سب مہندی والے ،ڈیزائنرز، شیفس ،ڈیکوریٹرز یہ سب میرے باپ کے چھینے بزنس سے تو آیا ہے اور میری بہن کی شادی ہے اسی لیے میں بھی لگوا رہی میں نہیں چاہتی لوگ ہمیں سوتیلا سمجھیں میرال نے بروقت اپنی مہندی بچائی تھی لیکن پھر بھی لائبہ کی انگلی اس کے بائیں بازو کو مس کرتی ایک پھول خراب کر چکی تھی وہ سب کہتی لائبہ کا اہانت سے پڑتا سرخ چہرہ دیکھتی اس لڑکی کا شکریہ ادا کر کے اسے الوداع کرتی اپنے روم میں چلی گئی۔

لائبہ نے غصہ میں سب پرے پھول نیچے پھینکے جو اس کے پاون کی مہندی پر آکر اس کی مہندی خراب کر گئے یہی ہوتا ہے جب دوسروں کے لیے گڑھا کھودو اور خود گر جاؤ۔

....

علی پہنچا تو مارتھا اب بھی ویسے ہی بے حال پڑی تھی اس نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولے اور بال بگاڑے اور اسے ہوش میں لانے لگا۔

آئی لو یو علی مارتھا جھومتی کہنے لگی تو وہ مسکرایا۔

یہ رات سب سے حسین رات تھی مارتھا نے بند کھلی آنکھوں سے کہا تو غازیان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی پراسرار مسکراہٹ۔

آئی نواب مجھے جانا چاہیے میں نے وعدہ خلافی نہیں کی دیکھو صبح تمہارے پاس ہوں تمہارے قریب خیر میری معلومات کے مطابق لوسیفر آگیا ہے واپس اب مجھے چلنا چاہیے۔

دوبارہ کب ملو گے ؟

جب تم کہو .....

اوکے وہ ادا سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چکراتے سر کے ساتھ۔

بائے وہ اس کے قریب آتی اسے گلے لگاتی بولی۔

علی نے دانت پیسے وہ کیسے اسے برداشت کرتا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

بائے ڈارلنگ۔

علی آج میں نے تمہیں ایک خاص بات کے لیے بلایا ہے لوسیفر نے سگریٹ کا کش لیتے دھواں ہوا میں چھوڑتے کہا۔

جی میں حاضر ہوں۔

علی میری ٹیم میں کبھی کوئی اتنا قابل بندہ نہیں آیا رے لیکن تُو تو نے سب آسان کر دیا میرا بھروسہ جیتا تو آج میں تجھے ایک جگہ دکھانا چاہتا اور کچھ لوگوں سے ملوانا چاہتا وہ علی کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے لیے سیڑھیاں اتر کر ایک خوفیہ جگہ پر لے جانے لگا۔

یہ وہی جگہ تھی جو مارتھا نے اسے بتائی تھی مطلب اس کا مارتھا کہ قریب جانا بیکار گیا تھا لوسیفر اسے خود یہاں لے آیا تھا۔

ملو کچھ لوگوں سے اس نے دروازہ کھولا جہاں کئی آدمیوں کو باندھا گیا تھا کئی ابتر حالت میں تھے اور کئی بیہوشی کچھ کے منہ پر ٹیپ لگائی گئی تھی اور کچھ کی آہیں اس کمرے میں گونج رہی تھی۔

انسانیت کا اتنا گھٹیا روپ دیکھ کر اس کا دل کانپا اس نے ایک نظر لوسیفر کو دیکھا یہ تو وہی ملازمین ہیں نا جن کی حکومت رہائی چاہتی۔

بالکل سہی سمجھے ہو لیکن یہ کام اب تمہارے زمہ ہے۔

میرے کیسے ؟

بتاتا ہوں۔

....

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

غازیان واپس آچکا تھا اور رابیل ویسے ہی سو رہی تھی وہ بھی آ کر لیٹ گیا چینج نہیں کیا تھا اُس نے ہزاروں سوچیں دماغ کو جکڑے ہوئیں تھی۔

کہاں سے شروع کیا تھا اور کہاں آگیا تھا کیا وہ اپنے رشتے میں انصاف کر پایا تھا اور رابیل اُس کی سمجھ سے باہر تھی پہلے وہ اُس کی ہر بات پر چڑتی تھی لیکن اب.....اُس نے تھک کر آنکھیں موند لی ہزاروں کام تھے جو آج شام تک اُسے سرانجام دینے تھے۔

رابیل اٹھی تو گھڑی بارہ کا ہندسہ عبور کرچکی تھی وہ ویسے ہی لیٹی رہی اس کی نظریں غازیان کا طواف کر رہی تھیں وہ نا جانے اس کے چہرے پر کیا تلاشنہ چاہتی تھی۔

کیا سچ میں اسے غازیان اعجاز کے ساتھ آگے بڑھنا تھا اسے خود کی آواز سُنائی دی جس کے جواب میں نا تو دل کی دھڑکن کی رفتار سست پڑی اور نا دماغ نے اس کی بات کی نفی کی۔

وہ قریب ہی تھی اس نے دیکھا اس کی طرف سے بیڈ خالی تھا رات کا سارا منظر یاد آنے پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری وہ شخص اتنا بُرا نہیں تھا جتنا خود کو دکھاتا تھا۔

اُس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو ازبر کرتے وہ چونکی اس کی شرٹ سے لیڈیز پرفیوم کی خوشبو آرہی تھی اس کی ساری مسکراہٹ پل میں سمٹی اس بار کوئی شک وشبہات نہیں تھے لیکن ناگواری چہرے سے عیاں تھی۔

اس کی نظروں کا ارتکاز ہی تھا کہ غازیان کی نیند میں خلل پڑا تھا اس نے بند کھلی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھنا چاہا جہاں رابیل اس کے قریب تھی اور مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

طبیعت ٹھیک ہے اب غازیان کے اچانک پوچھنے پر وہ ہوش میں آئی اور اپنی نظروں کا ارتکاز بدلا۔

ہم .....

اُس کا روکھا سا جواب سُن کر غازیان کو غصہ آیا وہ اپنے سارے کام پسِ پشت ڈال کر آیا تھا اور میڈیم کا ایٹیٹیوڈ ہی ختم نہیں ہو رہا تھا اُس نے آنکھیں بند کی اور کروٹ بدل لی لیکن وہ اب کی رابیل کی نظریں اپنی پشت پر محسوس کر سکتا تھا۔

رابیل کے اٹھنے پر اس نے شکر کیا لیکن اب وہ بیڈ سے اتر کر اس کی سائڈ پر آکر کھڑی تھی۔

....

ایس پی اور اس سمیت بارہ اہلکاروں کی نوکریاں واپس بحال کر دی گئیں تھیں لیکن فراز اعوان اب تک غازیان اعجاز کو ڈھونڈنے کی کوششوں میں تھا۔

ڈیڈ میں چاہتا ہوں آپ اس معاملے سے اپنے ہاتھ ہٹا لیں میں اس شخص کو خود ڈھونڈنا چاہتا ہوں۔

تم... کیسے.... فراز تم میرے اکلوتے بیٹے ہو تمہیں ان سب میں پڑنے کی ضرورت نہیں تم بس لائف انجوائے کرو باقی میں سنبھال لوں گا ثاقب اعوان نے اسے سمجھانا چاہا۔

نہیں ڈیڈ آپ سمجھ نہیں رہے ہیں میں تب تک سکون سے نہیں بیٹھوں گا جب تک وہ مجھے مل نا جائے میں بدلہ لیے بغیر نہیں چھوڑوں گا اسے لیکن یہ کام میں خود کرنا چاہتا فراز اعوان کچھ سوچتا بولا۔

ٹھیک ہے لیکن دھیان سے میں نے سُنا ہے اس کی بہت پہنچ ہے یہ نا ہو لینے کے دینے پڑ جائیں۔

یو ڈونٹ وری ڈیڈ جسٹ چِل فراز اعوان فون پر نمبر ڈائل کرتا باہر نکل گیا۔

ہاں او ئے ایس پی اب تک تو میرے پاس اُس شخص کی تمام معلومات پہنچ جانی چاہیے تھیں لیکن.....

سوری سر لیکن ہم اس کے بارے میں کچھ پتا نہیں لگوا پا رہے وہ کہاں رہتا .....

سالو..... تم لوگوں کو اتنا پیسا کس لیے کھلایا ہے میں نے دو دن ہیں تمہارے پاس اسے ڈھونڈو نہیں تو.....

اوکے سر .....

....

کیا ہو گیا ہے؟ غازیان اس کے مسلسل دیکھنے پر جھنجھلا گیا تھا۔

اپنی شرٹ اتارو۔

وااااٹ؟؟ غازیان کو لگا اسے سُننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

شرٹ اس نے دوبارہ شرٹ کی طرف اشارہ کیا تو اب کی بار غازیان بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

لگتا ہے رات کا خوف تمہارے سر پر چڑھ گیا ہے کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو ...

اس میں کون سی بات تمہیں فضول لگی سمپل بولا ہے اپنی شرٹ اتار کر دو رابیل نے اب کے غصے سے کہا۔

کیوں دوں؟

دو تو رابیل نے آگے بڑھتے کہا تو غازیان نے اسے آنکھیں دکھاتے شرٹ کے بٹن کھولے تو وہ نظریں جھکا گئی۔

عجیب لڑکی ہے پہلے خود کہتی ہے شرٹ اتارو اب اتار رہا تو گال انار جیسے کر لیے ہیں غازیان کو وہ کیوٹ لگی تھی ایسا کرتے۔

یہ لو غازیان نے شرٹ اتارتے اس کے ہاتھ میں تھمائی تو اس نے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔

او ہیلو کہاں ؟

لیکن رابیل میڈیم نظر انداز کر گئی غازیان کا چہرہ غصے سے سُرخ ہوا۔

دوسری شرٹ نکال کر دو پھر جانا رابیل دوسری شرٹ اس کے ہاتھ میں تھماتی باہر نکل گئی تو وہ بھی تجسس میں باہر نکلا۔

لیکن اپنی نئی شرٹ کو چولہے پر جلتا دیکھ وہ بھاگ کر آگے بڑھا آر یو میڈ رابیل ؟ کیا کر رہی ہو یہ پاگل ہو یا مجھے بنا رہی ہو...... غازیان نے اس کے بازو پکڑتے اسے جھٹکا دیا۔

تمہاری شرٹ سے لیڈیز پرفیوم کی خوشبو آ رہی تھی رابیل کی آواز کو وہ بمشکل سُن پایا۔

تو ؟

تو کیا می..... می.... میں نے.. جلادی رابیل نے ایسا کیوں کیا تھا اس بات سے وہ خود بھی انجان تھی لیکن اس کی قریب ہوتے اس کی شرٹ سے کسی اور عورت کی مہک آئے یہ بات اس کی زات پر تازیانے کی طرح لگی تھی یہی وجہ تھی شاید کہ شرٹ چولہے پر پڑی اپنا وجود کھو چکی تھی۔

تمہیں کیا لگے رابیل دستگیر میری شرٹ سے ؟ ہاؤ ڈیر یو ٹو ڈو دِس میری نئی شرٹ تھی وہ ...

میں.... نیو.... دلوا دوں گی ....

نہیں چاہیے مجھے کچھ ..... لیکن آئندہ ایسی حرکت کی تو میں لحاظ نہیں کروگا وہ غصے سے کہتا نکل گیا تو رابیل کی آنکھیں نم ہوئی وہ اُسے ایک شرٹ کے لیے اتنا کچھ سُنا گیا تھا۔

....

میرال وہ سب ہمت کرتی کہہ تو آئی تھی لیکن اب ڈر رہی تھی اگر شوکت نظامی کو پتا چل گیا تو۔

وہ تھک گئی تھی ان لوگوں کے سامنے خود کی ہی چیزوں کے لیے جھکتے جھکتے وقت اور حالات اُسے مضبوط بنا رہے تھے یا شاید اس شخص کے دیے مان کا اثر تھا کہ وہ بے خوف ہوتی جا رہی تھی۔

اُسے وہ دن یاد آیا جب ایک بار سکول میں کسی نے اُسے ہتلی بولا تھا تو وہ وہیں درخت کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی تو میر بھاگا آیا تھا اُس کے پاس۔

وہ مسلسل اس سے اس کے رونے کی وجہ دریافت کر رہا تھا اور نا بتانے پر اب وہ وہیں بیٹھا غصے سے ہاتھ کا پنچ بنا کا درخت پر مار رہا تھا میرال نے سہم کر اُس کی طرف دیکھا لیکن وہ متوجہ نہیں تھا اور پھر میر واس کا ہاتھ درخت سے ہٹاتی اسے وجہ بتانے لگی جسے سُن کر اس کی آنکھوں میں سُرخی اتری تھی کہ میرال کو اس سے خوف آیا۔

کس نے کہا ہے؟ نام بتاؤ؟ کون سی کلاس کا ہے؟

میرال کا جواب سنتے ہی وہ اس کا ہاتھ تھامے اٹھا اور اسے اس لڑکے کی کلاس میں لے جا کر اس کے سامنے کھڑا کیا۔

بول اسے دوبارہ ہتلی میر نے اس لڑکے کو کالر سے تھامتے کہا۔

تو وہ لڑکا مسکرایا اور دوبارہ بولنے ہی لگا تھا کہ میر اس کا ارادہ بھانپتے ہی اس کے چہرے پر پنچ مار گی۔

اور ہاتھا پائی میں وہ اُس لڑکے کی ایک آنکھ سجا چکا تھا میرال وہاں کھڑی مسلسل رو رہی تھی۔

دوبارہ بول کر تو کیا سوچ کر بھی دیکھ میں تجھے بولنے قابل نہیں چھوڑوگا میر اسے دھکا دیتا ڈر سے تھر تھر کانپتی میرال کا ہاتھ تھامے گھر آگیا لیکن اگلے ہی روز میر ابراہیم کو سکول سے نکال دیا گیا تھا لیکن اس نے میرال کو بھی دوبارہ وہاں جانے نہیں دیا۔

وہ سب یاد کرتی میرال کے آنسو گرے تو وہ ہوش میں آئی اب اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

یہ منظر دیکھتا مخالف بھی مسکرایا تھا وہ سمجھ گیا تھا وہ اسے یاد کر رہی ہے ایسا سکتہ میرال سکندر پر تب ہی طاری ہوتا ہے اور ایسا دھوپ چھاؤں والا منظر تب ہی آتا تھا۔

آئی نیڈ یو میر وہ بات جو تب سے سینے میں قید کیے تھی آج اس کے ہونٹوں پر آگئی تھی لیکن اس نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کیا اور مہندی دھونے چلی گئی جو سوکھ چکی تھی۔

نو آئی ہیٹ یو میر وہ پل میں اپنا بیان بدلتی بولی۔

تیرے لیے میرے جزبات میں

اب وہ پہلی سی شدّت نہیں رہی

محبت اب بھی تجھ سے ہے

مگر اب تجھے پانے کی حسرت نہیں رہی

تو پاس رہ یا کہیں دور چلا جا

آنکھوں نے بار بار تجھے دیکھنے کی اب گزارش نہیں کی

تو وفا نبھا یا مجھ سے رُخ موڑ لے

اب ہمیں تیری اتنی بھی پرواہ نہیں رہی

قسمتوں میں لکھا ہے تو دوبارہ مل جائیں گے

اب تجھے سجدوں میں بار بار مانگنے میں وہ کشش نہیں رہی

میں پہلی محبت پر ہی کامل یقین رکھتی ہوں

کبھی بدل جاؤ ایسی میری تربیت نہیں رہی

اب محفلوں میں کتنا ہی تیرا نام پکارا جائے

پر تیرے نام پر دل دھڑکنے کی رفتار اب پہلی سی نہیں رہی

اور سُن کیا پتا کسی روز تیری محبت

میرے لیے عشق کا روپ اختیار کر جائے

میرے ہم نفس ! میں لوٹ آؤ گی

اب اتنی بھی پتھر دل نہیں رہی

از قلم سُنیہا رؤف۔

....

وی وانٹ آر ور کرز بیک کا ٹرینڈ زور و شور سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر رہا تھا۔

حکومت کان لپیٹے بیٹھی تھی شاید اور غازیان پر پریشر بڑھتا چلا جا رہا تھا دن کم رہ گئے تھے اور کام بہت تھا۔

وہ آج علی بن کر ایک خاص مقصد سے آیا تھا آج اُس نے اپنا بنا ہوا پلین لوسیفر کے پلین کے بعد دوبارہ تشکیل دینا تھا۔

لوسیفر اُس پر اندھا اعتبار کرنے لگا تھا اسے ملازمین کے رہنے کی جگہ تو وہ دکھا چکا تھا وہ آگے اسے کیا کرنا تھا یہ لوسیفر بتانے والا تھا اُسے۔

وہ آج اپنی پوری ٹیم کے ساتھ بیٹھا پلین اے تیار کر رہا تھا جس کے مطابق اُسے ملازمیں کو اس جگہ سے نکالنا تھا لوسیفر کے مطابق وہ انہیں بیرون ملک اس کے بحری جہاز پر روانہ کرنے والا تھا لیکن وہ انہیں وہاں سے اپنے لوگوں کی مدد سے نکلوا لے گا.... پچیس لوگوں کی ٹیم کو مختلف قسم کے کام سونپے تھے اس نے کچھ لوسیفر کا ڈیٹا ہیک کرتے، کچھ جن سے ڈیل کی جا رہی ہے ان پر نظر رکھتے، کچھ نے عین موقع پر ملازمین کو وہاں سے نکلوا کر سیو جگہ پہنچانا تھا۔

اور سر اگر لوسیفر کو آپ پر شک ہو گیا وہاں بیٹھے لوگوں میں سے ایک نے سوال کیا۔

اس کی گنجائش نہیں چھوڑی میں نے۔

سر آپ اتنے کنفرم کیسے ہیں؟

خود کی قابلیت پر بھروسہ ہے مجھے اس نے ہنس کر مزاقاً کہا تو سب مسکرائے اس کی قابلیت کتنی تھی وہاں بیٹھے تمام لوگ جانتے تھے اس لیے تو اسے سب سے بڑے مشن کے لیے چُنا گیا تھا۔

دشمن کے ساتھ رہ کر دشمن کو تباہ کرنا مین نے اِن جیسے لوگوں سے ہی تو سیکھا ہے لوسیفر جس کے ساتھ ڈیل کرتا ہے ڈیل پوری ہوتے ہی اس شخص کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ہے...... یہی وجہ ہے کہ لوسیفر آج تک نہیں چُوکا نہیں اور نہ پکڑا گیا کیونکہ پلٹ کر اس کے خلاف آواز اٹھانے والے کی وہ آواز بند کر دیتا ہے وہ...... مجھے اسی

کا وار اسی پر لوٹانا ہے جب تک وہ سمجھے گا اس کے ساتھ ہوا کیا تب تک غازیان اعجاز اپنی بازی لگا کر بازی اپنے نام کر چکا ہو گا۔

....

میرال مہندی دھو کر آئی تو ششدر رہ گئی اس کے ہاتھ پاؤں پر مہندی خوب گہرا رنگ چھوڑ گئی تھی۔

وہ بال سلجھانے کی غرض سے ڈریسنگ کے سامنے آئی تو اسے اُس روز کا منظر یاد آیا کبھی کبھی اسے اس شخص میں اپنے میر کی جھلک دکھائی دیتی تھی لیکن وہ کون تھا وہ نہیں جانتی تھی اور وہ شخص بھی شاید ابھی خود کو اکسپوز نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس نے سامنے پڑی سفید پرچی اٹھائی جس پر خوبصورتی سے کچھ الفاظ درج تھے۔

روحِ جاناں !!

پہلا لفظ ہی اس کا دل دھڑکا گیا تھا تو کیا وہ جو سوچ رہی تھی وہ سچ تھا یا صرف اتفاق۔

تم میرے لیے بنائی گئی ہو، تمہیں دیکھنے کا حق، چھونے کا حق صرف میرا ہے، تم امانت ہو میری جس میں تمہیں خیانت نہیں کرنی میں کون ہوں یہ تم اپنے دل سے پوچھو وہ بہتر جواب دے گا میں چاہتا ہوں میرال سکندر میرے بارے میں سوچے ہر وقت میں تمہیں خود کے لیے تیار دیکھنا چاہتا ہوں تم اتنی خوبصورت ہو کہ تمہیں ان عارضی چیزوں کی ضرورت نہیں لیکن منگل کا دن تمہاری زندگی کا ایک خوبصورت دن تمہارے انتظار میں ہے یہ چیزیں تمہارے لیے لایا ہوں جسے تم نے استعمال کرتے خود کو پور پور میرے لیے سجانا ہے میں نے کہا تھا نا

تم کیا زیب تن کرو گی وہ بھی میں ڈیسائڈ کروں گا تو پیچھے مڑو تمہاری الماری میں ایک ڈریس ہے تمہیں وہی پہننا ہے اور تمہارے ہاتھ میں سُونے نا دیکھوں میرال نے نظریں جھکائی تو ایک سلور کیس وہاں موجود تھا کھولا تو اس میں انتہائی نفیس بریسلیٹ تھا یہ کبھی بھی تمہارا کلائی سے جدا نہ ہو میرال نہیں تو تم مجھے جانتی ہو..... میں جانتا ہوں تم مجھے جاننے کے لیے بیتاب ہو لیکن ابھی مجھے کچھ وقت درکار ہے تمہاری مہندی خوب کھلے گی یہ جانتا ہوں میں اور بریسلیٹ ابھی تک نہیں پہنا ہو گا تم نے میرال نے اس کاغذ سے نظریں ہٹاتے ارد گرد دیکھا جیسے وہ سامنے بیٹھا سب دیکھ رہا ہو وہ کیسے جانتا تھا اس کو میرال نے اس بریسلیٹ کو پہنا جو اپنی قیمت کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہا تھا..... ایک خاص شخص بھی تمہارے انتظار میں ہے اور..... بہت جلد تم اپنے اصل میں واپس جانے والی ہو ....

میرال نے کاغذ واپس رکھتے گہرہ سانس لیا.... کیا ہو رہا تھا سب لیکن حیرانگی کی بات یہ تھی کہ اسے یہ سب اب اچھا لگنے لگا تھا اسے اس شخص سے سکون ملنے لگا تھا اس شخص سے اسے کسی اپنے کی خوشبو آتی تھی اور سب سے بڑی بات وہ خیر خواہ تھا اس کا۔

میرال نے چیزیں دیکھیں جہاں مہنگے سے مہنگے برینڈز کا میک اپ موجود تھا لیکن اسے کہاں یہ سب استعمال کرنا آتا تھا اس نے قدم الماری کی طرف بڑھائے اور وہاں واقع ایک نفیس جوڑا رکھا تھا۔

سرخ رنگ کا کامدار عروسی جوڑا کہیں سے بھی اس کا نہیں لگ رہا تھا وہ تو کسی دلہن کا تھا یہی سوچتے اس کے ہاتھ لرزے۔

میں نہیں پہنوں گی یہ وہ فیصلہ کرتی سب وہیں چھوڑتی بستر کی طرف چلی گئی۔

....

زارا کا بیٹا ہوا تھا ہادیہ دستگیر انہیں فون پر مطلع کر چکی تھیں اور رابیل تب سے خوشی سے مسکرائے جا رہی تھی۔

ہم کب جا رہے ہیں لاہور؟ وہ لیپ ٹاپ پر بیٹھا کام کر رہا تھا کہ وہ اس کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

ابھی نہیں ابھی کام کا بہت پریشر ہے غازیان نے بنا اُس کی طرف دیکھے جواب دیا۔

نہیں مجھے جانا ہے کام واپس آکر کر لینا زارا آپی کا گڈا سب سے پہلے میں دیکھو نگی اور نام بھی میں ہی رکھوں گی وہ اس کے انکار کو اگنور کرتی اپنی ہی ہانکی جا رہی تھی۔

رابیل ان دنوں مجھے بہت کام ہے جانا ممکن نہیں سو پلیز چپ کر جاؤ پریشان نہیں کرو غازیان کی سخت آواز گونجی۔

لیک.....

لیکن ویکن کچھ نہیں میں بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔

رابیل نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھا تو اس نے بھی نظریں اٹھائیں دونوں کی نظریں ملیں تو غازیان نے نظریں واپس لیپ ٹاپ کی طرف موڑی۔

میں اکیلی چلی جاؤں گی رابیل اسے اپنا پل میں کیا فیصلہ سناتی پلٹی لیکن اس کی بات سے قدم زمین سے اٹھنے سے انکاری ہوئے۔

چلی جانا پہلے بھی کون سا تم خود کی مرضی سے واپس آئی تھی۔

تو پھر کس کی مرضی سے آئی تھی رابیل جھٹکے سے مڑی۔

آف کورس! خالہ ماں کی نہیں تو تم اس شخص کے پاس کیوں آؤ گی واپس جس کے افیئرز ہوں رائٹ یہی کہا تھا نا؟

رابیل کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا۔

تم چاہو تو کل ہی جا سکتی ہو میری طرف سے کوئی روک نہیں نا تب تھی جب تم وہاں رکی تھی اور نا اب ہے جب تم واپس جانا چاہ رہی۔

می ......

آئی نو رابیل دستگیر میں میچ نہیں کرتا تمہارے ساتھ اسی لیے تو کہہ رہا چلی جاؤ اکیلی کہیں تمہیں وہاں مہمانوں میں میری وجہ سے کوئی مشکل نا ہو وہ اٹھا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

رابیل کا آنسو نکل کر نیچے کارپٹ پر گرا اسے وہ تمام الفاظ یاد آئے جو اس نے بولے تھے۔

....

آج لائبہ اور مبشر علوی کی مہندی تھی میرال تیار ہو کر نیچے آئی تو لان جہاں فنکشن کا انتظام کیا گیا تھا کھچا کھچ لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔

لائبہ اور مبشر علوی ساتھ بیٹھے باتوں میں مصروف تھے لائبہ کی ہنسی اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ شادی اس کے چاہے شخص سے ہو رہی ہے۔

میرال کی نظر مبشر علوی پر گئی جو سفید کاٹن کا کرتا اور اوپر پیلی ویس کوٹ پہنے، کف موڑے، ہلکی بیئرڈ اور مقناطیسی شخصیت کے ساتھ دیکھنے والوں کو میسمرائز کر رہا تھا۔

اُسے دیکھتے میرال نے گہری سانس لی اس جگہ کا وعدہ جہاں آج لائبہ تھی اس نے میرال سے کیا تھا۔

لوگ کیسے بدل جاتے ہیں یہ بات اس نے زندگی میں بارہا بار دیکھی تھی اب تو عادت ہو گئی تھی ابھی وہ آگے بڑھتی کہ پاس کھڑی کچھ عورتوں کی باتوں کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

سُنا ہے محبت کی شادی ہے دونوں کی !

ہاں بھئی امیروں کے چونچلے بیٹی نے لڑکے پر کھلونے کی طرح ہاتھ رکھا اور باپ مان گیا۔

اور پتا ہے لڑکے نے بدلے میں گھر لیا ہے ؟

کیا سچ میں دیکھنے میں تو لڑکا بہت امیر لگتا ہے۔

ہاں اسی لیے تو یہ گھر ڈبل قیمت پر اس لڑکے نے خریدا ہے ؟

کس سے؟

یہ تو نہیں پتا لیکن لڑکا امیر ہے اس لیے تو باپ مان گیا اور دوسری وہ ہے جو سوتیلی اولاد ہے دیکھو کپڑوں سے ہی لگتا ہے غریب آدمی کی بیٹی ہے جو خود تو چلا گیا لیکن اسے شوکت کے در پر چھوڑ گیا۔

اس سے زیادہ وہ نہیں سُن سکتی تھی اس لیے واپس مڑ کر اندر چلی گئی۔

مبشر علوی نے اپنا نام کہیں خراب ہونے نہیں دیا تھا۔

....

وہ کچن میں پانی پینے گئی اس کا ارادہ واپس کمرے میں جانے کا تھا یہاں اس رنگوں بھری محفل میں اس کا کوئی کام نہیں تھا۔

سنو لڑکی فردوس نے اسے بلایا تو وہ پلٹی۔

میری بیٹی سے دور رہنا میں نہیں چاہتی تمہاری نحوست اس پر پڑے۔

اسی لیے واپس جا رہی ہوں اور ہاں نحوست کا بھی خوب کہا آپ نے یہ آپ سے بہتر کون جانتا ہو گا جس نے اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے مرد کو گھر بلا کر نحوست........

فردوس کا اٹھا ہاتھ وہ پکڑ چکی تھی۔

ہر بار نہیں مسز نظامی میں کھلونا نہیں ہوں جسے جب چاہا اپنے مطلب کے لیے استعمال کیا، جسے جب چاہا مار لیا، جسے جب چاہا بیعزت کر دیا آپ سے زیادہ خوف خدا رکھتی ہوں اور عزت نفس بھی اور دل تو میرا میرے باپ پر گیا ہے اسی لیے تو یہ گھر صدقہ دے دیا اپنا آپ کی بیٹی کو...... کیسی بات ہے نا کل تک وہ مجھے اپنے کپڑوں کی خیرات دے رہی تھی لیکن میں نے اپنا گھر اپنا صدقہ اتار کر اسے دیا بنائے میری خوشیوں کے محل پر اپنا "گھر ...."

باجی آپ کو باہر کوئی بلا رہا ہے اس سے پہلے کہ فردوس کچھ کہتی ایک عورت نے آکر میرال کو پیغام دیا تو وہ چپ چاپ باہر نکل گئی۔

باہر آئی تو اسے مہمانوں میں کوئی بھی ایسا نظر نہیں آیا جسے وہ جانتی ہو اس نے دوبارہ اسے عورت سے پوچھا تو اس نے اسٹیج کی طرف اشارہ کیا تو وہ اس طرف بڑھی لیکن وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

میرال.....لائبہ نے آواز دے کر اسے متوجہ کیا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی اسٹیج پر چڑھی کیونکہ لائبہ کے آواز دینے پر کئی لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

....

وہ کچن میں آکر سٹول پر بیٹھ کر رونے لگی وہ ہر حال میں جانا چاہتی تھی لیکن چلی جاتی تو غازیان کی کہی باتوں پر سچ کی مہر لگ جاتی۔

اسے اب سمجھ آئی تھی اس کے سرد روّیہ کی وجہ جو اب تک اس نے رابیل کے ساتھ اپنایا ہوا تھا صرف طبیعت خرابی پر ہی اس نے نرمی سے بات کی تھی اس سے وہ سمجھتا تھا وہ واپس ہادیہ دستگیر کی وجہ سے آئی ہے۔

اس نے کافی بنائی اور اس کا دھیان کام سے ہٹانے کی ترکیب سوچنے لگی اگر اس کا کام ہی سارا خراب ہو جائے تو..........

وہ اس کا کافی کا کپ اٹھاتی واپس اس کے پاس گئی۔

غازیان نے جھنجھلا کر اسے دیکھا اب کیا ہے؟

کافی ...

یہ سب کر کے تم کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہو کہ تمہیں میری بہت پرواہ ہے لیکن تم بھ.......

کافی کا کپ وہ اس کے لیپ ٹاپ پر الٹا چکی تھی۔

تم پاگل ہو؟ وہ کھڑا ہوتا چیخا تو رابیل سہمی۔

میں.....اڑ...گئی تھی...اس نے اپنا سوچا ہوا جواز پیش کیا کیونکہ نیچے چھوٹا سا میٹ بچھا تھا۔

تمہیں پتا بھی ہے کتنا.....غازیان نے اپنا لیپ ٹاپ صاف کر کے اون کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اس کے دماغ کی رگیں تن گئیں۔

اب بولو! کیا بکواس کر رہی تھی تمہیں پتا ہے اس لیپ ٹاپ میں میرے سارے ڈاکومنٹس تھے اور وہ کتنے اہم تھے اس کا اندازہ بھی نہیں تمہیں.....اور کیا میں نے کہا تھا کہ مجھے کافی پیش کرو... کبھی کام.

تو کیا نہیں آج تک اسے لیے کچھ آتا جاتا نہیں کوشش بھی کیوں کی..... عقل نام کی چیز نہیں ہے تم میں وہ اس کے بازو جکڑتا اپنا سارا غصہ اس پر اتارنے لگا۔

وہ ہچکیوں سے روتی اسے مزید غصہ دلا رہی تھی غازیان نے اسے جھٹکے سے دور کیا تو وہ گرتے گرتے بچی اور باہر کی طرف بھاگ گئی۔

غازیان نے مٹھی بند کر کے کھولی اور اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کی جو ناکام رہی اس لیپ ٹاپ میں سارے امپورٹنٹ ڈاکومنٹس تھے لوسیفر کی ساری انفارمیشن اس کی ڈیلز کے ریکارڈ اور اگر یہ اب دوبارہ نہ چلتا تو اس کے مہینوں کی دن رات کی محبت ضائع تھی اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور فون پر نمبر ڈائل کیا۔

ماہد میرا لیپ ٹاپ گھر سے لو اور اگلے دو گھنٹوں میں مجھے یہ بالکل ٹھیک چاہیے اس کا ڈیٹا ریکور کرو اس پر کافی گر گئی ہے فوراً پہنچو۔

او کے سر۔

وہ اضطراب کی کیفیت میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔

ماہد کو گیٹ سے ہی لیپ ٹاپ دے کر روانہ کرتے وہ اندر آیا اور شاور لینے چلا گیا رابیل اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔

....

رسم تو کرو ہماری لائبہ نے مسکرا کر کہا جیسے ان کے تعلقات بہت اچھے رہے ہوں وہ بھی مجبورا آبیٹھ گئ۔

لیکن مبشر علوی کی طرف اس نے دیکھا بھی نہیں لائبہ کا منہ میٹھا کروایا اور کیمرہ مین کو اشارے سے تصویر اتارنے سے منع کرتی اٹھنے لگی۔

اپنا باقی کا سامان بھی نکالو وہ کیا ہے ناکل کی حسین رات میں اس گھر میں تمہاری ایک بھی چیز برداشت نہیں کر سکتی۔

اسے یاد آیا گھر کا سارا سامان شفٹ ہو چکا تھا نظامی کے اپنے نئے گھر اس کے کمرے کا سامان اب بھی ویسے کا ویسا تھا کیونکہ شوکت نظامی ابھی اس سے بھڑ کر اپنی بیٹی کی شادی پر کوئی تماشا نہیں چاہتا تھا۔

میر اسامان یہاں ایسے ہی رہے گا ہٹا سکتی ہو تو ہٹا لو میرال دوٹوک لفظوں میں اسے وارن کرتی اٹھی تو لائبہ نے اپنا پاؤں آگے کیا اس سے پہلے وہ گرتی مبشر علوی اسے ایک ہاتھ سے تھام گیا تھا۔

دھیان سے وہ دھیرے سے بولا تو میرال نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

مجھے ایسے عارضی سہاروں سے سخت نفرت ہے وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی آگے بڑھ گئی لائبہ نے انہیں ساتھ دیکھتے دانت پیسے تھے میرال جانتی تھی لائبہ نے اسے بھری محفل میں زلیل کرنے کے لیے یہ حرکت کی تھی لیکن وہ ناکام رہی تھی۔

اس نے اپنا بازو دیکھا جہاں ریشمی بازو کا کپڑا پھٹ چکا تھا اور سیدھی لکیر کی صورت خون نکل رہا تھا یہ سب اس پلر کی وجہ سے ہوا تھا جو سجاوٹ کی غرض سے کھڑا کیا گیا تھا۔

اس کے جاتے ہی لائبہ نے بھیر میں موجود لڑکے کو اشارہ کیا تو وہ اندر کی طرف بڑھا اور اسی وقت تمام لائٹس اوف ہوئیں۔

....

اگلے دو گھنٹوں کے اندر ماہد اسے بتا چکا تھا کہ اس کے لیپ ٹاپ کا سارا ڈیٹا سیکیور ہے تو اس نے سکون کا سانس لیا اور باہر نکلا۔

شام کا وقت تھا پورا گھر خالی پڑا تھا اس نے ساتھ والے کمرے میں بھی جھانکا جس کا دروازہ کھلا تھا وہاں کوئی نہیں تھا اور نہ کچن میں۔

اس نے باہر کا گیٹ دیکھا جو لاک تھا کہاں جا سکتی ہے وہ اب کہ اسے فکر ہوئی وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔

اس نے قدم اوپر کی طرف بڑھائے تو وہ چھت پر رکھے جھولے پر آنکھیں موندے بیٹھی تھی اسے دیکھتے غازیان نے سکون کا سانس لیا۔

وہ اس کے پاس بیٹھ کر منانے کا کوئی شوق نہیں رکھتا تھا دل تھا کہ بار بار اس کی طرف ہمک رہا تھا اسے رولایا تھا اس نے لیکن انا آڑے آ گئی۔

آئی ہیٹ یو وہ مڑتا کہ رابیل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی جس کا منہ مخالف سمت تھا وہ کچھ سوچتا اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

جہاں ہزار ٹشوز مین پر پڑے تھے اور وہ اب بھی رو رہی تھی غازیان نے گہری سانس بھری۔

مجھے اب بات ہی نہیں کرنی اس سے..... آئی ہیٹ یو غازیان.... میں تو چاہتی تھی کہ اس کے بعد وہ کام چھوڑ کر میرے ساتھ چلے گا..... لیکن اس نے وہ پھر سے روتی ناک صاف کرنے لگی جواب سرخ ہو رہا تھا۔

غازیان کو اس پر ایک بار پھر غصہ آیا وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ اس نے اپنا پاؤں جان بوجھ کر اڑایا تھا میٹ میں لیکن وجہ اتنی فضول تھی یہ سن کر اسے رابیل پر مزید غصہ آیا۔

غازیان کے فون کی بیل نے اسے چونکایا تو وہ ڈر کر کھڑی ہوئی اور دوپٹے میں پاؤں اٹکا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی غازیان اسے آگے بڑھ کر تھام چکا تھا اور فون کان کو لگایا جہاں خالاماں اب سلام کر رہیں تھیں۔

جی خالاماں کام کا بوجھ بہت ہے کل پر سو تک آجائیں گے ہم او کے خدا حافظ۔

رابیل نے منہ بسورا اگر جانا ہی تھا تو اسے اتنار لایا کیوں ؟اور اپنی قمر سے اس کے ہاتھ ہٹائے۔

غازیان نے جھٹکے سے اسے مزید خود کے قریب کیا تو وہ یہاں وہاں دیکھتی مسلسل خود کو چھڑوانے کی جدوجہد کرنے لگی۔

غازیان نے اس کے بازو دیکھے جہاں اس کی انگلیوں کے نشان اب بھی تھے جو سلیولیس ہونے کی وجہ سے صاف دکھ رہے تھے۔

غازیان نے اپنا ہاتھ وہاں رکھا اور انگلیوں سے آہستہ آہستہ سہلانے لگا۔

رابیل نے اسے دیکھا وہ زخم دیتا بھی تھا اور پھر مسیحائی بھی وہی کرتا تھا۔

دوپٹہ سنبھالنا نہیں آتا تو لیتی کیوں ہو غازیان نے کچھ دیر پہلے والے منظر کو یاد کرتے اس پر چوٹ کی تو وہ سرخ چہرہ جو رو رو کر لیا تھا موڑ گئی۔

....

samiyach02@gmail.com

لائٹس اوف ہوییں تو شور سا برپا ہوا تھا مبشر علوی لائٹ دیکھنے اٹھا اور اس کا ارادہ میرال سے کچھ بات کرنے کا تھا لیکن موقع نہیں ملا اور روشنی اچانک سے آئی۔

اب منظر یوں تھا کہ میرال نیچے گری تھی اور وہ لڑکا اس کے سائڈ پر میرال کا ایک بازو پھٹ گیا تھا اور روشنی بحال ہوتے ہی یہ منظر دیکھتے سبھی لوگ وہیں رُکے تھے۔

وہاں موجود ایک شخص نے تکلیف اور غصے کی شدت سے مٹھیاں بھینیچی۔

اس نے مجھے اپنے ساتھ آنے کو کہا تھا میں نہیں گیا تو اس نے مجھے خود کی طرف کھینچا اور... وہ لڑکا سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر بولتا چلا گیا۔

لوگوں میں سرگوشیاں شروع ہو چکی تھیں میرال نے سرخ آنکھیں پل میں بند کر کے کھولیں اب کی بار آنسو بھی نہیں نکلے تھے۔

شوکت نظامی بھی معاملے کی نوعیت دیکھتا آگے بڑھا۔

کیا ہورہا ہے یہ سب ؟

یہ میری بہن ہے لیکن جو بات سچ ہے میں وہی کہوں گی میں نے بھی اسے اس لڑکے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے دیکھا تھا لائبہ بولی تو سب کی سرگوشیاں اب تیز آوازوں میں بدل گئیں۔

کچھ اس کے کردار کو تار تار کررہے تھے، کچھ لڑکے کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے لیکن زیادہ کی نظر میں وہ خود کو قصوروار دیکھ سکتی تھی۔

بیشرم عورت تمہیں اسی لیے اپنے گھر میں پال رہا تھا کہ تم میری عزت کی دھجیاں اڑاؤ شوکت نظامی نے اسے جھٹکے سے کھڑا کیا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا تمام لائٹس ایک بار پھر مدھم ہوییں لیکن بند نہیں اور سامنے لگی سکرین روشن ہوئی جہاں کچھ لمحے پہلے ناچ گانا چل رہا تھا اب وہاں ہُو کا عالم تھا۔

....

رابیل دستگیر میں تمہیں ہزار بار سمجھا چکا ہوں کہ یہ عمل میرے سامنے مت کیا کرو وہ اس کا چہرہ سختی سے تھامتا واپس اپنی طرف موڑ گیا۔

رابیل نے اپنے بازؤوں پر سے اس کے ہاتھ ہٹائے تو اس نے دونوں ہاتھ اس کی قمر کے گرد باندھ لیے رابیل نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا تو غازیان نے جھک کر اس کی سوجی آنکھوں پر اپنے لب رکھے رابیل کے اندر سنسنی سی بھر گئی۔

نفرت کرتی ہو نا مجھ سے غازیان نے اس پر گرفت مضبوط کرتے کہا تو وہ نظریں چُرا گئی۔

غازیان نے یک دم اپنے لپیٹے بازو اس کی قمر سے ہٹائے لیکن پیچھے نہیں ہٹا رابیل کو لگا وہ ایک بار پھر اسے غلط سمجھا ہے۔

نہ.... نہیں.... رابیل نے اس کا بازو تھاما اور دوبارہ اپنے بازو پر رکھا جہاں انگلیوں کے نشان اب مدھم پڑ چکے تھے۔

غازیان کو اس سے ایسی امید نہیں تھی وہ حیران ہوا تھا اس کے جواب سے اسے لگا شاید وہ منہ موڑ کر چلی جائے گی۔

تم نے... چوٹ دی... ہے... صحیح بھی تم کرو اس نے غازیان کے ساکت ہاتھوں کو دیکھتے کہا جو وہ پہلے سہلا رہا تھا۔

غازیان ایک قدم آگے بڑھا تو وہ پیچھے ہٹی غازیان نے دوبارہ اس کے بازو سہلائے اور اپنا سر اس کے سر کے ساتھ جوڑا۔

ماحول میں صرف ہوا اور پرندوں کی چہچہاہٹ کا شور تھا۔

ہم زارا کا بے بی دیکھنے جائیں گے نارا بیل کی سوئی وہیں پر اڑی تھی۔

جو تم نے آج حرکت کی ہے اس سے اگر مجھے نقصان پہنچتا تو کبھی بھی نالے کر جاتا تمہیں غازیان نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

آیم سوری.....وہ اتنا آہستہ منمنائی کہ غازیان تک بمشکل اس کی آواز پہنچی۔

غازیان کو حیرت ہوئی اس نے معافی مانگی تھی وہ جھکا اور اس کے کندھے پر ہونٹ رکھے جہاں سے شرٹ سر کی تھی شرٹ کو واپس سہی کرتا ہٹا تو رابیل بھی ہوش میں آئی۔

چلو نیچے ٹھنڈ بڑھ گئی ہے وہ اسے کہتا آگے بڑھا تو اس نے بھی قدم اس کے پیچھے لیے۔

....

پیکنگ کر لو کل شام تک نکلیں گے ہم رات کے کھانے کے بعد وہ اسے مطلع کرتا دوبارہ فون پر گم ہو گیا۔

سچ میں رابیل نے چیخ کر کہا تو اس نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔

آہستہ بولو سختی سے اسے گھورتے بولا۔

سڑو.....رابیل منہ بسور کر اسے پہلا خطاب دے گئی تھی اور پھر بھاگ کر اپنی پیکنگ شروع کی۔

ہم راستے سے گفتس بھی لینگے یاد آنے پر وہ اس کی طرف مڑی۔

اوکے ! دو لفظی جواب سن کر اسے وہ وہ والا غازیان نالگا جو کچھ دیر پہلے تھا اس کے ساتھ اس کا موڈ پل پل بدلتا تھا۔

میری بھی پیکنگ کر دو یا وہاں یہی کپڑے پہنی رکھوں گا اسے مسلسل اپنے کپڑے ہی رکھتے دیکھ غازیان نے اسے ٹوکا۔

او سوری مجھے یاد نہیں رہا رابیل نے اس کا بیگ بھی نکالا اور کپڑے رکھے اور سائڈ پر کیا اب وہ پھر سے اپنے سارے کپڑے نکال کر کھڑی تھی۔

غازیان نے فون سائڈ پر رکھا اور اٹھ کر اس کے پاس پہنچا تم یہ کپڑے لے کر جا رہی ہو؟ اس نے سامنے بکھرے کپڑوں کو دیکھتے کہا۔

ہاں ! لیکن سمجھ ہی نہیں آ رہی کون سا رکھوں غازیان نے نظریں دوڑائی تو تقریباً سارے ہی سلیولیس تھے اور جن کے بازو تھے وہ یا تو چھوٹے تھے یا نیٹ والے۔

تم ان میں سے کچھ بھی نہیں پہنو گی وہاں غازیان نے سارے کپڑے سائڈ پر کیے۔

پر کیوں ؟

کیونکہ یہ سب سب کے سامنے نہیں پہنے جا سکتے اس نے شرٹس کی طرف اشارہ کرتے کہا تو رابیل کو سمجھ آئی اس کے سارے کپڑے سلیولیس تھے کیونکہ اپنے گھر تو وہ جینس شرٹ میں گھومتی تھی یہاں آنے سے پہلے اس نے یہ ہادیہ بیگم کی اصرار پر ہی خریدے تھے۔

لیکن ابھی بھی تو پہنا میں نے اس نے اپنے کپڑوں کو دیکھتے کہا۔

کیونکہ یہاں صرف میں ہوتا ہوں رابیل غازیان اور ایک بار کہہ دیا نا نہیں پہننے تو بس میرے سامنے پہنو میں نے کبھی ٹوکا ہے تمہیں نہیں نا لیکن وہاں جا کر تم ایسا کچھ نہیں پہن رہی غازیان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تو.... پھر کیا پہنوں گی اس کے پل میں مان جانے پر غازیان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا لیکن وہ اپنے احساسات چھپا گیا۔

کل سارے کپڑے مل جائیں گے تمہیں وہ لے کر جانا وہ کہتا کھڑا ہو گیا۔

تو کیا یہ پھینک دو وہ آنکھیں پٹپٹاتے بولی۔

نہیں تم یہ سب میرے سامنے پہن سکتی ہو اسی لیے یہیں چھوڑ جاؤ۔

او کے رابیل نا جانے کیوں اسے پھر سے ناراض نہیں دیکھنا چاہتی تھی اس لیے اس کی بات ماننے لگی تھی اور ایسا کرنا اسے اچھا بھی لگ رہا تھا۔

....

سکرین پر کچھ لمحے پہلے کا منظر نظر آیا جہاں سب معمول کے مطابق تھا سب فنکشن انجوائے کر رہے تھے۔

پھر کچھ دیر بعد کا منظر چلا جہاں لائبہ نے پاؤں آگے کیا تھا اور میرال گری تھی سکرین پھر بلینک ہوئی سب منہ کھلوے سکرین کی طرف متوجہ ہوئے۔

اور پھر لائٹ جانے سے پہلے کا منظر جہاں لائبہ نے سامنے موجود کسی لڑکے کو اشارا کیا تھا اور وہ ہنسا تھا اور لائٹس پھر بند ہوئی تھی اور آگے کا منظر اندھیرا ہونے کی وجہ سے دھندلا تھا لیکن صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ لڑکا میرال کے پیچھے پیچھے تھا اور اب اسے دھکا دے کر نیچے گرایا اور روشنی تب ہی بحال ہوئی تھی۔

لائبہ کے چہرے کا رنگ اڑا تھا شوکت نظامی بھی اب پریشان کھڑا تھا۔

خاموشی کے بعد اب پھر سے سب کی زبانیں فراٹے بھرنے لگیں تھی اب کی بار سب کا رخ لائبہ کی طرف تھا۔

میرال نے آسمان کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا کوئی تھا جو اس کی مدد آج کر گیا تھا لیکن وہ بھول گئی تھی ایسی مدد آج نہیں بہت پہلے سے اس کی کوئی کر رہا تھا۔

شوکت نظامی نے فنکشن ختم ہونے کا اعلان کیا تو مہمان انہیں کوستے رخصت ہونے لگے۔

میرال لائبہ کی طرف بڑھی.... تمہاری چال تم پر الٹ گئی کیسا لگ رہا ہے لائبہ ؟ تم نے بچپن سے لے کر اب تک میرے ساتھ جو بھی کچھ کیا ان سب کو نظرانداز کیا میں نے پتا ہے ایک مرتبہ ایک کتا میرے پیچھے پڑ گیا تھا میں نے اسے بددعا دی تھی کہ اسے بھی اتنی تکلیف ہو جتنی مجھے ہوئی ہے اور پتا ہے وہ کتا گاڑی کے نیچے آ گیا جس کا افسوس مجھے اب تک ہے بابا نے کہا کہ میرال تم بددعا نہ دینا بددعا دینا بُری بات ہے اور تمہاری بددعا ضرور لگتی ہے اس کے بعد بھی شدید بے بس ہونے کے باوجود میں نے آپ سب کو کبھی بددعا نہیں دی۔

آپ لوگوں نے مجھ سے میری عزت چھیننی چاہیے ایک نہیں بہت بار کیوں کیا انسان نہیں ہوں میں مجھے بات کرنے سے پہلے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے خاموش کروادیا، اندھیرے میں میرے کمرے میں کسی کو بھیجا گیا

تاکہ میں یہ گھر تم لوگوں کو دے دوں اور آج بھری محفل میں مجھے داغ دار کرنا چاہا بیشک میری سچائی ثابت ہو گئی لیکن مجھے لوگوں کی وہ نظریں اور باتیں اب بھی یاد ہیں۔

میں بددعا نہیں دیتی لیکن دعا کرتی ہوں کہ رب العزت آپ لوگوں کو بھی ایسے ہی بھری محفل میں رسوا کرے، تم لوگوں کی عزت کی دھجیاں اڑ جائیں اور تم خالی ہاتھ بچو میں اپنے بچپن کا وہ دن آج تک نہیں بھولی جب میری ہی ماں نے مجھے بیچ دیا تھا وہ چیخ کر کہتی بیٹھتی چلی گئی آج سالوں کا غبار باہر نکلا تھا۔

اگر تم اسے بددعا سمجھو تو یہ بددعا ہی سہی وہ سوکھی آنکھوں اور سخت لہجے میں کہتی اپنے اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

پیچھے شوکت نظامی، لائبہ اور فردوس وہیں پتھر کے بنے کھڑے رہے مبشر علوی تو کب کا جا چکا تھا کہاں یہ تو بس وہ جانتا تھا۔

....

رابیل اور عازیان نکل چکے تھے یہ پہلا سفر تھا جب وہ دونوں خاموش ہوتے ہوئے بھی مطمئن تھے شاید.....ایسا رابیل کو لگا وہ کھڑکی سے باہر دیکھتی اور پھر ایک عاد نظر غازیان پر بھی ڈال لیتی۔

غازیان وقتاً فوقتاً اس کی نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس کر سکتا تھا۔

جو چیزیں صبح دلوائی ہیں وہ سب رکھ لیا ہے سائز ٹھیک تھا۔

رابیل کو صبح کا وہ منظر یاد آیا جب اس کے اٹھنے پر سامنے صوفے پر لاتعداد شاپنگ بیگز پڑے تھے پر لانے والا خود موجود نہیں تھا۔

ایک میں زارا اور اس کے بیٹے کے لیے تحفے تھے اور ایک میں ہادیہ بیگم کے لیے۔

اور باقی سارے بیگز میں اس ہی کی چیزیں تھیں اسے شاپنگ کا بہت شوق تھا لیکن اتنی شاپنگ تو اس نے خود نہیں کبھی کی تھی ایک بار میں اس نے ایکسائٹمنٹ میں سب نکال کر دیکھا ہر جوڑا ایک سے بڑھ کر ایک تھا کچھ سینڈلز اور کچھ اس کے سکن پڑوڈکٹس وہ سب وہیں چیزیں تھی جو وہ شروع سے استعمال کرتی آئی تھی شادی سے پہلے بھی۔

ہر چیز خریدنے والی کی اعلیٰ پسند کا منہ بولتا ثبوت تھی اس کا مطلب امی ٹھیک کہتی ہے وہ شخص اب سے نہیں بہت پہلے سے مجھے جانتا ہے میری ہر چیز کا علم ہے اسے۔

اس نے چند سوٹ ٹرائے بھی کیے جو اسی کے ناپ کے تھے وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا لیکن غازیان نے خود کے لیے ایک بھی چیز نہیں خریدی تھی۔

ایک بیگ میں چوڑیاں دیکھ کر اس کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی یہ سب اس کے لیے نیا تھا جو اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔

جی سب ٹھیک تھا میں نے رکھ لیا ہے وہ سوچوں سے نکلتی بولی۔

شاید کچھ اور بھی دلایا تھا میں نے تمہیں لیکن شاید تمہیں وہ پسند نہیں آیا وہ اس کی کلائی اٹھا کر اس کے سامنے کرتا طنزیہ بولا۔

ن... نہیں وہ... بھول گئی تھی۔

لیکن غازیان اب پھر خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا رابیل کو خود پر غصہ آیا۔

....

samiyach02@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

میرال واپس کمرے میں آئی جہاں صوفے پر موجود کوئی اس کا انتظار کر رہا تھا میرال اسے دیکھ کر ٹھٹکی لیکن پھر قدم واش روم کی طرف بڑھائے اس وقت وہ رونا چاہتی تھی کھل کر۔

اس سے پہلے کہ وہ جاتی وہ شخص اس کا رخ اپنی طرف موڑ چکا تھا۔

تم مجھے نظر انداز کر رہی ہو؟

ہاں اور تم جاؤ یہاں سے کیا لگتے ہو میرے جو روز منہ اٹھا کر چلے آتے ہو وہ اب کی بار پیچھے ہوتی چیخی۔

سیریسلی میرال سکندر؟ وہ آگے بڑھا اور اس کے بازو کو دیکھنے لگا جہاں پر ہلکی سے لکیر نما خراش تھی۔

دور رہو وہ دھکا دیتی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

سچ میں دور رہوں؟

ہاں! دور چلے جاؤاور کبھی واپس نہ آنا تم سب نے مل کر میری زندگی حرام کر دی ہے وہ سب جینے نہیں دیتے اور تم..... تم جینے کی امید دے کر غائب ہو جاتے ہو تب کہاں تھے جب نیچے مجھ پر کیچڑ اچھالا جا رہا تھا۔

او........ تو میرا موازنہ اب ان لوگوں سے ہو گا انٹرسٹنگ تم پر حرف آنے سے پہلے تمہاری سچائی لوگوں کے سامنے لے آیا یہ ہے غلطی میری وہ قدم پیچھے کی طرف لیتا بولا۔

میرال جہاں تھی وہاں جم گئی تو کیا آج پھر وہ شخص اسے بچا گیا تھا اور اس نے کیا کیا !

آیم... س .....

دور رہوں نا تم سے میرال سکندر تو ٹھیک ہے جا رہا ہوں اب کبھی نہیں لوٹوں گا تمہارے بلانے پر بھی نہیں وہ جو اس کے زخم کے لیے ٹیوب لایا تھا سائڈ پر رکھ کر پلٹا۔

نہیں.... مت.... جا.... ؤ

آج میرا موازنہ ان لوگوں کے ساتھ کر کے تم نے مجھے میری اوقات بتائی ہے خود کی نظروں میں میرال سکندر میں اتنا دور چلا جاؤ گا کہ تم ترسو گی میرے لیے وہ قدم پیچھے کی طرف لیتا چلا گیا۔

تم بھی چھوڑ گئے سب کی طرح وہ وہیں نیچے بیٹھتی روتی چلی گئی۔

کیاایسا ممکن ہے کہ اس کا جاناخواب ہو

میں آنکھیں کھولوں اور یہ خواب ہوامیں تحلیل ہو جائے

سُنیہارؤف۔

....

وہ ٹریفک سگنل پر رکے تو ایک بچہ ان کی گاڑی کے پاس گجرے لے کر آیا تو دونوں متوجہ ہوئے۔

صاحب سو کی دو جوڑی لے لو صاحب وہ بچہ اس کی سائڈ کی ونڈو پکڑتا بولا۔

نہیں چاہیے....غازیان نے سختی سے کہارابیل کا غصہ شاید اس معصوم پر اترا تھا۔

جس پر رابیل کو شدید غصہ آیااس نے بچے کو اپنے پاس بلایا تو وہ بھاگ کر اس کی سائڈ پر گیا۔

یہ سب کتنے کے ہیں؟

پانچ سو روپے کے باجی وہ بچہ خوشی سے اسے بتانے لگا۔

اوکے سارے دے دو رابیل نے کہا تو وہ بچہ کھل کر مسکرایا غازیان نے سر جھٹکا۔

پیسے دو رابیل نے اس کے آگے ہتھیلی کی تو وہ چونکا۔

میں نے منع کر دیا تھا تم نے خریدیں ہیں سو تم ہی دو وہ گوگلز صحیح کرتا سنجیدگی سے بولا تو رابیل نے اس کی کُرتے کی سائڈ پاکٹ سے اس کا والٹ نکالا۔

بیوی کو ہر چیز اس کا شوہر ہی لے کر دیتا ہے اور ویسے بھی میرے پاس پیسے نہیں ہیں ہوتے بھی تو تم سے ہی لیتی وہ استحقاق سے بولی اور بچے کو ہزار کا نوٹ تھمایا۔

باجی کھلا نہیں ہے ......

کوئی بات نہیں سارے رکھ لو اور ہاں امی کو دینا جا کر او کے وہ بچہ ان کو ساتھ خوش رہنے کی دعا دیتا خوشی سے بھاگ گیا۔

یہ لو غریب نہیں ہو جاؤ گے اس سے رابیل نے واپس اس کا والٹ اس کی جیب میں ڈالا۔

سگنل کے کھلتے ہی بنا کچھ بولے غازیان نے گاڑی دوڑائی۔

گاڑی روکو رابیل کے اچانک بولنے پر اس نے سائڈ پر گاڑی کو بریک لگایا۔

کیا مصیبت ہے رابیل وہ آنکھوں سے چشمہ ہٹاتا بولا۔

یہ پہنا دو اس نے گجرا آگے کرتے کہا تو غازیان کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا۔

نہ ہی ہماری محبت کی شادی ہے اور نہ ہی ابھی اتنی محبت ہے کہ میں گجرے پہناتا پھر و اور تم مجھ سے کوئی ایسی فرمائش کرو اس کے سنجیدگی سے کہنے پر رابیل نے واپس ہاتھ اپنی جھولی میں رکھے اور گجرے پچھلی سیٹ پر پھینک کر نظروں کا رخ باہر کے مناظر کی طرف کیا۔

جاری ہے--------------

I'M TRULLY YOURS

از سُنیہا رؤف۔

وہ تھر تھر کانپتی کمرے کے وسط میں بیٹھی تھی حیرت انگیز بات یہ تھی کہ نہ تو اس کے ہاتھوں کو باندھا گیا تھا اور نہ منہ پر کپڑا باندھنے کی زحمت کی گئی تھی جو عموماً کڈنیپنگ میں ہوتا ہے۔

اس نے نظریں اٹھا کر کمرے میں ایک طائرانہ نظر گھمائی وہ کمرہ اپنی مثال آپ تھا بلیک اور آف وائٹ رنگ کا پینٹ، کالے پردے اور کالا ہی فرنیچر رہنے والے کے کالے رنگ سے انسیت کو چیخ چیخ کر بیاں کر رہا تھا۔

تو کیا قسمت اور تاریخ اپنا آپ دہرانے والی تھی کیا ایک بار پھر میرال سکندر بے آبرو ہونے والی تھی...... یہ سوچ آتے ہی وہ چیخ اٹھی۔

نکا...ل...و..مجھے یہ.....یہا...یہاں....سے زبان کی لڑکھڑاہٹ واضع تھی۔

وہ یہاں وہاں کوئی راستہ تلاش کر رہی تھی کمرے میں موجود کھڑکی کو دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھی تو دھیان اپنی نشست پر گیا وہ اس وقت اس بڑے سے گول بیڈ پر موجود تھی۔

وہ کھڑکی کے قریب آئی اور باہر کا منظر دیکھتے اُس کی آنکھیں پل میں ساکت ہوئیں۔

اونچے پہاڑ...... برف سے ڈھکا موحول اسے کہیں سے بھی وہ اپنا شہر نہ لگا یہ شہر اسے اپنے خوابوں جیسا لگا اُسے برف دیکھنے کا بہت شوق تھا۔

لیکن وہ واپس حال میں آئی دروازے پر ہوئے کھٹکے سے ....

واپس مڑی لیکن پیروں نے اگلا قدم اٹھانے سے احتجاج کیا تھا جیسے۔

تم ....

میرال کے دماغ میں کچھ لمحے پہلے کا منظر گھوما۔

....

وہ گھر پہنچا اور ویسے ہی باہوں میں اٹھا کر اسے اندر لایا اور کمرے میں لٹا یا لوکس وغیرہ لگا کر واپس نکل گیا وہ جانتا تھا رابیل اب جلدی ہوش میں نہیں آئے گی۔

سر یہ سب فراز اعوان کا کیا دھرا ہے ہم پتا لگوا چکے ہیں۔

سامنے موجود لوگ اسے تب سے اکٹھی کی گئی تمام انفارمیشن اس کے گوش گزار رہے تھے۔

ہم.....

سر اس رات کے بعد اس کا باپ آپ کی تاک میں تھا لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا کیونکہ اس کا بیٹا آپ سے خود بدلہ لینا چاہتا تھا۔

کس چیز کا بدلہ نظریں سامنے موجود دروازے پر تھیں۔

سر.....آپ نے اس رات شاید اسے تھانے میں....

او تو مطلب اس کا باپ اندھا ہے جو غلط سہی کی پرواہ نہیں میں وہاں اس عورت کو کیسے چھوڑ دیتا جو دوسرا وجود دنیا میں لانے والی تھی۔

خیر کام ہو گیا ہے؟

جی سر جیسا آپ نے کہا ہے ویسا ہی کیا ہے لیکن سر ہمیں لگتا ہے پولیس کو بھی وہ سب ثبوت دینے چاہیے....

ہاہا.... تمہیں لگتا ہے وہ بکے ہوئے لوگ یہ سب مانیں گے؟اور کیا وہ ایکشن لینے کی پوزیشن میں ہیں.... تم پیسہ دو گے وہ تمہاری طرف اور وہ دیں گے تو ان کی طرف....

پر سر....

ان بارہ اہلکاروں کو بھاری پیسہ دیا گیا ہے اور اس انسپکٹر کو ایک عدد گاڑی اور شاندار گھر تمہیں اب بھی لگتا ہے وہ کچھ کریں گے؟

وہ سب خاموش تھے وہ غازیان اعجاز تھا اتنی بڑی ٹیم ہونے کے باوجود وہ لوگوں سے دو قدم آگے چلنا پسند کرتا تھا۔

لوگ وہ سب انفارمیشن نکلوانے کے لیے زلیل ہو جاتے جو ہمہ وقت اس کی جیب میں رہتی تھی۔

گھڑی کا ہندسہ آٹھ پر جاتے ہی وہ بولا ٹی اون کرو اور نظارہ دیکھو۔

جہاں سب معمول کے مطابق تھا سب سے بڑے چینل پر سب سے مشہور ٹاک شو چل رہا تھا جس میں ملک کی نامی گرامی ہستیاں موجود تھیں جن میں سے ایک ہستی ثاقب اعوان بھی تھا۔

سب کچھ معمول پر تھا کسی سلسلے پر سب تبادلہ خیال کر رہے تھے کہ یک دم ایک شخص آ کر اینکر کے کان میں کچھ بولا۔

اور تھوڑی ہی دیر بعد ایک شخص نمودار ہوا میں آپ سب کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں وہ بولا تو سب حیران کے ساتھ ساتھ متوجہ ہوئے۔

آپ ایسے چلتے ٹاک شو میں نہیں آ سکتے سر اینکر بولا۔

عام عوام کو بولنے کا حق فراہم ہے میں وہی استعمال کرنے آیا ہوں۔

ٹھیک ہے سر لیکن اس ٹاک شو کے بعد آپ کو وہ موقع دیا جائے گا اینکر نے اسے سمجھانا چاہا۔

اور اگر میں کہوں جو میں دکھانا چاہتا ہوں وہ یہاں موجود ہستیوں میں سے کسی کے متعلق ہے تو؟

وہاں موجود تمام نامی گرامی ہستیوں کا چہرہ زرد پڑا وہاں کوئی بھی دودھ سے دھلا تو نہ تھا آخر اتنی شہرت اور دولت عوام کو لوٹ کر ہی تو بنائی تھی۔

لائو نیوز دیکھنے والے لوگوں کی تعداد اب لاکھوں میں ہو گئی تھی۔

لوگ دھر ادھر کمنٹس اور شئیر کر رہے تھے۔

کیمرہ مین اگر فوکس کرے تو یہ ہیں وہ تمام کاغذات جن پر ڈیلز موجود ہیں....

کس قسم کی ڈیلز اب کہ اینکر نے بھی تجسّس لیا اگر کوئی گرم خبر ہوتی تو وہ راتوں رات آسمانوں میں ہوتا اسے آڑھے ہاتھوں لیا جاتا۔

مسٹر ثاقب اعوان کی مختلف شہروں میں منشیات سپلائی کرنے کی ڈیلز.....ایک کیمرہ اب اس شخص پر تھا اور ایک ثاقب اعوان پر جس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔

وہاں بیٹھے اس کے مخالف مسکرائے تھے اور اس کے دوستوں کو جان کے لالے پڑے تھے کاغذات کو اب قریب سے دکھایا جا رہا تھا یک دم جیسے چینل پر طوفان برپا ہو گیا تھا۔

تمہارے بیٹے نے میرا بہت بڑا نقصان کیا ہے یار بھرپائی تو باپ ہی کرے گا نہ.......اور ویسے بھی ملک کے غداروں کو سر عام لے کر آنا ہی تو میرا فرض ہے فقط تمہارا خیر خواہ غازیان اعجاز..... میسج پڑھتے اس کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں ابھری۔

کھیل ختم ہو گیا تھا اس کی گرفتاری کے آرڈرز آچکے تھے اور اس کے بیٹے فراز اعوان کو بھی کسی کلب میں بیٹھے ڈیل کرتے پکڑا گیا تھا۔

پہلے پہل ان کاغذات پر یقین نہ کرتے تمام کاروائی کی گئی تھی اور سچ حکومت کے سامنے لایا گیا تھا تب ہی ایکشن لیا گیا تھا۔

یہ کیس کئی دیر سے غازیان کے مخالف کے پاس تھا جو وہ حل نہیں کر پا رہا تھا غازیان آج حل کرتا یہ ثابت کر گیا تھا کہ اس جگہ صرف ان جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔

....

وہ واپس گھر کی طرف قدم بڑھانے کو اٹھی آتو گئی تھی لیکن اس بھاری کام دار جوڑے میں چلنا محال تھا اب اس کو خود پر غصہ آیا کیا سوچ کر پہنا تھا اس نے یہ۔

رات کی سیاہی اپنے پر پھیلائے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئی تھی۔

اب اسے خوف آنے لگا خوف کے بڑھتے ہی اس کے قدموں کی رفتار میں تیزی آئی۔

گھر سے تھوڑے فاصلے پر تھی کہ سامنے سے ایک گاڑی تیز رفتار میں اسی کی طرف بڑھتی نظر آئی اس کو.. آنکھیں چندھیائی اور فوراً سائڈ پر ہوتے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

گاڑی کے ٹائر اس کے قریب آکر چرچرائے اور گاڑی سے دو آدمی نکلے لیکن انہوں نے اسے ہاتھ نہیں لگایا وہ ساکت اپنی جگہ پر کھڑی رہی اسے ارد گرد کی ہوش نہیں تھی قدم جیسے زمین سے چپک گئے تھے۔

دو عورتوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ یک دم ہوش میں آئی اور پلٹی بھاگنے کے لیے لیکن اس سے پہلے ہی وہ دو بھاری جسم کی عورتیں اسے اپنے شکنجے میں لے چکیں تھیں۔

چھو..... چھوڑ.... چھوڑو ....

وہ مسلسل مزاحمت کرتی اپنے آپ کو بس ان کے ہاتھوں سے نکالنے کی تگ و دو میں لگی تھی جو ممکن نہ تھا۔

سوری میم..... لیکن پلیز ہمارے ساتھ تعاون کریں ہم کوئی بڑا قدم نہیں اٹھانا چاہتے ان میں سے ایک عورت نے اسے دیکھ کر نہایت نرمی سے کہا۔

تعاون..... یہ لفظ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔

وہ زبردستی اسے کہیں لے کر جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ تعاون کرے .....

تمہارا دماغ خراب ہے..... چھوڑو مجھے کہی....... کہیں ن... نہیں جانا ....

اس کی مسلسل مزاحمت پر اب ان دو عورتوں کے درمیان نظروں کا تبادلہ ہوا اور ایک نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

میم.... ہم آپ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہ رہے لیکن .....

اور دوسری نے پیچھے سے اس کے چہرے پر رومال رکھا تھا جس میں نہایت کم تعداد میں کلوروفارم لگایا گیا تھا چونکہ بوس کا خوف ہر چیز پر بھاری تھا۔

ہم سے یہ نہیں ہل رہی جوڑا بہت بھاری ہے ہماری مدد کر دو وہ عورتیں جن پر اب میرال کا سارا بھاڑ تھا وہ ان مردوں کو دیکھتی بولیں۔

نہیں ہمیں اجازت نہیں یہ کام تمہیں خود ہی کرنا ہے لیکن عورتوں کی مظلوم شکلیں دیکھ وہ شخص جو بہت دور سے یہ ساری کاروائی دیکھ رہا تھا وہ قریب آیا۔

....

راستہ چھوڑو...

تم.. تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔

کیسا دھوکا؟

تم اُس دن کے بعد آئے ہی نہیں مجھ سے ملنے وہ قریب آتی اس کی شرٹ پر ہاتھ رکھتی بولی۔

وقت نہیں ملا......

تم کہاں اتنے بزی رہتے ہو؟

بس کام ہے تمہیں تو پتا اپنے شوہر کا... ویسے یہ بتاؤ تمہیں اس شخص میں کیا دِکھا جو تم نے شادی کر لی؟

پیسہ.......ہاہاہاہاہا

لیکن اب میں اُسے چھوڑنا چاہتی ہوں میں تمہارے ساتھ اپنی زندگی کا دوبارہ آغاز کرنا چاہتی....

یہ سُنتے علی کو پتنگے ہی لگ گئے ویسے بھی وہ اب اُس کے کسی کام کی نہیں رہی تھی۔

آر یو اِن یور سینسس مارتھا؟

اس میں غلط کیا ہے تم میرا فائدہ اٹھا چکے اور....

رئیلی؟کب...مجھے تو یاد نہیں پڑتا...؟

تم جھوٹ بول رہے ہو.....وہ چلائی۔

اچھا اور تم یہ بات کیسے ثابت کرو گی.... خیر تم جیسیوں کو کہاں فرق پڑتا ہے تم لوگ تو خود اپنا آپ پیش کرتی ہو بس ہم بھی بے بس ہو کر فائدہ اٹھاتے۔

علی......میں تمہیں برباد کردوں گی.....

کوشش کر کے دیکھ لو!

مجھ سے شادی نہ سہی کم از کم ....

وہ کیا ہے نہ میری بیوی بہت جنگلی ہے مجھے چھوڑے گی نہیں وہ اتنا کہتا اسے حقارت سے دیکھتا نکل گیا۔

اُس دن کے بعد سے مارتھا نے اُس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا تھا وہ زِد بن گیا تھا اس کی ایسے کیسے جانے دیتی۔

اُس نے پہلے کہا تھا کہ وہ شادی شدہ نہیں ہے اور اس کے ساتھ وقت گزاری کر کے اب اچانک سے اس کی بیوی نکل آئی تھی مارتھا کو وہ اپنی سب سے بڑی مخالف لگی اس دنیا میں۔

میں سب پتا لگوالوں گی علی تمہارے انکار کی وجہ تمہاری بیوی ہے نا اب دیکھو میں اُسے ہی تم سے بدگمان کردوں گی .....

....

قابل لوگوں کو لانے کو بولا تھا میں نے لیکن تم لوگ لگتا اپنی ٹیم کی نہایت سست لوگ لائے ہو وہ بھاری بھر کم عورتوں کو دیکھتا پل میں نظریں موڑ کران دونوں کی طرف متوجہ ہوا۔

سوری سر.....وہ شرمندہ تھے۔

ہٹو دونوں وہ میرال پر جھکا تو وہ دونوں پیچھے ہٹیں اُس نے پل میں اسے اس کے بھاری جوڑے سمیت (جو شاید اسی کی مرہونِ منت تھا) اپنی باہوں میں بھرا اور قدم سامنے کھڑی اپنی لینڈ کروزر کی طرف بڑھائے۔

چلو کام ہو گیا وہ دونوں آدمی گہرا سانس بھرتے بولے۔

اگر خود ہی کرنا تھا تو پھر ہمیں کیوں اتنا پیسہ دیا ان میں سے ایک عورت نے ہنکارا بھرا۔

وہ.........ہے اپنے کاموں میں کوتاہی نہیں برداشت کرتا وہ اور یہاں معاملہ تو پھر دل کا تھا خیر ہمیں کیا ہمیں قیمت مل گئی معاملہ ختم ہماری بلا سے ....

ٹھیک کہہ رہے ہو چلو دوسری عورت گاڑی کو دور جاتے دیکھ بولی۔

اُس نے اختیاط سے اسے گاڑی میں بٹھایا اب اسے پتا چلا تھا کہ وہ لہنگا جو دکھنے میں خوبصورتی کا شاہکار تھا اسے کیری کرنا کتنا مشکل تھا۔

اس نے اس کی سیٹ کو پیچھے کر کے سیٹ کیا اور اپنی جگہ پر آیا گاڑی سڑکوں کو چیرتی آگے بڑھتی گئ۔

برسوں سے یہ جگہ اپنے اصلی حقدار کے انتظار میں تھی آج دیکھو میر و تم یہاں ہو.....اس کا بس نہیں چل رہا تھا گاڑی کو سائڈ پر روک کر اس کا آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا حسن دیکھتا رہے۔

گاڑی اب مری سے کچھ دور تھی موسم ٹھنڈا ہو گیا تھا اس کی گاڑی کے شیشے دھند سے لپٹے تھے اس لیے اس نے میرال پر اپنی اوڑھی چادر اتار کر دی۔

وہ کئی گھنٹوں سے بیہوش تھی اور شاید ابھی ان دونوں کے لیے یہی بہتر تھا۔

....

وہ تھکا ہوا گھر آیا تھا رابیل اب اٹھ کر بیٹھی تھی اور سر پر ہاتھ رکھے کراہ رہی تھی۔

کیا ہوا ابھی بھی درد ہے وہ فوراً اس کے پاس آکر بیٹھا۔

ہاں تھوڑا سا.....

اوکے یہ کھاؤ وہ ساتھ لا یا دودھ کا گلاس اسے پکڑاتا بولا پھر میڈیسن لو صبح تک ٹھیک ہو جاؤ گی اس کا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری لگا تھا رابیل کو اور یہی وجہ تھی اس کی آنکھوں کے نم ہونے کی۔

وٹس رانگ ود یو رابیل....

اور اگلے ہی لمحے وہ اس کے گلے لگ چکی تھی۔

وہ..... کون تھے....؟ کچھ دیر پہلا خوف اب بھی تھا۔

کوئی نہیں......

تم... تم.... یہ کام چھوڑ دو نہیں تو ہم ایسے ہی مارے جائیں گے....

واٹ........! ابھی سے ڈر گئی.... یہ جاب میرا خواب تھی اور اب میرا جنون ہے رابیل سیکریٹ ایجنٹ بننا آسان نہیں ہے آپ کو اپنی پرسنل لائف کو ترک کرنا پڑتا ہے...

لیکن میں نے نہیں کیا....

آپ کو یہ بات راز رکھنی ہوتی ہے...

لیکن میں نے نہیں رکھی تمہیں اور خالاماں کو بتایا کیونکہ ضروری تھا۔

یہ جاب میں مر کر بھی نہیں چھوڑ سکتا میری پہچان یہی ہے آئندہ ایسی بات نہ کرنا مجھے فکر نہیں اپنی میں مشن پر ہوں اگر جان سے گیا تو شہادت کے زمرے پر فائز ہو جاؤں گا....

لیکن مجھ میں اتنی طاقت تو ہے کہ رب نے جسے میرے نام کیا ہے اس کی حفاظت کر سکوں وہ اس کی پیٹھ سہلاتا اسے پر سکون کر رہا تھا۔

میرے گھر پر کوئی نظر رکھے ابھی کسی کی ہمت نہیں ہوئی لیکن پھر بھی احتیاطاً پورے گھر میں سیکورٹی کیمرا لگوا دیے ہیں، دو گارڈز ہمہ وقت باہر موجود رہیں گے، تم اکیلی کہیں نہیں جاؤ گی سنا تم نے....
ہممم وہ بس اتنا ہی بولی....

چلو سو جاؤ اب.... وہ اسے لٹاتا خود چینج کرنے چلا گیا۔

آ کر لیٹ گیا کمرے میں اب اندھیرا تھا۔

ابھی اسے آنکھیں موندے وقت ہی کتنا ہوا تھا جب اسے لگا اس کے سینے پر بھاری ہاتھ ہے اس نے لیمپ اون کیا۔

تورابیل اسے ہی دیکھتی اب اس کے قریب تھی۔

سو جاؤ غازیان نے اس کا ہاتھ خود پر سے ہٹاتے دور کیا اور لیمپ اوف کر کے آنکھیں موند لی۔

وہ اس وقت کچھ بھی نہیں سوچنا چاہتا تھا۔

لیکن رابیل کی آنکھوں میں آنسو تھے....اب کیا فائدہ یہ سب اس کا کیا دھرا تھا۔

....

ہاں میں !!!! بھاری بوٹوں کی آواز فرش سے زیادہ اسے اپنے دل پر سُنائی دی۔

کالی شلوار قمیض اوپر کالی ہی چادر اوڑھی تھی کف سردی کی وجہ سے آج اوپر نہیں کیے گئے تھے سفید رنگ، ہلکی بیئرڈ، پرکشش نقوش اور بھاری آواز وہ شخص مردانہ وجاہت کا مجسمہ تھا۔

می... یہ... کیسے....؟ میرال کے لفظ ختم ہو گئے تھے جیسے۔

یہ تمہارا گھر ہے اس نے باہیں کھول کر کمرے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

نہی.... نہیں یہ میرا گھر نہیں ہے مجھے میرے گھر جانا ہے۔ ......

کون سے گھر؟

وہ جو شاید تم میرے نام کر چکی ہو؟ وہ قدم بڑھاتا اس کی طرف بڑھا۔

مجھے یہاں.... کیوں لا... لائے ہو؟ وہ مدعے پر آئی تھی۔

مسز مبشر علوی بنانے کے لیے ....

الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسا جو اس کے کانوں میں انڈیلے گئے تھے اس کا چہرہ سفید پڑا۔

کیا بکواس ہے ؟؟ اب کہ وہ سائیڈ پر پڑا لیمپ گراتی چیخی تھی لیکن مقابل کا پر سکون انداز اسے آگ میں جھلسا رہا تھا۔

شاید تمہیں یاد نہیں میرال میں نے تم سے شادی کا وعدہ کیا تھا؟ وہ آئبرو اچکاتا بولا جیسے ماحول بہت اچھا ہو آس پاس کا اور ان میں کافی دوستانہ تعلقات ہوں۔

تم نے دھوکا دیا..... تم مکر گئے تھے.... اور میں کسی اور سے ش... شادی ...

اس کے لفظ مکمل ہونے سے پہلے وہ تمام فاصلے مٹاتا اس کے قریب آیا لیکن اسے چھوا نہیں ....

ششششش ....

تم نے آج میرے نام کا جوڑا پہنا ہے، میرے نام کی مہندی.... میرے نام کا سنگھار اور یاد ہے تم نے لائبہ سے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے آج میری شادی ہو...... وہ ہلکی آواز میں کہتا اس پر بجلیاں گرا رہا تھا۔

مجھے... جا... جانا ہے؟ وہ اس کے قریب ہونے کی وجہ سے دیوار کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔

اب یہی گھر ہے تمہارا اس نے پاکٹ سے نکال کر کاغذ اس کے ہاتھوں میں تھمائے۔

میرال نے جھٹکے سے ان کاغذات کو دیکھے بغیر ہوا میں اچھال دیا۔

مجھے واپس بھیجو....... وہ ہزیانی کیفیت میں چلائی۔

جاؤ!!!اس کے اتنے آرام سے مان جانے پر وہ باہر کی طرف بھاگی ......

مین ڈور شاید اسی کے لیے کھولا گیا تھا وہ باہر آئی لیکن ہر طرف برف تھی برف کے علاوہ اسے دور دور تک کچھ دکھائی نہ دیا۔

ٹھنڈی ہوا نے اسے دس سیکنڈ میں ہی ٹھٹھرنے پر مجبور کر دیا تھا وہ نم ہوتی آنکھوں سے واپس آئی جہاں سامنے ہی لاؤنج کے صوفے پر وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا تھا۔

....

لوسیفر آج کل بہت مصروف تھا مختلف ڈیلرز سے ڈیل کر رہا تھا ملازمین کو سپلائے کرنا تھا جو مختلف ممالک میں جانے تھے۔

وہاں جا کر ان کو منشیات کا عادی بنا کر ان کے زریعے لوگوں تک اپنا کاروبار پھیلانا تھا۔

اِن کو پانچ پانچ کی جوڑی میں باندھ لو اور یہ بڈھے اُس نیاز کو دینا سالے نے سب سے کم قیمت لگائی ہے۔

علی تو ان کو بحری جہاز تک لے جائے گا یہ پانچ پانچ لوگ پانچ جگہ جائیں گے ہر ایک کو اس کے اڈے پر اتارنا تیرا کام ہے ....

اوکے بوس ...

غلطی کی صورت میں تو جان سے جائے گا ......

تب تک ان سالو کو سڑنے دو..... وہ ایک ملازم کو ٹھوکر مارتا باہر نکل گیا۔

ملازمین کی آہیں بلند ہونے لگی جو عرش تک پہنچ گیئں تھی اب کی بار شاید۔

علی نے پیچھے منہ کر کے انہیں دیکھ کر آنکھیں جھپکی یہ اس کا انہیں گرین سگنل دینے کی اپنی کی سی کوشش تھی وہ سمجھے تھے یا نہیں وہ نہیں جانتا تھا۔

سر ایک بات پوچھو علی نے جھجھکتے کہا؟

ہاں رے پوچھ.... تو میرا قابل بندہ ہے بنا جھجکے پوچھا کر تجھ میں مجھے اپنی جوانی نظر آتی ہے۔

سر آپ نے کہا تھا کہ آپ صدر تھے... تو ....

کس نے کہا رے کہ میں صدر تھا .....

سر اُس دن آپ نے ...

او اچھا مجھے یاد آیا لگتا تفتیش کر کے آیا ہے اس معاملے میں رے۔

ہاں سر کوشش کی ہے لیکن آپ کا نام چھ سال پہلے تو کیا پچھلے دس سالوں میں بھی سیاست میں نہیں ہے .....

ہاہاہا چھوڑ رے اپنی تفتیش میں جو وقت کا ضیاع کیا ہے تو نے مجھ سے پوچھ لیتا رے وہ سگار سلگاتے بولا۔

چھ سال پہلے میں صدر تھا اس ملک کا ....

میں نے اپنا بیسٹ دیا تھا رے لیکن مخالف پارٹی نے میرے خلاف ایک سازش رچی جس کے نتیجے میں مجھ سے میرا عہدہ چھین لیا گیا.... مجھے دو سال کے لیے جلاوطن کر دیا گیا رے اور جس دن میں واپس آیا اس دن مجھے جیل کی سلاخوں میں بھیجا تھا سالے شاید اب بھی میرے انتظار میں تھے۔

علی کو سن کے حیرت ہوئی تو سر اب آپ.. مطلب؟

ہاہاہا حوصلہ رکھ چھوڑے بتاتا ہوں ایک رات میں وہاں سے بھاگ گیا جس عوام کے لیے میں نے اتنا کچھ کیا اس عوام نے میرے لیے آواز تک نہ اٹھائی رے... جو لوگ میرا کھاتے تھے سالے وہ سب خاموش تھے اپنی اپنی سیٹ کے لالے پڑ گئے تھے انہیں...... مجھے منشیات کے کیس میں ملوث کر دیا گیا جس سے میرا دور دور تک کوئی پالہ نہ تھا۔

سر کیا آپ صدر تھے؟ پہلے کیا گیا سوال دوہرایا گیا۔

....

چار دن گزر چکے تھے سب کچھ نارمل ہوتے ہوئے بھی نہیں تھا ایک سرد مہری اسے ہمیشہ غازیان کے رویے میں محسوس ہوتی تھی۔

وہ اب غازیان کے کام خود کرنے لگ گئی تھی کچھ کچھ لیکن کھانا اور گھر کا کام اب بھی سارا خانساماں کے زمے تھا جسے آتے ہی واپس بلا لیا گیا تھا۔

رابیل میری بلیک فائل کہاں ہے وہ اونچی آواز میں بولا تو وہ بھاگ کر کمرے میں آئی۔

یہیں تو رکھی ہے سائڈ ڈراسے نکالتی اس کے ہاتھوں میں تھما گئی۔

تمہیں کس نے کہا ہے میری چیزیں چھیرنے کو اب کہ وہ غرایا۔

روم گندا ہو رہا تھا...ت...تو میں نے صفائی ....

پہلے تو کبھی خیال نہیں آیا؟

یہ میرا گھر ہے، میری زمیداری ہے اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر استحقاق سے کہا۔

او.....!ساؤنڈس گڈ ....

آؤ!وہ باہر نکلتا اسے بھی پیچھے آنے کا کہہ گیا۔

خانساماں نے اس کے بیٹھتے ہی اس کے آگے ناشتہ رکھا تو اس نے سرد آہ بھری۔

خانساماں کے ہاتھ کا کھانا اسے کھانا قطعاً پسند نہیں تھا کیونکہ وہ بہت نفاست پسند تھا یہی وجہ تھی اس کی رابیل سے جلدی شادی کرنے کی بیشک وہ اسے نوکرانی بنا کر نہیں لایا تھا لیکن ایک تنہائی اور دوسرا باہر کا کھانا یہ اس کی صحت پر مضر اثرات ڈال رہے تھے۔

وہ چاہتا تھا کم از کم رابیل اپنا اور اس کا کھانا خود بنائے لیکن .....

سنیں باجی!اپنے سے چھوٹی عمر کی لڑکی کو اس نے باجی کہا تو خانساماں کا منہ کھل گیا رابیل نے بمشکل ہنسی روکی۔

آپ اپنا سارا حساب کلیر کر لیں ...

کیوں صاب جی؟

اب کھانا میری بیوی خود پکا لیا کریں گی یہ آپ کی اس مہینے کی تنخواہ ....

پر صاب جی ابھی مہینہ پورا نہیں ہوا ...

کوئی بات نہیں ...

اوکے ام چلتا ہے ....

بہت شکریہ آپ نے ہمارے گھر کو وقت دیا کبھی بھی مدد کی ضرورت ہو تو یہ کارڈ ہے میرا آپ بلا جھجک مجھ سے رابطہ کر سکتی ہیں۔

بہت شکریہ صاب جی.....رب العزت آپ کی جوڑی کو سلامت رکھے آپ کو کاکے دے .....

رابیل کے منہ سے پانی فوارے کی طرح باہر نکلا۔

وہ جا چکی تھی غازیان کا دھیان اب ناشتے کی طرف تھا اور رابیل کا اس پر۔

اب سے کھانا تم بناؤ گی بلکہ سارے کام تم کرو گی بقول تمہارے یہ تمہارا گھر ہے اور تمہارا حق بھی۔

لیکن .....

رابیل جو حیرت سے سن رہی تھی آخری جملے پر اٹھ کر اندر چلی گئی۔

میں تمہیں اپنے سارے کاموں سے بری الزمہ کرتا ہوں میں اپنے کام خود کروں گا۔ ....

....

کیا ہوا گئی نہیں؟

میرال اس کے پاس آئی اور جھٹکے سے اسے اس کے کالر سے تھام کر کھڑا کیا کچھ دیر پہلے والی مسکراہٹ یک دن اس کے چہرے سے غائب ہوئی تھی۔

ہاتھ ہٹاؤ ....

مجھے کس مقصد کے لیے لائے ہو یہاں؟ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

ہاتھ ہٹاؤ میرال اب کی بار وہ زرا اونچا بولا تھا۔

میری بات کا جواب دو پہلے.... میرال ڈٹی تھی وہ کسی طور یہ قبول کرنے کو تیار نہ تھی کہ وہ یہاں تھی اپنے گھر اپنے شہر سے دور جہاں دور دور تک کوئی گھر تو کیا کوئی زی روح نہیں تھا۔

پہلے میں آرام سے تمہیں سمجھانا چاہتا تھا لیکن نہیں..... آؤ یہاں... وہ اسے گھسیٹتا ایک کمرے میں لایا۔

مولوی صاحب دلہن اور دولہا دونوں موجود ہیں نکاح شروع کریں۔

میرال کو لگا کسی نے اس پر کھولتا پانی ڈال دیا ہو۔

میں.....و ....

مس میرال سکندر بولو قبول ہے مولوی اس کے بیٹھتے ہی شروع ہو گیا تھا نکاح پڑھوانا۔

وہ سن ہوتے دماغ سے وہیں بیٹھی رہی کیا یہی تھی اس کی زندگی یہاں سے واپس جانے کا کوئی راستہ نہ تھا اگر نکلتی تو شاید ایک بار پھر کسی کے ہتھے چڑھ کر اپنا آپ کھو دیتی۔

بولو ....

ہاہاہا وہ ہنسی تو مولوی اور خود مبشر علوی کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا تم وہ سچ سُنتے مجھے نہیں اپناؤ گے.....بلکہ اس دنیا کا کوئی مرد میری زندگی کی سچائی سنتے نہیں اپنائے گا مجھے۔

مولوی مبشر کا اشارہ سمجھتے ہی باہر نکل گیا۔

اچھا تو ہم بھی تو سنیں وہ سچ مبشر نے اس کا رُخ اپنی طرف موڑا۔

کیا تم ایسی لڑکی سے شادی کر سکتے ہو جس کی کوئی عزت نہ ہو، جس کو کوئی بے لباس ....

بکواس بند کرو اپنی وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ باہر کھڑا مولوی بھی دہل کر سینے پر ہاتھ رکھ گیا۔

میرال سکندر آج تو یہ بات تمہاری زبان پر آگئی دوبارہ یہ بکواس کی تو زبان گدی سے کھینچ دوں گا۔

اور اگلے ہی منٹ مولوی اندر آتا دوبارہ اپنا وہی جملہ دوہرا رہا تھا۔

فرق اتنا تھا کہ اب سامنے والی لڑکی نے جواب دیا تھا۔

قب.... قبول...ہ...ہے

قبول ہے

قبول ہے .....

اور مبشر علوی سے قبول کروانے کے بعد مولوی مبارک دیتا نکل گیا اس کا کام یہیں تک کا تھا۔

مبشر علوی اس کے تمام جملہ حقوق اپنے نام کروا چکا تھا لیکن پھر بھی سینے میں آگ لگی تھی۔

سامنے موجود لڑکی کو یہ تک یاد نہیں تھا ...

کہ نکاح پر نکاح حرام ہوتا ہے۔

....

آج پھر وہ اپنے اپنے تکیے پر لیٹے مختلف سوچوں میں گم تھے تو کیا باقی کی زندگی ایسے ہی گزرنے والی تھی۔

غازیان سو چکا تھا لیکن یہ سوچ رابیل کو سونے نہیں دے رہی تھی۔

نہیں اسے آگے بڑھنا تھا یہ اس کا گھر تھا اور غازیان بھی اس کا تھا اسے ہی ہمت کرنی تھی اس گھر کو نارمل گھرانہ بنانے کی جس کی کوشش اسے صبح سے ہی شروع کر دینی تھی۔

وہ پُرجوش تھی سب کرنے کے لیے اگر ہادیہ دستگیر اس کے نادر خیالات جان لیتی تو خوشی سے بیہوش ہو جاتی رابیل مسکرائی۔

ساری رات یہ تانے بنتی رہی تھی وہ اور صبح اس سے پہلے اٹھ گئی تھی۔

نماز ادا کر کے پردے ہٹا دیے ٹھنڈی ہوا میں سانس بھرا آج کا موسم اسے اپنے دل کی طرح کھلا کھلا لگا۔

وہ بہت پرجوش تھی آج غازیان کے لیے ناشتہ بنانے کے لیے اس کے کپڑے نکالے....

یاد تھا اسے کہ غازیان نے اسے منع کیا ہے لیکن دل کو کیسے روکتی اب وہ جلدی سے کچن میں ہاتھ چلا رہی تھی۔

سارا سامان موجود تھا لیکن اسے بنانا کیا تھا اس سے وہ یکسر انجان تھی۔

سب سے آسان اسے بریڈ انڈا لگا تھا وہی اٹھالیا پین کو گرم کیا چولہا کیسے جلایا تھا یہ الگ کہانی تھی۔

پین اتنا گرم ہو گیا تھا کہ پہلی کی چار بریڈز کالی ہو گئی تھی وہ روہانسی ہوئی۔

لیکن پھر آگ آہستہ کر کے ہمت پکڑی اب بریڈز بہتر تھیں اس کے حساب سے... انڈے کے لیے ٹماٹر کاٹا مرچیں پیاز کاٹتے مسلسل اپنے دوپٹے سے وہ ناک اور آنکھیں صاف کر رہی تھی۔

بال کھلے تھے کیونکہ وہ نہائی تھی اب اسے اس بات پر خود پر رہ رہ کر غصے آ رہا تھا جو اس کے سلیو لیس بازو پر اور گردن پر لگتے اسے تنگ کر رہے تھے۔

وہ مسلسل گندے ہاتھوں سے انہیں پیچھے کرتی بال اور بازو بھی اب گندے تھے۔

اور فریج میں سے چائے کے لیے دودھ نکالنے کے لیے پلٹی اور یہ انڈا برتن سمیت آدھا اس پر آدھا زمین پر اسے خود سے کراہیت ہوئی کو نکہ اس نے ایپرن بھی نہیں پہنا تھا۔

نیا جوڑا اپنی اس قدر ناقدری پر رو رہا تھا۔

آنکھوں میں آنسو آ گئے اتنی محنت کے بعد اپنی محنت کو زمین پر دیکھ۔

گھڑی پر وقت دیکھا جو ساڑھے آٹھ کا پتہ دے رہی تھی غازیان کسی بھی لمحے آ جاتا۔

ایک کپ چائے میں بھر کر دو چمچ پتی ڈالی چینی تو بھول گئی تھی افرا تفری میں اور پھر سے پیاز کاٹا اور اب کی بار اس کی ایک انگلی بری طرح زخمی ہوئی تھی۔

خون شرٹ سے صاف کیا اچھے سے اور انڈا بنایا جو اچھا بن گیا تھا بس ٹماٹر کا سائز بڑا تھا لیکن دکھنے میں اچھا تھا۔

بھاری بوٹوں کی آواز لاؤنج میں سنتے اس نے اس کا ناشتہ ٹیبل پر لگایا۔

یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے اور تمہیں میں نے کیا کہا تھا کہ میرے کام مت کرنا.....

ناشتہ تو کریں......

اتنی عزت غازیان کو ہضم نہیں ہوئی تھی۔

ناشتے کو دیکھا جو اچھا نہ سہی لیکن بُرا بھی نہیں دکھ رہا تھا۔

پتا ہے سب میں نے خود کیا ہے....اف پیاز کاٹنا.... یہ دیکھو... میری انگلی....

اور پہلا ہی نوالا غازیان کے حلق سے نیچے نہیں اترا تھا۔

یہ بنایا ہے تم نے...... کچھ تو سیکھ لیتی رات کو بھی بھوکے پیٹ سویا تھا رحم کرو کچھ..... یونیورسٹی میں دوستی یاری سے فرصت ملتی تو گھر میں کچھ دیکھتی نا....

اس کا اشارہ کہاں تھا رابیل سمجھ گئی تھی پھر نم آنکھیں لیے کمرے میں چلی گئی۔

غازیان نے گہرا سانس بھرا اور کچن میں پانی پینے گیا کچن کا حال دیکھا تو اندازہ ہوا کہ میڈیم نے بہت محنت کی ہے......اُف رابیل

وہ کمرے میں گیا اور بیڈ تیج اس کی انگلی پر لگائی رات کے کھانے کی زحمت نہ کرنا پہلے بھی باہر سے کھاتا تھا آج بھی باہر سے لے آؤ گا....

....

samiyach02@gmail.com

وہ وہاں کتنی دیر تک بیٹھی رہی اسے یاد نہیں تھا... یاد تھا تو صرف اتنا کہ وہ اب کسی کی عزت بن گئی تھی محرم بن گئی تھی، کسی نے اسے اپنالیا تھا۔

اسے لگا تھا کہانیوں کی طرح وہ اسے نکاح کرنے کے لیے ڈرائے گا، مارنے کی دھمکی دے گا، اسے نقصان پہنچائے گا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا ....

پھر اسے لگا شاید ڈراموں کی طرح وہ اپنا سچ بتائے گی تو وہ اسے دھتکار دے گا لیکن سب کچھ اس کی سوچ کے برعکس ہوا تھا۔

حقیقی زندگی سامنے کھڑی اس کی زات کو گہرا تماچا مار گئی تھی۔

اس نے آنکھیں موند کر سر پیچھے کی طرف لگایا آنسو لڑیوں کی صورت آنکھوں سے بہنے لگے۔

ان لمحات کو وہ کبھی یاد نہیں کرنا چاہتی لیکن آج نا جانے کیسے.....؟

مبشر علوی سے اسے عجیب قسم کی نفرت ہوئی اس نے زبردستی کیا تھا سب لیکن کیوں؟ یہی وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

انہیں سوچوں میں تھی کہ خود کو ہوا میں محسوس کرتی چونکی آنکھیں کھولی تو وہی ستم گر اسے باہوں میں اٹھائے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

اتا....اتارو و......وہ چیخی لیکن مقابل کی سرد آنکھیں دیکھ خوف سے لفظ ادا نہ ہو پائے۔

اس نے لا کر اسے بیڈ پر پٹکا اور لاک کرنے لگا دروازہ کمرے میں اب نائٹ لائٹس چل رہیں تھی۔

وہ چلتا اس کے پاس آیا کسی انہونی کے ڈر سے اُس نے بیڈ کے دوسری طرف سے اترنا چاہا لیکن وہ اسے اس کی ٹانگ سے پکڑ کر کھینچ کر واپس اس کی جگہ پر لٹاتا اس پر جھکا۔

میرال کو اس کی آنکھوں سے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا جو حد درجہ سُرخ تھیں۔

چھوڑو ....

کیوں آج ہماری گولڈن نائٹ ہے یہ کہتے ہی میرال کے تاثرات کا جائزہ لیتا اپنی چال اتار کر سائڈ پر پھینک گیا۔

م ....

تمہیں نہیں پتا تم نے مجھے کتنا خوار کیا ہے روحِ جاناں وہ اس کی کان کی لو کو دانتوں میں لیتا بولا۔

میرال کو لگا اس کا دل دھڑکنا بھول گیا ہے یا شاید ابھی سینے سے باہر آ جائے گا۔

اس کی حسیات اپنی کان کی لو پر اور دماغ ان دو لفظوں "روحِ جاناں" پر اٹکا تھا۔

وہ شخص چھم سے نظروں کے سامنے آیا تھا دل نے آج پہلی بار اسے الگ قسم کا اشارہ دیا تھا۔

تو کیا وہ دو شخص ایک ہی تھے یہ سوچ آتے ہی اس نے مبشر علوی کا چہرہ تھام کر اٹھایا۔

تم....؟

لیکن وہ شاید ہوش میں نہیں تھا وہ واپس جھکا اور اب کی بار اس کی گردن میں موجود نیکلیس کو اتار کر سائڈ پر پھینکا میرال کے جسم میں کپکپاہٹ شروع ہوئی۔

اپنی گردن پر اپنی زندگی کا پہلا لمس محسوس کرتے وہ جی جان سے کانپی تھی۔

تم، تمہاری یہاں موجودگی، تمہاری قربت آج میری جان لے لے گی.....اس کے گھمبیر لہجے پر اس نے رخ موڑا۔

اسے ایسا کرتے دیکھ مبشر نے اس کی چولی پر پیچھے لگی ڈوری کو کھینچا جو لمحے میں کھل گئی۔

میرال اب کپکپاتی رونے لگی تھی۔

مبشر نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف موڑا اور اس کے اوپر جھکا خبردار میرے قریب آنے پر میں نے اگر تمہارے جسم میں زرا بھی کپکپاہٹ محسوس کی تو وہ سرخ آنکھوں سے اسے تنبیہ کرتا بولا۔

کمرے میں معنی خیزی خاموشی کا راج تھا میرال کو سمجھ نہیں آرہی تھی یہ اس کے ساتھ سب کیا ہو رہا ہے۔

....

رابیل نے چونک کر انگلی کو دیکھا کیا تھا وہ زخم بھی دیتا تھا پھر مرہم بھی لگاتا تھا اس کے لیے اتنا کافی تھا کہ اس نے اس کی کسی بات کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔

آج رات کا کھانا ایسا بناؤ گی کہ تم یاد رکھو گے وہ جھلی ایک بار پھر پُرجوش تھی محبت کیا کیا کرواتی ہے انسان سے....

محبت.....

کیا محبت ہو گئی تھی اسے غازیان سے....

پتا نہیں لیکن دل اب اس کی طرف ہمکنے لگا تھا اس کی بے رُخی کھلنے لگی تھی اُسے۔

سب سے پہلے کپڑے بدلے اور پھر سے کچن میں چلی گئی وہ سب صاف کرنا الگ محاز تھا۔

یوٹیوب سے فرائڈ رائس اور منچورین کی ریسپیی نکالی جو اس کے اور غازیان کے پسندیدہ تھے۔

لیکن ریسپیی دیکھ گھبرائی آدھی چیزوں کا تو اسے علم بھی نہیں تھا۔

اور پھر لگ گئی کام پر ایک ڈیڑھ گھنٹے کا کام اس نے پانچ گھنٹوں میں کیا تھا وہ خوش تھی بہت اب گھر کو دیکھا جو بکھرا تھا۔

قمر پر دوپٹہ کسا اور صفائی کی اب وہ نہا کر بیڈ پر بے دم ہو کر گری یہ اس کی زندگی کا پہلا دن تھا جب اس نے اتنا کام کیا تھا۔

جسم تھکن سے چُور تھا لیکن دل سرشار.....

لیٹے لیٹے اس کی آنکھ لگ گئی اور کمرے میں ہونے والے کھڑاک سے کھلی۔

اُف میں اتنی دیر تک سوتی رہی اس نے گھڑی کو دیکھا جو رات کے آٹھ بجا رہی تھی غازیان اب واش روم گھس میں گھس گیا تھا۔

وہ بھاگ کر گئی دونوں چیزیں گرم کیں اور ٹرے میں سجا کر لائی۔

اب بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی جو کھڑا خود پر سینٹ کا بے درغ استعمال کر رہا تھا۔

آج میں نے آپ کی پسند کا کھانا بنایا ہے دیکھو یہ....

رابیل میں نے منع کیا تھا کہ کھانا باہر سے لے کر آؤں گا میں کھا آیا ہوں اور تمہارا کچن میں رکھ دیا ہے ایک فائل سٹڈی کرنے لگا ہوں پلیز ڈسٹرب نہ کرنا۔

رابیل کو لگا کسی نے کھینچ کر تھپڑ دے مارا ہو اسے اور اس کی دن بھر کی محنت کو۔

....

لگتا ہے کچھ تو پتا چلایا ہے تو نے چھوڑے ایسے تو نہیں میں تجھے قابل کہتا ....

نہیں تھا میں اس وقت صدر میری صدارت کا وقت ختم ہو گیا تھا رے لیکن میں پر یقین تھا کہ اگلی بار پھر مجھے ہی یہ کرسی ملے گی اس عوام کو بہت سکھ دیا ہے میں نے ....

لیکن ایسا ہو نہ پایا اور مجھے اس گناہ کی سزا دی گئی رے جو جرم میں نے کیا ہی نہیں تھا۔

اور جس نے یہ کیا تھا؟

ہاہا تجھے لگتا ہے لوسیفر بننے کے بعد میں نے اسے چھوڑا ہو گا میرا پہلا نشانہ میرا پہلا قتل وہ تھا سفاکی سے کہتے اس نے رُخ پھیرا۔

میں شاید یہ راہ نہ اپناتا لیکن میری بیوی نے میرے ساتھ دھوکا کیا..... میں اپنی اولاد کے سہارے جی لیتا رے..... لیکن سالی وہ اولاد میری تھی ہی نہیں وہ اولاد بھی اس حرام خور کی تھی جس نے میرے ساتھ یہ سب کیا.... ناجائز اولاد ....

علی نے اس شخص کی آنکھوں کو نم دیکھا تھا یہ پہلا دھچکا تھا جو اسے لوسیفر سے ملا تھا۔

اولاد کسے پیاری نہیں ہوتی .....رے...اتنے دھوکے کافی تھے میرے لیے پھر میں نے وہ کر دکھایا جس کا الزام مجھ پر لگایا گیا۔

میں نے دنیا میں لوسیفر کے نام کی دھاک بٹھالی رے....میں نے کتنے قتل کیے مجھے نہیں یاد.....بس یاد یہ ہے کہ مجھے اس عوام کو تباہ کرنا ہے بسسسس وہ دھاڑا اور پھر خاموشی چھا گئی۔

تُو نے سُنا نہیں وہ کہ کچھ دیر کی خاموشی ہے پھر شور آئے گا تمہارا صرف وقت آیا ہے ہمارا دور آئے گا اور دیکھ یہ میرا دور ہے لوسیفر کا یہاں میں حکمران ہوں میں ہی بادشاہ اور باقی سب غلام ...

وہ بھول گیا تھا کہ جو ذات دھوپ میں پل میں بارش برسا دیتی ہے اسے کتنی دیر لگے گی اسے نیست و نابود کرنے میں .....

....

ایک شخص اس سے پہلے شادی کا وعدہ کر کے دھتکار گیا اور ایک اپنی شناخت چھپا کر اس پر حاوی تھا لیکن پھر اچانک قسمت رخ موڑتی ہے اور جو شخص اسے دھتکار کر اس کی بہن سے شادی کر رہا تھا وہ اب اس کے تمام جملہ حقوق اپنے نام کروا چکا تھا اور اب اسے اپنی قربت سے مار رہا تھا۔

آئی ہیٹ یو جب مسلسل اسے خود پر سے ہٹاتی تھک گئی تو رونے کے ساتھ وہ یہی تین لفظ بولی۔

مخالف تب سے پہلی بار مسکرایا تھا۔

تمہاری نفرت کا بھی میں حقدار کسی کو نہیں سمجھتا تو تم مجھ سے کر لو لیکن جلد تم اسی شخص سے محبت کا دعویٰ کرو گی یہ وعدہ رہا میرا۔

اپنے پیٹ پر اس کی سرسراتی انگلیاں، اور گردن پر جھلسا دینے والی سانسیں وہ پل پل مر رہی تھی کپکپاہٹ کہیں جا سوئی تھی۔

ساری حسیات اس کی انگلیوں پر تھی۔

بس.....اس سے پہلے کہ اس کی انگلیاں اسے بیہوش کرتی وہ چلائی تھی اور اسے خود پر سے دھکا دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

لیکن اپنے ہی لہنگے میں الجھتی واپس اس پر گری تھی۔

ہاہاہاہا مبشر کا فلک شگاف قہقہہ اس گھر کی در و دیوار نے پہلی بار سنا تھا۔

اب فرار ناممکن ہے روحِ جاناں .....

تم مجھے یہ لفظ.....؟

اٹھو کپڑے بدلو پل میں خود پر سنجیدگی طاری کرتا وہ بولا اور اسے کھڑا کرتا خود بھی ہوا۔

وہ اس کے پل پل بدلتے رویے کو سمجھنے سے قاصر تھی اس نے اس کے اہم سوال کو نظرانداز کیا تھا مگر فلحال اس کی قربت سے آزادی ملی تھی یہی بہت تھا۔

وہ اسے لے کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا ایک الماری کی طرف اشارہ کرتا اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔

....

غازیان گھر میں داخل ہوا تو ٹھٹکا گھر صاف تھا اچھے طریقے سے، کچن بھی کچھ حد تک صاف تھا لیکن وہ کھانا کھا چکا تھا اس لیے دھیان نہ دیا اور اس کے کھانے کے شاپر رکھتا اوپر آ گیا۔

وہ اٹھی اور بھاگ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی آنسو موتیوں کی صورت بہہ رہے تھے اسے اپنے سارے دن کی محنت رائیگاں جاتی محسوس ہوئی۔

جسم تھکن سے درد کر رہا تھا شاید اس نے یہ سب پہلی بار کیا تھا اس لیے۔

اس نے کھینچ کر دوپٹہ گلے سے اتارا اور دور پھینکا جوتی بھی اوندھے منہ لیٹے ہی اتار دی ہاتھوں پر سر رکھے وہ اس وقت رونے میں مصروف تھی اور پھر نا جانے کب نیند کی وادی اس پر مہربان ہو گئی۔

غازیان کا کام ختم ہوا تو باہر آیا وہ ابھی تک نہیں آئی تھی ساتھ والے کمرے میں دیکھا تو وہ اوندھے منہ بیڈ پر پڑی تھی دوپٹہ زمین کو سلامی دے رہا تھا۔

وہ پاس آ کر اس کے پاس بیٹھا گلابی سوٹ سفید رنگ جو رو رو کر سرخ ہو گیا تھا بکھرے بال اور پھولے گال وہ اس وقت اسے معصوم بچہ لگی جو روٹھ کر سو یا ہو۔

چہرے پر مٹے مٹے نشان اسے ندامت میں ڈال رہے تھے۔

آج دن بھر وہ بہت مصروف رہا تھا اور پھر شام کو جب بھوک حد سے سوا ہوئی تو وہ وہیں کھانا کھا چکا تھا...

میری جان مجھے اندازہ ہوتا کہ تم میرے لیے اتنی محنت کر رہی ہو ....

تو باہر سے کبھی بھی نہ کھاتا اس نے اسے کے مٹے آنسوؤں کے نشانوں پر انگلی پھیرتے کہا۔

پھر واپس کچن میں گیا اور دیکھا سب کچھ ویسے ہی پڑا تھا اس کا پسندیدہ کھانا بنایا تھا پیاری سے مسکان اس کے ہونٹوں کو چھو کر گزری۔

دشمنِ جاں بدل رہی تھی.....

اس نے سٹول پر بیٹھ کر کھانا نکالا کھانا ٹھنڈا ہو گیا تھا اور گرم کرنے کی اس میں سکت نہ تھی اور نہ بھوک لگی تھی لیکن اس کے لیے کھانا تھا۔

اس نے پہلا نوالا کھایا تو اچھو لگا مرچیں کچھ زیادہ ہی تھی صبح کی طرح..... لیکن اتنا بُرا نہیں تھا کھایا جا سکتا تھا۔

بھوک نا ہونے کے باوجود وہ ایک پلیٹ کھا گیا تھا اسے واقع مزہ آیا تھا یہ پہلا کھانا تھا اس کا اپنے گھر کا.......

وہ سب سمیٹ کر فرج میں رکھتا واپس اس کی طرف گیا۔

کام کا پریشر بڑھتا جا رہا تھا ساری ٹینشن اس پر غصہ کی صورت میں نکلی تھی۔

غازیان نے اسے اٹھایا اور کمرے میں لے جا کر لٹایا اور ساتھ ہی لیٹ گیا۔

تم اگر جان جاتی کہ کتنی محبت ہے تم سے تو شاید تم مجھے دھتکارتی نا ....

افسردگی سے کہتے اس پر کمفرٹر اوڑھایا اور اس کے گال تھامے ...

تم سے عشق ہے اس بندہ ناچیز کو تمہیں کھودیا تو جان سے جاؤ گا وہ جھکتا اس کے نیم والبوں کو چوم گیا اور پھر فوراً ہی پیچھے ہٹا۔

تو فضا میں بسی اس خوشبو جیسا ہے

جو معطر تو کرتی ہیں پر پاس نہیں رہتی

تو چمن میں لگے ان پھولوں جیسا ہے

جو مہکاتے تو ہیں پر زخم دے جاتے ہیں

تو آسمان پر چمکتے اُن تاروں جیسا ہے

جو روشن تو کرتا ہے پر پہنچ سے بہت دور ہے

تو بارش کی برستی اُن بوندوں جیسا ہے

جو بھگاتی تو ہیں پر ہاتھ نہیں آتیں

تو میری سانسوں کی ان دھڑکنوں جیسا ہے

جو نہ دھڑکے تو کہیں کا نہیں چھوڑتیں

از قلم سُنیہا رؤف۔

....

samiyach02@gmail.com

میرال ہونق بنی ان دیوار گیر الماریوں اور ہر طرف موجود شیشوں کو دیکھ رہی تھی۔

پھر آگے بڑھ کر پہلی الماری کے پٹ کو کھولا تو آنکھیں کھل گئی وہ پوری الماری لیڈیز ڈریسز سے بھری پڑی تھی۔

پر کیا وہ اس کے تھے نہیں وہ سب تو اس کی بہن کے نام کا تھا یہ سوچ آتے ہی اس نے اپنے ہاتھ اپنے پہلو میں گرا لیے اسے اس وقت یہ بھی ہوش نہیں تھا کہ وہ دوپٹے سے بے نیاز کھڑی ہے۔

وہ چینج کر کے کب سے اس کے پیچھے کھڑا اس کی سوچ کو پرکھنے کی جدوجہد میں تھا جس میں وہ آخر کامیاب بھی ہوا۔

یہ سب صبح ہی آئے ہیں اور سب تمہارے نام کے ہیں اپنے پیچھے اس کی آواز سنتے وہ لرزی۔

مبشر نے آگے بڑھتے اس کے ہاتھ میں ٹراؤزر شرٹ پکڑایا وہ چھپ ہی گئی تھی اس کے آگے۔

کہاں وہ لمبا کسرتی جسم کا حامل شخص کہاں وہ نازک سی کمزور لڑکی۔

لاؤ میں مدد کرتا ہوں تم اکیلی نہیں کر پاؤ گی وہ ہاتھ بڑھاتا اس کے بائیں کان کا جھمکا اتار گیا۔

نہ... نہیں... م... کرلوں..... گی....

خاموش رہو اس نے اس کا چہرہ خود کی طرف موڑتے کہا اور پھر ساری جیولری باری باری اتاری۔

چونکا تو تب جب اس کے آنسو ہاتھ پر گرے وہ ششدر رہ گیا۔

اگر تو یہ آنسو میری قربت پر نکل رہے ہیں تو ایسے ہزار آنسو وقتاً فوقتاً اب نکلا کریں گے کیونکہ اس شخص کی قربت سے تم میرے مرنے پر ہی رہائی پا سکتی ہو۔

میرال نے جھکا سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اس نے جھک کر آنسو خود چُنے تھے وجہ اس سیلاب کی کچھ اور تھی۔

تمہیں لگتا ہے یہ جگہ لائبہ کی ہے تو یہ وقت کے ساتھ ساتھ تمہیں پتا چل جائے گا کہ اس جگہ کا اصل حقدار کون ہے اور لائبہ کہاں ہیں یہ بات ابھی کہ لیے چھوڑ دو یہاں کی ایک ایک چیز تمہاری ہے.....اور ....

مجھے تم سے شدید نفرت ہے... تم...نے زبردستی...مجھے اس.....رشتے میں... باندھا...اور....اب... زبردستی ....

لائٹ کے بند ہونے پر باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

وہ شخص اب اس کے بھاری لہنگے کی سائڈ ہکس کھول رہا تھا میرال کی زبان تالو سے چپک گئی۔

اُف......اتنا بھاری.....؟

اب شرٹ بھی میں ہی بدلواؤ؟؟؟

میرال جھٹ سے اپنی شرٹ لیتی اندھیرے میں واش روم کی طرف بھاگی تھی اور سامنے پڑے ٹیبل سے ٹکرائی تھی۔

سسسس .....

میری قربت سے جب جب بھاگو گی ایسے ہی نقصان اٹھاؤ گی یہ کہیں لکھ کر رکھ لو .....

وہ اندھیرے میں اس کی طرف بڑھا اور جھک کر اس کا گھٹنا سہلایا....

وہ شخص یا خود پاگل تھا یا اسے بنا رہا تھا جو بنا جانے اسے سمجھ جاتا تھا، بنا دیکھے اس کی تکلیف دیکھ گیا تھا، بنا کچھ کہے سب مان گیا تھا۔

لائٹس اون کرتا اس کا رخ واش روم کی طرف کیا۔

اب دیکھ کر جاؤ چلو اور خبردار شاور لینے مت بیٹھ جانا ٹھنڈ بہت ہے۔

میرال کے دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے اس وقت۔

💖جاری ہے--------------

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

I'M TRULLY YOURS

KITAB NAGRI SPECIAL

از سُنیہا رؤف۔

Chapter no. 16

ناشتہ آج پھر اُسے اس کے ٹیبل پر ہی ملا تھا بہتر نہ سہی لیکن کھانے کے قابل تو تھا مگر چائے کو چھونے کی ہمت اس میں آج بھی نہیں تھی لیکن پھر بھی گھونٹ بھرا۔

اور حیرت انگیز طور پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو سامنے بیٹھی اپنے ناشتے سے بھرپور انصاف کر رہی تھی۔

غازیان نے دوسرا گھونٹ بھرا اور پھر تیسرا اور پھر کپ خالی اور جان بوجھ کر کپ کو ٹیبل پر رکھا تاکہ وہ اس کی طرف دیکھے جو صبح سے اسے نظر انداز کر رہی تھی۔

رابیل نے اس کی توقع کے عین مطابق اوپر دیکھا پل میں نظروں کا تصادم ہوا تھا اور پھر وہ نظروں کا زاویہ بدل گئی۔

اممم..... چائے اچھی تھی غازیان نے بات کا آغاز کیا لیکن جواب ندارد مخالف کی طرف سے نو لفٹ کا بورڈ ہی ملا۔

یوٹیوب سے بنانی سیکھی ہے...؟ غازیان نے ہنسی روکنے کے لیے لب کا کونہ منہ میں دبایا۔

رابیل ایسے کھا رہی تھی جیسے اس وقت سب سے ضروری کام وہی ہو۔

اچھا کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتا دو... غازیان آج اس سے بات کرنے کے لیے کوئی موضوع تلاش کر رہا تھا۔

کل تک جب وہ ایسا کر رہی تھی تو اسے نظر انداز کر رہا تھا اور آج وہ خود خاموش تھی تو دل کو چین نہیں تھا۔

نہیں چاہیے! اور اگر چاہیے بھی ہوئی تو باہر موجود کسی گارڈ سے کہہ دوں گی بے فکر رہیں....

غازیان کے چہرے پر آخری لفظ "بے فکر" رہیں سن کر مسکراہٹ پھیلی۔

وہ اسے جانے انجانے میں آپ پکارنے لگی تھی یہ خوش کن احساس تھا اس کے لیے۔

اوکے پھر میں چلتا ہوں غازیان اٹھ کر اس کے قریب آیا آج شام کو ہمیں ایک پارٹی اٹینڈ کرنی ہے۔

کسی پارٹی اور کس کی؟

میرے جگر کی پارٹی.... وہ اپنی میرڈ لائف کو آج ڈسکلوز کرنے والا ہے سو ہمیں جانا ہے تیار رہنا وقت پر۔

مجھے نہیں جانا... آپ اکیلے چلے جائیں رابیل نے منہ بسور کر کہا۔

ہر گز نہیں! سوچنا بھی مت میرے یار کی پہلی خوشی ہے میں اپنی فیملی یعنی تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا اور تمہیں ملواؤں گا اُن سے۔

پر ....

پر ور کچھ نہیں تیار رہنا وہ جھکتا اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر باہر نکل گیا۔

....

آج وہ دن آپہنچا تھا جب تمام ملازمین کو ڈلیور کیا جانا تھا اور اس کے بعد اس اڈے کو خالی بھی لوسیفر اور اس کا تمام عملہ تیار تھا۔

علی کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے۔

اوکے سر۔

اے بڈھے نظر نہیں آتا کیا ایک بوڑھا شخص اس سے ٹکرایا تو وہ دھاڑا وہاں موجود تمام لوگ چوکس ہو کر کھڑے ہو گئے لوسیفر نے دھکا دیا تو وہ شخص پیچھے جا گرا۔

اندھا ہے کے؟

وہ شخص اب اوندھا پڑا ہانپنے لگا تھا علی نے سپاٹ نظروں سے یہ سارا منظر دیکھا۔

اٹھاؤ سالے کو اور پہنچاؤ اس کی جگہ پر لوسیفر نے اپنے سامنے کھڑے بندے کو حکم دیا۔

اے حیوان صفت شخص! بڑھاپا تو زندگی کا حصہ ہے آج مجھ پر ہے کل تجھ پر ہوگا اور یاد رکھ تو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں رب سے بخشش کی بھیک مانگے گا لیکن خالی ہاتھ لوٹا دیا جائے گا۔

سالے.......لوسیفر نے اس کے پیٹ میں ٹھوکر ماری آگے بڑھتے۔

آہ ......

تیرا انجام نزدیک ہے وحشی درندے!!! خدا غارت کرے تجھے۔

ٹریگر کو لوڈ ہوتا دیکھ علی آگے بڑھا اور اس شخص کو اشارے سے لے جانے کا کہا۔

رک تیری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے رے ....

جانے دیں سر یہ آپ کا کیا بگاڑ لے گا کیوں آپ ڈیلر سے بگاڑ کر اپنا کام خراب کرنا چاہتے ہیں.... ویسے بھی نکلتے ہیں وقت ہو گیا ہے میرا بندہ وہاں پہنچ گیا ہے جو سب سیٹ کروا کر ہمیں وہاں سے نکلوائے گا۔

تیرے کہنے پر بخش دیا اسے اور جا شاباش ....

....

اٹھاؤ سالے کو اور پہنچاؤ اس کی جگہ پر لوسیفر نے اپنے سامنے کھڑے بندے کو حکم دیا۔

اے حیوان صفت شخص! بڑھاپا تو زندگی کا حصہ ہے آج مجھ پر ہے کل تجھ پر ہوگا اور یاد رکھ تو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں رب سے بخشش کی بھیک مانگے گا لیکن خالی ہاتھ لوٹا دیا جائے گا۔

سالے.......لوسیفر نے اس کے پیٹ میں ٹھوکر ماری آگے بڑھتے۔

آہ ......

تیرا انجام نزدیک ہے وحشی درندے!!! خدا غارت کرے تجھے۔

ٹریگر کو لوڈ ہوتا دیکھ علی آگے بڑھا اور اس شخص کو اشارے سے لے جانے کا کہا۔

رک تیری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے رے ....

جانے دیں سر یہ آپ کا کیا بگاڑ لے گا کیوں آپ ڈیلر سے بگاڑ کر اپنا کام خراب کرنا چاہتے ہیں.... ویسے بھی نکلتے ہیں وقت ہو گیا ہے میرا بندہ وہاں پہنچ گیا ہے جو سب سیٹ کروا تا ہمیں وہاں سے نکلوائے گا۔

تیرے کہنے پر بخش دیا اسے اور جا شاباش ....

....

میرال ......

میرو ......

اب کی وہ باراس نے ٹھٹھک کر چہرہ اٹھایا۔

تم...ن...نے...ابھی کیا...بولا...مجھ...مجھے ؟اب کی باراس کی آستین سے چہرہ رگڑا تھا مخالف کے چہرے پر مسکراہٹ نے بسیرا کیا...زندگی سے بھرپور مسکراہٹ۔

میرو بولا ....

کی...کیوں...؟

میری مرضی .....

تم..ک...کون...ہو؟

تم ڈھونڈو...تلاش کرو...اور پتا کرو کون ہوں میں....میں دیکھنا چاہتا کہ میری روحِ جاناں مجھے ڈھونڈ پاتی ہے یا نہیں .....

اگر...می...میں نا....ڈھونڈ پائی تو؟وہ حد درجہ معصومیت سے بولی سامنے والا اب کی بار پھر کھل کر مسکرایا۔

کوشش تو کرو...مجھے لگتا ہے تم مجھے ایک ہی دن میں ڈھونڈ لو گی .....

آئی ہیٹ یو.....جواب میں میرال کو کچھ نہ سوجا تو وہ یہی بولی۔

ہاہاہاہاہاہاہا.....اس گھر کے درودیوار بھی آج حیران تھے کہاں یہ گھر ویرانیاں سمیٹے ہوا تھا اور کہاں آج وقتاً فوقتاً زندگی ہنس رہی تھی اس میں۔

گڈ نائیٹ وہ جھک کر اس کی پیشانی چوم کر بولا۔

....

لائبہ پاگل ہو گئی تھی اتنا بڑا دھوکا.....وہ بھی اس شخص نے دیا تھا جس سے اس نے محبت کی تھی۔

پاپا.....ماما.....وہ ہمیں ڈچ کر گیا ہے وہ ہزیانی کیفیت میں چیخی۔

اور یہ موقع اسے تم نے فراہم کیا ہے شوکت نظامی بولا۔

پاپا...مجھے نہیں پتا تھا یہ سب ہو جائے گا۔

بس پھر بھگتو اب ...

شوکت کیا تم نے غور کیا ہے میرال اس دن کے بعد سے نظر نہیں آئی فردوس کچھ سوچتی بولی تو وہ دونوں متوجہ ہوئے۔

ہو گی اپنے کمرے میں ہمیں کیا لینا دینا شوکت نظامی حقارت سے بولا۔

نہیں ہے میں نے دیکھا تھا فردوس بولی تو اب کی بار ان سب میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔

گارڈ کو بلاؤ شوکت گرجا تو لائبہ نے کام والی کو گارڈ کو لینے بھیجا۔

جی صاب .....

میرال کو دیکھا ہے وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے کیا کہیں باہر گئی ہے...؟

نہیں صاب میں نے انہیں کافی دیر سے نہیں دیکھا۔

نہیں دیکھا کا کیا مطلب ہے تم ہی تھے نا ڈیوٹی پر .....

جی صاب میں نے انہیں بس لائبہ بی بی جی کی شادی کے روز رات کو گیٹ سے نکلتا دیکھا تھا گارڈ ہچکچا کر بولا۔

کیا اس کے بعد اسے واپس آتے نہیں دیکھا؟ اب کی بار فردوس نے سوال داغا تھا۔

نہیں جی ...

او کے جاؤ۔

کہاں جا سکتی ہے وہ؟ فردوس بولی تو دونوں باپ بیٹی نے ہنکارا بھرا اہماری طرف سے بھاڑ میں جائے..... میں تو کہتی ہوں مر کھپ گئی ہو واپس نہ آئے.... بوجھ...... لہجے میں سفاکیت کی حد تھی۔

سر یہ کوئی دے کر گیا ہے کام والی نے ان کے آگے لفافہ کیا۔

چاک کرنے پر پتا چلا وہ لیگل نوٹس تھا اس گھر کو خالی کرنے کا ان سب کے پاؤں کے نیچے سے زمین اب سرکی تھی۔

پاپا.....یہ؟

یہ گھر مبشر علوی کا ہے اور ہمیں یہ اتوار تک خالی کرنے کا نوٹس آیا ہے..... سالا دھوکا دے گیا ہمیں شوکت نظامی دھاڑا۔

اب جلد سے جلد انہیں یہ گھر خالی کرنا تھا ابھی تو کیا کیا ان کے ہاتھوں سے نکل جانا تھا وہ ان سب سے انجان تھے۔

وقت کسی کا نہیں ہے کل ان کا تھا آج کسی اور کا.... وقت انصاف ضرور کرتا ہے.... وقت کے فرعونوں کو منہ کے بل گراتا ہے۔

....

وہ ڈیڑھ گھنٹہ وہیں بیٹھی رہی کل کی ہمت کو ایسا ضائع ہوتے دیکھنے کے بعد آج اس کا کچھ کرنے کو موڈ نہیں تھا سو بیٹھی رہی۔

زارا اور ہادیہ دستگیر سے بات کر چکی تو اٹھ کر برتن دھوئے آج کا کھانا بھی نہیں بنانا تھا اس نے کیونکہ دوپہر کو غازیان گھر پر نہیں ہوتا تھا اور رات میں انہیں فنکشن اٹینڈ کرنا تھا تو وہ اپنا کل کا بنایا کھانا ہی کھا لیتی۔

اچانک اس کے مائنڈ میں کلک ہوا رات کا کھانا تو اس نے فریج میں رکھا ہی نہیں تھا کسی خیال کے تحت اس نے فریج کھولا تو رات کا کھانا باؤلز میں پڑا تھا اس نے باہر نکال کر دیکھا۔

بیشک اس نے کھانا کم تعداد میں بنایا تھا دو لوگوں کے لیے لیکن اب کھانا کم تھا تو اس کا مطلب؟

اُف!! اسی لیے وہ اسے یوٹیوب کا کہہ تھا۔

تم..... اسے سمجھ نہ آیا وہ اس کی شان میں کیا کہے پھر گہرا سانس لیتی پر سکون ہوئی تو مسکرائی اس کے لیے یہی کافی تھا کہ اس نے کھانا کھایا تھا۔

رات کو سرکار کے تیور ہی کچھ اور تھے اور اب دیکھو کھا گیا ہے سب..... بھوکر.....

تم مجھے بہت تنگ کر رہے ہو غازیان اعجاز اب میری باری..... کچھ خرافاتی سوچ آتے ہی اس کی آنکھیں چمکی سب سمیٹ کر فوراً کمرے میں آئی۔

سب سے پہلے نہائی اور غازیان کے لیے رات کے کپڑے نکالے بلیک تھری پیس وہ نکال چکی تھی وہ آج پہلی بار کہیں یوں کسی پارٹی پر جا رہے تھے تیار ہونا تو بنتا تھا۔

آج تو تم گئے غازیان اب کی بار وہ کھل کر مسکرائی۔

کمرہ سمیٹا اور اپنے لیے کپڑے دیکھنے لگی وہ غازیان کے ساتھ ٹو ویننگ کے لیے اپنا بھی کالا سوٹ دیکھنے لگی لیکن کچھ بھی اسے خاص نہ ملا۔

سب وہی عام گھر کے ڈریسز تھے کام والے بھاری جوڑے اسے پسند نہیں تھے سو نہ اسے بادیہ دستگیر نے دلوائے تھے اور نہ غازیان لایا تھا۔

اب کیا کروں؟ وہ مایوسی سے بیڈ پر بیٹھ گئی اور ماتھا مسلتی سوچنے لگی۔

پندرہ منٹ بعد ایک خیال بجلی کی سی تیزی سے اس کے دماغ میں دوڑا تو وہ بھاگ کر الماری کے پاس آئی اور واپس بائیں طرف کا پٹ وا کیا اور سب سے اوپر والے کھانے میں کچھ تلاشنے لگی اور آخر کار ایک بیگ اس کے ہاتھوں میں تھا۔

....

وہ صبح اٹھی تو کمرے میں کوئی نہ تھا کچھ لمحے اسے اس ماحول سے مانوس ہونے میں لگے تھے۔

دل کی دھڑکنوں کی رفتار تیز ہوئی تھی دل نے پہلی بیٹ مس کی تھی یہ سوچتے کہ وہ محرم تھی اب کسی کی۔

اس کی نئی زندگی شروع ہو چکی ہے فردوس، لائبہ نظامی کچھ بھی یاد نہیں تھا اسے۔

یہ سب نیا اور اچھا لگ رہا تھا کوئی تھا جو اس سے محبت کرتا تھا یہی بات اسے مطمئن کر گئی تھی۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی نیچے آئی تو کچن سے کھٹ کھٹ کی آوازیں آئیں اس بڑے سے گھر کو اب اس نے دیکھا

تھا بڑا سا لاؤنج مہنگا فرنیچر رہنے والے کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

وہ کچن میں آئی جہاں وہ ایپرن پہنے ناشتہ بنا رہا تھا اس کے ہاتھ مہارت سے کٹنگ بورڈ پر چل رہے تھے اتنی نفاست سے تو اس نے کبھی کام نہیں کیا تھا۔

مارننگ روحِ جاناں! اپنے خیالوں میں تھی اس کی آواز سن کی چونکی وہ بنا آہٹ کیے آئی تھی تو ....

میں تمہیں... تمہاری خوشبو سے پہچان جاتا ہوں اس لیے زیادہ دماغ پر زور نہ ڈالو آؤ ناشتہ کریں۔

اسے ساتھ لایا اور باہر موجود ٹیبل کی کرسی پر پہلے اسے بٹھایا پھر خود بیٹھا وہ اس وقت ڈھیلی شرٹ ٹراؤزر میں کوئی چھوٹی سی گڑیا ہی معلوم ہوئی اسے۔

ناشتہ دونوں نے خاموشی سے کیا تھا وہ کیوں چپ تھا میرال کو سمجھ نہ آئی لیکن اس سے پہلے اسے وہاں چھوڑ کر اٹھ کر چلا گیا تھا میرال کی آنکھیں ناجانے کیوں نم ہوئیں ان چوبیس گھنٹوں میں ہی وہ اس سے مانوس ہو چکی تھی۔

اسے اس سے جانی مانی سی خوشبو آتی تھی، وہ سب جانتے اسے اپنا گیا تھا کیا کسی مرد میں اتنا ظرف ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو اپنائے جس کی عزت کو نشانہ بنایا گیا ہو۔

وہ واپس اکیلا نہیں آیا تھا اس کے ہاتھ میں میرال جتنا بھالو تھا وہ اس کے پیچھے کھڑا ہوا اور اس کا کندھا تھپتھپایا۔

میرال پیچھے مڑی اور ششدر رہ گئی نہیں یہ حقیقت نہیں تھی یہ سب اس کی اوقات سے بڑھ کر تھا، یہ جگہ اس کی بہن کی تھی، لیکن وہ یہاں کیوں تھی؟ ہزاروں سوال دماغ میں تھے لیکن جواب ناجانے کب دینے والا تھا وہ شخص۔

یہ... می... میرے لیے... و... ہے؟

جی نہیں میں کھیلوں گا اس سے مبشر نے غصے سے کہا اس کی بات تھی ہی اتنی بے تکی۔

وہ نم ہوتی آنکھیں اپنی آستین سے رگڑنے لگی۔

میرال میری جان یہ تمہارا ہی ہے اور خبردار دوبارہ یہ حرکت کی تو... تم سارے کپڑوں کا جنازہ نکال دو گی ایسے تو وہ اس کی حرکت پر آنکھیں نکال کر بولا۔

میرال سب نظرانداز کرتی بھالو لے کر باہر کی طرف بھاگی لیکن نظر اس جگہ پر رکی جسے پھولوں سے سجایا گیا تھا اس کی توجہ کا مرکز وہ جھولا تھا جس پر بڑے بڑے حروف میں تین لفظ درج تھے۔

I'm truly yours

وہ قدم اٹھاتی اس جھولے کے قریب گئی اور مسکرائی اگلے تین منٹ بعد اس چھوٹی سی جگہ پر اس کے زندگی سے بھرپور قہقہے تھے وہ اپنے ساتھ اس بھالو کو گھماتی خود بھی گھوم رہی تھی۔

کھڑکی میں کھڑے شخص نے یہ دل موہ لینے والا منظر آنکھوں میں قید کیا تھا۔

اس سے زیادہ حسین منظر کیا ہو سکتا تھا اس کی زندگی میں۔

یہ گھر اسے آج اصلی معنوں میں گھر لگا تھا اس کا گھر۔

لمحہ حاصل ہیں وہ میری زندگی کے

جس میں وہ کھل کر مسکراتی ہے

میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا نم آنکھوں کو انگلی کی پوروں سے صاف کرتا وہ خود بھی مسکرایا تھا۔

زندگی میں اگر اچھے دن زیادہ دیر نہیں ٹکتے تو بُرے دنوں کا بھی بسیر ازیادہ وقت نہیں رہتا..... وقت آج بُرا ہے کل اچھا ہو گا اس بات پر ایمان لے آؤ کیونکہ اندھیرے کے بعد روشنی ضرور ہوتی ہے.... مگر صبر شرط مقرر کر دی جاتی ہے..... آزمایا جاتا ہے اور پھر نواز دیا جاتا ہے۔

....

بیگ کھولا تو اندر وہی ساڑھی تھی جو زارا نے اُسے زبردستی دلوائی تھی وہ کیسی تھی یہ بھی تب اس نے جاننے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن آج اس نے زارا کو دل ہی دل میں لاکھوں دعائیں دے ڈالی تھی۔

ساری ایکسائٹمنٹ اس ساڑھی کو دیکھ کر ہوا ہوئی کالی شیفون کی ساڑھی جس کے چاروں طرف ہلکا مگر نفیس کام تھا سلیوز پوری تھی مگر نیٹ کی بلاوز چھوٹا تھا جس کا بیک گلا ڈیپ تھا اور ساتھ بھاری ٹسلز لٹک رہے تھے گلا آگے سے بھی ہلکا ساب کی شکل میں تھا۔

اُف زارا کی بچی یہ کون پہنے گا؟

ساڑھی اسے حد سے زیادہ پسند آئی تھی لیکن گلہ اور سلیوز اسے پتا تھا غازیان کو ایسے باہر جاتے وقت سلیولیس کپڑے پہننا اس کا پسند نہیں تھا۔

پر اس پر نیٹ ہے اور پیچھے گلے کو بھی وہ کور کر لے گی لیکن پہنے گی یہی آخر اتنا تنگ کیا تھا اس نے بدلے میں وہ بھی اسے تنگ کرنا چاہتی تھی اسے پتا تھا غازیان کو یہ لباس نہیں پسند آنے والا تھا ایسے گیدرنگ کے لیے تو بالکل نہیں ....

تم نے مجھے بہت ستایا ہے نا آج میری باری وہ مسکرا کر بولی لیکن انجان تھی کہ کیا ہونے والا ہے اس کا بدلہ اسے ہی بھاری پڑھنے والا تھا۔

کھانا بھی تھوڑا سا کھایا تھا جو اسے اچھا لگا تھا مرچیں کچھ تیز تھی اب شام کے سات بجے وہ چائے پی کر اٹھی اور تیار ہونے کا ارادہ کیا۔

غازیان اسے میسیج کر کے بتا چکا تھا کہ وہ لیٹ ہو جائے گا وہ تیار ہو جائے وہ اپنا تھری پیس بھی اپنے ڈرائیور کے ہاتھ منگوا چکا تھا اسے میٹنگ بھی اٹینڈ کرنی تھی۔

سو اب صرف رائیل کو تیار ہونا تھا۔

ایک طرح سے اچھا ہی تھا کہ وہ اسے پہلے نہ دیکھتا۔

وہ زارا کو کئی بار ساڑھی باندھتا دیکھ چکی تھی سو اسے یہ مشکل نہ لگا لیکن پہنتے وقت اسے اندازہ ہوا کہ وہ کتنی غلط تھی۔

وہ اپنا پلو ہی نہیں سنبھال پا رہی تھی۔

ساڑھی جیسے تیسے سیٹ کر کے پنوں سے باہر نکلی بال ڈرائے کر کے لوز کرلز ڈالے اور تیار ہونا شروع کیا۔

سموکی آئیز، گلابی بلش اون لگا کر اب وہ اٹھ دس پر تیار تھی۔

وہ کنفیوز تھی کہ لپسٹک کا کون سا شیڈ لگائے اور پھر کافی سوچتے بلڈ ریڈ کلر کی لپسٹک اٹھائی اور لبوں پر ڈبل کوٹ لگایا۔

کانوں میں نفیس چھوٹے ائیر نگس پہن کر ہیلز نکالے سفید پیروں اور سرخ نیل پالش لگے ناخن اب کالی جوتی میں غضب ڈھا رہے تھے۔

آج وہ پور پور غازیان اعجاز کے لیے تیار ہوئی ہے۔

غازیان کا اسے میسج موصول ہوا جو اسے لاکس لگا کر باہر آنے کو کہہ رہا تھا وہ اپنا کلچ پکڑتی سب لاکس لگاتی باہر کی طرف بڑھی۔

....

ڈیٹیلز نکال لی ہیں؟ کیا لوکیشن شو ہو رہی ہے ڈیلرز کی؟

یس سر یہ رہی فائل اس پر سب موجود ہے ان سب کو ہم ساتھ ساتھ ٹریس کرتے جائیں گے سب سے پہلے پانچ لوگوں کو پاشا کو سپلائی کرنا ہے۔

اس کے بندے آپ کو ان کے اڈے تک لے جائیں گے اور ایسے ہی تمام ڈیلرز کی معلومات وہ اس تک پہنچانے لگا۔

گڈ تم لوگوں نے پل پل کی نظر رکھنی ہے اس پر اب معاملہ یا تو آر یا پار۔

سر کیا آپ تیار ہیں اپنے آپ کو ایکسپوز کرنے کے لیے ؟ماہد نے پوچھا۔

اف کورس اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں ہے ہم پہلی ڈیل کو اس کے طریقے سے ہی پورا کریں گے اس کو کنفرمیشن مل جائے گی اور پھر دوسری، چوتھی اور پانچویں کا کیا کرنا ہے یہ تم سب جانتے ہو۔

وہ اس وقت یونٹ میں بیٹھا اپنے لوگوں کو کام سمجھا رہا تھا کیس کے آخری ایام پر تھے وہ اس کے بعد لوسیفر پر اس کی حقیقت کھل جاتی ملازمین کو ساحل سمندر کی پاس کسی جگہ پر رکھا گیا تھا دو دن بعد انہیں نکلنا تھا تب تک اسے سب کلئیر کرنا تھا۔

سر لوسیفر کاری ایکشن ......

ہاہاہا ہم اپنی منزل سے بہت قریب ہیں تو سب صرف اس پر ہی فوکس کریں ہم پیچ کے پندرہ لوگوں کو غائب کروا دیں گے۔

حکومت سے بات ہو چکی ہے بھاری نفری ہمارے ایک اشارے پر ہمارے ساتھ قدم ملائے گی۔

اور سر وہ دس ملازم جو ڈیل ان اور تھری میں ہوں گے ؟

ان کو ان کی جگہ سے بعد میں نکلوائیں گے کیسے وہ پلین کل ڈسکس ہو گا ابھی مجھے جانا ہے۔

اور پھر سب کو کام سمجھا تا وہ میٹنگ برخاست کرتا نکل گیا گھڑی سوا آٹھ بجا رہی تھی پیشنٹ ٹائم نو بجے کا تھا لیکن اسے پہلے پہنچ کر اپنے جگر کو خوش بھی تو کرنا تھا۔

اسے سوچتے کیا کچھ نہ اس کے ذہن میں آیا تھا اپنا اور اس کا بچپن، وہ حالات جن کا انہوں نے ڈٹ کر سامنا کیا تھا اور پھر وہ لمحے جب انہیں اپنے اپنے راستے جانا تھا۔

ان کا مقصد ایک ہی تھا اور کیا تھا وہ مقصد یہ بس وہی دو جانتے تھے۔

وہ کب سے کونٹیکٹ میں تھے یہ بھی کوئی نہیں جانتا تھا شاید وہ کبھی بچھڑے ہی نہیں تھے یہ سب کچھ لوگوں کی نظروں میں دھول جھونکنے کا پلین تھا جس میں وہ سو فیصد کامیاب رہے تھے۔

....

یہ سب جادو ہے.... خواب ہے ٹیڈی وہ آنکھیں بڑی کرتی اس کی طرف دیکھ کر بولی یہ سب اچھا ہے، جادوئی۔

تمہیں پسند آیا؟ اپنے کندھے پر اس کی سانسیں محسوس کرتی وہ اپنی جگہ پر جامد ہوئی۔

ہاں.... سب... اچھا ہے..... بہت اچھا وہ اس کے سامنے آنے سے چھپ گئی تھی مکمل۔

یہ سب تمہارے لیے ہے.... یہ سب تمہارا ہے... لیکن...

بدلے میں مجھے کیا دو گی؟ مبشر علوی نے اسے اپنی طرف گھماتے پوچھا لحوں پہلی نہ ہنسی تھی نہ قہقہے۔

میں... کی... کیا دے سکتی؟

آج ہمیں ایک دعوت میں شرکت کرنی ہے مبشر علوی نے اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے کہا۔

کون... سی... دعوت....؟ وہ جھجکی لیکن اپنے ہاتھ نہیں چھڑوائے۔

ہماری شادی کی دعوت وہ ایسے بولا جیسے اس کی نہیں کسی اور کی شادی کی بات ہو رہی ہو......

می..... اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ سے آنسو بہاتی وہ قریب ہوا.... خبردار ایک بھی آنسو گرا تو.... میں آفس جا رہا ہوں تب تک تمہیں کیا کرنا ہے یہ پتا چل جائے گا۔

یہ گھر تمہارا ہے... اس گھر کی ہر چیز تمہارے نام ہے.... وہ نا جانے کیوں اسے بتانے لگا۔

تو پھر میرا گھر کیوں لیا؟ اب کی بار وہ نظریں اٹھا کر بولی۔

مجبوری تھی لینا پڑا.... غریب بندہ ہوں یار وہ لیا اور یہ تمہیں دیا.....

نہیں... مجھے میرا گھر چاہیے سینے سے لگائے اس بھالو کو پھینکتی وہ چیخی۔

مخالف کی آنکھیں اب سپاٹ تھی میرال تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو اب...... وہ گھر بھی تمہارا ہے بس کسی مصلحت کے تحت وہ سب کرنا پڑا.... تمہاری میری ملاقات.... وہ نوکری.... وہ پیسے.... لائبہ سے شادی... سب ایک پلین تھا.... کیوں تھا یہ وقت آنے پر پتا چل جائے گا...

اب میرے آنے سے پہلے مجھے تیار ملو تم اور ہاں یہ نہیں چاہیے تو مجھے بتا دو میں راستے میں اسے کسی ایسے بچے کو دے دوں گا جسے اس کی قدر ہو وہ سخت آواز میں کہتا اسے کانپنے پر مجبور کر گیا۔

وہ واپس مڑی بھالو اٹھایا اور جھولے پر رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔

وہ سمجھ سکتا تھا اسے اس وقت تنہائی کی ضرورت تھی اس لیے آفس کے لیے نکل گیا آج کئی رازوں سے پردہ ہٹنا تھا۔

....

عدالت آپ کو میر ابراہیم کے باپ میر حیدر کے قتل کی سزا میں عمر بھر قید کی سزا سناتی ہے جج نے اپنا فیصلہ سناتے قلم کی نب کو توڑا۔

اس پر سکتہ طاری ہو گیا کیا کھیل شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تھا؟

نہیں کھیل تو سالوں سے چل رہا تھا جس کا آغاز اس نے کیا تھا اور اختتام میر ابراہیم نے۔

مسز لیاقت کھڑی ہوئیں اور اس کی طرف آئیں جو کھڑا آج آسمان کو تک رہا تھا سالوں بعد اس کے باپ کو انصاف ملا تھا ان کا قاتل اپنی سزا پا چکا تھا۔

بیشک قتل کی سزا پھانسی ہوتی ہے لیکن وہ نہیں چاہتا تھا ایسا ہو وہ چاہتا تھا لیاقت سالوں جیل میں سڑے۔

لیاقت وہاں کھڑا زندگی کے لمحات کو یاد کرنے لگا۔

ماضی:

وہ میر حیدر کے تمام بزنس کو آہستہ آہستہ چھین چکا تھا وہ اپنا سارا کام اس کے سپرد کر کے جا چکے تھے لیکن پیچھے سے اس نے اور اس کے باپ نے پلین بنایا اور اس پر کام شروع کیا کمپنی کو پچاس فیصد وہ اپنے نام کروا چکے تھے جس کے پیپرز وہ میر حیدر سے دھوکے سے سائن کروا چکا تھا۔

لیکن واپس آنے کے بعد میر حیدر کو شک ہوا لیکن انہیں لیاقت پر اب بھی بھروسہ تھا سب اتنی صفائی سے کیا گیا کہ وہ حیران تھے کسی کا بھی نام نہیں آرہا تھا وہ پریشان تھے انہیں دنوں انہوں نے کمپنی کو دوبارہ سٹارٹ کرنے کا سوچا۔

تبھی لیاقت کا باپ جمشید آیا اور باقی کی کمپنی بھی انہیں دینے کا بولا میر حیدر کو ان کی دماغی حالت پر شبہ ہوا لیکن تب ہی لیاقت کی بھی اصلیت کھل گئی۔

لیاقت شوکت نظامی کا دوست تھا دونوں دوست ایک جیسے نکلے تھے شوکت نظامی نے ان کے جگری یار کو اس دولت کے لیے مار دیا اور اب وہ انہیں دھمکیاں دے رہے تھے انہیں سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کریں کچھ نہ سمجھ آنے پر وہ ان پر کیس کر چکے تھے۔

یہی غلطی انہوں نے کی ان کے نئے مینیجر نے لیاقت سے پیسہ لیا اور اس کے دیے گئے کاغذات پر میر حیدر کے سائن لیے میر حیدر بیمار رہنے لگے تھے۔

انہیں دنوں کیس کی دوسری سنوائی کے بعد ان کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ موقع پر اپنی جان گنوا بیٹھے یہ محض حادثہ نہیں تھا سوچی سمجھی سازش تھی۔

لیکن تحریم بیگم کو وہ سب بتا چکے تھے کیس اب وہ لڑ رہیں تھی اور انہیں دوائیاں دے کر نیم پاگل کر دیا گیا۔

میر ابراہیم اپنی پڑھائی کے لیے گیا تھا اپنے باپ کی موت کا سن واپس آیا یہ سب قیامت سے کم نہ تھا اس کے لیے باپ مر گیا تھا اور ماں کو نیم پاگل کر دیا گیا تھا اس نے کیس بند کروا دیا۔

اپنی ماں کو لے کر اپنے گھر مری چلا گیا اور پھر چار سالوں بعد واپس آیا ان سالوں میں وہ اپنی پڑھائی مکمل کر چکا تھا میر حیدر ان کے لیے اتنا تو چھوڑ کر گئے تھے کہ وہ سڑک پر کبھی نہ آتے اس نے اب کی بار اپنا پلین بنایا۔

لیاقت کا باپ بیماری سے مر چکا تھا افسوس یہ دولت اس کی جان نہیں بچا پائی تھی سب لیاقت کے ہاتھ میں تھا اس نے ابراہیم کو کبھی نہ دیکھا تھا وہ واپس آیا اور اپنی ماں کو انہیں کے گھر بھیجا۔

....

وہ جانتا تھا یہ رسکی ہے لیکن اس کے بازوؤں میں اتنا زور تو تھا کہ خود سے منسلک رشتوں کو بچا پاتا ایک طرف اس کی منکوحہ تھی میرال سکندر جو کہاں تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا سوائے اس کے۔

ایک ساتھ وہ ہزار کام کر رہا تھا میر حیدر کی اولاد تھا قابلیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

اپنی ماں کو جیسے تیسے اس گھر میں جگہ دلوائی لیاقت نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں وہاں رکھنے پر مجبور تھا کیونکہ میر حیدر نے وہ گھر اپنی شریکِ حیات تحریم حیدر کے نام کیا تھا۔

اور یہاں سے شروع ہوا تھا ابراہیم کا پلین.....

وہ بزنس پارٹنر بن کر اس کے ساتھ آیا اس کے گھر میں پناہ لی بدلے میں لیاقت نے اس سے ہر کام نکلوایا اپنے کیے گناہ اس کے سر تھوپ کر خود بری الزمہ ہو جاتا....وقت کا کام ہے گزرنا سو میر ابراہیم اب مبشر علوی کے نام سے جانا جاتا تھا وہ یہ پہچان بنا کر بزنس میں کافی نام کما چکا تھا۔

لیاقت کی بیوی کو اس نے ٹریپ کیا اور سب اگلوایا اس کے ساتھ رہتے رہتے وہ اس کی رگ رگ سے واقف ہو چکا تھا اسی کی بیوی کے زریعے اس کے سارے کچے چٹھے نکلوائے اور اپنے باپ کا سالوں سے بند پڑا کیس ری اوپن کروایا اس سب سے لیاقت انجان تھا۔

عدالت کی طرف سے آنے والے پہلے نوٹس نے اس کی چھکے چھڑوائے لیکن وہ مطمئن تھا کیونکہ کسی کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اس کے۔

اسے مبشر علوی کی حقیقت جان کر مانو صدمہ ہوا تھا وہ میر ابراہیم تھا میر حیدر کا بیٹا اس کے سارے ثبوت....ڈیلز کے کاغذات سب غائب تھے۔

اسے اپنی موت نظر آئی تو اس نے ملک سے فرار ہونا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی عدالت اسے سزا سنا چکی تھی۔

وہ وہیں کٹہرے میں کھڑا اپنے ماضی کو یاد کرتا رہا یہاں تک کہ پولیس اہلکار نے آکر اسے ہتھکڑیاں لگائی اس نے نظر اٹھا کر سامنے موجود شخص کو دیکھا تو وہ مسکرایا۔

میر حیدر کا خون اتنا سستا نہیں کہ میر براہیم تجھے بخش دیتا۔

مسز لیاقت نے دور تک اسے دیکھا بیشک وہ کسی کو بھی اپنی قابلیت سے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتا تھا۔

آج انصاف ہو گیا تھا بس بچی تھی اس کی روحِ جاناں اب آگے کیا اس نے سوچ رکھا تھا یہ تو بس خدا جانتا تھا۔

....

وہ باہر کھڑا ہارن دے رہا تھا اور وہ میڈیم تھی کہ آ کہ نہیں دے رہی تھی سٹریٹ پر روشنی نہ ہونے کے برابر تھی۔

وہ سامنے سے سج سج کر قدم اٹھاتی آتی دکھائی دی اور آ کر اس کے مقابل بیٹھی غازیان نے اس کے بیٹھتے ہی اس کی سیٹ بیلٹ باندھی دوبارہ اس کو لے کر کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔

راحیل چونکی اور پھر مدھم سا مسکرائی۔

غازیان کے دل نے فوراً اسے دیکھنے کی خواہش کی تھی وہ نیم اندھیرے میں بھی اس کا حسن دیکھ سکتا تھا اس نے گاڑی کی لائٹ اون کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ راحیل نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

جلدی کریں لیٹ ہو جائیں گے وہ بولی تو اس نے بھی اسے بعد میں پوچھنے کا سوچتے گاڑی سٹارٹ کی۔

راستے میں رک کر اس کے لیے گجرے لیے اور اب کی بار خود پہنائے۔

بندہ شکریہ ہی منہ سے پھوٹ دیتا ہے راحیل کی مسلسل خاموشی پر وہ اکتا کر بولا۔

شکریہ! نہیں کہوں گی آپ کا حق تھا آپ نے وہی ادا کیا ہے۔

اچھا اور اپنے فرائض نہیں یاد تمہیں غازیان نے کہا تو چہرہ موڑ گئی گاڑی میں یک دم خاموشی چھا گئی۔

بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد گاڑی کسی حال کے سامنے جا رکی جہاں رنگ و بو کا سیلاب برپا تھا۔

رابیل بھی اپنی ساڑھی تھامتی باہر نکلی۔

غازیان بھی نکلا اور گھوم کر اس کی طرف آیا لیکن اس پر نظر پڑتے ہی وہ ساکت رہ گیا۔

بیشک پارکنگ لاٹ میں بھی اتنی روشنی نہ تھی لیکن وہ اس کا ہوش ربا حسن دیکھ سکتا تھا۔

رابیل نے نامحسوس انداز میں اپنا پلو سنبھال کر پھیلایا وہ دیکھ لیتا تو یہیں سے واپس لے جاتا۔

چلیں رابیل بولی تو وہ چونکا پھر اس کا ہاتھ اپنی چوڑی ہتھیلی میں مضبوطی سے تھامتا آگے بڑھا۔

....

وہ وہاں بیٹھی اسی کی سوچوں میں تھی ناجانے دل کیوں اس کی ہر بات پر ایمان لا رہا تھا اس نے نظر اٹھا کر گھر کو دیکھا برف میں موجود یہ خوابوں جیسا گھر اس کا تھا..... یہ احساس ہی کتنا خوش کن تھا۔

وہ اس کی زندگی میں خود آیا تھا تو کیا.... جو وہ سوچتی آئی تھی وہ سچ تھا۔

اس نے اپنے قدم آگے بڑھائے گھر کو گھوم کر دیکھا اپنے کمرے کو تلاشہ لیکن اسے وہاں کچھ نہ ملا دو گھنٹوں کی انتھک محنت کے بعد وہ اپنے ٹیڈی کے پاس واپس بیٹھی تھی۔

بیوٹیشن اسے تیار کرنے آگئی تھی اس نے خود کو وقت کے دھاڑے پر چھوڑ دیا وہ تھک گئی تھی۔

بیوٹیشن ماہرانہ طریقے سے اپنے ہاتھ کا ہنر آزما کر جا چکی تھی وہ تیار ہو کر وہیں بیٹھی رہی ساکت وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن اسے ہوش نہیں تھی۔

زندگی کا ہر لمحہ اسے یاد آرہا تھا۔

چونکی تو تب جب کسی نے اس کا پاؤں تھاما وہ چیخی لیکن سامنے اسے دیکھ کر سانس روکا۔

سردی ہے اور تم کافی دیر سے ایسے بیٹھی ہو.... سلیپرز کہاں ہیں تمہارے وہی مخصوص ٹھہرا لہجہ۔

دور... رہو... اپنا پاؤں چھڑواتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

شاید بھول گئی ہو کہ میں تمہارے تمام جملہ حقوق اپنے نام کروا چکا ہوں کب کا.....

وہ اسے خود سے قریب کرتا بولا وہ اس وقت براؤن تھری پیس میں ہیرو ہی تو لگ رہا تھا۔

آئینے میں نظر آتا عکس مکمل تھا۔

اس نے جھک کر اس کی ہیلز پہنائیں اور دوبارہ کھڑا ہوا۔

وہ اب تک اسے ہی دیکھ رہی تھی مخالف نے اس کی اسی بات کا فائدہ اٹھایا اور اس پر جھکا اس کے لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر اپنے اپنے دہکتے لب رکھتا اپنی تشنگی مٹانے لگا۔

وہ ہوش میں آتی اسے دور کرنے لگی تو اس نے سختی سے اس کے دونوں ہاتھ تھامے اس سے پہلے کہ وہ بیہوش ہو کر گرتی وہ پیچھے ہٹا وہ نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

تمہارے لبوں کی مٹھاس میری زندگی کا نشہ ہے جواب چھوڑا تو جان سے جاؤں گا.... وہ دل پر ہاتھ رکھتا دل فریب انداز میں بولا۔

....

آف وائٹ پیروں کو چھوتا فراک، نفیس ہلکی جیولری اور نفاست سے کیا میک اپ.... آج وہ آسمان سے اتری کوئی حور ہی لگ رہی تھی۔

مبشر علوی نے منہ میں کچھ پڑھا اور اس پر پھونکا۔

میرال اس کے پل پل کیے جانے والے عمل پر حیران تھی وہ پچھلے گزرے بیالیس گھنٹوں میں اسے اپنا اسیر بنا گیا

تھا۔

شاید وہ کوئی جادو کر رہا تھا آہستہ آہستہ جو اس پر اثر انداز ہو رہا ہے بُری طرح۔

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے ساتھ لے جانے لگا وہ بس اس کے پیچھے جا رہی تھی کہاں یہ اسے خود بھی معلوم نہیں تھا مسلسل دو گھنٹے کے سفر کے بعد وہ منزل پر پہنچ چکے تھے۔

آنکھیں یک دم پڑنے والی روشنی سے چندھیا گئیں وہ بہت بڑا حال تھا جہاں شاید ان کی شادی کی تقریب رکھی گئی تھی۔

گاڑی میں سے اترنے سے پہلے وہ نیٹ کا دوپٹہ اس کو اوڑھا گیا جس سے اب اس کا چہرہ کچھ خاص واضح نہیں ہو رہا تھا۔

گھوم کر اس کی طرف آتے اسے نیچے اتارا اور قدم آگے بڑھائے۔

می.... میں گر جاؤں گی۔

چہرے کے آگے بیشک نیٹ کا گھونگھٹ تھا لیکن تھا تو اور رات کے اندھیرے میں صرف حال کی روشنی ہی تو تھی۔

اگلے ہی لمحے وہ اسے باہوں میں اٹھا چکا تھا..... آگے کیا ہوا وہ انجان تھی کیونکہ نظروں نے اس شخص کے علاوہ کچھ بھی دیکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

دعوت میں جانی مانی ہستیاں مدعو تھی شاید سب کو یہ بتانے کے لیے بلایا گیا تھا کہ مبشر علوی اب بیچلر نہیں رہا۔

اف...... یہ اس نے شکل کیوں چھپائی ہے اپنی بیوی کی؟

سننے میں آیا ہے وہ اس لڑکی کے لیے جنون کی حد تک پاگل ہے اس لیے شاید.....

آں ہاں ایسا بھی کیا ہے...... وہ دو لڑکیاں ہی نہیں اس حال میں موجود ہر شخص مسلسل ان پر تبصرے کر رہے تھے پر فرق کسے پڑنا تھا۔

....

سامنے سے آتے اپنی جگری دوست کو دیکھ وہ کھڑا ہوا تھا تب سے پہلی بار وہ مسکرایا تھا لوگوں کے اس مجمع میں وہی تو اس کا اپنا تھا۔

دونوں بغل گیر ہوتے خوش تھے دونوں نے اپنا عشق پا لیا تھا۔

میرال اب زارا سے مل رہی تھی جو ہلکی ہلکی باتیں کرتی اسے کمفرٹیبل کر رہی تھی اور پھر کتنی ہی دیر وہ دونوں یار ساتھ بیٹھے رہے آج دونوں کے چہرے پر الگ ہی چمک تھی کچھ پا لینے کی.....

شاید ان لوگوں کے چہرے ایسے ہی چمکتے ہیں جن کو ان کا عشق مل جائے.... ہمیشہ سنا ہے کہ خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنی محبتوں کو پا لیتے ہیں وہ ہمیشہ اس بات کے خلاف تھے محبتیں ملتی نہیں ہے نا بارش کی طرح برستی ہیں محنت کرنی پڑتی ہے رب کے سامنے سر جھکا کر فریاد کرنی پڑتی ہے...... کن تب ہی ہوتا ہے اور جوڑیاں تب ہی بنتی ہیں...

عشق کو پا لینا کتنا مشکل ہے یہ کوئی ان سے پوچھتا تو وہ ساری زندگی کی تڑپ بتا ڈالتے.....

زارا کو وہ چھوٹی سی گڑیا بہت پسند آئی تھی بے بی ڈول یو آر ٹو بیوٹیفل زارا اس کے ساتھ بیٹھتی بولی تو وہ ہلکا سا مسکرائی آپ بھی... پیاری ہیں....

ایک بات بتاؤ! کیا یہ لو میرج ہے؟

نہ.... نہیں....

اف بھابھی مجھ سے پوچھیں یہ لو میرج نہیں ہے...... معاملہ لو سے بہت آگے کا ہے.... عشق جب رگوں میں سما جائے نا تو فاصلے بہت تکلیف دیتے ہیں اس اسی لیے دیکھیں آج یہ یہاں میرے ساتھ ہیں۔

زارا اور غازیان کی آنکھیں ملیں تھی اور میرال کی ہتھیلیاں نم ہوئی پھر وہ اٹھ کر چلے گئے تھے۔

کیوں یہ مبشرا چھے سے جانتا تھا اپنے دوست کی طبیعت سے واقف تھا اسے غصے کے ساتھ اس لڑکے پر ترس آیا جو اس کے جگر کی عزت کو گھور رہا تھا۔

اسی لیے تو وہ میرال کو ایسے لایا تھا اس میں برداشت کا پیمانہ کم تھا۔

....

روشنی اور لوگوں کے سیلاب نے ان کا استقبال کیا۔

مبارک ہو جگر غازیان مخالف کے گلے لگتا بولا رابیل نے بھی سامنے کنفیوز کھڑی چھوٹی گڑیا کو گلے لگا کر مبارکباد دی۔

تو لیٹ آیا ہے مخالف نے شکوہ کیا حالانکہ تجھے سب سے پہلے آکر سارے انتظام دیکھنے چاہیے تھے صبح کا اکیلا گھن چکر بنا ہوا ہوں۔

سوری جگر! تجھے پتا ہے یار اپنے مشن کے آخری مراحل پر ہوں اور ......

ٹھیک ہے معاف کیا مخالف نے کس کے اسے گلے سے لگایا دونوں کی آنکھیں نم ہوئی تھی پل بھر کے لیے۔

غازیان مڑا تو نظر سامنے موجود اس شخص پر جا رکی جو انہیں کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن اس کی نظروں کا زاویہ وہ دونوں نہیں صرف رابیل تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر رابیل کو دیکھا اور نظریں جیسے پلٹنے سے انکاری ہو گئیں لیکن یک دم ماتھے پر لکیروں کو جال پھیلا اور ضبط سے مٹھی بند کیں۔

رابیل باتوں میں مصروف اپنا ہاتھ میں تھا پلو چھوڑ چکی تھی پیچھے کا گلا ڈیپ تھا اور اس کے ساتھ لٹکے بھاری ٹسلز نے اسے مزید کھینچ کر نیچے کیا ہوا تھا۔

غازیان اس کی طرف بڑھا اور اور کا ہاتھ کھینچ کر اسے اسٹیج سے نیچے اتارا اور حال کے داخلی دروازے سے نکل کر بائیں طرف والے برائیڈل روم میں لایا سارے راستے رابیل اس کے ساتھ کٹی ڈور کی مانند کھینچی چلی آئی تھی۔

غازیان نے لا کر جھٹکے سے اسے چھوڑا اور دروازے کو لاک لگایا برائیڈل روم میں بھی کسی کی غیر موجودگی کی وجہ سے نیم اندھیرا کیا گیا تھا۔

اسے کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگایا پیچھے کے ٹسلز قمر میں بری طرح لگے تھے جس کے نتیجے میں رابیل کے منہ سے سسکی بر آمد ہوئی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس طرح کا لباس پہننے کی.......؟

یہ لباس تم نے منتخب بھی کیسے کیا ایسے باہر جانے کے لیے غازیان نے اس کے چوڑیوں سے بھرے ہاتھوں کو تھام کر دیوار کے ساتھ لگایا نیم اندھیرے میں اس کے چہرے پر خوف وہ باخوبی دیکھ سکتا تھا۔

کیا بکواس کر رہا ہوں میں سنائی دے رہا ہے! اور یہ آئی کیسے تمہارے پاس میں نے تو نہیں لے کر دی تھی؟

وہ.....مج...لگا...زارا...نے...وہ...لفظ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔

غازیان کی پکڑ سخت ہوئی تھی اس کے ہاتھوں پر وہ کیسے بھول سکتا تھا وہ منظر جب وہ لڑکا رابیل کو گندی نظروں سے دیکھ رہا تھا نتیجے میں چار پانچ چوڑیاں ٹوٹ چکی تھی لیکن اسے ہوش کہاں تھی۔

تمہارا علاج میں گھر جا کر کرتا ہوں رابیل کے پورے جسم میں سنسنی سی بھر گئی غازیان کا ری ایکشن اتنا شدید ہو گا

اسے اندازہ نہیں تھا یا شاید جانتے بوجھتے وہ نظر انداز کر گئی تھی آخر ہر عورت کو پتا ہوتا ہے کہ اس کے مرد کو کیا چیز پسند ہے اور کیا نہیں۔

پن ہے پاس اس نے گہری سانس ہوا میں چھوڑ کر جیسے غصے کو قابو کرنا چاہا تھا۔

ہاں یہ بیگ .....

اس نے اس کا بیگ پکڑا اور پنز نکال کر قریب ہوا پیچھے سے ساڑھی کا پلو اٹھا کر پیچھے کا ایریا کور کیا اور ایک کندھے پر اس پلو کو پن اپ کیا مسئلہ اب دوسرے کاندھے کا تھا کچھ سوچتے اس کے سارے بال پیچھے سے لے آ کر اس کے دوسرے کاندھے پر ڈال کر اسے بھی کور کیا اب وہ کچھ مطمئن دکھائی دیتا تھا۔

یہاں سے اس وقت واپس نہ جانا میری مجبوری ہے رابیل کیونکہ میں اپنے دوست کا انتہائی اہم دن سپوئل نہیں کرنا چاہتا نہیں تو..... اس نے دھکا دیتے اسے چھوڑا قمر ایک بار پھر پیچھے دیوار سے لگی تھی اب کی بار اس کی آنکھوں میں آنسو چمکے۔

دو منٹ میں باہر آؤ۔

یہ ساڑھی تو عذاب بن گئی تھی اس کے لیے اس نے اس وقت کو کوسا جب اس نے یہ پہننے کا فیصلہ کیا تھا قمر سے اب درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی آنسو پیتی باہر نکلی تو وہ باہر ہی کھڑا تھا۔

اس کے نکلتے ہی اس کا ہاتھ دوبارہ تھاما فنکشن کے اختتام تک یہ ہاتھ میرے ہاتھ سے نہ نکلے نہیں تو نتائج کی زمہ دار تم خود ہو گی بہت کچھ اسے باور کرواتا اسے لیتا دوبارہ حال میں اینٹر ہوا۔

....

پوری محفل میں وہ دونوں چھائے ہوئے تھے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے وہ مکمل دکھ رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ ....

ہزاروں نظریں بیک وقت اٹھ رہیں تھی ان پر کچھ کی نظروں میں حسد تھا کچھ کی نظروں میں ان جیسا ہونے کی خواہش .....

کیا کھانا ہے کھانا کھلنے پر اس نے رابیل سے پوچھا جو سنجیدہ سی اس کے ساتھ کھڑی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔

رابیل تم سے پوچھ رہا ہوں اس کے جواب نہ دینے پر وہ گرایا۔

کچھ نہیں! دو لفظی جواب دے کر وہ پھر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

غازیان نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور آگے بڑھ گیا وہیں کوئی موقع کا فائدہ اٹھاتا رابیل کے پاس آیا ہیلو بیوٹی لگتا ہے کسی بیسٹ کی قید میں ہو ایک اشارہ دو تمہیں یہ شہزادہ لے اڑے گا ....

اور یہ حسینہ اس عام سے دکھنے والے شخص کے ساتھ کچھ زیادہ جچتی نہیں ہے وہ قریب آتا اپنی غلیظ نظروں سے اسے سر تا پاؤں گھورتا بولا۔

تمہیں وہاں پہنچاؤ گا جہاں تمہارے فرشتے بھی تم تک نہیں پہنچ پائیں گے میٹ رابیل غازیان مائی وائف نظریں نیچی کر کے بات کرو نہیں تو اس فنکشن کے اختتام تک دیکھنے کی نعمت سے بھی محروم ہو جاؤ گے غازیان رابیل کے لیے کھانا ڈال کر پلٹا تو اس کے سامنے وہی شخص کھڑا تھا جو کچھ لمحے پہلے اپنی نظروں سے اس کا پوسٹ مارٹم کر رہا تھا غازیان کا غصہ پھر سوا نیزے پر چڑھا۔

وہ قریب آیا تو اب کی بار رابیل نے اس کا ہاتھ تھاما اور تھوڑا سا اس کے پیچھے چھپی۔

غازیان نے اس کے کندھوں پر اپنا حصار بناتے سامنے موجود شخص کو اس کی اوقات دکھائی تو وہ بھی رفوچکر ہوا غازیان کے خشک لہجے سے زیادہ اسے اس کی سرخ آنکھوں سے خوف محسوس ہوا تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ پورے فنکشن میں پھر دوبارہ نظر نہیں آیا تھا۔

کھاؤ اسے غازیان نے فروٹ سیلیٹ کی پلیٹ اس کے آگے کی۔

مجھے ن... نہیں.... کھانا۔

رانیل غازیان آج تم پہلے ہی میرا دماغ بہت بار خراب کر چکی ہو اسی لیے شرافت سے کھانا کھاؤ اور اپنے آپ کو اس سزا کے لیے تیار کرو جو گھر جا کر ملنے والی ہے تمہیں.... پکڑو نہیں تو میں اب خود کھلانے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔

رانیل غازیان اعجاز وہ کہاں ہمیشہ اسے رانیل دستگیر بلایا کرتا تھا آج کے اس کے تمام ستم اور باتیں بھول کر جو بات اس کے ذہن میں چپک گئی تھی وہ تھا یہ طرزِ مخاطب اب وہ پلیٹ تھام گئی اور کھانے لگی۔

پوری پلیٹ کھانے کے بعد غازیان نے گلاس بڑھایا پانی کا۔

آپ... نہیں کھائیں گے؟

بہت جلدی خیال نہیں آگیا؟ اس کے طنز اُف .....

میں لاتی ہوں کچھ.... خبر دار ہلی یہاں سے.... آج ویسے بھی میرا ارادہ تمہیں کھانے کا ہے رانیل سرخ ہوئی تھی نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو سرخ آنکھوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

اُف اُف اُف رابیل یہ تو لگتا ہے آج مجھے سالم ہی نگل جائے گا وہ دل میں بولی سامنے بول کر مرنا نہیں تھا اسے۔

غازیان اب وہاں سے نکلنے کا ارادہ رکھتا تھا

....

تقریب جلد ہی ختم ہو گئی تھی لمبا سفر کر کے واپسی پر اب وہ تھک چکی تھی بُری طرح اسے لگا اس کی قمر اب مزید برداشت نہیں کر پائے گی جسم بری طرح دکھ رہا تھا۔

شاید وہ بھانپ گیا تھا اس لیے اس کو واپس اٹھایا اور کمرے میں لایا اس کا دوپٹہ اتارا اور جھک کر اس کے سینڈل کے سٹریپ کھولے۔

وہ بے دم سی ہوتی وہیں لیٹ گئی۔

وہ چینج کر چکا تھا میرال اٹھو کپڑے بدلو ایسے ان ایزی رہو گی لیکن اس نے کوئی حرکت نہیں کی۔

میرال..... اٹھو اس کو بازو سے پکڑ کر اٹھانا چاہا۔

نہیں..... اٹھنا..... تم جاؤ..... وہ اوندھے منہ لیٹ کر رونے لگی یہ دن بھر کی تھکاوٹ تھی جواب نکل رہی تھی۔

اس نے جھٹکے سے اسے کھڑا کیا یہ کیا طریقہ ہے مخاطب کرنے کا..... تمہارے نخرے اٹھا رہا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں....

نا اٹھاؤ کس نے... کہا ہے وہ دھکا دے کر بولی۔

مبشر علوی کو وہ اس وقت وہ ضدی بچی لگی غصہ پیا اور قدم اس کی طرف بڑھائے اور اسے بٹھا کر اس کی جیولری اتاری۔

آؤ! اس کا ہاتھ تھام کر لے جا کر کپڑے پکڑائے وہ چینج کر کے آئی تو لیٹ گئی وہ کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔

مبشر نے باری باری اس کے ہاتھ کی چوڑیاں اتاری اور اسے نظر بھر کر دیکھا۔

تم سانس لینے کا ذریعہ ہو میرا روحِ جاناں جھک کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا وہ پیچھے ہٹا۔

جاری ہے---------------

اسلام علیکم

I'M TRULLY YOURS

KITAB NAGRI SPECIAL

از سنیہا رؤف۔

Chapter no. 17

پھر وہ جلد اپنے دوست سے الوداعی کلمات ادا کر کے گھر کے لیے نکل چکے تھے رائیل آنے والے وقت کو سوچ کر گھبرا رہی تھی۔

گاڑی کی اسپیڈ عازیان کے سخت غصے میں ہونے کا پتہ دے رہی تھی اس نے ڈر کر آنکھیں موند لی ...

گھر پہنچتے ہی وہ نکل کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی عازیان کے آنے سے پہلے وہ چینج کرنا چاہتی تھی۔

لیکن عازیان نے آکر کوٹ بستر پر پھینکا تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ ایسا نہیں کر پائے گی وہ وہیں جم گئی۔

ڈیم......اس نے تمہیں دیکھا کیسے اب کی بار وہ شرٹ اور ٹائی اتار کر سامنے پھینکتا چیخا رائیل مڑی۔

وہ اب پاگلوں کی طرح اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا رابیل کے پاؤں اپنی جگہ سے ہلنے سے انکاری تھے۔

لیکن آج اسے آگے بڑھنا تھا ایک بار وہ دھتکار چکی تھی اسے اب کی بار پہلا قدم اسے بڑھانا تھا یہی سوچتی وہ آگے آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

یو جسٹ گیٹ آؤٹ رابیل کو دیکھتے وہ ایک بار پھر آپے سے باہر ہوا جس کی پنز وہ کھول چکی تھی آتے ساتھ۔

رابیل کو جھٹکا لگا اب اس کی پشت تھی غازیان کی طرف۔

غازیان اس کے کندھے سے نیچے سرخ نشان دیکھ سکتا تھا جو اسی کی کرم نوازی تھے لیکن پھر نظر انداز کر گیا۔

اس کے اندر کا لاوا اب پھٹا تھا اسے کہاں گوارا تھا اس کی عزت کو کوئی آنکھ بھی اٹھا کر دیکھے۔

رابیل نے مڑ کر اسے گلے لگایا اور یہیں غازیان اعجاز ساکت ہوا تھا اور وقت جامد ہر چیز جیسے رک سی گئی تھی اسے لگا ماحول میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہے۔

آیم سوری.....مجھ.....مجھے یہ نہیں پہننی چاہیے تھی.....میں نے.....بس.....بدلہ .....

بدلہ اس نے اسے پیچھے کیا کیسا بدلہ؟

تم نے میرا بنا کھانا......

لائک سیریسلی رابیل اگر میں کچھ بھی کروں گا تو تم ایسے بدلہ لو گی وہ اس کی طرف اشارہ کر کے دھاڑا۔

میں سوری بول تو رہی ہوں وہ روتی اب اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے چھپا گئی۔

غازیان نے اسے ساتھ لگاتے اس کی پشت سہلائی۔

کافی لمحے سرک گیے ششش ......

لیکن تم ایسے بدلے صرف گھر پر لے سکتی ہو مجھ سے مجھے منظور ہیں وہ اس کے کان میں بولا تو سرخ ہوتی اسے دھکا دیتی واش روم کی طرگ بڑھی۔

....

صبح وہ اٹھی تو وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا کب سے اسے نہیں پتا تھا۔

گڈمارننگ میرال نے وش کیا پر جواب نہ ملنے پر اسے دیکھا جواب نظریں پھیر گیا تھا۔

میرال کے گلے میں آنسو اٹکے یہ پہلی بار تھا کہ وہ اس سے منہ موڑ گیا تھا۔

مب... مبشر.... اب کی بار میرال نے اس کا چہرہ خود کی طرف موڑنا چاہا تھا لیکن وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر اٹھ گیا۔

کپڑے بدل کر آیا تو وہ وہیں چکر کاٹ رہی تھی ان دنوں میں اس شخص نے اسے ہاتھ کا چھالا ہی تو بنا کر رکھا تھا اب اچانک نظرانداز کرنے کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی اسے۔

آپ... مج... مجھے... نظرانداز کر رہے ہو...... آواز رندھی تھی۔

کیا نہیں کرنا چاہیے؟ اب وہ بار وہ خود پر پرفیوم چھڑکتا مڑا تھا۔

میں نے... کیا... کیا؟

جو کل رات کیا وہ بھول گئی ہو تو چلو یاد کروا دیتا ہوں تم رات کو لاتعداد بار مجھے تم بلا چکی ہو..... روڈ ہو چکی ہو اور سب سے بڑی بار بہت بار میرا ہاتھ جھٹک چکی ہو۔

آئم سوری...... وہ اس کے قریب آتی فوراً اپنی غلطی مان گئی۔

نوائس نوٹ اوکے.... میرال تم سمجھ نہیں پائی ہو مجھے یا سمجھنا نہیں چاہتی ....

میں ....

تم تو اب تک میرا اصل نہیں پہچان پائی میرال سکندر اور تم سے کیا امید رکھو وہ اب کی بار اسے آہستگی سے پیچھے کرتا باہر نکل گیا۔

....
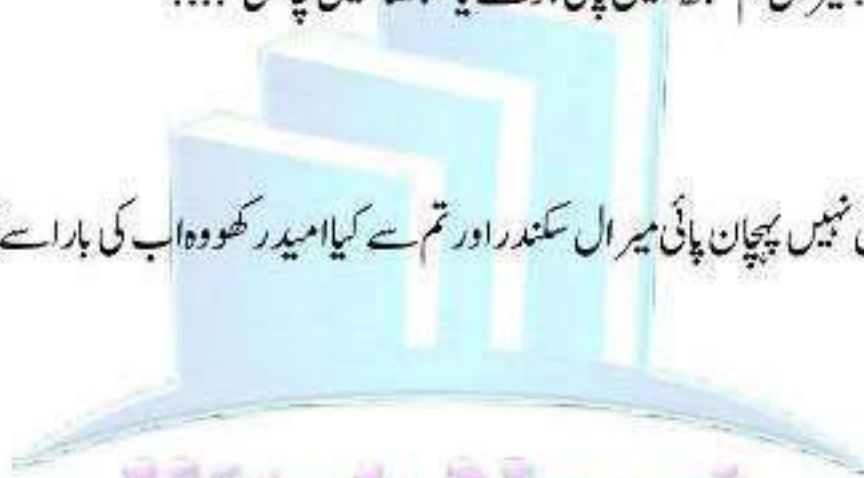
اور پھر چار دنوں کے اندر اندر مبشر علوی نے وہ گھر شوکت نظامی سے خالی کروالیا تھا جو کوئی نہ کر پایا تھا وہ کر گیا تھا۔

سر اس نے آپ پر کیس کیا ہے؟

ہاہا..... چلو عدالت میں روبرو ہو کر اسے ایک بار پھر زلت کا لڈو چکھواتے ہیں وہ بھول گیا ہے کہ اس بار کس سے ٹکرایا ہے۔

سر مس لائبہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں اگلی خبر پر وہ ٹھٹکا تھا شاید نہ رکتا لیکن پل میں ایک خیال زہن میں کوندا۔

اسے میرے گھر کا اڈریس دو وہیں ملاقات ہو گی اس سے اب ....

سر کیا وہ اتنی دور آئیں گی؟

ہاہا خالد...... ضد بڑی کتی شہ ہے جب تک رسوانہ کروادے ساتھ نہیں چھوڑتی اور میں ضد ہی تو ہوں اس کی ....

اور اب کی بار ایک تیر سے دو نشانے لگیں گے اڈریس میل کر دو اسے وہ بھاگی آئے گی۔

اوکے سر!

وہ میرال کو سوچتا مسکرایا بس معلوم یہ کرنا تھا کہ آگ دونوں طرف برابر لگی ہے یا نہیں۔

وہاں میرال اپنے ٹیڈی کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی آنکھیں اب سرخ ہو چکی تھیں کیمرے میں یہ منظر دیکھتا مخالف طیش میں آیا۔

میڈیم کو کھانا کھلانا کس کی ڈیوٹی ہے فون لگتے ہی وہ سر سراتی آواز میں بولا۔

سر وہ .....

فائیر ہر..... مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جنہیں اپنی زمہ داریوں کا احساس نہ ہو۔

وہ سب چھوڑ کر اٹھ گیا کیونکہ اس کی روحِ جاناں اب اس گھر میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔

....

کپڑے میں باہر بھول گئی ہوں پلیز دے دو کچھ لمحے بعد اسے رابعل کی آواز سُنائی دی۔

میں کام کر رہا ہوں لہجہ نہایت سنجیدہ اپنایا تھا اس نے۔

پلیز غازیان....

نہیں....

پلیز...

ایک بار کہا نہ نہیں...

کیا میں ایسے ہی باہر آجاؤں؟

مرضی ہے....

غاااااا...... غازیان

اوکے وہ مسکرایا تھاتب سے پہلی بار.... پہلی بار تو کچھ نارمل ہوا تھاان دونوں میں.... وہ اسے خود سے بلانے لگی تھی،اس کے سارے کام خود سے کرنے لگی تھی،اس کے لیے کھانا خود بنانے لگی تھی اور آج کے اس کے پہلے قدم نے غازیان کے دل میں موجود تمام رنجشوں پر پانی کی پھوار کی طرح کام کیا تھا۔

وہ اس کے کپڑے لے کر قریب گیا تو دروازے کے پاس گرے پانی سے پھسلا....اپنا توازن برقرار نہ رکھ پایا اور اندر داخل ہو گیا اور دروازہ بند کیا رابیل کے بال گیلے ہونے کی وجہ سے گردن اور چہرے پر چپکے تھے۔

رابیل نے آنکھیں میچی ...

غازیان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوایا جو اس نے تھام رکھا تھا رابیل کو اس کی یہ حرکت شدید بری لگی تھی۔

رابیل نے کچھ کہنا چاہا تو غازیان نے رخ موڑ لیا اسے ایسا کرتے دیکھ رابیل نے شاور کھول دیا تو وہ بھونچکا گیا اب وہ بھی تقریباً بھیگ چکا تھا۔

کیا حرکت تھی یہ؟؟ اس نے رابیل کو دیکھ کر غصے سے کہا وہ اس کے آج سمجھنے سے بالاتر تھا پہلے بدلے کے لیے وہ بیوقوف ساڑھی پہن چکی تھی اور اب.....

رابیل نے خاموشی سے آنکھیں بند کیں اور چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیا غازیان پر تو سکتہ طاری ہو گیا تو کیا رابیل دستگیر اس کی قربت کی خواہشمند تھی۔

غازیان نے کئی لمحے اسے دیکھا وقت آہستگی سے سرک رہا تھا، اسے وہ لمحات یاد آئے جب اس نے دھتکارا تھا اسے اس کے نیک جزبات کو، اس کی قربت کو۔

رابیل نے آنکھیں کھولی تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا رابیل نے غصے سے منہ موڑ لیا لیکن اب غازیان نے جھٹکے سے اس کا چہرہ خود کی طرف موڑا وہ فیصلہ پل بھر میں کر گیا تھا اور پھر اپنے ہونٹ اس کے نم لبوں پر رکھے۔

وہ اس وقت ایک دوسرے کے حصار میں بڑی طرح قید تھے، ماضی کی تلخیاں کہیں جا سوئیں تھیں۔

رابیل نے اپنے ہاتھ اس کے کالر پر رکھے تو غازیان نے اس کے بازوؤں کو خود کی گردن کے گرد باندھا اور خود اس کی قمر تھامی ان میں بالشت بھر کا فاصلہ نہ تھا۔

وہ پیچھے ہٹا تو رابیل گہرے سانس لے رہی تھی غازیان نے اپنے ہونٹ اس کی گردن پر رکھے اور اب وہ اپنے ناک سے مسلسل اس کی گردن سہلا رہا تھا پانی ان پر گرتا اس منظر کی خوبصورتی کو بڑھا رہا تھا۔

مج... مجھے... سردی.. لگ.. رہی.. ہ.. ہے رابیل نے لمبی سانسیں لیتے کہا۔

تو غازیان نے اسے باہوں میں بھرا اور شاور اوف کرتا کمرے میں لایا اور بیڈ پر ڈالا کمرے کی لائٹ اوف کی اور خود پر اور اس پر کمفرٹر ڈالتا اور اس کے باتھ روب کو تھام گیا رابیل نے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں میچی اور اپنا آپ اس کے حوالے کیا۔

وہ ایک بار اس کو دھتکار کر اس کے جزبات کو اس سمیت روند گئی تھی لیکن اس کی قربت میں آ کر اسے یہ بات سمجھ آ گئی تھی کہ عورت کا سکون اس کے منسلک مرد سے ہی ہے.... دل چیخ چیخ کر گواہی دے رہا تھا کہ رابیل کو

اس سے محبت ہے والہانہ محبت جو صرف محرم رشتوں میں ہو سکتی ہے، آج وہ مطمئن تھی اس نے اس کے شوہر کو اس کا حق دے دیا تھا آگے کی خوبصورت زندگی کو سوچتے اس نے اپنا دھیان غازیان کی طرف کیا اور مسکرائی۔

یہ رات ان کی زندگی کی خوبصورت رات تھی جہاں کھڑکی سے جھانکتا چاند بھی اب بادلوں کی اوٹ میں چھپا مسکرا رہا تھا۔

....

samiyach02@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ ہر جگہ کچھ تلاش کر رہی تھی..... ہاں وہ اب تک مبشر علوی کے اصل سے ناواقف تھی....

تو کیا اس کی انسٹنکٹ اسے سہی اشارے دے رہی تھی....؟

لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ دو شخص ایک ہی ہوں...

کیسے نہیں ہو سکتے ان کی خوشبو..... وہ خوشبو جو اس سے آتی ہے وہ کسی اپنے رشتے کی ہے۔

میرا ابراہیم.......

اگر میرا اندازہ ٹھیک ہوا تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی اور اگلے ڈیڑھ گھنٹے میں سچ اس کے سامنے حقیقت کا روپ دھاڑے کھڑا تھا۔

اس کی بچپن سے لے کر اب تک کی ہزار تصویریں اس ایک ڈائری پر چسپاں تھی۔

روحِ جاناں!

تم صرف میری ہو

تم سانس لینے کا واحد زریعہ ہو

تم ضروری ہو بے حد....

تم سجدوں کے بعد کا واحد سکون ہو

آئی کانٹ لو ود آؤٹ یو....

تمہیں کھو دیا تو جان سے جاؤ گا

میں ہر حد تک جاؤ گا اپنے عشق کو پانے کے لیے

بیشک اس کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے

مجھے پتا ہے تم مجھ سے نفرت کی دعوے دار ہو لیکن کیا میری قربت میں بھی اس نفرت کا دعوی کر پاؤ گی؟

ایسی ہزاروں سطریں ہر صفحے پر درج تھیں۔

یہ ڈائری اسے پہلے تو نہیں ملی تھی شاید اب کی بار مخالف نے اسے خود کو جاننے کا موقع دیا تھا۔

مجھے پتا ہے میں یہ موقع فراہم نہ کرتا تو تم مجھے کبھی نہ ڈھونڈ پاتی۔

لیکن کیا کروں تمہارے قریب ہو کر میرا ابراہیم جاگ جاتا ہے... مبشر علوی ایک نام تھا بس لوگوں کی نظروں میں دھول جھونکنے کا..... تمہارے قریب آنے کا۔

ماما اور میں نے بہت انتظار کیا ہے میرال تمہارا.... اس گھر کی در و دیوار نے بہت لمبا وقفہ کسی کے بغیر گزارا ہے کسی نے آباد ہی نہیں کیا اسے......

میں ماما کو کہتا تھا کہ آئیں اس گھر کو آباد کریں وہ جواب میں کہتی تھیں کہ اسے اگر کوئی شخص آباد کر سکتا ہے تو وہ ہے میرا ابراہیم کی میرال سکندر۔

وہ کئی لمحے ششدر سی وہیں بیٹھی رہی۔

دھوکا، فریب.......

اتنی محبت اور جنون کو چھوڑ کر اسے جو سمجھ آیا تھا وہ یہ تھا کہ اس شخص نے اسے دھوکا دیا ہے۔

....

صبح کا چمکتا سورج ان کی ہنستی مسکراتی زندگی کا اعلان کر رہا تھا جیسے۔

اس نے آنکھیں کھولی تو اسے اپنے قریب سوتا پایا وہ ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا اس کے سینے پر دھرے سو رہی تھی۔

غازیان نے پر سکون سانس خارج کی آج وہ ساتھ تھی، پاس تھی جس کی تمنا اس نے نا جانے کتنے سال پہلے کی تھی وہ اسے معتبر کر گئی تھی۔

مسلسل خود پر نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے اس نے آنکھیں کھولی اور سیدھا اس سے جا ٹکرائی جو بنا پلک جھپکے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اُف نیند خراب کردی رابیل کے جھنجھلانے پر وہ ہوش میں آیا اور مدھم سا مسکرایا۔

جھکا اور اپنا سر اس کے سر کے ساتھ جوڑا تم نے مجھے مکمل کیا ہے رابی..... سرسراتا لہجہ، اور پر تپش سانسیں اسے اپنے چہرے پر صاف محسوس ہو رہی تھیں۔

می .....

ششش .....

اور اگلے کئی لمحے انہوں نے ایسے ہی آنکھیں موندے گزار دیئے دونوں ایک دوسرے کو محسوس کرتے وقت اور دنیا دونوں سے بے خبر تھے۔

چلو اٹھو ناشتہ کریں غازیان نے اس کا ناک کھینچے کہا۔

نہیں مجھے ابھی اور سونا ہے رابیل نے منہ بسوڑ کر کمفرٹر سر تک تانا۔

بالکل نہیں! آج کا دن تمہارے نام.... سو جلدی اٹھو... آج جو تم کہو گی وہی کریں گے... شاپنگ، ڈنر، لانگ ڈرائیو سب ...

خیریت ہے بخار تو نہیں رابیل نے شرارت سے اس کا ماتھا چھوتے کہا۔

فلحال تو نہیں ہے لیکن چڑھ گیا تو تم اپنی خیر منانا

یہ دل سنبھلتا ہے دوبارہ ڈول پڑتا ہے

مہربانی کر تو روبرو نہ آیا کر

فضا سے تیری خوشبو آنے لگتی ہے

مہربانی کر تو گھر سے نہ نکلا کر

پرندے مجھے آکر پیغام دیتے ہیں

مہربانی کر تو کسی سے بات نہ کیا کر

تیری قربت سے سانسوں کا ارتکاز بگڑ جاتا ہے

مہربانی کر مجھ سے دور ہی تو رہا کر

از قلم سنیہا رؤف۔

اور ہاں جو ساڑھی کل پہنی تھی وہ کسی کو دے دو اب نہیں پہنو گی ....

وہ مجھے تحفے میں ملی تھی .....

ٹھیک ہے لیکن کہیں باہر جاتے تم کبھی ایسا لباس زیب تن نہیں کرو گی.... میں کنزرویٹو مرد نہیں ہوں لیکن میں مانتا ہوں کہ خود سے منسلک عورت میرا لباس ہے، میرے نام کی مہر ہے اس پر.... اور اس پر کسی کی نظر بھی پڑے یہ مجھے گوارا نہیں .....

او کے.... لیکن بدلے میں مجھے لاتعداد سوٹ لینے ہیں......

او کے منظور ہے فلحال تو اٹھو.... اور پھر وہ اٹھ کر الماری سے آج کے لیے کپڑے نکالنے لگی۔

وہ کہتا جھکا اور سائڈ سے ٹیوب نکالی اور اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا کندھے سے شرٹ سرکاتے خاموشی سے وہ ٹیوب لگائی۔

زخم خود دیتے ہیں اور مسیحائی بھی خود کرتے ہیں رابیل نے سرد آہ بھرتے کہا .....

وہ آج کتنی خوش تھی شاید ہی لفظوں کا چناؤ کر پاتی اس خوشی کا اظہار کرنے میں۔

چوٹ میں نے دی ہے تو دوا بھی میں ہی دوں گا۔

آپ نے مجھے چوٹ لگائی تھی جس سے مجھے درد ہوا تھا سو اب ایک سزا منتخب کی ہے میں نے آپ کے لیے۔

....

وہ گھر آیا تو وہ کہیں نہیں تھی گھر سنسان پڑا تھا جسے اس نے اپنی زندگی لگا کر آباد کیا تھا۔

وہ کمرے میں گیا جو خالی اسے منہ چڑھا رہا تھا واش روم... ڈریسنگ روم سب خالی تھا جو اس کا دل بھی خالی کر رہا تھا۔

ملازم سب اپنے اپنے کام کر رہے تھے وہ اس جگہ آیا جہاں بہت سے پھولوں میں وہ گھری رہتی تھی لیکن آج وہ جگہ بھی خالی تھی۔

لیکن پول سائڈ آتے ہی اسے لگا کسی نے اس کے جلتے دل پر پھوار کا کام کیا ہے۔

میرال..... کیا حرکت تھی یہ؟ سارے گھر میں ڈھونڈ کر تمہیں خوار ہو رہا ہوں...

لیکن جواب اب بھی نہیں ملا تھا وہ پانی کو گھور رہی تھی۔

تم سے پوچھ رہا ہوں اور ٹھنڈ دیکھی ہے کتنی ہے تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسے یہاں اس ٹھٹھرتے پانی میں پاؤں رکھ کر بیٹھنے کی وہ اس کے پاس بیٹھتا جھٹکے سے اس کی تھوڑی اپنی طرف گھماتا بولا۔

لیکن اگلا جھٹکا اسے اس ٹھٹھرتے پانی میں گر کا لگا تھا وہ اسے دھکا دے گئی تھی۔

وہ وہیں خاموش اس برف نما پانی میں کھڑا بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا.... تو کیا وہ لمحہ آ پہنچا تھا جب سب رازوں سے پردہ اٹھنا تھا۔

بیشک اس نے یہ موقع اسے خود فراہم کیا تھا پر .....

وہ چونکا تب جب پانی میں کسی دوسرے شخص کے داخل ہونے سے ارتعاش برپا ہوا۔

میرال آر یو ان یور سینس......ڈیم اٹ.....وہ دھاڑا۔

لیکن وہ خاموشی سے ہاتھ پاؤں مارتی رہی سوئمنگ کہاں آتی تھی اسے مخالف اب اطمینان سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

جو پانی کی سطح سے اوپر آنے کی ناکام کوششیں کر رہی تھی جب بالکل اسے لگا کہ اب اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر پائے گی تو کھینچ کر اسے خود سے لگایا اور پانی کی سطح سے اوپر کیا۔

وہ اس کے کندھے پر گری گہرے سانس لے رہی تھی وقت کا دوانیہ بڑھتا چلا جا رہا تھا لیکن وہ دونوں خاموش تھے۔

میرال......میں پوچھ سکتا ہوں یہ سب کرنے کے پیچھے کا مقصد؟؟

آپ.....آپ نے...مجھے دھوکا دیا ہے...آئی ہیٹ یو وہ دھکا دیتی پیچھے ہوئی لیکن پھر پانی میں ڈوبتا دیکھ اس کو تھام گئی تھی جو واحد سہارا تھا اس کا۔

کیا دھوکا دیا ہے میں نے.....؟

وہ اسے تھام کر باہر نکال چکا تھا جو سردی سے بے حال تھی اس کے گرد ٹاول لپیٹنا چاہا جو اس نے کھینچ کر دور پھینک دیا تھا۔

کیا پکاروں آپ کو مبشر علوی یا میر ابراہیم......؟ دھوکا.... آپ نے مجھے سب سے بڑا دھوکا دیا ہے... میرے پاس رہ کر سب سے دور رہنے کا.... اس آفس میں مجھے ذلیل کرنے کا.... کہاں سے شروع کروں...... وہ بال نوچتی بولی۔

اندر چلو وہیں بات کرتے ہیں.... میر ابراہیم بھی واپس اپنی ٹون میں آیا تھا۔

مجھے چھوڑ کر چلے گئے آپ سب... پہلے بابا اور پھر آپ سب... کیا قصور تھا میرا.... اس کے بعد میرے ساتھ کیا سلوک برتا گیا اس بات کا اندازہ ہے آپ کو.... مجھے... مجھے بیچ دیا گیا... یہ اوقات ہے میری میر ابراہیم کہ میری سگی ماں نے بیچ دیا مجھے ...

یہ دیکھ رہیں ہیں یہ نشان میرے مرتے تک میرے جسم کا حصہ رہے گا اس نے کندھے سے اپنی شرٹ سرکائی جہاں دو لفظ شاید کسی سلاخ سے کندے گئے تھے۔

Sold useless....

مجھے بیچا گیا اور پھر واپس بلا لیا گیا اس ڈر سے کہ آپ لوگ آرہے ہیں لیکن کیا فائدہ ہوا.... آپ لوگ آئے اور چلے گئے مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر اپنی زندگیاں آباد کرنے .....

میرال.... اس رات..... وہ بولنا چاہتا تھا وہ سچ جس سے اب تک وہ انجان تھی۔

اس کے بعد مجھے بیچا گیا دوبارہ میری قیمت لگی اور اب کی بار میری عزت کو تار تار کیا گیا..... ناجانے وہاں کتنے لوگ تھے جنہوں نے مجھے بے لباس....

اور میر ابراہیم کی بیہیں پر بس ہوئی تھی اس کا ہاتھ اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا یہ بکواس میں دوبارہ کبھی تمہارے منہ سے نہ سنو نہیں تو اب کی بار تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا ....

کیا یہ حقیقت نہیں.... اس حقیقت سے آپ منہ موڑ سکتے ہیں کہ .....

بسسس....... اس رات کچھ نہیں ہوا تھا تمہارے ساتھ... اس سے پہلے بچا لیا گیا تھا تمہیں.... اور اس رات تمہیں کسی کے نکاح میں..... دیا گیا تھا وہ راز جو کئی سالوں سے راز تھا وہ ایسے کھلنا تھا اسے اندازہ نہ تھا۔

....

خادم حاضر ہے!!! وہ جھک کر کہتا بولا تو وہ کھلکھلائی غازیان نے صدق دل سے دعا کی کہ یہ مسکراہٹ اب کبھی اس کے چہرے سے جدا نہ ہو۔

آج ناشتہ آپ بنائیں گے... لنچ اور ڈنر ہم باہر کریں گے۔

رائیل تم زیادہ چھیل رہی ہو اب ....

تو کس نے کہا تھا مجھے چوٹ لگائیں آپ نے دو بار مجھے دھکا دیا تھا آپ کو پتا ہے .....

آئیم سوری...... آئندہ نہیں ہو گا وہ جھک کر عقیدت سے اس کے کاندھے پر بوسہ دیتا بولا۔

رائیل نے آنکھیں بند کر کے اس لمحے کو خود میں اتارا تھا اگر کوئی اس سے پوچھے کہ اس کی زندگی کا بہترین لمحہ کیا رہا تو وہ بنا سوچے یہ لمحہ گنوائے گی۔

اس ایک بوسے میں کیا کچھ نہ تھا عقیدت، محبت، عزت، مان سب تھا ...

لیکن وہ اس کے منہ سے اظہارِ محبت چاہتی تھی بیشک کل رات وہ اس کو اپنے ہر عمل سے بتا چکا تھا کہ وہ کیا معنی رکھتی ہے اس کے لیے لیکن وہی چھوٹی چھوٹی خواہشیں ....

آپ ایک نمبر کے جھوٹے انسان ہیں ....

اب کیا کر دیا مجھ ناچیز نے غازیان نے بازو لپیٹ کر آئبرو اچکائی۔

آپ کہتے ہیں کہ آپ مجھ سے بہت پہلے سے محبت کرتے تھے تو آپ نے اب تک اپنی محبت کا اظہار کیوں نہیں کیا۔

کیا کہوں تم چاہتی ہو میں ٹین ایجرز کی طرح گھٹنوں کے بل بیٹھ کر آئی لو یو بولوں تو یہ ممکن نہیں .....

راحیل کا چہرہ پل بھر میں اترا تھا ....

میرے نزدیک محبت کے اظہار کے لیے "آئی لو یو" جیسے تین لفظوں کا سہارا لینا نہایت کھوکھلا عمل ہے... محبت عمل سے دکھائی جاتی ہے جو سانس کے ساتھ ساتھ ہم میں پروان چڑھتی ہے.... یہ تین لفظ کیا سالوں کی محبت کو جسٹیفائی کر سکتے ہیں کبھی نہیں.... مجھے لگتا ہے لفظ لکھنے والوں نے اس بات میں کافی ناانصافی کی ہے لوگوں کے ساتھ.... محبت جزبہ ہے اور کچھ جزبات کے لیے لفظ درکار نہیں ہوتے ....

اور دیکھو جس دن تم آنکھیں پڑھنے کا ہنر جان گئی اس دن جان جاؤ گی کہ غازیان اعجاز کو کتنی محبت ہے تم سے.... یا شاید محبت نہیں.... محبت لفظ بھی سالوں کی تڑپ کے لیے ناکافی ہے... بات اب بہت آگے بڑھ گئی ہے اس نے رانیل کے بال کان کے پیچھے اڑستے کہا۔

وہ جو بری طرح ان لمحوں کی قید میں تھی ہوش میں آئی... اتنا خوبصورت اظہار وہ نا چاہتے ہوئے بھی سب بتا گیا تھا۔

اس کی ماں صحیح کہتی تھی غازیان اعجاز جیسا کوئی نہیں۔

رانیل نے آگے بھرتے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کو اپنے لبوں پر محسوس کیا۔

اور یہی لمحہ "لمحہ حیات" تھا غازیان اعجاز کے لیے۔

....

ایک اور جھوٹ.... میر ابراہیم کتنے جھوٹ بولو گے؟ لفظ تھے یا پگھلا ہوا سیسا جو آج میر ابراہیم کے کانوں میں اس کی زندگی اس کی سانسوں کے واحد ذریعے نے انڈیلا تھا۔

مجھے وہ لمس آج بھی اپنی پشت پر جلتا محسوس ہوتا ہے..... بات یہاں ختم نہیں ہوتی مبشر علوی.... نہیں معاف کرنا میر ابراہیم !....

مجھے در در کی ٹھوکریں کھانی پڑی کیونکہ میرا سوتیلا باپ مجھے ایک بھی کوڑی دینے کا روادار نہ تھا میری اپنی ماں مجھے ایسی دیکھتی تھی جیسے میں ان کا خون نہیں ....

کبھی کبھی مجھے لگتا تھا کہ شاید لائبہ نہیں ان کی ناجائز اولاد .....

میرال.... اس سے پہلے میں اپنا ضبط کھودوں دفعہ ہو جاؤ اندر.... وہ چلایا تھا لیکن مخالف آج نڈر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے حساب لینے کھڑا تھا۔

مجھے میرے ہی گھر میں کام کرنا پڑا.... کسی کی اترن پہننی پڑی..... پنکھوں کے بغیر راتیں میں نے کاٹی ہیں جب تم لاکھوں کی مالیت کے محلوں میں آرام دہ سو رہے تھے۔

وہ یہ تک فراموش کر گئی کہ وہ میر ابراہیم تھا.... اس کے ساتھ ہر تکلیف کو برداشت کرنے والا اسے آج بھی یاد تھا جس رات وہ گرمی میں سوتی تھی وہ اپنے آپ کو بھی کسی تنگ جگہ پر بند کر لیتا تھا۔

اور پھر تم آئے میری زندگی میں..... ایک وہ شخص جو رات کو آکر ڈرا دیتا تھا ایک وہ جس نے میرے چوری کیے پیسوں کو ادا کر کے مجھے اپنے انڈر کام کرنے پر اکسایا.... اب سمجھ آیا وہ چوری کسی نے کی ہی نہیں تھی کروائی گئی تھی میرا نام لے کر ....

آہ......ہ....ہ!!!!...

سالوں کا کرب آج بہہ رہا تھا اب میر ابراہیم خاموش کھڑا تھا۔

....

وہ ساتھ کھڑی اسے ناشتہ بناتا دیکھ رہی تھی اور دل میں سلگ رہی تھی کیونکہ اتنا اچھا تو کیا اس کے مقابلے میں جو وہ بناتی تھی وہ کچھ اور ہی ہوتا تھا۔

غازیان نے اس کا دھیان ہٹا دیکھ کر اس کے ناک پر آٹا لگایا۔

غازیان۔۔۔۔۔۔۔!!اور اگلی بار اس ڈبے میں جتنا آٹا تھا وہ غازیان کے کپڑوں پر تھا چہرہ کچھ حد تک بچ گیا تھا کیونکہ وہ بروقت ہاتھ رکھ گیا تھا۔

اور اب رابیل لاؤنج میں آگے آگے تھی اور وہ پیچھے وہ گھر ان کے قہقہوں سے گونج رہا تھا۔

یہ مسکراہٹیں کب تک تھی وہ دونوں اس سے یکسر انجان تھے۔

فون کی بیل بجنے پر وہ مڑ کے غازیان نے پوکٹ سے فون نکال کر دیکھا تو بادیہ دستگیر کی ویڈیو کال تھی اٹینڈ کرتا وہ وہیں صوفے پر بیٹھا تو رابیل بھی آ گئی۔

یہ کیا حال بنایا ہوا خود کا تم نے غازیان وہ اسے دیکھتے ہی بولیں۔

یہ سب آپ کی اس اولاد کی کرتوتیں ہیں پوچھیں اس سے کوئی اپنے مجازی خدا کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے؟ کیا قصور تھا مجھ معصوم کا بس ناشتہ بنانے میں دیری ہو گئی وہ چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے اپنی بنائی کہانی انہیں سنانے لگا۔

رابیل بری بات.... اور کیا اب تک کچھ بنانا نہیں سیکھی ہو..... نکمی اولاد.... آخری لفظ بر بڑائی لیکن وہ ان کے ہلتے لب دیکھ چکی تھی۔

ماما جھوٹ بول رہیں ہیں یہ..... انہوں نے پہلے مجھے لگایا تھا آٹا میں نے بھی لگا دیا اور ناشتہ خود آج یہ اپنی مرضی سے بنا رہے تھے نہیں تو روز میں بناتی وہ روہانسی ہوتی گود میں پڑا کشن اسے مارتی اندر چلی گئی۔

پیچھے اسے غازیان کا چھت پھاڑ قہقہہ سنائی دیا تھا۔

دیکھا خالہ ماں آپ نے میری بیوی ناراض کر دی ہے وہ جو میلوں دور بیٹھیں ان کے صدقے واری جا رہیں تھی چونکی...

چلو جاؤ مناؤ بھئی ہم کیا کر سکتے ہیں.....

دس از نوٹ فیئر خالہ ماں.....

ہاہا خوش رہو..... ہادیہ دستگیر نے فون بند کیا تو وہ اٹھ کر اندر گیا جہاں وہ اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی تھی۔

غازیان چھلانگ لگا کر اس کے ساتھ لیٹا.... تو اس نے رخ دوسری طرف پھیر لیا۔

رابیل تمہیں پتا ہے تمہارا یوں مجھ سے منہ موڑنا مجھے بالکل نہیں پسند پہلے والی شوخی غائب تھی لہجہ سنجیدہ تھا اب بالکل۔

رابیل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا غازیان نے اسے سیدھا کرتے اس کے بال ہاتھوں میں لیے یہ آخری بار میں نے تمہاری یہ حرکت دیکھی ہے دوبارہ خیال رکھنا۔

لیکن وہ دوبارہ اپنے بال چھڑواتی اسے طیش دلا گئی۔

سمجھ نہیں آتی ایک بار کی بات.... کیا بکواس کی تھی غازیان نے جھٹکے سے اسے بٹھایا وہ جو اسے تنگ کر رہی تھی اب سٹپٹائی۔

لیکن ہاتھ پھر سے چھڑوا کر اٹھی اور یہیں غازیان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اور اسے دھکا دے کر دیوار کے ساتھ لگایا۔

بال پیچھے سے مٹھی میں دبا کر اس کا چہرہ اوپر کیا جس کی نظریں مسلسل نیچے تھیں۔

کچھ سوچ کر جھکا اور اس کے کان کو لبوں میں دبا گیا رابیل کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔

تمہارا مجھ سے منہ پھیرنا مجھے عجب آگ میں دھکیل دیتا ہے رابیل غازیان..... مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ قربت تمہیں تکلیف دیتی ہے، یہ عام شکل وصورت والا شخص تمہیں پسند نہیں..... وہ اپنی کہہ کر جھٹکے سے اسے چھوڑتا باہر نکل گیا جہاں مسلسل کوئی بیل دے رہا تھا اور شاید بیل سے ہاتھ ہٹانا ہی بھول گیا تھا۔

وہ وہیں ساکت کھڑی رہی اس نے آج جانا تھا کہ کچھ لفظ زہر بن کر آپ کے جسم میں سرایت کرتے ہیں اس کے بولے جانے والے الفاظ آج تک غازیان اعجاز کے دل میں خنجر کا کام کر رہے تھے.....

....

اور پھر اس شخص نے مجھے تحفظ کا احساس دلایا جو روزرات کو آتا تھا ایک بار پھر میری عزت کو بچایا اس رات میں نے مان لیا تھا تمہیں اپنا...

لیکن تم نے مبشر علوی بن کر میرے احساسات کے ساتھ کھیلا پہلے شادی کا دعویٰ کیا پھر چھوڑ دیا پھر زبردستی کی اور یہاں لے آئے .....

تم میری زندگی کے کسی ایک لمحے کا بھی حساب نہیں دے سکتے میر ابراہیم ......

مجھے تم سے علیحدگی .....

اور یہی وہ لفظ تھا جو میر ابراہیم کو طیش دلا گیا تھا وہ اس کے قریب آتا جھٹکے سے اس کے بازو تھام گیا۔

یہ لفظ مکمل ہو کر تمہارے لبوں سے کبھی نکلا تو میر ابراہیم تمہیں جان سے مار دے گا میرال میر ابراہیم ....

میرال میر ابراہیم...ان کی زندگی کی حقیقت !!

بساطِ محبت میں جب شکست ملتی ہے

تو زخم جسم نہیں روح پر لگتے ہیں

مات دے بھی دوں اگر سب اذیتوں کو

وہ لمحے یاد آکر زخم کریدنے لگتے ہیں

مکمل کچھ نہیں رہا میری زات بھی نہیں

آہ مگر جب ماضی یاد آتا ہے موت آنے لگتی ہے

بقلم سُنیہ رؤف۔

میں تھک گئی ہوں.... زندگی کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے وہ اسی کے کندھے سر رکھتی شکستہ لہجے میں بولی۔

کالا لباس.... کپکپاتا جسم.... نیلے پڑتے ہونٹ، گیلے بال، متواتر سوجی آنکھیں.... وہ کل والی میرال نہیں تھی۔

وہ بکھر گئی تھی اسے سمیٹنا صرف میر ابراہیم نے تھا۔

کیا مجھے کچھ کہنے کا حق نہیں ملے گا.... میں نے وہ سب سُنا ہے جو تم پر بیتا.... مجھے نہیں موقع دو گی اپنی زات کو کھولنے کا....؟

تمہارے ساتھ ٹوٹا ہوں میں میرو..... مجھے سنو... کہ یہ لفظ اب اگر مزید مجھ میں رہے تو ناسور بن کر مجھے ختم کر دیں گے۔

ابھی نہیں میر ابراہیم یہ تمہاری سزا ہے جو میں نے مقرر کی ہے ....

میں سنو گی سب جاننا ہے مجھے کہ تم نے یہ سب کیوں کیا.... لیکن ابھی نہیں.... آپ کی سزا مکمل ہونے کے بعد۔

وقت رہتے جان لینا روحِ جاناں یہ نہ ہو زندگی مہلت نہ دے .....

ساتھ آئے نہیں تھے اس دنیا میں لیکن واپس ساتھ جائیں گے یہ وعدہ ہے میرال میر ابراہیم کا۔

زندگی کس اور کروٹ لیتی کون جانتا تھا۔

....

غازیان نے دروازہ کھولا تو اپنی جگہ پر جم گیا یہ پہلا جھٹکا اسے لگا تھا اپنی زندگی میں شاید......

مارتھا اس کے سامنے کھڑی تھی... اس کے گھر... وہ گھر جس کو اس نے کبھی کسی کی نظر میں نہیں آنے دیا تھا، وہ علاقہ جہاں وہ سب سے چھپ کر رہا تھا اور آج وہ سامنے آگیا تھا کب کیسے اسے نہیں پتا تھا۔

او ہیلو ہیرو پہلی بار تمہارے گھر آئی ہوں اندر آنے کا نہیں بولو گے ویسے یہ گھر میرے شیان شان تو نہیں ...

لیکن سوچا تمہاری بیوی سے ملوں جس کے لیے تم نے مجھے ٹھکرا دیا وہ خود ہی اندر آتی بولی۔

غازیان کے دل نے شدت سے خواہش کی کہ رانیل باہر نہ آئے یا وہ یہ منظر اپنی زندگی سے نکال دے۔

تم نے تو مجھے استعمال کر کے پھینک دیا تھا ٹشو پیپر کی طرح سو مجھے لگا مجھے ہی تمہاری خیریت پوچھنی چاہیے آخر کافی حسین وقت ساتھ گزارا ہے ہم نے.....وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گئی تو وہ ہوش میں آیا۔

گیٹ اپ.... کھڑی ہو اور نکلو میرے گھر سے وہ درشتی سے بولا لیکن آواز آہستہ رکھی۔

آں ہاں.....ایک ملاقات تو بنتی تھی پھر کل تم نہایت اہم کام پر جا رہے ہو.....سوچا تھا لوسیفر کو تمہاری حقیقت بتاؤں... کیا کہتے ہو۔

او تو یہاں مجھے دھمکانے آئی ہو.....کوشش اچھی تھی لیکن کیا ہے نہ غازیان اعجاز دو قدم آگے چلتا ہے تم نے ایک بھی لفظ لوسیفر کو بولا اور دوسری طرف تمہاری وہ تمام تصاویر جو غالباً میرے ہی کسی بندے نے لی ہیں وہ اس تک پہنچ جائیں گی۔

کیسی تصویریں؟ مارتھا اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر چیخی۔

وہ تصویریں جن میں تم لوسیفر کے کئی وفادار کتوں کی باہوں میں ہو.....اور آواز نیچے اپنے گھر میں تم جیسے لوگوں کی آواز یا موجودگی ناپسند کروں اونچی آواز تو دور کی بات ہے۔

راحیل کو باہر آتا دیکھ وہ اس کی طرف لپکی۔

یہ تمہارا شوہر... میرے ساتھ.... رات.... زبردستی ....

غازیان نے ضبط سے اپنے ہاتھوں کی مٹھی بند کی۔

اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات پر یقین کروں گی تو جا سکتی ہو.... راحیل سب سُن چکی تھی۔

وہ شخص جس نے جائز رشتہ ہوتے ہوئے بھی میری رضامندی چاہی ہمیشہ میں کیسے مان لوں کہ تم جیسی دو کوڑی کی عورت کو اپنا آپ بخش گیا ہو راحیل اس حقارت سے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھتی اندر چلی گئی۔

سن لیا تو نکلو اور ہاں تصاویر پہنچ نا جائیں کہیں لو سیفر تک دھیان رکھنا نہیں تو بے موت ماری جاؤ گی غازیان نے اسے باہر کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے کہا تو وہ نکل گئی۔

اس کے نکلتے ہی بند دروازہ اس کے منہ پر مارا گیا اس نے قہر برساتی نظروں سے اس چھوٹے سے مکان کو دیکھا کیا کچھ نہ تھا اس ایک نظر میں وہ ایک نظر اتنی سیاہ تھی کہ اس گھر کو کب اپنی سیاہی میں بھسم کر دیتی کون جانتا تھا۔

....

لوسیفر کے اکاونٹ میں پیسے دھڑا دھڑ ٹرانسفر ہو رہے تھے۔

کیونکہ وہ تمام لوگ جنہوں نے اس کے ساتھ ڈیلز کیں تھی وہ اس کو پیسہ دے چکے تھے اڈوانس میں یہ بھی اسی کا اصول تھا۔

ساحل سمندر پر تمام ملازمین کو ٹرانسفر کر دیا گیا تھا

الگ الگ جوڑیوں میں انہیں سپلائی کیا جانا تھا اور یہ کام علی کے زمہ تھا۔

اس لیے وہ خود آرام سے بیٹھا شراب اور شباب کے مزے لے رہا تھا جیت سے پہلے جیت کی خوشی منا کر وہ اپنی شکست کو دعوت دے گیا تھا۔

مارتھا اسے دیکھتے قریب آئی لوسیفر مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔

ابھی وقت نہیں ہے رے دیکھ نہیں رہی میں اپنی جیت کا جشن منا رہا ہوں اور تو بھی تیاری پکڑ ہمیں جلد اس اڈے کو چھوڑ دینا ہے وہ نشے میں چور لہراتا بولا۔

لوسیفر تم جشن مناتے مناتے شکست کھا جاؤ گے وہ بھی.....

کیا بکواس کی رے تو نے..... اتنی ہمت تیری لوسیفر اسے پاؤں سے ٹھوکر مارتا بولا۔

صحیح کہہ رہی ہوں آنکھیں کھولو اپنی تمہارا وفادار علی....... وہ اصل میں تمہیں دھوکا دے رہا۔

ہو ہی نہیں سکتا یہ ممکن ہی نہیں رے.... میں لوگ پہچاننے میں کوتاہی نہیں برت سکتا آخر اس شیطانی دنیا کا باپ رہا ہوں میں اور خبردار کچھ کہا اس کے بارے.....

وہ شیر ہے.... دیکھنا اس نام کو وہی دنیا میں پھیلائے گا میری وحشت ہوگی لوگوں پر.....

تم سمجھ نہیں رہے لوسیفر..... تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے اور وہ.....

دفعہ ہو جا.... مجھے اس وقت کوئی بکواس نہیں سننی تیری.... نکل جا....

پچھتاؤ گے لوسیفر..... وہ اسے تاسف سے دیکھتی باہر نکل گئی۔

....

وہ اسے باہوں میں اٹھاتا اوپر لایا اپنی پرواہ کیے بغیر بھاگ رہا تھا اس کے لیے۔

محبت تو دلوں پر رقم ہوتی ہے مگر جب عشق کی کشتی پر سوار ہو جاؤ نا تو محبوب کے آگے خود کے سینے پر لگا خنجر بھی معمولی لگتا ہے... عشق عبادت ہے وہ عبادت جس میں بے وفائی کی معافی نہیں ہوتی .....

وہ نیم بیہوشی کی حالت میں تھی برف زدہ پانی نے ان کے جسموں کو مفلوج کر دیا تھا ہیٹر تیز کرتے وہ بھاگ کر اس کے پاس آیا لائٹ آف کی اور اس کا لباس بدلہ۔

ملازم اس کی دھاڑ سن کر بھاگ کر آیا... جس کو اس نے گرم سوپ بنانے کو کہا تھا اس کا مالک اس معمولی لڑکی کے لیے پاگل ہو رہا تھا۔

اس کو دو کمفرٹر میں لپٹائے وہ اپنے کپڑے بدل کر آیا اور آ کر اس کے پیر تھامے جو سرد پڑے تھے مسلسل اپنے ہاتھوں سے سہلا کر حدت پہنچانے کی کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب ہوا تھا۔

اب ایسے ہی اس کے ہاتھوں کو وہ اپنے ہاتھوں کی گرمی پہنچا رہا تھا اسے نارمل ہوتے دیکھ اس کی سانسوں نے جیسے بحال ہونے کا اعلان کیا تھا۔

بمشکل اس کو اٹھاتے سوپ پلایا اب اس کے ساتھ لیٹ کر اسے خود سے لپٹا گیا۔

اس کے کندھے پر وہ نشان اس کو آج بھی اتنی ہی اذیت میں مبتلا کرتا تھا۔

بیشک یہ سب کرنے والوں کو وہ جہنم وصل کر چکا تھا لیکن پھر بھی وہ لفظ دیکھتے اس کی روح زخمی ہوتی تھی لیکن اب نہیں....

وہ بہت پہلے ڈاکٹرز سے رجوع کر چکا تھا یہ نشان یہ لفظ وہ ہمیشہ کے لیے اس کے جسم سے ہٹا دے گا یہ وعدہ وہ روز خود سے کرتا تھا۔

ڈاکٹرز پر یقین تھے وہ اس میں کامیاب گزریں گے۔

دھیان اب بس ان دو آتش لبوں پر تھا جو ہلکے ہلکے اب بھی نیلے تھے جھک کر محبت سے ان نیم والبوں کو چھوا تھا۔

....

غازیان وہیں بیٹھ گیا ہیڈ کوارٹر فون کر کے ان کو معاملے کی نوعیت سے آگاہ کرتا ایک فیصلہ کر گیا انہیں کل ہی اپنے مشن کا آخری اور اہم قدم اٹھانا تھا سب ہو گیا تھا۔

دوپہر سے شام ہو گئی وہ وہیں بیٹھا رہا سب کچھ سیٹل کر کے اٹھا ہمت ہی نہیں ہوئی اندر جانے کی کیا وہ اس کا اعتبار کرتی .....

وہ اندر گیا تو وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔

رائیل ....

ہم ....

وہ قدم بڑھاتا اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا لیکن بولا نہیں وہ دیکھنا چاہتا تھا اس کی شریکِ حیات کیسا ردعمل دیتی ابھی تو سب معمول پر آیا تھا ان کے بیچ اور اب.... کیا پھر سب بکھرنے لگا تھا۔

وہ مڑی اور اس کے کالر سے آٹا صاف کیا اور جھکا چہرہ اٹھایا یہ چہرہ اور نظریں مجھے کبھی بھی جھکی ہوئی نہیں چاہیے غازیان .....

میں نے شادی سے پہلے جو سب بولا وہ اس لیے نہیں کہ مجھے واقعی آپ کی رنگت یا اس چھوٹے گھر سے تکلیف تھی بلکہ وہ جلد اور اچانک شادی پر میرا ردعمل تھا... میں مانتی ہوں شدید تھا لیکن مجھے سمجھ نہیں آیا کہ میں کیا بول کر یہ شادی روکوں.... ماما کا ہمیشہ آپ کو مجھ سے زیادہ اہمیت دینا کھلتا تھا مجھے، آپ کا آنا اور مجھے ٹوکنا زہر لگتا تھا یہی وجہ تھی میرے انکار کی۔

رنگ سے فرق نہیں پڑتا آپ کے ساتھ رہتے میں نے جانا ہے کہ رب نے ہمیں جوڑے میں ہی بنایا تھا میں کچھ بھی کرتی یا کہتی ہم نے ایک ہی ہونا تھا.... میں نے آپ سے مل کر جانا ہے کہ مرد کیسا ہوتا ہے.......آپ سے مل کر میں نے جانا کہ مرد محافظ ہوتا ہے، لباس ہوتا ہے اگر اس پاک رشتے میں خیانت کی تو بے لباس ہو جاؤں گی....آپ سے مل کر میں نے جانا ہے کہ محبت کیا ہے .....

اب اس نے اپنے سفید ہاتھ میں اس کا بادامی رنگت والا ہاتھ رکھا دیکھیں یہ ایک دوسرے میں پیوست رہنے کے لیے ہی بنیں ہیں ....

دیکھیں اس کا رخ آئینے کی طرف موڑتی بولی ہم مکمل ہیں ....

رابیل اعجاز..... غازیان اعجاز کے بغیر نامکمل ہے۔

وہ کیا دنیا کی اگر ہر عورت بھی کہے کہ غازیان اعجاز نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا ہے تو میں ان کی بات پر ایمان نہیں لا سکتی... کیونکہ جو شخص جائز حقوق ہوتے ہوئے بھی........ غازیان کی نم آنکھیں دیکھ وہ چونکی لیکن رکی نہیں ....

اس رات آپ کو دھتکارنے کے بعد مجھے کسی پل سکون نہیں ملا پتا ہے کیوں.....؟

کیونکہ رب مجھ سے ناراض ہو گیا تھا۔

آپ چاہتے تو آپ زبردستی اپنا حق وصول کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا یہی بات آپ کو دنیا کے مردوں میں معتبر بناتی ہے اب سر اس کے سر کے ساتھ جوڑا۔

مجھے محبت پر یقین نہیں تھا اب بھی نہیں ہے کیونکہ جو آپ سے تعلق ہے وہ محبت سے کچھ آگے کا ہے یہ مجھے بہت پہلے احساس ہو گیا تھا۔

کمرے میں خاموشی تھی..... دل کو چھو لینے والی خاموشی ......

کب جانا ہے مشن پر غازیان اعجاز فتح کے لیے وہ اسے دیکھتی کھل کر مسکرائی۔

کل..... یک لفظی جواب ...

ہم کتنے دنوں کے لیے جا رہے ہیں ....

نہیں معلوم ......

ہمم... مجھے مس کریں گے ....

جو روح میں قطرہ قطرہ بسے ہوں ان کو یاد کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی .....

لیکن میں چاہتا ہوں تم گھڑی کہ ہر لمحے میں مجھے یاد کرو.... اس مشن سے سرخرو لوٹ آیا تو تمہارا ہی ہوں....
لیکن اگر شہادت کا رتبہ پا گیا تو میں تم سے یہ حق بھی چھینتا ہوں کہ تم میرے بعد کسی کو اپنی زندگی میں شامل کرو .....

میں مر کر بھی اپنی محبت میں شراکت برداشت نہیں کروں گا رانیل .....

واپس آئیں گے تو ہم سب سے پہلے برف دیکھنے جائیں گے وہ سب نظرانداز کرتی بولی۔

رابی......

مجھے بہت سارا گھومنا ہے ....

رانیل.....

سب جگہ ساتھ..... وہ سن کر بھی کچھ سننا نہیں چاہتی تھی۔

ایک دوسرے کے قریب...... لیکن باقی لفظ اچک لیے گئے تھے ....

دھڑکنوں کا شور تھا بس اور تو کچھ بھی نہیں.... جو وہ بول نہیں پا رہے تھے وہ محسوس کر گئے تھے۔

آپ کو واپس لوٹ کر آنا ہے بالکل صحیح سلامت وعدہ کریں ....

وعدہ رہا .....

....

samiyach02@gmail.com

اگلی صبح وہ بخار میں پھنک رہی تھی اور وہ شخص بولایا سا گھوم رہا تھا۔

اس کی ہر چیز کو اپنے ہاتھوں سے کر رہا تھا کوئی اسے اس وقت پاگل دیوانہ سمجھتا۔

ہاں یہ شاید تخلیقی کہانی لگے لوگوں کو.... لیکن کچھ دلوں پر آج بھی عشق کے الہام ہوتے ہیں... کچھ مرد خود سے منسلک عورتوں کے لیے ایسے ہی دیوانے اور پاگل ہوتے ہیں.... یہ سب کا اپنا اپنا ظرف ہے کہ وہ اپنے رشتے کس نوعیت تک نبھانے کے قابل ہیں۔

اور پھر ماں جیسا سایہ اسے نصیب ہو گیا تھا وہ آغوش جس سے وہ بچپن سے محروم رہی تھی وہ تحریم بیگم نے پوری کر دی تھی۔

یہی وقت تھا جب انہیں آنا تھا یہی حاصل تھا ان کا.... وہی دو تو ان کے اپنے بچے تھے اس دنیا میں ....

وہ دن رات ان کے ساتھ رہتی تھی کسی کو مکمل فراموش کیے ہوئے... لیکن مخالف کو صرف اس کی پرواہ تھی۔

ان دونوں کی دن رات کی تیمارداری سے اب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکی تھی۔

بیٹا عورت اپنے مرد کے ساتھ ہی جچتی ہے جاؤ شاباش وہیں پر جو تمہارا ہے وہ کمرہ میرے سے زیادہ تمہارا ہے جاؤ ....

پر ماما مجھے آپ کے ساتھ سونا ہے۔

بالکل نہیں ہفتے سے یہی سُن رہی ہوں اور یہ تم بھی جانتی ہو کہ وہ رات کو کئی بار بےچینی میں تمہیں دیکھنے آتا ہے اس لیے جاؤ واپس ...

ماما پلیز نا ....

نو میرال...... وہ میرا بیٹا ہے میں جانتی ہوں اسے وہ کبھی تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کرے گا بیشک تم یہاں مہینہ گزار لو.... لیکن وہ تھک رہا ہے ایسے کرتے اور محبت میں کسی کو اتنا نہیں تھکایا کرتے۔

جاؤ میرا بیٹا شاباش۔

او کے..... وہ منہ بسورتی آ کر چپ چاپ لیٹ گئی جہاں وہ پہلے سے سو رہا تھا۔

وہ خوبصورت مرد اس کا تھا.... صرف اس کا ....

بس کرو میرال میرا ابراہیم..... یہ سزا مجھے تھکانے لگی ہے اب..... تم سے دوری سوہانِ روح ہے میں مر جاؤں گا ایسے تو..... وہ تڑپ کر کہتا بازو آنکھوں پر رکھ گیا۔

وہ قریب آ کر خاموشی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی مخالف نے گہرا سانس لیا تھا مطلب سزا ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔

میں دل سے اُس دل لگانے والے کا منتظر ہوں

جو بیچ راہوں میں کہیں چھوڑ گیا ہے

یہ جانے بغیر کہ عشق عبادت ہے

اور اس عبادت میں میں وفا کا طلبگار ہوں

وہ کہیں ملے تو اسے بتانا

وہ ہمیں مکمل تباہ کرنے میں کامیاب ہوا ہے

ہمیں جلا کر راکھ کرنے کی ضرورت نہ تھی

ہم اس کی بے رخی سے بہت پہلے مر گئے تھے

اور اب تو انتظار طویل ہوتا جا رہا ہے

لگتا ہے سانسیں بھی روح کا ساتھ چھوڑ دیں گی

اسے کہنا وقت رہتے یہ سزا ختم کر دے

نہیں تو اگلی ملاقات حشر کے روز روبرو ہو گی

از قلم سُنیہا رؤف۔

....

جاری ہے--------------

I'M TRULLY YOURS

KITAB NAGRI SPECIAL

از سنیہا رؤف۔

Chapter no. 18

2ND LAST

اُن کے درمیان کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا تحریم بیگم بہت باریک بینی سے انہیں نوٹ کر رہی تھیں ..

جو کھانے کے میز پر بیٹھے اپنی پلیٹس میں صرف چمچ گھما رہے تھے۔

آج تم دونوں باہر گھومنے جاؤ گے ان کی بات سن کر وہ دونوں ہوش میں آئے تھے۔

نہی... نہیں ماما.... موڈ نہیں ہے کام بہت زیادہ ہے

...میرال کے کچھ بولنے سے پہلے ہی میر ابراہیم نے بہانہ تراشا۔

میرال نے منہ بسوڑ کر اسے دیکھا...ہاں اتنے یہ ملینئیر ان کے پاس وقت نہیں ہے...

میں نے کچھ نہیں پوچھا صرف بتایا ہے جب سے آئیں ہوں عجیب ویرانی ہے ہر جگہ گھومو پھرو زندگی کو انجوائے کرو کل کو بچے ہو گئے تو یاد کرو گے یہ وقت۔

میرال کا چہرہ دہکنے لگا تھا اور میر ابراہیم کو اچھو لگا تھا۔

آج تم دونوں ڈنر باہر کرو گے بکنگ میں کروا چکی ہوں وہ دونوں کو ایک نظر دیکھتی اٹھ گئیں تو میر ابراہیم بھی غصے سے اٹھ کر چلا گیا۔

میرو میرے ساتھ آؤ تحریم بیگم کی آواز سنتی وہ ان کی طرف بڑھی یہ پکڑو ڈریس اور باقی چیزیں...آج اچھا سا تیار ہونا....

ماما پر...

بیٹا مرد کو اتنا انتظار نہیں کرواتے...خاص طور پر اس مرد کو جو آپ کے لیے پاگل ہو....اور میر ابراہیم تمہارے لیے کتنا پاگل ہے اس کا ایک نظرانہ آج تم دیکھ لینا۔

وہ کیسے ماما.......

بس کسی مرد سے بات کر کے دیکھ لینا......

پر ماما یہ غلط ہے.....

ہاں میں مانتی ہوں یہ غلط ہے لیکن کبھی کبھی محبت کو آزمانہ چاہیے....

....

یہ دن بھرپور طریقے سے گزارا تھا انہوں نے غازیان نے رابیل کے لیے ہر وہ چیز کی جو اس نے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔

شاپنگ بیگز لیے وہ مسلسل اس کے پیچھے خوار ہو رہا تھا جس کی لسٹ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

بس کرو اب رابیل وہ سنجیدگی سے کہتا واپسی کے لیے مڑا تو وہ بھی منہ بسوڑ کے اس کے پیچھے بھاگی۔

غازیان جو اگیزٹ کی طرف جا رہا تھا ایک برینڈ پر ڈسپلے پر لگی ساڑھی نے اس کی ساری توجہ کھینچ لی۔

رابیل نے اس کی نظروں کے تعاقب میں نظریں گھمائی۔

چلیں اب.... کیوں رک گئے ہیں؟

آؤ میرے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس شوپ میں لے کر گیا اور ساڑھی دیکھی۔

رابیل نے ٹیگ دیکھا جس پر پینتالیس ہزار کا ٹیگ لگا تھا شیفون کی وہ گلابی ساڑھی جس کے بازو نہ تھے اور بلاوز چھوٹا تھا مگر نفیس تھا اور گلے پر پرلز لگے تھے۔

وہ سمپل سی ساڑھی غازیان اعجاز کو پہلی نظر میں ہی پسند آئی تھی۔

یہ پیک کر دیں....اس نے سیلز مین کو کہا تو رابیل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

یہ بہت مہنگی ہے غازیان ....

تو تم نے مجھے غریب سمجھا ہوا ہے...؟

میری جان تمہارے لیے کمار ہا ہوں اب ہی تو پیسے خرچ کرنے میں مزا آنے لگا ہے نہیں تو پہلے صرف اپنی شاپنگ کرتا تھا۔

اس دن آپ نے طوفان کھڑا کر دیا تھا میرے ساڑھی پہننے پر آج خود لے رہے ہیں وہ جھنجھلائی۔

وہ ہاتھ پکڑ کر اس کو باہر لے کر آیا اور قدم پارکنگ کی طرف موڑے ہاں تو ....

تو کیا....یہی میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔

میں نے تمہیں پبلک پلیسز پر پہننے سے منع کیا ہے یہ جب میں واپس آؤ تو تم یہ پہن کر دکھاؤ گی مجھے۔

واہ.....اس کے لیے اتنی مہنگی لینے کی کیا ضرورت تھی اگر گھر میں ہی پہننی تھی ....

اس کی قیمت میں خود تم سے وصول کروں گا چلو اب.... معنی خیزی سے کہتے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے بٹھایا۔

....

اور پھر شام کے سات بجے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا شدید تھکاوٹ تھی لیکن ماں کا حکم نہیں ٹال سکتا تھا۔

نظر سامنے کے منظر پر اٹکی تھی اور پھر نظروں نے جیسے دنیا کے کسی اور منظر کو دیکھنے سے انکار کیا تھا۔

بوٹل گرین کلر کا نفیس جوڑا... لانگ شرٹ اور ساتھ کیپری نیچے پینسل ہیل.... چھوٹے جھمکے، ہلکا میک اپ اور سٹریٹ بال... وہ اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔

وہ لاشعوری طور پر قدم بڑھاتا اس تک آیا اور کندھے سے اس کے بال اٹھاتا ان کی خوشبو خود میں سمانے لگا وہ وہیں ساکت کھڑی تھی۔

تم.... پاگل کر دو گی مجھے میرال میر ابراہیم.....

میرال نے اس کے ہاتھ سے اپنے بال نکالے اور رُخ موڑا...

میر ابراہیم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ضبط کیا اور واش روم میں فریش ہونے چلا گیا۔

اب وہ شہر کے مہنگے ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ماحول میں مدھر سے ڈھن نے ماحول کو مزید سحر انگیز بنایا تھا۔

وہ کھانا ختم کر کے اب یہاں وہاں دیکھ رہی تھی اور آنکھیں سامنے کا منظر دیکھتی چمکیں۔

ایک کپل اپنے دو بچوں کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا بچی چھوٹی سی اپنے باپ کے ہاتھ میں تھی.... ساتھ میں انہیں کی ایج کا ایک اور لڑکا بھی تھا جو فون میں مصروف تھا۔

کھانے کے اختتام پر میر ابراہیم نے بل پے کیا تو اور وہ دونوں اپنی کرسیاں چھوڑتے اٹھے تھے لیکن میرال نے اپنے قدم اس ٹیبل کی طرف بڑھائے۔

میر ابراہیم ٹھٹکا اور قدم اس کے پیچھے لیے۔

ایکسکیوزمی سوری فور ڈسٹر بنس کیا میں اسے اٹھا سکتی ہوں اس گول مٹول نو مولود بچی کی طرف اشارہ کرتی وہ بولی۔

ان دونوں میاں بیوی نے اسے مسکرا کر دیکھا انہیں وہ بھی بچی ہی لگی تھی لیں شیور .....

میرال نے خوشی سے اسے تھاما اور چٹاچٹ اس کے گال چوم ڈالے کوئی یہ منظر آنکھوں کے زریعے دل میں اتار رہا تھا وہ زرا فاصلے پر کھڑا تھا۔

شی از ٹو کیوٹ ......

نوٹ مور دین یو .....

اور میر ابراہیم کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا اس کے سامنے کوئی اس کی بیوی کی تعریف کر رہا تھا .....

ہاؤ ڈیئر یو ہاں ...... وہ آگے آتا اس لڑکے کا کالر تھام کر گرایا۔

جو میرال کو کچھ لمحے پہلے پُر شوق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

آئی جسٹ گوہر آ کو مپلیمینٹ ..... لڑکا منمنایا کیونکہ اب کافی لوگ ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

میرال ڈر چکی تھی اس کا مقصد صرف اس بچی کے باپ سے اس کی بیٹی لے کر ہلکی پھلکی بات کرنا تھا اس نے اس لڑکے کو سرے سے نظر انداز کیا تھا۔

....

samiyach02@gmail.com

شام کے وقت بیٹھے وہ دونوں اس شام کا ہی حسین منظر لگ رہے تھے۔

کب تک واپس آئیں گے؟ ہزار بار کا پوچھا سوال اس نے پھر دہرایا۔

میری جان میں نہیں جانتا جیسے ہی اس کیس میں کامیابی ملے گی میں واپس آجاؤنگا۔

غازیان آپ بالکل ٹھیک واپس آجائیں گے نا...؟ اس کا دل ناجانے کیوں دھڑک رہا تھا !

رب العزت نے چاہا تو.... اچھا چھوڑو جلدی سے چائے بنا کر لاؤ میں کمرے میں جا رہا ہوں پھر پیکنگ کریں گے مل کر.....

غازیان آپ نے کہا تھا سارا کام آپ کریں گے آج... رانیل نے منہ بسوڑ کر رہا ....

تو یہ کرو لڑکی صبح سے تھکا ڈالا ہے تم نے مجھے اور وقت دیکھو بارہ دس ہو رہے ہیں آج کا دن گزر گیا ہے وہ آنکھ دباتا اس کا گال کھینچ کر اوپر بھاگ گیا۔

رانیل نے تہے دل سے اس بہار کے سدا رہنے کی دعا کی تھی۔

چائے بنا کر لے کر گئی تو وہ کوئی موی لگا کر بیٹھا تھا۔

کتنی کام چور ہو رابی.... اتنی دیر لگا دی چائے بنانے میں کہ میں نے خود ہی پیکنگ کر لی.... غازیان نے اسے ساتھ بٹھاتے کہا۔

میں نے دیر نہیں کی...آپ نے جلدی جان کر کی ہے پیکنگ تاکہ مجھے کام چور کہہ سکیں ....

اور پیکنگ کیا تھی صرف یونیفارم اور چند کاغذات وہ بھرائی آواز اور نم آنکھوں سے اسے دیکھتے بولی۔

اف رابیل غازیان تم......

اس کے آنسو صاف کرتے اسے ساتھ لگایا جو صبح سے ایسے ہی وقتاً فوقتاً اپنے آنسو بے مول کر رہی تھی۔

میں تمہیں دوبارہ روتے نہ دیکھوں مر گیا تو تب رونا پھر شکوہ نہیں کروں گا ....

غازیانہہ نننننن........وہ چیخ کر اس کا حصار توڑتی واش روم کی طرف بھاگ گئی۔

غازیان کو اپنے منہ سے نکلے لفظوں پر افسوس ہوا....

وہ محسوس کر سکتا تھا رابیل اس کے دور جانے کے خوف سے پہلے ہی خوفزدہ تھی اور اس نے مزید ڈرا دیا تھا اسے۔

رابیل باہر آؤ....واش روم کا دروازہ کھٹکھٹاتے وہ بولا۔

جواب نہ ملنے پر اس نے دو سے تین بار یہ عمل دہرایا لیکن مخالف اب ضد پر اڑ چکا تھا۔

اس نے گہری سانس کھینچ کر کمرے کی لائٹ اوف کی اور لیٹ گیا یہی طریقہ تھا اسے باہر بلانے کا۔

اس کی سوچ کے برعکس اگلے دس منٹ بعد وہ آکر خاموشی سے اپنی جگہ پر لیٹ چکی تھی۔

....

بہن ہے وہ تمہاری سوری بول....

نہیں تو جان سے جائے گا مینیجر بھی آکر صورت حال سے پریشان تھا میر ابراہیم کو کون نہیں جانتا تھا۔

اتنی خوبصورت لڑکی کو بہن کون بولتا ہے وہ لڑکا شاید سامنے والے کو جانتا نہیں تھا اسی لیے دوبارہ میرال کو اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھتا بولا۔

اور اگلے ہی لمحے میر ابراہیم کا بھاری ہاتھ اپنے منہ پر کھا چکا تھا..... سالے بیوی ہے میری میں تجھے جہنم وصل کر دوں گا ......

میرال نے بچی ان کو پکڑاتے میر کا کاندھا تھام کر اسے باز رکھنا چاہا تھا۔

کام ڈاؤ.....ڈاؤن میر......اس نے صرف ....

کام ڈاؤن..... سیریسلی......

بہن بول اسے.....وہ دوبارہ اس لڑکے کی طرف متوجہ ہوا.... کئی لوگ مووی بنا رہے تھے ...

اس رانجھے کی جو.....اپنی ہیر کے لیے پاگل ہو رہا تھا۔

میرال کو رہ رہ کر خود پر غصہ آیا وہ کیوں آئی تھی یہاں..... سوری سسٹر.... لڑکا منمنایا ....

اونچی بول یہاں ریسٹورنٹ میں جتنے لوگ ہیں سب کو سنائی دینا چاہیے .....

سوری سسٹر....... اپنے بھائی کے اشارے پر جو بچی کا باپ تھا.... وہ بولا وہ پہچان گیا تھا میر ابراہیم کو..... آخر بزنس سرکل کا کون سا بندہ اس کی قابلیت اور نام سے ناواقف تھا۔

وہ جھٹکے سے مڑا اور میرال کا ہاتھ تھامتا تیزی سے باہر نکلا وہ کچی ڈور کی مانند اس کے ساتھ کھینچی چلی آئی تھی۔

آہ......... یک دم بایاں پاؤں مڑا تھا اور وہ کراہی تھی لیکن سامنے والا اتنے غصے میں تھا کہ نظر انداز کیے آگے بڑھا۔

گاڑی میں جا کر دھکا دے کر اسے سیٹ پر بٹھایا اب وہ ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

می.... میر.... آہستہ.....

پاؤں میں درد اب شدت اختیار کر چکا تھا اور دوسرا میر ابراہیم کا خوف سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

اس کی آواز سنتے گاڑی کی اسپیڈ خطرناک حد تک تیز ہوئی تھی اور گاڑی میں اب بس میرال کی چیخیں تھیں۔

نتیجے میں سامنے سے آتی گاڑی کے ساتھ ٹکرا چکے تھے وہ سامنے والی گاڑی میں موجود کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا تھا۔

لیکن اس کا سر اسٹیرنگ ویل پر لگا تھا لیکن ایک ہاتھ میرال پر رکھے وہ اسے کسی بھی چوٹ سے بچا گیا تھا۔

میر ررررررر ....

گاڑی کو سٹارٹ کرتا وہ اپنے ماتھے پر لگی چوٹ سے یکسر انجان بنا....

میر.... خون.... ہسپتال.... پٹی... لفظ سسکیوں میں گڈمڈ ہو رہے تھے لیکن مخالف کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

رات کے گیارہ بجے ان کی گاڑی پورچ میں رکی تھی وہ گاڑی سے نکلتا چلا گیا۔

میرال وہیں پھوٹ پھوٹ کر رو دی....

گاڑی کا دروازہ کھولا اور قدم نیچے رکھا اور کھڑا ہونے کی کوشش کی جو ناکام ہوئی تھی بُری طرح ....

اور پھر کئی کوششیں ناکام گئی تھی دایاں پاؤں ہلنے سے انکاری تھا وہ سسکیوں سے رو رہی تھی گارڈ اسے دیکھتا دوڑ کر اس کے پاس آیا تھا۔

میمم..... آئیں..... م ....

سلیم دوررررررر رہو........ اوپر کھڑکی سے آتی کرخت آواز سے وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

میرال نے بےیقینی سے نظر اٹھا کر اس ظالم کو دیکھا تھا۔

میر ابراہیم نے انٹرکام اٹھ کر نیچے کام والی کو میرال کو احتیاط سے کمرے میں پہنچانے کو کہا۔

میڈیم لائیں میں دیکھوں..... وہ میرال کو یوں روتا دیکھ کر بولی۔

نہیں جاؤ ڈو... مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے میرال نے چیخ کر بولا تو اسے جانا پڑا۔

وہ وہیں اوندھے منہ لیٹ گئی گاڑی سے نکل کر یہاں تک وہ کیسے آئی تھی یہ اس کا ضبط سے پڑتا لال چہرہ اور سوجی آنکھیں بیاں کر رہیں تھی۔

تقریباً ساڑھے بارہ وہ کمرے میں آیا تھا وہ وہیں لیٹی تھی آنسوؤں کے نشان اب بھی تھے اتنی تکلیف میں سو بھی نہیں پائی تھی آنکھیں بند تھی۔

وہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے ٹریڈمل پر بھاگتا اور باکسنگ بیگ پر مکے برساتا اپنے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اگر اس وقت میرال کے پاس آتا تو شاید اسے بھی نقصان پہنچا دیتا ماتھے پر خون جم گیا تھا لیکن اسے اپنی پرواہ کہاں تھی۔

مخالف کی سوجی آنکھیں اس کا دل چیر رہیں تھی...... وہ جانتا تھا وہ تکلیف میں ہے ......

لیکن تب آگے نہ بڑھا شاید تب اس کے ساتھ خود کو بھی بھسم کر ڈالتا۔

وہ نظریں اور لفظ نہیں بھولا تھا جو کسی نے اس کے سامنے اس کی بیوی کے لیے بولے تھے.... بیوی بھی وہ جس کے لیے وہ ہر حد تک جا سکتا تھا۔

وہ خود نہیں جان پایا تھا کہ وہ میرال کے لیے اتنا جنونی کیوں تھا .....

شاید وہ بچپن کی محبت تھی اور محبت کی جو طلب پوری نہ ہو پائے وہ شاید ایسا ہی جنونی بنا دیتی ہے.... وہ اسے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا.... لیکن آج کی دنیا میں یہ بات دقیانوسی تھی.... خیر اگر درد میں وہ تھی تو وہ خود کو بھی درد دیتا رہا تھا۔

کچھ محبتیں ایسی ہی ہوتی ہیں نہ ڈھنگ سے جینے دیتی ہیں نہ چین سے مرنے دیتی ہیں

....

غازیان نے کھینچ کر اسے اپنے ساتھ کیا وہ مسلسل اپنا آپ چھڑوا رہی تھی اس سے...

آئم سوری میری جان...... میں وعدہ کرتا ہوں جلدی ہی لوٹ آؤں گا صحیح سلامت..... بس اب خوش آنسو صاف کرو اب ...

تمہیں کہا تو خالہ ماں کے پاس چلی جاؤ وہاں دل لگ جائے گا تمہارا۔

نہیں میں یہیں رہ کر آپ کا انتظار کروں گی پھر ماما سے ملنے اکٹھے جائیں گے.... وہ اپنا بازو اس کی گرفت سے نکالتی دور کھسکی۔

راحیل واپس آؤ ....

آئی ہیٹ یو..... راحیل نے آنسو صاف کرتے رخ موڑ لیا۔

وہ جو غازیان کی طرف سے دوبارہ کسی عمل کی منتظر تھی ایسا کچھ نہ ہونے پر پلٹی۔

وہ سیدھا آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا تھا رابیل کو پھر سے رونا آیا۔

اس کا انتظار کرتے وہ جھنجھلائی اور قریب آتے اس کے سینے پر اپنی تھوڑی ٹکاتے اس کا بازو آنکھوں سے ہٹایا۔

رابیل واپس جاؤ اپنی جگہ پر مجھے سونا ہے اور کل جلدی نکلنا ہے غازیان نے بازو دوبارہ آنکھوں پر رکھتے کہا۔

ڈونٹ ڈو دس ٹو می.... وہ اس کے سینے سے ہٹتی بولی۔

اور جو تم کر رہی ہو میرے ساتھ اس کا کیا....؟ غازیان نے جھٹکے سے اسے خود پر گراتے کہا۔

میں نے کچھ نہیں کیا؟

کچھ نہیں کیا.... جو صبح سے رو کر میری جان ہلکان کر رہی ہو....؟

دیکھو رابی مجھے اپنا فرض بھی تو نبھانا ہے.... اپنا وعدہ پورا کرنا ہے جو اس ملک سے کیا ہے.... تمہیں مضبوط بننا پڑے گا میں زندگی کے بہت سے موڑ پر ایسے ہی مشنز پر جاتا رہوں گا۔

تم ہر بار رو رو کر آنکھیں سوجا لو گی تو کیسے چلے گا؟ بتاؤ ....

آئم سوری..... وہ شرمندگی سے سر جھکا گئی۔

جاؤ اب سو جاؤ تمہیں تو ویسے بھی مجھ سے نفرت ہے ....

میں نے کب کہا؟

ابھی کچھ لمحے پہلے .....

اووو..... تو بُرا لگ گیا رابیل کا موڈ یک دم اچھا ہوا تھا۔

ہاں... یک لفظی جواب اس کے غصے میں ہونے کا پتہ دے رہے تھے۔

تم دوبارہ یہ نہیں بولوگی رابیل نہیں تو میں تمہاری جان لے لوں گا....

ہاہاہا میں تو بولوگی آئی ہیٹ یو... آئی ہیٹ یو..... آئی ..

باقی لفظ غازیان نے چُن لیے تھے آج پہلی بار رابیل کو اس کے لمس میں نہایت شدت محسوس ہوئی تھی۔

اب بولو... دوبارہ !

لیکن اب کی بار وہ نظریں نہیں اٹھا پائی تھی۔

بولو..... غازیان نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔

مجھے نیند آرہی ہے ....

اچھا کچھ دیر پہلے تو نہیں آرہی تھی.... اور اب مجھے نہیں آرہی تو مطلب ہم ساتھ جاگیں گے اور ڈھیر ساری باتیں کریں گے۔

غازیان نے چہرہ اس کے بالوں میں چھپاتے اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔

غازیان آئی لو یو.... رابیل نے گہری سانس بھرتے کہا لیکن اب اس کی طرف سے جواب نہیں ملا تھا۔

میں تمہیں صرف عمل سے سمجھا سکتا ہوں اپنی محبت غازیان نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا۔

سو جائیں اب... صبح کیسے جائیں گے پھر...؟

تم سکون ہو تمہاری زات سے سکون حاصل کر رہا ہوں کیونکہ اگلے چند دن میں بے سکون رہنے والا ہوں اس نے خود کو اس میں گم کیا۔

....

samiyach02@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اس نے اس کے پاس زمین پر بیٹھ کر اس کا دایاں پاؤں تھاما تو وہ جو آنکھیں موندے پڑی تھی جھٹکے سے اٹھی۔

دورررر رہو میر ابراہیم ....

لیکن مخالف ڈھیٹ ثابت ہوا تھا..... دوبارہ اس کا پاؤں تھامنا چاہا تھا جو جھٹکے سے اس نے اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔

تم..... بے حس ہو..... مسٹر میر ابراہیم ...

میرال جو میں کر رہا ہوں کرنے دو نہیں تو بہت برا پیش آؤں گا.....

میں آپ کی جاگیر نہیں ہوں میر ابراہیم .... جسے جب چاہا اپنے انداز سے بہلا لیا.... جیتی جاگتی انسان ہوں درد ہوتا ہے مجھے بھی.... کبھی حد سے زیادہ کیرنگ انداز اور کبھی اتنا نظر انداز کرنا.... کہ کوئی موت کے گھاٹ اتر جائے۔........او ....

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے اس نے جھٹکے سے اسے کھڑا کیا تھا میرال کی چیخ اس چار دیواری سے ٹکرا کر واپس آگئی صد شکر کے دیواریں ساؤنڈ پروف تھیں نہیں تو تحریم حیدر جاگ جاتیں۔

میں نے بولا تھا میرال کے میں بُرا پیش آؤں گا..... بیشک اس نے میرال کو کھڑا کیا تھا لیکن اس کا سارا وزن اس نے خود اٹھایا تھا اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر۔

آئی ہیٹ یو..... کاش میں آپ کو کبھی نہ ملتی ....

میر ابراہیم نے اس کی تھوڑی اوپر اٹھائی اور اس کے سانسیں خود میں منتقل کرنے لگا یہ بات تازیانے کی طرح لگی تھی اسے .....

وہ پیچھے ہوتی گہری سانس بھرنے لگی... وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اس سے دور جانے کی تگ و دو کرنے لگی۔

میر ابراہیم نے اسے واپس بٹھاتے اس کا پاؤں تھاما اب اگر چھڑوایا تو روحِ جاناں یہ تو بس نظرانہ تھا میں کیا کر گزروں گا اس بات سے میں خود بھی انجان ہوں۔

اور پھر جھٹکے سے اس کا پاؤں سیدھا کیا اب کمرے میں صرف اس کی سسکیاں تھیں۔

واپس اسے کمر سے تھام کر اٹھایا اور ڈریسنگ روم میں جا کر کپڑے تھمائے اور لائٹ اوف کی۔

دروازہ بند ہونے پر میرال نے کپڑے بدلے۔

آئندہ اگر ہیل پہنی تو میں جان لے لوں گا تمہاری پاس سے آتی آواز پر وہ اچھلی ....

اور کچھ لمحے پہلے تم نے کہا تھا کہ کاش تم مجھے نہ ملتی..... میرال کی ساری حسیات اپنی کمر پر اس کی رینگتی انگلیوں اور کان کے پاس سرسراتی آواز پر تھی۔

تم مجھے نہ ملتی ایسا ممکن نہیں تھا..... کیونکہ تمہارے نام پر مہر میں بہت پہلے کی لگا چکا تھا نکاح نامے پر دستخط کر کے.....

تمہیں تو میں کہیں سے بھی ڈھونڈ نکالتا...... میری جان کس گمان میں ہو...... میں نے تمہارے بچپن سے لے کر تمہاری جوانی تمہارے ساتھ دیکھی ہے..... تمہارے ساتھ جیا ہوں میں ایک ایک لمحہ..... تمہیں دیکھا ہے ہر وقت تمہارے کمرے میں لگے کیمروں سے لے کر تمہارے پبلک پلیسز میں ہونے والی ایک ایک حرکت حفظ ہے مجھے .....

میرال نے اندھیرے میں پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تو وہ جھکتا اس کی آنکھیں چوم گیا اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ یادوں کی............. کھلی کتاب ہے

جسے میں نے لفظ بہ لفظ حفظ کر رکھا ہے

از خود سنیہا رؤف۔

....

نہایت خوبصورت وقت گزارنے کے بعد وہ اب اپنے مشن کے لیے روانہ ہونے لگا تھا۔

دونوں کے دل لرز رہے تھے شاید یہ ان کی آخری ملاقات ہوتی.... رانیل نم آنکھوں سے اسے سامان باندھتی دیکھ رہی تھی۔

غازیان...... آپ واپس آئیں گے تو ہم بہت سارا گھومیں گے!....

اوکے میری جان! اب بھی سوچ لو میں کہہ رہا ہوں میں خالہ ماں کے پاس چھوڑ دیتا ہوں اکیلی کیسے رہو گی؟

غازیان یہ ہمارا گھر ہے.... میں یہیں آپ کا انتظار کروں گی۔

اپنا دھیان رکھنا میرے لیے...... تم میری امانت ہو رانیل غازیان اعجاز اس میں خیانت کبھی بھی نہیں ہونی چاہیے.....

گارڈ باہر ہمہ وقت موجود رہیں گے.... خانساماں بھی رات یہیں رکے گی کوئی بھی مشکل ہو..... یہ نمبر رکھ لو یہاں فون کر دینا۔

یہ کس کا نمبر ہے غازیان....

میرے جگر کا.... میر ابراہیم حیدر... کا جس کی شادی کا فنکشن ہم نے اٹینڈ کیا تھا...

اس گھر کا کسی کو نہیں معلوم کوئی یہاں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا لیکن پھر بھی اگر کچھ محسوس ہوا یا اکیلے ڈر لگے تو اس نمبر پر ایک فون کرنا میر تمہیں لے جائے گا یہاں سے....

مجھے کیوں ڈر لگے گا میں بہت بہادر ہوں وہ کندھے اچکاتی بولی۔

غازیان بھول گیا تھا کہ اس کا یہ گھر مارتھا کی نظر میں آ چکا تھا.... یہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی بھول ہونے والی تھی۔

تمہیں اپنی حفاظت کرنی ہے میرے لیے رابیل غازیان اعجاز.... وہ جھک کر اس کی آنکھوں پر بوسہ دیتا بولا۔

رابیل نے نم آنکھوں اور بھاری دل سے اسے الوداع کہا۔

رب العزت یہ شخص مجھے واپس لوٹا دینا کہ اب اس کے بغیر سانس لینا دشوار ہے وہ آسمان کو دیکھ کر بولی۔

....

میرال اس کا انتظار کرتی رہی لیکن نا اسے آنا تھا نا وہ آیا میرال کو اگر کسی چیز کا دھیان تھا تو وہ یہ کہ اس شخص کے ماتھے پر چوٹ لگی تھی۔

کافی سوچنے کے بعد وہ ہمت کرتی باہر نکلی سارا گھر اندھیرے میں ڈوبا تھا اوپر کے ایک کمرے سے ہلکی سے روشنی آ رہی تھی اس نے اپنے قدم اوپر کی طرف بڑھائے اور اس کمرے کے باہر رکے۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتی لرزتے قدموں سے اندرداخل ہوئی جہاں وہ صوفے پر بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔

وہ سگریٹ نہیں پیتا تھا لیکن آج کے دن کو ناسور بننے سے روکنے کے لیے اس نے یہ حل نکالا تھا اور گارڈ سے اس کا سگریٹ کیس اور لائٹر منگوایا تھا۔

میرال میر ابراہیم جن قدموں سے آئی ہو انہیں قدموں سے لوٹ جاؤ ....

میرال تبھی وہ کیسے بھول گئی تھی کہ وہ شخص اسے اس کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا۔

وہ اسے نظرانداز کرتی آگے بڑھی اور اس کے ساتھ بیٹھی۔

سگریٹ کے دھویں کو ہاتھ پر منہ رکھ کر اندر جانے سے روکا تھا۔

ابراہیم نے جھٹکے سے آدھ جلا سگریٹ نیچے پھینکا اور جوتے سے مسلا اور کھڑکی کھول کر وہیں کھڑا ہو گیا۔

تب سے پہلی بار میرال مسکرائی تھی.....وہ واقعی ہی دیوانہ تھا اس کا....بنا چاپ پیدا کیے بھی پہچان جاتا تھا اس کی خوشبو....بنا کہے جان جاتا تھا اس کا ہر احساس....بنا لبوں پر آئے جان جاتا تھا اس کی دل کی بات ....

اس نے اپنے ساتھ لایا فرسٹ ایڈ باکس میز پر رکھا اور اس کے پیچھے کھڑی ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

میرال پلیز.....مجھے کچھ وقت چاہیے.....بے بسی سی بے بسی تھی۔

میرال نے اس کا بھاری ہاتھ تھاما اور اسے لا کر صوفے پر بٹھایا۔

اب وہ اینٹی سپٹنک اس پر ماتھے پر لگاتی پھونک مار رہی تھی۔

ان سب کی ضرورت نہیں ہے اس کی سنجیدہ آواز پر اس کا دل لرزا ....

اب وہ پٹی کرتی مسلسل اس پر کچھ پڑھ کر پھونک رہی تھی .....

ان سب کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے میرال سکندر .....

میرال میر ابراہیم اس نے جھٹ اس کی بات کاٹ کر تصحیح کرنی چاہی تو وہ استہزائیہ ہنسا۔

....

آج ہم اپنے مشن کے آخری پر آو پر آ پہنچے ہیں ہمیں اس ملک کو ان تمام لوگوں سے آزاد کروانا ہے جو شرافت کا لبادہ اوڑھے ہماری ساخت خراب کر رہے ہیں۔

سب کو ان کے کام بخوبی کرنے ہیں ہم پہلے پانچ لوگوں کو ان کی جگہ ڈلیور کر دیں گے اس کے بعد گروپ بی اور سی کو ڈلیور کرنے کی بجائے حکومت کی طرف سے دی جانے والی نفری کے ساتھ رخصت کر دیں گے۔

اس کے بعد شہر میں ہر جگہ ناکہ بندی لگ جائے اس کو یقینی بنانا تمہارا کام ہے خالد ...

ماہد تم لوسیفر کے ہر قدم پر نظر رکھو گے، ہر قدم پر مطلب ہر قدم پر..... گوٹ اٹ؟

یس سر .....

راحیل باقی کے دو گروپس جو ہم ڈلیور کر دیں گے ان کو ان کی جگہ سے نکلوانا ہمارا کام ہے میں پیچھے سے اندر داخل ہو گا اور تم سب فرنٹ ڈور سے اینٹر ہو گے۔

حکومت اپنی نفری بھیجنا چاہ رہی ہے لیکن پہلے یہ کام ہم کریں گے ضرورت پڑی تو ان کی مدد لی جائے گی۔

وہ دو لوگ جن کو ان کی طرف سمگل کیے ملازمین مل جائیں گے ان کی خبر رکھنا عمر رضی تمہارا کام ہے وہ کہیں بھاگنے نہیں چاہیے۔

تمام فلائٹس بند کروا دی جائیں گی اس دن.... کیسے؟ وہ میرا کام ہے .....

ایوری ڈھنگ از سوٹڈ ناؤ.... اینی پرابلم ..

سر ....

بولو....؟

سر اگر ہمارے پلین کے پہلے ٹرن پر ہی لوسیفر کو خبر ہو گئی تو؟

یہ ممکن نہیں ہے.... پر اگر ایسا ہوتا ہے تو پلین بی پر عمل کریں گے۔

....

چلیں واپس کمرے میں حالت دیکھیں اپنی... میرال نے اس کے پسینے سے ہوئی گیلی شرٹ کو دیکھتے جھرجھری لی۔

تم جاؤ.....اس سے ہاتھ چھواتے وہیں آنکھیں موندی۔

اب وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ لے کر آئی اور کپڑے تھما کر واش روم میں جانے کا اشارہ کیا۔

اور وہ من وتن اس کی بات مانتا رہا۔

آکر لیٹ گیا تو وہ بھی اپنی جانب لیٹ گئی خاموشی تھی....جو ہر سو پھیلی تھی اس خاموشی سے پہلی بار میرال کو ڈر لگا تھا۔

ایسے تو وہ کھو دے گی اس پیارے شخص کو جو صرف اس کا تھا....اس کے لیے پاگل تھا ....

میرال اس کے قریب ہوئی اور اٹھ کر اس جائزہ لیا کہ وہ سو رہا ہے یا نہیں لیکن وہ آنکھیں کھولے اوپر دیوار کو دیکھ رہا تھا۔

میرال نے اس کے ماتھے پر لگی پٹی پر دھیرے سے ہاتھ پھیرا۔

آپ نے آج مجھے چوٹ پہنچائی ہے؟

اور جو تم مسلسل میری روح پر وار کر رہی ہو اس کا کیا....؟

خاموشی.....کا دورانیہ بڑھا تو وہ مزید بولا۔

کیا میں ساری زندگی تمہیں خود پر یقین ہی دلواتا رہونگا؟

کبھی تو مجھے اعتماد کی ڈور تھماؤ، تمہیں مجھ پر یقین ہے اپنے بھروسے سے میری ذات کو معتبر کرو کبھی، تھکتا جا رہا ہوں میں ....

روحِ جاناں آنسو پلکوں کی بار توڑ پر چہرے پر بہہ نکلے تھے۔

اور یہی لمحہ میرال کو اس کی ذات سمیت دہلا گیا تھا...... وہ مضبوط مرد آج اس کے عشق میں رو پڑا تھا..... کیا اب بھی کچھ بچا تھا ......

وہ جھکی تھی اس کے چہرے پر اور اپنے لبوں سے اس کے آنسو چنے تھے ایسا پہلی بار ہوا تھا یہ سب ہمیشہ وہی کرتا تھا جب وہ آنسو گراتی تھی۔

نہیں میرو آج یا تو آر یا پار اس نے اسکی کلائی پکڑتے نم لہجے میں کہا۔

تھک گیا ہوں یارررر......

....

اور پلین بی کیا ہے سر؟

غازیان نے ساتھ کھڑے شخص کو اشارہ کیا تو اس نے پروجیکٹر اون کیا۔

وقت آگیا ہے کہ ہم سب اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر اس پلین کو سنیں اور وقت آنے پر عمل بھی کریں۔

یس سر.....اس حال میں ایک ساتھ سب کی آواز گونجی۔

پہلا گروپ ڈلیور ہوتے ہی لوسیفر کو کنفرمیشن چلا جائے گا اس کے بعد کے تین گروپس کو ہم نے ڈلیور نہیں کرنا اور اگر اس کے بارے میں لوسیفر کو پتا چلا گیا تو باقی کا کوئی بھی گروپ ڈلیور نہیں ہو گا۔

ایک شپ ساحل کے اس پار کھڑا ہو گا جس پر سرخ رنگ کا لوگو بنا ہو گا خطرہ ....

باقی ملازمین کو اس میں ٹرانسفر کر کے بنا لمحہ ضائع کیے تم لوگوں کو واپسی کے لیے نکلنا ہے۔

اور باقی کے پانچ لوگ سر جو ڈلیور کر دیے جائیں گے؟

ان کو بچانے میں خود جاؤں گا اور حمزہ خالق مجھے اسسٹ کریں گے۔

از ڈیٹ ایوری تھنگ کلیئر ناؤ؟

یس سر......

اب جا سکتے ہیں سب کچھ دیر بعد نکلنے کی تیاری کریں سب

سر میں نہیں جا سکتا اس مشن پر آیم سوری....ان کے گروپ کا ایک ممبر حمزہ خالق آگے بڑھتا بولا لہجے میں بے بسی سی بے بسی تھی۔

آر یو ان یور سینسز مسٹر حمزہ خالق؟ اس مقام پر پہنچ کر آپ قدم پیچھے ہٹاتے ملک سے غداری کر رہے ہیں!

....

سر میں جانتا ہوں لیکن مجبور ہوں وہ شرمندگی سے سر جھکا گیا اس حال میں بیٹھے تمام لوگوں کی نظر ان دو لوگوں پر تھی غازیان اعجاز کو کون نہیں جانتا تھا اس ایجنسی میں۔

اور حمزہ خالق پچھلے دو سالوں میں مسلسل ہر کیس سولو کرتے قابل ترین ممبر تھا ان کا اسی لیے غازیان اعجاز کے ساتھ اس کو چنا گیا تھا۔

غازیان اعجاز اکیلا جا سکتا تھا لیکن آرڈرز میں یہ صاف لکھا تھا کہ غازیان اعجاز کو حمزہ خالق اسسٹ کریں گے۔

سر میری بیوی کا آپریشن ہے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ بہت کومپلیکیشنز ہیں ماں اور بچہ دونوں کی زندگی بچانا مشکل ہے وہ مرد بھیگی آواز میں بولا۔

غازیان نے اشارے سے سب کو باہر جانے کا کہا چند لمحوں میں حال خالی ہو گیا۔

بیٹھو غازیان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

سوچ لو ایک بار کیا واقعی نہیں جانا چاہتے؟ یہ جانتے ہوئے کہ اس لمحے تمہارے ملک کو سب سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے؟

خاموشی کا دورانیہ بڑھا۔

میں مانتا ہوں سر اور ہر لمحے پر اپنے فرض نبھاؤں گا پر میں نہیں چاہتا اس دوران میں اپنی اولاد اور بیوی کو کھو دوں۔

آپریشن کب ہے؟ غازیان نے گہری سانس بھرتے کہا۔

دو دن بعد..... سر میری بیوی کو یہ خوف ہے کہ میں .....

بولو !....

کہ وہ مجھے کھو دے گی ....

غازیان اعجاز کا وعدہ ہے تم سے تمہیں کچھ نہیں ہو گا وہ بچہ پیدا ہوتے اپنا باپ کھو دے ایسا میں کبھی نہیں چاہوں گا۔

تم وہاں سے ملازمین کے ساتھ واپس آجانا باقی میں خود دیکھ لوں گا ...

سر آپ اکیلے کیسے؟ مطلب ...

رب ہے نا سب سنبھال لے گا... یا تو فاتح قرار پاؤں گا یا شہادت کا درجہ مل جائے گا۔

اور انشاءاللہ بچے اور تمہارے بیوی کو کچھ نہیں ہو گا....

بہت شکریہ سر رب العزت آپ کو بھی اولاد سے نوازے۔

اور تھکن بھرے اس دن میں پہلی بار وہ دشمنِ جان اسے یاد آئی تھی کتنا سوہانِ روح تھا اس سے دور رہنا ....

اس نے گہری سانس خارج کی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا کچھ دیر میں نکلنا تھا انہیں۔

....

تو کیا آپ چھوڑ دیں گے مجھے وہ اس کی بیئرڈ پر ہاتھ پھیرتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

میر نے اسے جھٹکے سے خود پر گرایا تھا وہ اتنی نزدیک تھی کہ میر ابراہیم کی آنکھوں کا راز با آسانی پڑھ سکتی تھی اور پڑھنے میں کامیاب بھی ہوئی تھی وہ پُر اسرار شخص اس کے سامنے کھلی کتاب تھا۔

چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میر ابراہیم کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ وہ اپنی ہاتھ لگائی چیزیں بھی کسی کو دے اور تم تو پھر یہاں بستی ہو وہ دل پر اسکا ہاتھ رکھ کر بولا۔

تو پھر؟

اعتماد کسی بھی رشتہ کا لازمی جزو ہے محبت بھی معنی نہیں رکھتی اگر اعتبار نہ ہو پھر میں تمہیں میرال میر ابراہیم کو اس کے حال پر چھوڑ دو نگا وہ اس کے بال کانوں کے پیچھے اڑستے بولا۔

میرال کی آنکھیں نم ہوئی تھیں اور دل کی دھڑکن بند ایک ہی تو شخص تھا اس کے پاس جو خود سے زیادہ اسے چاہتا

تھا۔

وہ جھکی تھی اور اب کی بار میر ابراہیم کو معتبر کر گئی تھی۔

میر ابراہیم نے آنکھیں بند کی تھی میرال نے اپنے گلابی لب اسکے دہکتے لبوں پر رکھے تھے فضا میں معنی خیزی خاموشی کا راج تھا لیکن یہ فسوں چند سیکنڈ کا تھا کیونکہ میرال فوراً ہی پیچھے ہٹی تھی۔

اسکے پیچھے ہٹتے ہی میر نے آنکھیں کھولی تھی ....

جو غصے سے اسکی جانب ہی اٹھیں تھیں اس نے خود کو محسوس بھی نہیں کرنے دیا تھا میر کو۔

وہ اٹھنے لگی تو میر نے سائڈ بدلی اب وہ اوپر اور میرال نیچے تھی اور میر نے لمحہ ضائع کیے بغیر اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا اور اپنی شدت اس پر انڈیلی تھی۔

میرال نے سائڈ کے پڑے تکیے کو مٹھی میں بھینچا تھا اور میر کو یہ بھی پسند نہیں آیا تھا اس لیے اسکی نم ہوتی ہتھیلیوں کو کھول کر اپنی انگلیاں اس میں پھنسائیں تھیں۔

اسکی سانس پھولتے دیکھ میر نے اسکے لبوں کو چھوڑا تھا میرال نے آنکھیں ہنوز بند تھیں میر نے جھک کر اسکے کندھے کو چوما تھا اور پھر اسکی گردن پر جھکا تھا۔

لیکن پھر کچھ سوچتے دور ہوا تھا اجازت لازمی تھی اس سے جو روح میں بستی تھی وہ اس کے سینے میں چھپتی اجازت دے گئی تھی اسے۔

محبت کا جو ادھار میرال میر ابراہیم پر تھا میر ابراہیم کا ....

آج اس نے سود سمیت اتارا تھا آغاز محبت پر ہوا تھا لیکن اختتام شاید تباہی تھا اس سے وہ دونوں انجان تھے۔

محبت بارش بن کر برسی تھی ان دو لوگوں کو بھگانے کے لیے۔

....

وہ سارہ دن اس گھر میں بولائی بولائی پھر رہی تھی کل تک اس گھر میں غازیان اعجاز کے قہقہے تھے اور اب خاموشی تھی۔

ماما اور زارا سے کافی دیر بات کی تھی مووی بھی دیکھ لی تھی لیکن کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔

کھانا وہ کھا چکی تھی اور اب نہا کر باہر نکلی تو فون کی سکرین بلنک ہو رہی تھی۔

اس کا نام پڑھتے دل دھڑکا تھا۔

ہیلو.....رابی...اس کی آواز اس نے آنکھیں بند کر کے دل میں اتاری۔

رابیل.....

ہمم
.....

کیا کر رہی ہو؟

کچھ بھی نہیں آہستہ آواز میں کہتی وہ اسے تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔

کیا ہوا ہے؟طبیعت ٹھیک ہے؟بتاؤ....اس کے کان میں اس کی آواز گونجی جو دور بیٹھا اس کی فکر میں گھل رہا تھا۔

اس کے آنسو قطرہ بہ قطرہ اس کا چہرہ بھگونے لگا۔

رابیل.....؟ویڈیو کال کر رہا ہوں میں...

اور اگلے ہی لمحے سکرین پر اس کا چہرہ نمودار ہوا رابیل نے آنکھیں صاف کی اور اس شخص کو دیکھا جواب ضروری تھا بے حد ضروری۔

روئی ہو؟

نہیں...

تمہیں لگتا ہے تم مجھ سے جھوٹ بول سکتی ہو؟

آئی مس یو بیڈلی.....اور آنسو پھر پلکوں کی بار توڑ کر باہر نکلے تھے۔

رابیل غازیان اعجاز آپ مجھ سے کیا اپنا وعدہ توڑ چکی ہیں ....

کون.ساوعدہ....؟ وہ رونا بھول کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

ایک بھی آنسو نہ بہانے کا وعدہ ...

آیم سوری رابیل نے جھٹ اقرار کیا تھا اپنی غلطی کیا... وہ کیا تھی اور کیا بن گئی تھی... عشق اچھے اچھوں کو زمین پر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا ہے وہ تو پھر عام سی لڑکی تھی۔

غازیان نے اب اسے نظر بھر کر دیکھا جو گلابی شلوار قمیض میں موجود تھی.... بھیگا سراپا، بکھرے بال اور گلابی گال وہ اس وقت اس کی دھڑکنیں منتشر کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

رابیل اس وقت مت نہایا کرو ہزار بار سمجھایا ہے اب دیکھو گیلے بال لیے سو جاؤ گی اور ٹھنڈ لگ جائے گی۔

اٹھو شاباش میرے سامنے بال ڈرائے کرو ....

صبح کرلوں گی رابیل نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

خبردار! جو بولا ہے وہ کرو اٹھو میرے سامنے بال ڈرائے کرو روم لاک کرو اور آ کر لیٹو۔

اُف غازیان..... آپ دور ہی ٹھیک ہیں.... وہ جھنجھلائی تھی۔

تو دور رہ لیتا ہوں ....

جی نہیں! پہلی فرصت میں واپس آئیں اور مجھے سنو فالنگ دکھا کر لائیں..... وہ ساتھ ساتھ بال ڈرائے کر رہی تھی۔

یار یہ تم لڑکیوں کو برف دیکھنے کا اتنا شوق کیوں ہے...؟

لڑکیاں.... کتنی لڑکیوں نے آپ کو بتایا کہ انہیں برف پسند ہے؟ رابیل جھٹکے سے ڈرایئر نیچے رکھتی بولی۔

اوہو...... جیلس ہو رہی ہو؟

اممم ہمم..... اس نے ناں میں سر ہلایا جو میرا ہے اس کے لیے کیوں کسی سے جیلس ہوں؟ لیکن آپ کو ایک بات بتانی تھی۔

کیا؟

وہ میرا دوست تھا نا حسیب وہ آ رہا ہے کل... اور ...

راحیل سو جاؤ اور فون خناک سے کاٹ دیا گیا۔

ہاہا... اپنی باری تو برداشت نہیں ہوتا ....

....

اُن کی صبح حسین تھی پوری رات وہ ایک دوسرے کی محبت میں بھیگے تھے دھند کے بادل چھٹ گئے تھے لیکن طوفان اور مصائب زندگی کا اہم جز ہے۔

وہ مسلسل خود پر اس کی نظریں محسوس کر سکتی تھی لیکن آنکھیں کھولنے کی ہمت وہ خود میں ناپید پاتی تھی۔

کمرے میں نیم اندھیرا تھا روشنی پردوں سے لڑکر اندر آنے کی تگ و دو کر رہی تھی۔

میر ابراہیم نے اسے اٹھتے نہ دیکھ اپنا چہرہ اس کے بالوں میں چھپایا تھا برسوں اس پل کا انتظار کیا تھا۔

وہ جو اس کے جانے کے انتظار میں تھی جی جان سے کانپی۔

می... میرر ر....
ہمممم....

گڈ... مار... مارننگ اسے جب کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے یہی بول دیا۔

مارننگ روحِ جاناں وہ سیدھا ہوتا اس کے ماتھے پر لب رکھتا بولا تو وہ کمفرٹر میں سمٹی۔

تم چھپ نہیں سکتی مجھ سے کوشش کر کے دیکھ لو ...

ایک بات.... بات..مانیں..گ...گے میرال نے ڈرتے پوچھا وہ یہ بات کئی دن سے اس سے کرنا چاہ رہی تھی۔

بالکل....میری جان حکم کریں اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور اسے بھی بٹھایا۔

وہ....مجھے ....

ہم بولو میں سن رہا ہوں وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا بولا۔

آپ میرے بال کٹوا دیں مجھے یہ اب اچھے نہیں لگتے.... مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے وہ بنا رکے ایک ہی سانس میں اپنا مسئلہ بیان کر گئی۔

خبردار ہاتھ بھی لگایا نہیں تو میر ابراہیم نے اس کے بالوں کی لٹ کو انگلی میں گھما کر کھینچا وہ پاگل تھا اس کے بالوں کے لیے اور وہ اسے ہی کٹوانے کا بول رہی تھی۔

پر....مجھے کٹوانے ہیں....وہ ضدی انداز میں کہتی اس سے اپنے بال چھڑواتی پیچھے ہٹی۔

ایک بار کہہ دیا نہ نہیں .....

آپ نے کہا تھا آپ میری بات مانیں گے...آپ نے جھوٹ بولا تھا...

ماننے والی ہوتی تو ضرور مانتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

میں خود ہی کاٹ لوں گی آپ نہ کٹوائیں وہ بول کر اس کے پاس سے اٹھ گئی۔

میرال سکندر اب تم مجھے غصہ کرنے پر مجبور کر رہی ہو اگر ان کو ہاتھ بھی لگایا تو میں ہاتھ توڑ دوں گا تمہارے۔

مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے اور ....

میں باندھ دیا کروں گا روز اس سے زیادہ مجھے اس ٹوپک پر کچھ نہیں سننا ....

آپ .... آپ مجھ سے بالکل بھی محبت نہیں کرتے یہ صرف دعوےٰ ہیں اور کچھ بھی نہیں .... نہیں تو آپ میری بات ضرور مانتے وہ نم آواز میں بولی۔

اچھا تو تمہیں لگتا ہے یہ صرف دعوےٰ ہیں تو ٹھیک ہے نہیں کرتا محبت .... لیکن بالوں کو ہاتھ لگانے کا سوچنا بھی مت ....

وہ دروازہ ٹھا کی آواز سے بند کرتا باہر نکل گیا میرال نے تاسف سے بند دروازے کو دیکھا اور پیر پٹختی واش روم میں داخل ہوئی۔

تیری آرزو نہ مٹا سکے

نہ ہی جان تجھ پہ لٹا سکے

یوں تڑپ تڑپ کر جلے مگر

نہ ہی اگنی کو دل سے بجھا سکے

خاموشیوں کی زبان سمجھ

میرا حال کیا میں بیان کرو

میرے دل میں تو ہی بسا رہے

یہی ہر گھڑی میں دعا کرو ....

....

وہ لائٹس اوف کر کے لیٹ گئی تھی لیکن اس اندھیرے کمرے میں اب ڈر کے سوا اسے کچھ محسوس نہ ہو رہا تھا۔

اور اگلے ہی لمحے فون دوبارہ رنگ ہوا تھا وہ جو مشن کے لیے نکلنے لگا تھا جانتا تھا وہ اکیلی کبھی نہیں رہی ہے بیشک غصہ تھا اس پر لیکن اس وقت سب سے زیادہ ضروری اس ڈر سے نکالنا تھا۔

مجھے ڈر نہیں لگ رہا.... وہ اس کے کچھ بھی بولنے سے پہلے بولی۔

میں نے کہا کچھ ؟

سو جاؤ کچھ بھی نہیں ہے بال سکھا لیے ہیں ؟

ہمم ....

آپ نے کب تک نکلنا؟

بس یہ شخص اپنی شریک حیات کے سونے کے انتظار میں ہے اس کی دلفریب آواز کمرے میں گونجی کیونکہ فون سپیکر پر تھا۔

اب کیا عین ایجرز کی طرح میری دھڑکنوں کی آواز سنتے رہیں گے...؟ہاہاہا

اُس حسیب کا فون کس وقت آیا تمہیں؟

ا مممم......رانبل دوبارہ اپنے اسی موڈ میں آئی تھی۔

رانبل غازیان اس طرح کے مزاق تمہیں کافی بھاری پڑ سکتے ہیں سو سوچنا بھی مت....میں تمہارے منہ سے کبھی اس کا نام نہ سنو دوبارہ ...

سو جاؤ مجھے نکلنا ہے دھیان رکھنا اور اب بات تب ہی ہو گی جب میں اس مشن کو پورا کرنے میں کامیاب ٹھہرو گا۔

غازیان...... کیا کچھ نہ اس آواز میں غازیان نے اپنی مٹھی بھینچی اور فون کاٹ دیا یہی وقت کا تقاضہ تھا۔

رانبل نے جاتے جاتے بھی اسے ناراض کر دیا تھا وہ اٹھی اور نفل ادا کیے اس کی سلامتی کے لیے۔

ہم نظریں جن پر رکھتے ہیں

دل بھی انہیں سے لگاتے ہیں

کہ محبت میں ہم قبلہ بدلنے کے روادار نہیں

از خود سُنیہ ہاروف۔

....

اور وہ سب اپنے مشن پر نکل چکے تھے حکومت کی طرف سے پریشر بڑھتا جارہا تھا۔

عوام اب تک خاموش تھی کیونکہ کسی کو خبر نہیں کی گئی تھی۔

لوسیفر اور وہ آگے پیچھے کھڑے تھے لوسیفر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے جتایا کہ کام ہو جانا چاہیے۔

غازیان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی....پُراسرار مسکراہٹ۔

لوسیفر کے لیے سامنے ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

سر کامیابی کا جشن کہاں منانا ہے؟ علی نے کچھ سوچتے پوچھا۔

لوسیفر نے آگے بڑھتے اس کی جیب میں پرچی ڈالی ....

کام نہ ہوا تو سمجھ تو بھی جان سے گیا....اس کے کان میں سرگوشی کرتا اس کی جیب تھپتھپاتا آگے بڑھ گیا۔

غازیان نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا وہ آگے بڑھا اور لوسیفر سے ٹکرایا ایک چِپ اس کی جلد پر لگا دی گئی تھی۔

او کے کا اشارہ ملتے ہی وہ بحری جہاز اپنے سفر کو روانہ ہوا جس کا مقدر واپس آنا تھا یا ڈوب جانا تھا۔

لوسیفر اپنے کہے کے مطابق اس اڈے کو چھوڑ کر نئے اڈے پر منتقل ہو رہا تھا لیکن وہ یہ فراموش کر بیٹھا تھا کہ زمین کے کسی بھی حصے میں چھپ جانے سے موت نہیں ٹلتی۔

اور پھر ان ملازمین سمیت لوسیفر کے وفادار دس لوگ اور غازیان عرف علی اس بحری جہاز میں روانہ ہوئے۔

یہ سفر لمبا تھا ملازمین کی حالت نہایت خراب تھی اتنے دنوں میں انہیں بری طرح نشے کا عادی بنا دیا گیا تھا۔

ان کی باڈی کے کسی ایک حصے میں نشہ کندہ دیا گیا تھا گر پکڑے بھی جاتے تو بھی کبھی کوئی جان نہ پاتا کہ نشہ سمگل کس زریعے سے ہو رہا ہے۔

غازیان نے ان لوگوں کو دیکھا جو پچاس کی عمر کے تھے اور بری حالت میں کھانس رہے تھے ان کے گردے ڈرگز کی وافر مقدار کی وجہ سے شدید متاثر ہوئے تھے۔

اس نے ضبط سے مٹھی بھینچی اور آسمان کی اور دیکھا اور کچھ دعائیں فوراً قبول کر لی جاتی ہیں۔

....

سر میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہا ہوں کچھ بتانا ہے وہ مؤدب بنا کھڑا ہوا۔

بولو واد بخش .....

سر وہ لائبہ آئی ہے ڈرائینگ روم میں بیٹھی ہے اور ....

وہ یہاں تک کیسے پہنچی وہ دھاڑا ...

سر آپ ... نے ہی اڈریس دینے کو کہا تھا او بخش اس کے ماتھے پر بچھے جال کو دیکھ کر اس کے غصے کا اندازہ لگا سکتا تھا۔

ڈیم اٹ !!! وہ سامنے کا واس ہاتھ سے نیچے پھینکتا آگے بڑھا میرال کا غصہ اس بے جان قیمتی واس پر اترا تھا۔

وہ بھول گیا تھا کہ اسے یہاں کا اڈریس اس نے ہی دیا تھا لیکن تب حالات کچھ اور تھے وہ کم از اس وقت تو اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

نظامی سے آخر سب چھن گیا تھا میر ابراہیم اس سے اس کا بزنس بھی چھین چکا تھا کیسے یہ صرف وہی جانتا تھا۔

نظامی کو اس کے کالے دھندوں کی ویڈیو دکھاتے اس بزنس کا اسی فیصد وہ اپنے نام کروا چکا تھا اب اُس کے پاس صرف بیس فیصد بچا تھا۔

گھر، بزنس اور پھر فیکٹریاں سب ہی تو ان کے بقول مبشر علوی ان سے دھوکے سے لے چکا تھا لیکن وہ نہیں جانتے

تھے کہ اصل میں وہ جس کی امانت تھی جلد اس کو ملنے والی تھی۔

وہ اس چھوٹے سے گھر میں بمشکل زندگی گزار رہے تھے جو محلوں اور آسائشوں کے عادی ہوں انہیں عام زندگی کہاں راس آتی ہے۔

انہوں نے میرال سکندر کا پتا لگوانے کی کوشش کی تھی کہ اس کا آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی لیکن یہ کوشش بھی ناکام گئی تھی یا بنا دی گئی تھی۔

لائبہ ہر وقت مبشر علوی کے ہاتھ سے جانے پر افسوس کرتی اور پھر جب اس کو اڈریس ملا وہ پہلی فرصت میں مری پہنچی تھی۔

مبشر ......

مائی سیلف میر ابراہیم حیدر..... وہ اندر داخل ہوتا اس کے منہ سے مبشر علوی سنتا بولا۔

تم..... تم..... لیکن اندر داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلی تھی جیسے۔

میرال ....

آ..... آپی...... وہ دونوں اپنی اپنی جگہ ساکت رہ گئیں۔

او تو تم یہاں منہ کالا کرتی پھر رہی ہو..... اور کوئی نہیں ملا تھا اپنی ہی بہن کے حق پر ڈاکا ڈال لیا وہ اسے دیکھتے ہی آپے سے باہر ہوتی چیخی۔

میرال میر ابراہیم وہ اطمینان سے کہتی اس کا سارا اطمینان غارت کر گئی۔

اور ڈاکا کس چیز پر.....؟ وہ استہزایہ ہنسی۔

جو میرا ہے اس پر کیسا ڈاکا لائبہ شوکت نظامی..... وہ ہاتھ باندھتی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بولی۔

میر ابراہیم اب صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا تھا وہ چاہتا تھا اس بار وہ خود کے لیے لڑے۔

وہ مبشر علوی..... اف میر ابراہیم کو چھین لوں گی تم سے میرال...... یو بچ ....

اچھا کوشش کر کے دیکھ لو...... اطمینان قابل دید تھا۔

میں تمہیں برباد کر دوں گی میرال میر ابراہیم ......

شوق سے ......

کون جانتا تھا کہ قسمت کیا کرنے والی تھی !...

....

اسلام علیکم پیارے لوگو! تو کیسی لگی سیکنڈ لاسٹ اپی سوڈ... جلد اب اس ناول کے حوالے سے آخری ملاقات ہو گی لاسٹ اسپیشل اپی سوڈ کے ساتھ... باقی آپ بتائیں کہ اس کہانی کا اختتام آپ کیسا چاہتے ہیں؟

آپ کی دعاؤں کی منتظر ...

سُنیہا رؤف۔

جاری ہے---

I'M TRULLY YOURS

KITAB NAGRI SPECIAL

از سُنیہا رؤف۔

Chapter no. 19-20

LAST

لائبہ میر ابراہیم کے پاس آئی اور جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی...

تم میرے ہو.....اور پھر مڑ کر ایک سلگتی نگاہ اس پر ڈالے واپس چلی گئی۔

میرال نے میر ابراہیم کو دیکھا جس نے ایسے پوز کیا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

یہی بات اسے سلگا گئی تھی۔

وہ جھٹکے سے اس کے پاس آتی کھینچ کر اسے کھڑا کر گئی۔

آپ نے اسے بتایا کیوں نہیں.....کیوں کچھ نہیں بولے؟ وہ نم آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال کر بولی۔

میر ابراہیم اسے نظر انداز کرتا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اس سے پہلے کے وہ دروازہ بند کرتا وہ پیچھے ہی آئی تھی اس کا نظر انداز کرنا آگ ہی تو لگا گیا تھا۔

میر ابراہیم جوتوں سمیت بیڈ پر لیٹ گیا اور فون میں مصروف ہو گیا۔

میر مجھے بھوک لگی ہے وہ اس کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

اوکے شیف کو بولو وہ کچھ بنادے گا....چونکہ اس بار بات اس کی صحت کی تھی تو اسے جواب دینا پڑا۔

نہیں مجھے باہر سے کھانا ہے وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

نہیں پچھلے دنوں کھانے سے یاد ہے طبیعت کتنی بگڑ گئی تھی اب نہیں آئے گا باہر کا کھانا جو کھانا ہے بتاؤ میں بنوا دیتا ہوں۔

ابھی تھوڑے ہی دنوں پہلے اس کی فرمائش پر اسے باہر سے سارا اس کی پسند کا جنک فوڈ آرڈر کر کے دیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ میڈیم کو فوڈ پوائزننگ ہو گئی تھی۔

وہ کیسے بھول گیا تھا کہ اسے باہر کا کھانا سوٹ نہیں کرتا ....

پلیز نا!!!!....وہ اس کا بازو کھینچتی بولی۔

میرال ایک بار میں بات مان جایا کرو..... کہانہ نہیں تمہاری صحت پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا وہ دن یاد ہے جب تم نڈھال تھی۔

نہیں کرواتی میں آپ سے خدمت..... اور نہیں کھانا مجھے کھانا..... وہ روتی واش روم میں بند ہو گئی۔

میر ابراہیم نے تاسف سے سر ہلایا اور باہر نکل گیا۔

....

شپ روانہ کر دیا گیا تھا اس کا مقدر رہا تو ابھر کر فتح پانا تھا یا پانی میں ڈوب کر کئی جانوں کو ڈبو دینا تھا۔

اور پھر سب اپنے کام پر لگ گئے ہر کسی کا مشن ایک ہی تھا۔

شپ اپنے پہلے اڈے پر رکا تھا جہاں کئی لوگ ہاتھوں میں رائفل تھامے انہیں کے انتظار میں تھے۔

غازیان نے ایک اشارہ کیا اور پانچ لوگوں کو ان کے حوالے کیا گیا۔

ملازمین کی جانچ پڑتال میں خاصا وقت کا ضیاع ہوا تھا۔

ملازمین کے جسم کے حصوں میں کنڈر گز ملتے ہی اوکے کا سگنل دیا گیا۔

غازیان نے شپ میں سے اپنے دس لوگوں کو اتارا ان کے اڈے پر بنا ان کی توجہ کا مرکز بنے۔

وہ دس لوگ اسے ایک ایک خبر دینے والے تھے اور ان ملازمین کی ایک طرح سے حفاظت بھی کرنی تھی۔

اب وہ شپ کو دوسرے اڈے کی طرف لے جانے کی بجائے بیچ کسی ساحل پر کھڑے تھے۔

حکومت کی طرف سے غازیان پر پریشر تھا کہ وہ نفری کو بلائے اور باقی کے ملازم ان کے حوالے کرے لیکن یہ کام رسکی تھا اس سے ان پانچ ملازمین کی جان خطرے میں آجاتی۔

ایک ایک قدم پھونک کر رکھنا تھا انہیں اس لمحے ایک بھی غلطی انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتی تھی۔

لوسیفر کو پہلا کنفرمیشن ملتے ہی باقی کی آدھی رقم اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو گئی تھی۔

وہ خوشی میں جشن منا رہا تھا۔

....

شیف کو اسپیشل اس کی پسند کا ڈنر مینیو بتایا اور واپس اوپر آیا جہاں وہ اب بھی واش روم سے نہیں نکلی تھی۔

اس نے دروازہ دھکیلا جو کھلتا چلا گیا اور سامنے کا منظر دیکھتے اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

میرال قینچی پکڑ کر اپنے نیچے کے ایک انچ بال کاٹ چکی تھی اور باقی بھی کاٹنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

میرال........ میرنے آگے بڑھتے اس کے ہاتھ سے قینچی کھینچی اور سامنے لگے شیشے پہ دے ماری۔

شیشا چھناکے کی آواز سے زمین بوس ہوا اور اس نے چیخ کر کانوں پر ہاتھ رکھا۔

کیا بکواس کی تھی....؟ سمجھ نہیں آئی تھی؟ تم میری محبت اور میری چھوٹ کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو اب....؟

میر ......

شٹ اپ......ایک لفظ نہیں سننا مجھے تمہاری زبان سے....

بہت شوق ہے بال کاٹنے کا تو چلو یہ شوق میں تمہارا اپنے ہاتھوں سے پورا کرتا ہوں میر نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

آئم......

ششش......میر نے اس کے بال پکڑے اور سامنے کی ایک لٹ اٹھا کر آدھی کاٹ دی....میرال نے پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔

چھوڑ....چھوڑو....میررر......اس سے پہلے وہ باقی کے بھی کاٹتا وہ اسے دھکا دیتی پیچھے ہوئی قدم میں پیچھے لگے آدھ ٹوٹے شیشے کی کرچیاں چبھتی تو اس کے منہ سے سسکاری برآمد ہوئی۔

میر نے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا اسے اندازہ نہیں تھا کہ کچھ کرچیاں اس کے قدم میں پیوست ہوئی ہیں۔

جھٹکے سے اسے باہر لا کر بیڈ پر دھکا دیا ......

میں نے تمہاری ہر بات کو تسلیم کیا....ہر بات مانی اور اس کا صلہ تم مجھے ایسے......دے رہی ہو ....

مجھے لگتا ہے اس محبت کے سفر کا میں اکیلا مسافر ہوں جس کی منزل قریب ہوتے بھی دور ہے .....

وہ پاس پڑے سٹول کو ٹھوکر مارتا اسٹڈی روم میں بند ہو گیا۔

وہ سب بھول کر لوٹ آیا ہے

وصل کا وقت قریب ہے لگتا

وہ آنکھیں مجھ پر لگائے کھڑا ہے

میری بینائی کو دھوکا ہوا ہے لگتا

وہ تو چھوڑ گیا تھا مجھے کسی اور کے لیے

اس سے دھوکا کھا آیا ہے لگتا

مجھ سے وفا کے وعدے واپس مانگ رہا ہے

مجھے دیوانہ سمجھتا ہے لگتا

مجھے پازیب تحفے میں دی ہے اس نے

رقصِ یار کا منظر دیکھنا چاہتا ہے لگتا

وہ میرے چہرے سے زلفیں ہٹا رہا ہے

میں برف کا مجسمہ بن جاؤ گا لگتا

اور محبت کا اظہار اس نے آج بھی نہیں کیا ہے

میں یک طرفہ محبت میں مارا جاؤں گا لگتا

از قلم سُنیہا رؤف۔

....

مارتھا کے کمرے میں آتے ہی اس نے باقی سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

آرے تیرا ہی انتظار کر رہا تھا لوسیفر نے اسے خود پر گراتے کہا۔

مارتھا نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن لوسیفر نے اسے موقع نہ دیا آج نشہ سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

لوسیفر......

لوسیفر نے خلل پڑنے پر اسے دھکا دیا کیا تکلیف ہے؟

آج میں تمہارے لئے ایک اچھی خبر لائی ہوں آج کی رات تمہیں مجھ سے کام چلانے کی ضرورت نہیں میری نظر میں ایک حسین دوشیزہ ہے۔

کہاں ہے رے......بک بھی دے !

علی کی بیوی....مارتھا نے کمینی مسکراہٹ سے کہا۔

کون...رے...اپنا علی تو شادی شدہ نہیں ..

وہ شادی شدہ ہے اور ایک عدد حسین بیوی بھی ہے اس کی ...

تو اس نے جھوٹ کیوں بولا رے؟

کیونکہ وہ اس دنیا میں اپنی بیوی کو نہیں گھسیٹنا چاہتا تھا اس لیے سب سے جھوٹ بولا کہ وہ غیر شادی شدہ ہے۔

اور میں کیسے مان لوں تیری بات لوسیفر نے آبرو اچکاتے کہا۔

یہ دیکھ......اس نے رابیل کی دو تین تصویریں اس کے سامنے رکھی جو اس کے پاس کیسے آئیں تھی وہ الگ قصہ تھا۔

حسین ہے سالی......بہت...اتنا شفاف حسن دیکھ کر لوسیفر کی رال ٹپکنے لگی۔

توبس... پھر آج کی رات حسین بناؤ... اپنی مارتھا نے نفرت سے کہا۔

اپنا انتقام تو لینا تھا اس نے کسی بھی طرح سہی۔

ابھی نہیں رے.... لیکن بہت جلد لوسیفر نے حرام مشروب حلق میں اتارتے کہا۔

پر ابھی کیوں نہیں.... مارتھا بضد ہوئی۔

اس حسینہ سے جلدی دل نہیں بڑھے گا زیادہ وقت درکار ہوگا رے لیکن مجھے اپنے اگلی کنفرمیشن کا انتظار ہے ....

ڈیلز ڈن مطلب اسی دن حسینہ کے پاس ...

اور اگر علی کو پتا چل گیا تو؟

اس کے آنے سے پہلے ہی...... ہاہاہاہاہا ..

....

وہ روتی باہر نکل آئی باہر گارڈ بھی آج اپنی ڈیوٹی پر نہیں تھا شاید برف باری ہو رہی تھی اس لیے وہ اپنے کوارٹر میں تھا۔

برف خود پر محسوس کرتے اس کے جسم میں سنسنی سی بھر گئی کیونکہ وہ اس وقت ایک جرسی میں تھی بس اور اب نکلنے سے پہلے شال اپنے گرد لپیٹ لی تھی۔

توکیا میر ابراہیم کو لگتا تھا اس کی محبت یک طرفہ ہے؟ یہ بات اس کے اندر سناٹے بھر رہی تھی۔

کیا وہ اس کی آنکھوں میں محبت نہیں دیکھ پایا تھا اگر وہ پاگل تھا اس کے لیے تو میرال سکندر بھی دیوانی تھی۔

اس لیے آج لائبہ کا اسے اس کا کہنا اس کو آگ لگا گیا تھا۔

سوچوں کے تانے بانے بنتی وہ اپنے گھر کی سڑک سے سوسائٹی کی مین سڑک پر آگئی تھی۔

جہاں برف باری کی وجہ سے کوئی زی روح نہیں تھا۔

میر ابراہیم کو کافی کی طلب اور اس دشمن جان کی فکر باہر کھینچ لائی تھی۔

کچھ بھی ہو جائے وہ زیادہ وقت اسے اپنی آنکھوں سے دور نہیں دیکھ سکتا تھا۔

وہ نیچے آیا جہاں خاموشی کا راج تھا تحریم بیگم واپس اسی گھر جا چکی تھی کیونکہ سردی ان سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔

میر ابراہیم یہاں صرف میرال کے برف کے شوق کو دیکھتا رکا تھا۔

کام والی اپنا کام کر کے کوارٹر میں جا چکی تھی اور شیف رات کا کھانا بنا کر جا چکا تھا۔

اس نے پورا گھر چھان مارا وہ کہیں نہیں تھی دھڑکنوں میں ارتعاش برپا ہوا وہ قریب نہیں تھی اس کے...... یہ سوچ ہی جان لیوا تھی۔

وہ باہر آیا جہاں مین گیٹ ہلکا سا کھلا تھا گارڈ نہیں تھا۔

وہ دوڑ کر کوارٹر کی طرف آیا اور دروازہ زور سے کھٹکھٹایا ملازمہ ہانپتی باہر نکلی جس کا شوہر گارڈ تھا۔

سلیم کہاں ہے؟

وہ.....جی...سو رہا.....اس کے سر میں درد ہے تو....ملازمہ نے ڈرتے وضاحت دی۔

اس سے بولو اگر میرال کو کچھ ہوا تو اسے سوئے سوئے اوپر پہنچا دوں گا وہ دھاڑتا باہر نکل گیا۔

رات کی گھڑی پیشک اس وقت سات بجا رہی تھی لیکن روشنی کہیں نہیں تھی برف باری ہو رہی تھی سٹریٹس پر صرف سٹریٹ لیمپس کی روشنی تھی۔

ڈیم اٹ......

....

اور پھر سب پلین کے مطابق ہوا تھا پہلی ڈیل پوری کر دی گئی تھی اور لوسیفر کو کنفرمیشن میل جا چکا تھا۔

غازیان نے شپ کو دوبارہ چلنے کا حکم دیا تو شپ دوبارہ اپنی منزل پر چل نکلا۔

دل میں کہیں خدشہ بھی تھا کہ وہ لوگ ان پانچ ملازمین کو کہیں نقصان ہی نا پہنچا دیں اس لیے اپنی ٹیم کے ممبرز کو وہیں چھوڑ آیا تھا۔

اور پھر باقی کے سارے ملازمین کو ایک اڈے پر لے جا کر روکا گیا کھانے کا بریک لیا گیا تھا۔

لوسیفر کے تمام وفادار ایک جگہ جمع تھے غازیان نے اپنی ٹیم کے ممبرز کو اشارہ کیا اور شپ کا وصل بجتے ہی شپ نے چلنا شروع کیا لوسیفر کے تمام وفادار چلائے کیونکہ ملازمین اسی شپ میں تھے۔

علی......دھوکے باز... سالے رُک .....

غازیان نے تھوڑے فاصلے پر موجود ساحل پر شپ رکوایا اور خود بوٹ کے زریعے واپس آیا اسے واپس آتے دیکھ سب نے اس پر گن تانی۔

رکو رکو.....مجھے غلط مت سمجھو مجھے ابھی ابھی فون آیا ہے کہ یہاں اس اڈے پر پولیس کی ریڈ پڑنے والی ہے اسی لیے ملازمین کو پہلے یہاں سے نکالا گیا۔

غازیان انہیں کافی حد تک مطمئین کر چکا تھا اس لیے اب ان کو بوٹ میں بٹھا کر اس ساحل کی طرف روانہ ہوا جہاں جہاں ملازمین کو روکا گیا تھا۔

سمندر کے بیچ و بیچ پہنچ کر غازیان کی طرف سے اشارہ ملنے پر بوٹ کو سمندر کی لہروں پر چھوڑا گیا۔

سمندر اتنا گہرا تھا کہ کوئی اندر گرتا تو کبھی زندہ نہ بچتا۔

غازیان نے ہچکولے کھاتی کشتی اور حواس باختہ لوسیفر کے ملازمین کو ایک نظر دیکھا اور خود سیفٹی بیلٹ باندھتے سیٹی بجا کر شاید کوئی اشارہ دیا۔

اور اگلے چند جھٹکوں میں اس کشتی میں سوار تمام لوگ پانی کے اندر تھے۔

غازیان پانی میں تھا لیکن بیلٹ کی وجہ سے پانی کی سطح پر آیا سطح پر نمودار ہوتے ہی کشتی دوبارہ سے چلی اور اس جگہ کو چھوڑتی آگے بڑھنے لگی۔

لوسیفر کے تمام ملازمین پانی کی نظر ہو گئے تھے ساحل اتنی دور تھا اور سمندر اتنا گہرا کہ شاید ہی اب تک وہ ان میں سے زندہ کوئی بچا ہوتا۔

غازیان نے ساحل پر پہنچتے ہی ملازمین کو دیکھا جو سب سیو تھے اس نے نم آنکھوں سے آسمان کو دیکھا۔

یارب تیرا شکر......

اور فوج کی بھاری نفری اگلے ڈیڑھ گھنٹے میں انہیں ریسکیو کر چکی تھی۔

غازیان بیشک ملازمین کو بچا چکا تھا لیکن وہ یہ بات فراموش کر بیٹھا تھا کہ لوسیفر کے وفادار اسے فون کر کے حالات کا پہلے ہی بتا چکے تھے۔

....

وہ جو خیالوں کی دنیا سے باہر آئی تو احساس ہوا کہ کافی آگے آ گئی ہے.... نم آنکھوں سے گھوم کر دیکھا چاروں طرف بنگلے تھے لیکن کوئی انسان نہیں تھا۔

اسے اپنی سنگین غلطی کا احساس ہوا تو قدم واپس موڑے۔

میر.... لبوں نے ایک ہی لفظ ادا کیا تھا۔

ہوا اور برف اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر رہی تھی چادر کو مزید مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹا اور قدموں کی رفتار میں اضافہ کیا۔

اس کے پیروں نے اس برف میں مزید چلنے سے انکار کیا تھا اور تبھی دو شخص پیچھے سے اس کے سامنے نمودار ہوئے۔

اے لڑکی! دو دیو ہیکل شخص اپنی غلیظ نظروں سے اسے اوپر سے لے کر نیچے تک گھورنے لگے۔

زندگی کے اتنے سالوں میں اسے مرد کی ہوس بھری نظروں کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا آج شدت سے اسے پھر اپنا باپ یاد آیا۔

جن کے سر پر باپ کا سایہ ہوتا ہے کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ ان کو نظر اٹھا کر دیکھیں لیکن وہ یتیم تھی اور یتیموں کو لوگ اپنا ذاتی مال سمجھ لیتے ہیں۔

چھن سے ذہن پر میر ابراہیم کا چہرہ آیا..... اس نے باہر کی سرد ہوا تک نہ لگنے دی تھی اسے اور آج وہ اپنی غلطی.....

اس نے سرپٹ بھاگنا شروع کیا...... عزت جانے کا خوف دنیا کے ہر خوف پر بھاری ہوتا ہے۔

اے.....رک......گالی.....رک.....

وہ دونوں اس کے پیچھے بھاگتے گند بک رہے تھے اور پھر اسے جالیا جو یک دم ٹھوکر لگنے کی وجہ سے برف پر گری تھی بُری طرح۔

او..... ہو..... شکاری خود منہ کے بل گرا ہے ان میں سے ایک نیچے بیٹھتا اس کے رخسار پہ آری ترچھی لکیر کھینچنے لگا۔

میرال نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ پیچھے کیا اور تبھی اس کے کندھے پر کندا وہ نشان نظر آیا۔

Sold Useless

ہاہاہا..... دیکھ سالی....... کو..... پھر پھر اتو ایسے رہی ہے جیسے پہلے اسے کبھی کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے قریب آئے اور زبردستی اسے اٹھانا چاہا۔

اس نے پلٹ کر ان دونوں کے منہ پر تھوکا وہ دہشت میں آکر کچھ کرتے اس سے پہلے ہی ماحول میں سائرن کی آواز گونجنے لگی تو وہ اسے ٹھوکر رسید کرتے بھاگے۔

....

رانیل ٹی وی دیکھتی نیم دراز سے صوفے پر لیٹی تھی دوپہر کے تین بجے کام والی کام کر چکی تھی اور آج اپنے بیٹے کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے رانیل سے چھٹی مانگ کر کب کی جا چکی تھی۔

رانیل کو اچانک مین ڈور پر کھٹکا محسوس ہوا جسے اس نے اپنا وہم سمجھا۔

کیونکہ گارڈ اور واچ مین کی موجودگی میں کسی کا وہاں پہنچنا ممکن نہ تھا۔

لیکن اگلی بار زوردار دستک سے وہ چیخ مارتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

گود میں پڑا پاستے کا باؤل زمین بوس ہوا۔

باہر سے آدمیوں کے مسلسل جھگڑنے کی آواز آ رہی تھی اسے سمجھ نہ آیا وہ کیا کرے۔

اس نے حواس باختہ ہو کر غازیان کا نمبر ملانا شروع کیا یہ اس کی بیوقوفی تھی کیونکہ مشنز میں فون کہاں الاؤ ہوتے تھے یہ بات غازیان اسے بتا کر گیا تھا۔

اس وقت اس کے فون ڈائل میں ایسا کوئی نمبر نہ تھا جس سے وہ مدد مانگتی۔

فائرنگ کی آواز پر وہ کان پر ہاتھ رکھتی صوفے کے پیچھے بیٹھتی چلی گئی حالات اس کی سمجھ سے باہر تھے۔

اور پھر باہر سناٹا چھا گیا لیکن صحن کے بیک پر لگا گلاس وال چھناکے سے ٹوٹا تو اس کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی۔

اور بھاگ کر کچن میں آئی اور فریج کے پاس چھپ گئی کیونکہ کچن میں اس وقت اندھیرا تھا۔

وہ چیخ کر کسی گارڈ کو نہیں بلا سکتی تھی۔

لیکن اندر داخل ہونے والے شاید اسے بھاگ کر کچن میں جاتا دیکھ چکے تھے۔

اس لیے کچن کی لائٹ اون ہوتے ہی اس نے حواس باختہ ہوتے چلانا شروع کر دیا۔

اے لڑکی خاموش ہوا میں ہوئے ایک فائر سے کچن کی چھت پر لگا لیمپ چھنا کے سے ٹوٹا تھا اور کانچ پورے کچن میں بکھر گیا۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی کھڑی ہوئی۔

کیا... چا... چاہیے....؟

تم چاہیے ہو لڑکی..... تم پر دل آگیا ہے لوسیفر کا.... اس بھاری ڈیل ڈول کے آدمی نے خباثت سے اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھتے کہا۔

غاز..... غازیان..... تمہیں.... نہ.... نہیں چھوڑے گا.....

رے چھوڑی..... بکواس نہیں تجھے لینے آئیں ہیں... چل.....

اس شخص کے آگے بڑھتے اس کی کلائی جکڑی۔

وہ روتی اس سے فریادیں کرنے لگی لیکن وہ گھسیٹتا اسے کچن سے باہر لایا۔

لیکن فون کے رنگ ہونے پر سکرین پر نام دیکھ کر چونکا اور کال پک کی۔

جی سر.....؟

اوکے... پر سر.....

اوکے... اوکے...

معاف کیجیے گا سر ....

ہم پہنچ رہے ہیں ...

وہ فون کان سے ہٹاتا دوسرے شخص کو دیکھتا بولا لوسیفر نے فوراواپس آنے کو کہا ہے باقی ڈیلرز پوری نہیں کی گئیں سالا علی اور سارے ملازمین غائب ہیں چل جلدی۔

وہ اسے دیکھ کر باہر نکل گیا۔

اے لڑکی لوسیفر کے ساتھ اب میرا بھی دل آگیا ہے تجھ پر لوسیفر کا دل بھر گیا تو تجھے میرے حصے آنا ہو گا وہ اس کے قریب آتا بولا۔

رانیل نے ڈر کر آنکھیں میچی اور قدم پیچھے کی طرف لیے۔

ہاہاہا.......وہ آدمی قہقہہ لگاتا اسے آنکھ مارتا باہر نکل گیا۔

....

وہ جو بھاگتے بالکل ہی مخالف سمت نکل آئی تھی اب برف پر پڑی بے جان سی تھی ارد گرد کے ماحول سے یکسر انجان۔

میر رررر......ان پھٹے ہونٹوں جو نیچے گرتے پھٹ گئے تھے اس کے منہ سے یہی لفظ برآمد ہوا اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔

ٹھیک تین منٹ چھیالیس سیکنڈ بعد میر ابراہیم اس پر جھکا اسے باہوں میں اٹھا چکا تھا۔

پولیس کے سائرن کی آواز اب قریب سے آ رہی تھی اور ساتھ وہ دو شخص بھی جنہوں نے اپنی موت کو خود دعوت دی تھی۔

داد بخش بھی سر جھکائے کھڑا تھا بیشک وہ گھر پر نہ تھا لیکن میرال میر ابراہیم کی حفاظت کا ذمہ اس نے اپنے سر اٹھایا تھا۔

داد بخش یہ دونوں مجھے کہاں ملنے چاہیے اس سے تم بخوبی واقف ہو.....وہ سرد نگاہ اس پر ڈالتا بولا۔

جی سر......

دیکھیے میر ابراہیم آپ قانون کو ہاتھوں میں نہیں لے سکتے.....

اچھا اگر قانون کو ہم جیسے ہاتھوں میں نہ لیں تو لوگ بھول جائیں کہ انصاف نامی شے بھی دنیا میں ملتی ہے کیونکہ تم سب تو بکاؤ ہو۔

پیسے مل جائیں گے اب جا سکتے ہو۔

وہ پولیس افسر سر جھکا گیا اور باقی سب کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ پھیلی۔

میر رررر......ان پھٹے ہونٹوں جو نیچے گرتے پھٹ گئے تھے اس کے منہ سے یہی لفظ برآمد ہوا اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔

ٹھیک تین منٹ چھیالیس سیکنڈ بعد میر ابراہیم اس پر جھکا اسے باہوں میں اٹھا چکا تھا۔

پولیس کے سائرن کی آواز اب قریب سے آرہی تھی اور ساتھ وہ دو شخص بھی جنہوں نے اپنی موت کو خود دعوت دی تھی۔

داد بخش بھی سر جھکائے کھڑا تھا بیشک وہ گھر پر نہ تھا لیکن میرال میر ابراہیم کی حفاظت کا ذمہ اس نے اپنے سر اٹھایا تھا۔

داد بخش یہ دونوں مجھے کہاں ملنے چاہیے اس سے تم بخوبی واقف ہو....وہ سرد نگاہ اس پر ڈالتا بولا۔

جی سر......

دیکھیے میر ابراہیم آپ قانون کو ہاتھوں میں نہیں لے سکتے.....

اچھا اگر قانون کو ہم جیسے ہاتھوں میں نہ لیں تو لوگ بھول جائیں کہ انصاف نامی شے بھی دنیا میں ملتی ہے کیونکہ تم سب تو بکاؤ ہو۔

پیسے مل جائیں گے اب جا سکتے ہو۔

وہ پولیس افسر سر جھکا گیا اور باقی سب کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ پھیلی۔

داد بخش ان دو آدمیوں کے چہرے پر کالے کپڑے باندھ کر لے جا چکا تھا۔

میر ابراہیم نے جھک کر اس دیکھا جس کے چہرے پر برف اب بھی لگی تھی چادر ڈھلک چکی تھی کندھے کا نشان سامنے تھا اور ہونٹ پھٹے ہوئے۔

اس کی دماغ کی شریانیں پھول گئیں اگر وہ ایک لمحے بھی لیٹ ہو جاتا تو...... آگے کچھ بھی سوچنا سوہانِ روح تھا۔

وہ اسے تھام کر سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا اس کے پاؤں اور ہاتھ نیز کے سارا جسم ہلکا ہلکا نیلا تھا.... برف کی وجہ سے.....

کیونکہ پہلی بار برف باری کا سامنہ کیا تھا اس نازک جان نے اور وہ کب سے باہر تھی یہی چیز اسے مزید طیش دلا رہی تھی۔

سرخ آنکھوں سے ایک آنسو بے مول ہو کر اس کے ہونٹ کے کنارے پر آٹھہرا اس نے اسے مزید خود میں بھینچا اور قدم واش روم کی طرف بڑھائے۔

....

اور پھر بھاری نفری پہنچ چکی تھی باقی تمام ملازمین کو ریسکیو کر لیا گیا تھا اب بچے تھے پانچ۔

باقی ملازمین کو مختلف بسوں میں سوار کر کے ان کے حلیے بدل دیے گئے تھے کیونکہ یہ علاقے لوسیفر کے جاننے والوں کے تھے۔

غازیان نے خرم کو اپنے ساتھ روکا اور حمزہ خالق کو واپس جانے کا کہا۔

نہیں سر اب میں رکنا چاہتا ہوں ان پانچ ملازمین کو بھی جینے کا حق ہے ان کو واپس لانا ہمارا فرض۔

تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے حمزہ خالق جاؤ تمہاری بیوی کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہو گا اس وقت انہیں تمہاری ضرورت ہے جاؤ .....

سر میں یہ احسان کبھی نہیں اتار پاؤں گا.....وہ مشکور آنکھوں سے اسے دیکھتا بولا۔

احسان نہیں اتارنا بس دعا کر دینا کہ رب مجھے بھی جلد اولاد سے نوازے اور کچھ دعائیں فوراً قبولیت کا شرف پا لیتی ہیں۔

لیکن سر آپ اکیلے....؟

اکیلا ہی کافی ہوں.... ویسے بھی خرم ساتھ جا رہا ہے وہاں موجود تمام ساتھیوں نے غازیان اعجاز کو دیکھا آج وہ جس مقام پر تھا اسی وجہ سے تو تھا۔

سر میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں ان کے ساتھیوں میں سے ایک بولا اور اس کے پانچ نے ہاتھ اٹھا کر ساتھ جانے کی درخواست کی۔

غازیان نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

ملازمین کو پہلے ہسپتال منتقل کیا گیا تھا ان کے جسم میں کنند ڈرگز کو نکال کر ضائع کیا گیا اور فوری طور پر ٹریٹمنٹ دیا گیا۔

ان کے گھر والوں کو فوری طور پر ملنے نہیں دیا گیا تھا لیکن خبر ملنے پر کہ ملازمین کو بچا لیا گیا ہے سوشل میڈیا اور میڈیا پر طوفان اٹھا گیا تھا۔

ہر کوئی خوش تھا یہ اقدام جس ایجنسی کی طرف سے کیا گیا تھا اسے سراہا جا رہا تھا لیکن لوگ اس شخص کا نام جاننے کے خواہشمند تھے جس نے یہ سب کر دکھایا تھا جو حکومت نہیں کر پائی تھی۔

اور نام معلوم ہوتے ہی سوشل میڈیا مختلف ٹرینڈ بنا چکا تھا۔

gaziyan the saviour

workers are back

stay strong gaziyan

اور ایسے کئی ٹرینڈ سوشل میڈیا کی زینت بنے تھے لیکن جس کے بارے میں یہ سب کیا جا رہا تھا نا تو اسے معلوم تھا نہ اس کے قریبی رشتے کو جو تکلیف میں تھا۔

....

میرنے اس کے زخمی ہونٹ کے کنارے پر انگلی پھیری تو اس نے آنکھیں میچی۔

میرنے جھک کر اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا لیکن اب کی بار ہر بار کی طرح کی نرمی نہیں تھی۔

میرال نے اس کے سینے پر مکے برسائے تھے اتنی شدت محسوس کرتے۔

وہ دور ہوا تو اس کی نم آنکھیں دیکھیں۔

خبردار! میں نے تمہاری آنکھوں میں ایک بھی آنسو کی رمق دیکھی...جو کچھ تم نے آج کیا ہے میرے ساتھ.....اس کا خمیازہ تو بھگتنا پڑے گا۔

میرال کی جان ہوا ہوئی۔

میر.......ررر .....

ششش.....میں بتاتا ہوں تمہیں کہ جسم سے روح کھینچے جانے کا خوف کیا ہوتا ہے وہ جھکا اور اس کے کندھے پر کند ان دو لفظوں پر شدت سے ہونٹ رکھے اور پھر اس کے کان کی لو کو دانتوں میں لیا۔

میر .....

لیکن آج وہ اس کی سننے کے موڈ میں نہ تھا اپنی گردن پر اس کے ہونٹ محسوس کرتے اس نے آنکھیں زور سے بند کی۔

اور اس کی شدتوں کو محسوس کیا تھا..... وہ کتنا جنونی تھا اس بات کا اندازہ آج صحیح معنی میں ہوا تھا اسے..... لیکن اس کے ہر عمل میں محبت کا عنصر پوشیدہ تھا ......

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر جا چکا تھا میرال جانتی تھی آج دو لوگ جہنم وصل ہو گئے اس نے سکون سے آنکھیں موند لی۔

دل پر گہرا سکوت طاری تھا.... وہ جانتی تھی کہ میر ابراہیم اسے تکلیف پہنچانے والوں سے خود ہی بدلہ لے لے گا .....

یہی سوچ آتے اس نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔

....

رابیل وہیں بیٹھی کانپنے لگی اس سے پہلے کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی دروازہ کھلا اور گارڈز بھاگتے اس کی طرف آئے۔

اس لڑکی کو کچھ ہو جاتا تو غازیان اعجاز انہیں زمین میں زندہ گاڑ دیتا۔

میم..... سب ٹھیک ہے.... سب ٹھیک ہے وہ اسے حوصلہ دینے لگے۔

تو وہ اٹھ کر بیٹھی اور سوجی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور حالات جاننے کی کوشش کی۔

میم ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ کون لوگ ہیں لیکن ہمارے ایک گارڈ کو وہ مار چکے ہیں اور دو زخمی ہیں بس میں صحیح سلامت بچا ہوں۔

آپ کو ہسپتال لے چلتے ہیں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ....

نہیں.....مجھ.....مجھے نہیں نہیں جانا ......

نہیں میم چلیں آپ کو چلنا چاہیے.....

نہیں گارڈز کو فوراً پہنچاؤ ہسپتال اور بھائی آپ پلیز یہیں بیٹھ جائیں مجھے سمجھ نہیں آرہی کے کس کو بلاؤں۔

میم ان کو بھیج دیا گیا ہے اور باقی دو گارڈز کو بھی میں بلا چکا ہوں جن کی صبح میں ڈیوٹی تھی وہ باہر موجود ہیں اگر ان کے پاس ہتھیار نہ ہوتے تو یہ سب نہ ہوتا۔

ہم ان کے چار لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے تھے لیکن دو پچھلی طرف سے اندر داخل ہوئے۔

رابیل کا حیرت سے منہ کھلا تو کیا وہ بھی چھ تھے..... اگر وہ سارے آتے تو کیا وہ خود کو محفوظ کر پاتی۔

میں اپنے بیوی بچوں کو بلا چکا ہوں میم اب وہ یہاں کوارٹر میں رہیں گے تا کہ آپ کو اکیلا نہ محسوس ہو وہ شخص کیسے اس شخص کی بیوی کو تنہا چھوڑ دیتا جس کے کافی احسانات تھے اس پر......

اس پر کیا ان سات گارڈ پر ہی وہ تمام وہ لوگ تھے جو غازیان کے بے شمار احسانوں کے تلے دبے تھے اس لیے ایک پکار پر بھاگے آئے تھے۔

اس لیے تو غازیان اعجاز کی بیوی کی حفاظت انہوں نے جان پر کھیل کر کی تھی۔

کوارٹر میں نہیں.... یہیں پر گھر میں میرے ساتھ رابیل نے اسے کہا۔

اوکے میم یہ لیں آ گئے۔

رابیل نے سامنے دیکھا جہاں ایک عورت ایک بچے کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی بچہ لگ بھگ پانچ سالوں کا تھا لیکن اس کی گود میں ایک نو مولود بچی بھی تھی۔

شاکرہ اب تمہیں یہیں میڈیم کے ساتھ رہنا ہے چوبیس گھنٹے۔

ہاں ٹھیک ہے کھانا بھی ہم بنائیں گے ہمیں بہت اچھا آتا ہے بنانا وہ شاید کافی باتونی تھی۔

رابیل کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر گارڈ سارا گھر صاف کرواتا باہر نکل گیا۔

....

samiyach02@gmail.com

میر ابراہیم نے سرخ آنکھوں نے ان دو لوگوں کو دیکھا اور پھر اپنی ساری وحشت ان پر انڈیلی۔

کیونکہ اس روحِ جاناں پر تو وہ چاہ کر بھی غصہ نہیں کر پایا تھا اگر اس سے کوئی اس کی کمزوری پوچھتا تو وہ محض اپنی زندگی کی روداد ان کو سنا دیتا۔

جس میں صرف میرال سکندر تھی..... اس کو کھونے کا ڈر..... کئی راتیں اس نے جاگ کر گزاری تھی کہ اگر سچ میں وہ اسے نہ ڈھونڈ پایا تو.....؟

واپس آنے کے بعد ہر رات اس نے اسے ڈھونڈتے گزاری تھی ہر شہر میں ......

اور وہ اسے کہاں ملی تھی..... اسی کے گھر.... نوکروں جیسی زندگی جیتے .....

وہ دو شخص اب زمین پر بے حال پڑے تھے اس نے داد بخش کو اشارہ کرتے انہیں یہاں یہ لے جانے کو کہا جن کی سانسوں کی رفتار دھیمی چل رہی تھی۔

اب وہ اپنا ایک مہینہ ہسپتال میں گزارنے والے تھے وہ کپڑے بدلتا واپس آیا جہاں وہ محو خواب تھی۔

دل پر ٹھنڈے پانی کی پھوار پڑی تھی اسے دیکھتے.... اس کے بغیر اگر وہ نامکمل تھی تو اس کے بغیر وہ بھی کچھ بھی نہیں تھا۔

لوگ کہتے ہیں محبت دوبارہ بھی کی جاسکتی ہے وہ سمجھتا تھا کہ محبت دوبارہ کی جاسکتی ہے لیکن ایک ہی فرد سے.....
اور بچپن کی محبت بہت جان لیوا ہوتی ہے وہ بھی تب جب مخالف کے ساتھ رشتہ رب نے جوڑا ہو ....

بچپن کی محبت ہمارے ساتھ پروان چڑھتی ہے ملے نا ملے وہ ہمارا فعل ہے کہ ہم اسے پانے کے لیے تڑپ دکھاتے ہیں یا نہیں .....

بیشک لڑکیوں کو آواز اٹھانے کا موقع ملے نا ملے لیکن اگر ایک مرد محبت کرے تو اتنا تو دم رکھے کہ دنیا والوں سے اپنی محبت منوا سکے..... مجبوریاں صرف بہانہ ہیں

جو سچ میں محبت کرتے ہیں وہ ساتھ نبھاتے ہیں ہر قیمت پر... ہر حال میں..... اور یہی محبت کا اصول ہے۔

وہ ایک دن بھی اس کے بغیر نہیں جی سکتا تھا.... کہنے کو یہ افسانوی باتیں ہیں لیکن عشق محبوب کے ساتھ مرنے کا نام ہے۔

اور ایسا ہی عشق میر ابراہیم کا تھا میرال سکندر سے۔

....

لوسیفر کو جیسے ہی پتا چلا تھا کہ اس کی تمام ڈیلرز کینسل ہو گئی ہیں وہ پاگل ہو گیا تھا۔

ڈیلر اپنی رقم واپسی کی ڈیمانڈ کرتے اسے دھمکیاں دے رہے تھے اپنے اس ڈرگ مافیا کی دنیا میں پہلا دھچکا اسے لگا تھا۔

مطلب وہ غلط شخص پر اعتبار کر گیا تھا اس نے علی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن سب ناکام جا رہا تھا اس کے تمام وفادار بھی فون نہیں اٹھا رہے تھے۔

جو اسے پہلے ہی علی کے دھوکے سے ملازمین سمیت بھاگنے کی خبر سُنا چکے تھے۔

دھوکا میرے ساتھ دھوکا لوسیفر نے سامنے موجود میز کو ٹھوکر مار کر گرایا۔

اس نے اپنے لوگوں کو فوراً اس سمندر اور اڈے کی طرف روانہ کیا تھا جہاں اسے اپنے دو تین وفادار لوگوں کی ڈیڈ باڈیز پانی سے ملی تھی۔

میں نے تو تمہیں سمجھایا تھا لوسیفر وہ شخص دھوکے باز ہے... مارتھا نے کمرے میں داخل ہوتے اسے غصے میں پاگل ہوتے دیکھتے کہا۔

تجھے کیسے پتا اس کا..... کیسے سب بتا...؟

اور پھر مار تھا نے سب اگل دیا سوائے اس رات کے ....

اس کا اصل نام غازیان اعجاز ہے جو شاید فوج میں یا کسی ایجنسی کے لیے کام کرتا ہے اس کی ایک عدد بیوی میں تمہیں پہلے ہی دکھا چکی ....

میں چھوڑوں گا نہیں سالے کو.....لوسیفر غصے سے پاگل ہوتا چیخا۔

سب ناکام ہو گیا تھا......اسے حکومت کی طرف سے خود کو سیر نڈر کرنے کی خبریں موصول ہو رہی تھیں۔

لیکن اتنی جلدی نہیں علی.....تجھے تباہ کر کے ہی جاؤ گا ....

....

وہ اس کے ساتھ آکر لیٹا اور اس کی خوشبو اپنے اندر اتاری اس کی بالوں کی جو ایک لٹ کل کاٹی تھی اسے غصے سے دیکھا اور ہلکی سی کھینچی۔

وہ اٹھ گئی تھی تب ہی جب وہ اس کے پاس آکر لیٹا تھا اب اس کے بال کھینچنے پر اسے دیکھا۔

آپ نے ہی کاٹے ہیں ایسے نہ دیکھیں۔

اور مجھے مجبور کس نے کیا تھا؟ غصہ نہیں تھا لیکن سنجیدگی ہنوز برقرار تھی۔

میں نے .....

باہر کیوں نکلی تھی کل؟ میر نے اسے اٹھا کر بٹھایا اور خود بھی بیٹھا۔

میں ناراض ہو گئی تھی اور غصہ آیا تھا آپ پہ وہ معصومیت سے کہتی مسکرائی۔

تو جب بھی مجھ پر غصہ آئے گا یا ناراض ہو گی تو ایسے ہی چھوڑ جاؤ گی....؟ نا جانے وہ کیا جاننا چاہ رہا تھا۔

اممم...... سوچنا پڑے گا۔

میرال.....ل..ل.....اس کی آنکھوں میں تنبیہ تھی۔

آئم سوری..... میری غلطی تھی میں مانتی ہوں جس کا خمیازہ بھی بھگت چکی ہوں اس نے اپنی غلطی تسلیم کی۔

اور اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟

آپ ہونے ہی نہیں دیتے اور ان دونوں کا بھی پتا مجھے کسی ہسپتال میں لیٹے کوس رہے ہوں گے مجھے وہ کھلکھلا کر بولی تو وہ بھی مسکرایا۔

اف.... ہنستے بھی ہیں.... آپ میرال نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

آئندہ میری اجازت کے بغیر گھر تو کیا دروازے سے باہر بھی قدم نکالا تو میں خود مار دوں گا تمہیں وہ سختی سے بولا۔

اوکے.....وہ جھک کر کہتی اس کے گال پر اپنا گال مس کر گئی اور پھر اس کی آنکھیں چومتی اٹھی۔

اور یہیں میر ابراہیم کا سارا غصہ ہوا ہو جاتا تھا۔

وہ برش لے کر آئی اور اس کے سامنے بیٹھ گئی یہ لیں اور بنائیں بال آپ نے کہا تھا آپ بنایا کریں گے۔

میر نے اس کے سارے بال سنبھالے اور برش کر کے اونچی پونی ٹیل کر دی۔

چلو اب فریش ہو کر آؤ ناشتہ کریں میر نے اسے واش روم کی طرف جانے کا کہا۔

کیونکہ خود وہ فریش ہو چکا تھا۔

....

رابیل کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی وہ کون لوگ تھے وہ انجان تھی اس سے .....

اسے فوراً یاد آیا کہ غازیان نے اسے میر ابراہیم کا نمبر دیا تھا اس نے اپنی عقل پر ماتم کیا وہ ڈر گئی تھی اب کچھ ہوتا تو وہ سب سے پہلے میر ابراہیم کو فون کرنے والی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد اس نے اپنا دھیان اس نومولود بچی کی طرف کیا اور اسے گود میں اٹھا کر اس کے گال چومے اور بچے کو ساتھ بٹھایا۔

شاکرہ تو اس میم کو دیکھ حیران تھی جو اس کے بچوں کو تھام کر چوم رہی تھی نہیں تو امیر لوگ کہاں غریبوں کے بچوں کو کچھ سمجھتے ہیں۔

اس نے انہیں اپنے ہی کمرے میں سلایا تھا ساری رات وہ سوئی جاگی کیفیت میں رہی تھی۔

بچی کے رونے کی آواز پر جاگی شاکرہ شاید تھک گئی تھی اس لیے نہیں جاگی تھی اس نے بچی کو اٹھایا اور ٹہلنا شروع کیا تاکہ وہ سو جائے۔

اسے اس رات کا منظر یاد آیا جب غازیان نے اس سے کچھ ڈیمانڈ کی تھی۔

رابی.... وہ جو اس کے لیے کافی بنا کر لائی تھی اسے پکارتی بولی۔

تمہیں بچے پسند ہیں؟

ہاں! بچے کسے پسند نہیں ہوتے؟

تو ٹھیک ہے ہمیں بھی اپنا بے بی لانا چاہیے۔

غازیان آپ تو ایسے کہ رہے ہیں جیسے بچہ کہیں سے ملتا ہو اور اب ہمیں بھی خرید نا چاہیے۔

ہاہاہاہا...... تو میڈیم مجھے کیا کرنا چاہیے آپ سے ریکویسٹ کر سکتا اور تو کچھ بھی اس بندہ ناچیز کے ہاتھ میں نہیں

غازیان نے کافی پی کر مگ خالی کیا اور اسے لا کر بیڈ پر بٹھا کر اس کے ہاتھ تھامے۔

تمہارے ہاتھ ٹھنڈے ہیں بے وفا..... غازیان نے اچانک کہا تو وہ چونکی۔

ایسا کیوں کہا آپ نے؟

جن کے ہاتھ ٹھنڈے ہوتے ہیں وہ وفا نہیں نبھا پاتے۔

یہ سب انسانوں کی بنائی باتیں ہیں ابھی دھوئے تھے اس لیے ٹھنڈے ہیں اور وفا کی بھی خوب کہی رابیل غازیان کی وفا دنیا دیکھے گی اس نے گردن اکڑا کر کہا۔

اوکے مان لیا غازیان نے لیٹ کر اسے بھی ساتھ لٹاتے کہا۔

رابیل ....

ہم .....

ویسے تو میں ایک بے بی پر بھی گزارا کر لوں گا لیکن میری معلومات کے مطابق تمہیں ٹوئنز پسند ہیں غازیان کو پھر واپس اسی ٹاپک پر آتے دیکھ اس نے گھورا۔

آپ کو کس نے بتایا؟

یہ سوال مت پوچھا کرو میں تمہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں غازیان نے کہتے اس کے کندھے پر ہونٹ رکھے۔

اف.... غازیان یہ کیا کر رہے ہیں...؟

اب ہمیں بھی گھر میں رحمت لے آنی چاہیے غازیان نے کہتے اس کی حیرت سے کھلی آنکھوں پر ہونٹ رکھے اور پھر آنکھوں سے لبوں تک کا فاصلہ طے کرتے اس پر حائل ہو گیا۔

رابیل نے جھک کر بچی کو دیکھا جو اب سو گئی تھی خود کی نظر شیشے پر پڑی جہاں مسکراہٹ کا راج تھا۔

آئی مس یو بیڈلی لو.....

....

ناشتہ کرنے کے بعد وہ لاؤنج میں بیٹھے تھے میر نے اس کے یہاں بیٹھنے کی ضد کو دیکھتے سب کو رخصت کیا تھا۔

اس پر لحاف ڈالتے نظر سکرین کی طرف کی جہاں وہ کوئی باربی والے کارٹون دیکھ رہی تھی۔

میر ....

ہم ....

مجھے کچھ پوچھنا ہے !...

کیا؟

وہ سب جو آپ بتانا چاہتے تھے.... میرے بچپن سے لے کر اب تک.... ہمارا نکاح کب ہوا..... آپ نے مجھے کیسے ڈھونڈا..... مبشر علوی کیوں بنے... سب...

میر نے ایک نظر اسے دیکھا اور گہرا سانس بھرا اور پھر سب اسے بتاتا چلا گیا۔

تمہیں جب فردوس نظامی نے بیچا تھا دوسری بار تب تمہیں وہاں سے بحفاظت نکلوالیا گیا تھا لیکن افسوس میں تم پر وہ مہر لگنے سے بچا نہیں پایا اس بات کا افسوس مجھے زندگی بھر رہے گا.....اس کے بعد بہت بری حالت میں تھی تب پہلی بار دھتکارا تھا تم نے مجھے ....

کب... میں نے؟

ششششش ......

اب صرف مجھے سنو ....

اس رات میں واپس جا رہا تھا.... تم اتنی زیادہ خوفزدہ تھی کہ مجھ سے ڈر رہی تھی اس رات مجھے لگا میرا دل پھٹ جائے گا... نظامی کو لگا میں واپس چلا جاؤں گا لیکن اسے رات کے اندھیرے میں تمہیں میرے نام کیا گیا.... ہمارا نکاح اسی رات ہوا تھا پاپا نے کروایا تھا میر حیدر کو یاد کرتے وہ افسردہ ہوا۔

مجھے بچایا کیسے؟

ہمیں پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا جس رات تمہیں پہلی بار اس عورت نے کسی کے حوالے کیا تھا مجھے خبر مل گئی تھی کیونکہ کچھ لوگ تمہاری حفاظت کیلیے پاپا نے ہائیر کیے تھے۔

لیکن ہم لوکیشن جب تک پتا لگواتے تمہیں ہمارے ڈر سے واپس بلا لیا گیا دوسری بار جب اس نے ایسا کیا.... ہم اس جگہ پر بر وقت پہنچ چکے تھے .....

اس کے بعد سے بیشک میں نظامی کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور پاپا نے مجھے پڑھنے بھیج دیا کیونکہ تمہاری حفاظت وہ خود کر رہے تھے دور سے ہی سہی ...

لیکن وہاں مجھے ایک پل بھی چین نہ ملا... پر مجبور تھا کہ پاپا نے پہلے پڑھائی مکمل کرنے کو کہا تھا۔

تبھی پاپا کا سارا بزنس لیاقت نے اپنے نام کروالیا اور انہیں اپنے دوست کے ساتھ مل کر...... اس کی آنکھوں شدت غم سے سرخ پڑی.... قتل کر دیا۔

معلوم ہے اس لیاقت کا دوست کون تھا....

شوکت نظامی۔

ماما کو دوائیاں دے کر نیم پاگل کر دیا گیا تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ میر حیدر کا کوئی بیٹا بھی ہے میں نے واپس آتے ہی اپنا کھیل شروع کیا۔

لیاقت کے ساتھ مبشر علوی بن کر رہا..... تمہیں ڈھونڈا تو اندازہ ہوا تم پاکستان میں ہی ہو... اور شوکت نظامی کے بارے میں بھی سب پتا لگوایا۔

اس کے بعد سے ایک ایک لمحہ میری تم پر نظر رہی ہے ....

میں نے جانا کہ میرال سکندر اب عشق بن کر رگوں میں دوڑنے لگی ہے تو ایک رات چلا آیا لیکن اپنی حقیقت نہیں بتائی۔

پھر لیاقت نے تم پر پیسوں کے غبن کا الزام لگایا وہ بھی اس کی گندی نظر تھی تم پر.... ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔
میں نے نے ڈبل قیمت اس کے منہ پر مار کر تمہیں اپنی نظروں کے سامنے اپنے آفس میں رکھا..... لیاقت کے خلاف میں اس کی بیوی سے سارے ثبوت نکلوا چکا تھا۔

لیکن نظامی ...

....

samiyach02@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

شوکت نظامی بہت سی الیگل سرگرمیوں میں ملوث تھا یہ مجھے غازیان سے پتا چلا.... ہاں واپس آ کر میں نے اپنا دوست پالیا غازیان اعجاز..... میرا یار ...

پھر تب سے اب تک ہم ساتھ تھے لیکن دنیا پر آشکار نہ ہونے دیا....

لائبہ کے زریعے شوکت تک جانے کا پلین تھا اس سے پہلے میں چھپ کر تم سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن لائبہ نے پرپوز کر دیا....

.میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا اس لیے تمہیں انکار کیا ....

میرال کی پکڑ اس کے بازو پر مضبوط ہوئی تو اس نے بنا دیکھے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

لائبہ سے شادی کا ڈھونگ کیا لیکن وہ تمہیں بدنام کرنے کی اوچھی حرکتیں کرنے لگی تو مجبوراً مجھے اس کا سارا ابائیو ڈیٹا لیک کرنا پڑا کہ تم پر ایک بھی حرف برداشت نہیں تھی مجھے۔

پھر تمہیں یہاں لے آیا لیکن تمہیں حقیقت سے دور رکھا کہ میں چاہتا تھا تم مجھے خود ڈھونڈو میں جانتا تھا تم میری خوشبو پہچاننے لگی تھی۔

لیاقت کو سزا دلوا چکا ہوں وہ کب کا اپنے اصل پر پہنچ گیا اور وہ تمام لوگ بھی جنہیں تمہیں بیچا گیا تھا۔

لیکن شوکت نظامی نہیں.....

اس کو بھگتنا غازیان کا کام ہے ......

ماما کو آتے ساتھ علاج کروا کے بالکل نارمل کروایا میں نے .....

وہ گہری سانس بھرتا آج سب بول گیا تھا جو سالوں سے اس نے خود کی قید کر رکھا تھا۔

میرال ہلکے ہلکے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔

دونوں کی آنکھیں نم تھی ماضی دردناک تھا دونوں کا۔

میر حیدر کو یاد کرتے وہ دونوں افسردہ تھے لیکن مرنے والوں کے ساتھ کہاں مرا جاتا ہے بس ان کے حق میں دعا کر دی جاتی ہے۔

خاموشی تھی اب وہاں صرف..... برسوں کے دکھ مندمل ہو جانے کے بعد کی خاموشی۔

لیکن آزمائشیں تو زندگی کا حصہ ہوتی ہیں۔

....

دو دن گزرے تھے سب نارمل تھا شاکرہ اپنا سامان لینے گھر گئی تھی اس کے کہنے پر بچے اسی کے پاس تھے۔

وہ نوڈلز بنا کر اس کو کھلاتی ابھی بیٹھی تھی کہ چکر آنے پر ٹھٹکی لیکن نظرانداز کر گئی۔

لیکن اس کے بعد سارا دن اس نے واش روم کے چکر لگائے تھے مسلسل وومٹنگ سے وہ نڈھال اب بیڈ پر پڑی تھی۔

جی وہ میرا شوہر کہہ رہا ہے کہ ہسپتال چیک کروا لیتے ہیں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگتی۔

نہیں شاکرہ تم ایسا کرو میرا فون پکڑا دو بس اور تھوڑی دیر آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔

وہ اسے فون تھماتی باہر نکل گئی رابیل نے نم آنکھوں سے فون ہاتھ میں تھاما اور اس کی تصویر کو دیکھا جو دل میں بسا تھا۔

آج وہ اسے بہت زیادہ مس کر رہی تھی ڈر بھی گئی تھی اس نے سنا تھا مرد سے بہتر کوئی محافظ نہیں آج جان لیا تھا بیشک چھ سے سات گارڈز اس کی نگرانی اور حفاظت کے لیے تھے۔

لیکن جو تحفظ اس کے ساتھ رہتے تھا وہ اب کہیں نہیں تھا وہ اس گھر میں اب خالی خالی خود کو محسوس کر رہی تھی۔

ہادیہ بیگم سے کافی دیر تک اس نے بات کی تھی لیکن اس دن کا حادثہ نہیں بتایا تھا وہ مسلسل اسے آنے کو کہہ رہی تھی۔

جو اس کے لیے ممکن نہ تھا طبیعت ناساز تھی اوپر سے باہر نکلنے کا خوف تھا۔

فون بند ہو گیا تو وہ کافی دیر تک اپنے کمرے کی دیواروں کو دیکھتی رہی یہ دیواریں اسے وحشت میں مبتلا کر رہی تھیں۔

اس نے تھک کر نمبر ملایا اور فون کان سے لگاتے فیصلہ کیا۔

اسلام علیکم رابیل! کیا آپ ٹھیک ہیں؟ کچھ ہوا ہے مخالف سمت سے گھمبیر آواز بلاشبہ میر ابراہیم کی تھی۔

وعلیکم السلام! وہ اس کی اتنے اچھے انداز میں بات کرنے پر نم آواز میں بولی۔

آج اسے بات بہ بات رونا آ رہا تھا۔

رابیل آر یو اوکے؟

کیا آپ آ سکتے ہیں؟ مجھے یہاں نہیں رہنا..... غازیان نے کہا تھا کہ......

اوکے میں نکل رہا ہوں غازی مجھے سب سمجھا گیا تھا آپ نے فکر نہیں کرنی پیک کر لیں ضروری سامان اور میرے آنے تک باہر نا نکلیے گا۔

رابیل کو شدت سے اس کی یاد آئی یہ محبت یہ عزت یہ سب اس کی وجہ سے اسے ملا تھا۔

اور پھر شاکرہ اور بچوں سے مل کر وہ باہر آ گئی جہاں وہ اپنی گاڑی کے باہر کھڑا تھا۔

رابیل کے قریب آتے اس نے رابیل کے سر پر پیار دیا۔

بھائی..... پہلا لفظ اس کے منہ سے یہی نکلا تھا کاش میرا بھی بھائی ہوتا۔

اپنی بہن کو لینے ہی یہ بھائی کافی دور سے آیا ہے میر ابراہیم نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔

چلیں میری بیوی بہت بے صبری سے آپ کا انتظار کر رہی ہے اور میں اپنی روحِ جاناں کو زیادہ انتظار نہیں کرواتا۔

وہ سچے دل سے مسکرائی گاڑی راستے پر گامزن تھی۔

غازی نے مجھے بتایا کہ میری بہن کو برف پسند ہے لیکن آپ وہ اس کے ساتھ ہی دیکھیے گا کیونکہ ہم میرے شہر والے گھر جا رہے ہے۔

اور پھر میرال کافی گرمجوشی سے ملی تھی اس کو۔

....

ان میں اچھی دوستی ہو گئی تھی وہ تقریباً ساتھ ہی پائی جاتی لیکن رابیل کی طبیعت مزید گرنے لگی تھی۔

ابھی بھی وہ شام کی چائے پی کر اندر جانے کے لیے اٹھی تھی کہ رابیل کے ہاتھ سے کپ چھوٹ گیا اور وہ خود بھی لمحے میں زمین بوس ہوئی تھی۔

رابیل..... کیا ہوا آپ کو؟ میر..... میر ...

اور پھر ڈاکٹر کے آنے تک وہ دونوں بہت پریشان رہے تھے وہ کیا جواب دیتا اپنے جگر کو کہ اس کی اکلوتی قیمتی انسان کی بھی سہی سے حفاظت نہیں کر سکا وہ۔

نتھنگ ٹو وری.... ڈاکٹر نے کہا تو ان دونوں نے سکون کا سانس خارج کیا۔

شی از ٹو ویکس پریگننٹ.... لیکن کافی ویکنیس ہے آپ کو ان کا بے حد خیال رکھنا ہے کسی ٹینشن سے یا صدمے سے کومپلیکیشنز ہو سکتی ہیں کیونکہ یہ فزیکلی سٹرونگ نہیں ڈاکٹر سب سمجھا کر جا چکی تھی۔

اس نے نم آنکھوں سے یہ بات سنی تھی وہ دونوں اسے ڈھیر ساری مبارک باد دیتے آرام کرنے کا کہتے باہر نکل گئے۔

اس نے تشکر کے آنسو لیے آسمان کی طرف دیکھا۔

غازیان آپ کا انتظار ہے بس.... پلیز جلدی آجائیں ہم دونوں کو آپ کا انتظار ہے ....

دو دن مزید گزر گئے تھے بیشک انہوں نے بہت خیال رکھا تھا اس کا لیکن عجیب ویرانی اسے خود میں محسوس ہو رہی تھی۔

ان کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی اور غازیان ہی نہیں تھا۔

اپنے فون کی بلنک ہوتی سکرین دیکھ کر اس نے جھٹ اس شخص کا فون ہو گا سوچا لیکن اننون نمبر دیکھ کر چونکی۔

اور فون کاٹ دیا لیکن مسلسل اسی نمبر سے فون آرہا تھا اس نے تھک کر فون سائڈ پر رکھا میسج بلنک ہونے پر چونکی۔

رابیل غازیان ہوں فون اٹھاؤ خوشی کا احساس اس کے پورے جسم میں سرایت کر گیا کتنے دنوں بعد اس دشمن جان کی آواز سننے جا رہی تھی وہ۔

لیکن اس نے خود کے نمبر سے فون کیوں نہیں کیا تھا؟

ہو سکتا ہے بیٹری نہ ہو یا اپنا فون فلحال پاس نہ ہو یہی سب سوچتی اس نے دوبارہ آنے والا فون اٹھایا۔

لیکن کوئی کچھ بولا نہیں اور فون کٹ گیا۔

سگنل ٹھیک نہیں.... کا میسج موصول ہوا ہے۔

کل میں واپس آجاؤں گا تمہیں گھر پہنچ جانا چاہیے وہیں ملاقات ہو گی۔

اس نے فون کیا تو آگے سے کاٹ دیا گیا اور دوبارہ یہ میسج ملا۔

اف غازیان فون تو پک کریں اب میرا اس نے میسج ٹائپ کیا۔

ابھی نہیں اٹھا سکتا کل سرپرائز ہے تمہارے لیے واپس آجانا میری جان !!

رابیل نے کئی بار اس کا میسج پڑھ ڈالا اور فوراً اپنی پیکنگ کی وہ واپس آ رہا تھا رابیل نے جھٹ اس کے آنے پر اسے اس خبر سے سرپرائز کرنے کا سوچ لیا تھا۔

....

اگلے روز میرال میر ابراہیم آپریشن تھیٹر میں تھی اس کے کندھے پر داغے لفظ کو جدید مشینری کے ذریعے ختم کیا جانا تھا۔

بیشک یہ سب بہت تکلیف دہ عمل تھا لیکن یہ کرنا بہت ضروری تھا نہیں تو وہ ساری زندگی اسی تکلیف میں گزار دیتی۔

مسلسل دو گھنٹوں سے وہ باہر چکر لگا رہا تھا اور آخر ڈاکٹر نے مسکراہٹ کے ساتھ اسے ملنے کا پروانہ سنایا۔

وہ ہوش میں آچکی تھی اور نظریں دروازے پر ہی چپکائی تھیں جیسے اس کا بے صبری سے انتظار ہو۔

میر..... خوشی کے دو آنسو اس کی آنکھ سے نکلے تھے ان دو لفظوں سے رہائی مل گئی تھی اسے جو اسے رات کو سکون سے سونے نہیں دیتے تھے۔

آپ نے آج مجھے معتبر کر دیا میر.... اس کے بعد میری کوئی چاہ نہیں رہی۔

میر ابراہیم نے آنکھیں موندی یہ لمحہ اسے نئی زندگی بخش گیا تھا جیسے۔

لیکن میری ایک چاہ اب بھی برقرار ہے میر نے جھک کر آہستگی سے اس کے کندھے پر لب رکھے جہاں بینڈیج کیا گیا تھا کہا۔

اور وہ کیا....؟

وقت پر بتاؤں گا ابھی تم بچی ہو ....

جی نہیں میں بچی نہیں ہوں پورے اکیس سالوں کی ہونے والی ہوں ....

ہاہا مجھ سے پھر بھی بہت چھوٹی ہو ....

بتائیں نا ....

وقت آنے پر بتاؤں گا چلو اب گھر چلیں رابیل بھی انتظار کر رہی ہو گی۔

وہ گھر آ چکے تھے تحریم بیگم بھی آ کر مل کے جا چکی تھی پورا دن ان کے ساتھ گزار تھا رابیل بھی سو چکی تھی اب واپس کمرے میں آئی۔

تو وہ منہ میں لحاف ڈالے لیٹا تھا۔

آئم سوری! وہ ماما کیساتھ تھی میں.... میرال نے وضاحت دی کیونکہ وہ جانتی تھی صبح سے اس سے اس کا قیمتی وقت مانگ رہا تھا۔

اٹس او کے...... کمرے میں بھاری آواز گونجی تو وہ منہ بناتی واش روم میں چلی گئی۔

میر.... کچھ لمحوں بعد اس کی آواز نے کمرے کی خاموشی نے ارتعاش برپا کیا۔

ہم .....

میر آئم سو ہیپی ٹوڈے ....

اچھا اور وہ کیوں؟

کیونکہ یہ لفظ اب میرے جسم پر مزید نہیں ہے... میں نے زندگی کا ہر دن اس خوف سے گزارا ہے کہ اگر کوئی یہ لفظ میرے جسم پر دیکھ لے تو میری عزت کوڑی کی بھی نہیں رہ جائے گی۔

آہ... ہاں عزتیں دینے والا رب العزت ہے اس نے اس کی بات کی تصیح کی۔

ہاں مگر یہ ہمارے کھڑے کیے گئے عزت کے سو کولڈ پلرز ہیں پر میں خوش ہوں کہ یہ خوف مزید نہیں رہا میرے ساتھ۔

I'm blessed to have you meer ibrahim

وہ پاس آ کر بولی تو میر ابراہیم کا سارا غصہ ہوا بن کے اڑا۔

یہ لفظ "آب حیات" تھے اس کے لیے۔

....

دو دن بعد پٹی کھول دی گئی تھی بیشک لفظ مٹ چکے تھے لیکن نشان اب بھی برقرار تھا۔

میر چاہتا تھا ایک اور مائنر سرجری کروا کر وہ بھی ختم کروا لیا جائے لیکن میرال سہولت سے انکار کر گئی۔

وجہ دوبارہ وہ تکلیف دہ لمحوں سے گزرنا نہیں تھا وجہ صرف اتنی تھی کہ لفظ مٹ گئے تھے نشان اب معنی نہیں رکھتا تھا۔

میر نے اس کے اس ہلکے سے نشان پر لب رکھ کر اس کی زات کو معتبر کیا تھا۔

اور وہ چاہتی تھی کہ یہ نشان ہمیشہ اسے یاد دلاتے رہیں کہ کسی کی زندگی بھی پرفیکٹ نہیں ہوئی۔

دن برق رفتاری سے گزر رہے تھے اس میں فرق صرف اتنا پڑا تھا کہ راہیل آگئی تھی۔

راہیل کے ساتھ کافی اچھا وقت گزرتا تھا اس نے یادگار دن... چھوٹی چھوٹی شرارتی، باتیں نوک جھونک وہ بہترین دوستین بن گئیں تھی۔

راہیل واپس جا چکی تھی اور کل میر ابراہیم کا برتھ ڈے تھا جسے وہ بھرپور طریقے سے منانا چاہتی تھی۔

کسٹمائز کیک وہ داد بخش کے ہاتھوں منگوا چکی تھی وہ صبح سے گھن چکر بنی ہوئی تھی میر ابراہیم نے کیا کچھ نہ کیا تھا اس کے لیے آج اس کی باری تھی۔

وہ اس دن کو اس کی زندگی کا بہترین دن بنانے والی تھی اپنے کمرے کو اس نے خوبصورت طریقے سے ڈیکوریٹ کیا تھا۔

ایک ایک چیز اپنے ہاتھوں سے کی تھی وہ جب سے یہاں آئی تھی آج پہلی بار کھانا بنایا تھا فرائیڈ رائس اور چکن منچورین۔

ساری تیاری پر آخری تنقیدی نظر ڈال کر اب وہ خود تیار ہونے چلی گئی۔

میر ابراہیم آج صبح سے گھر نہیں تھا راجیل کو چھوڑ کر وہ میٹنگ کے سلسلہ میں شہر سے باہر گیا تھا لیکن وہ رات کو میرال کو اکیلا چھوڑ دے یہ ممکن نہیں تھا۔

سو وہ کچھ دیر میں پہنچنے والا تھا۔

....

غازیان اور اس کے ساتھیوں نے پھونک پھونک کر قدم رکھا تھا اب وہ واپس اسی اڈے پر موجود تھے جہاں پہلی ڈیل پوری ہوئی تھی۔

ان پانچ ملازمین میں سے ہر ایک کی جان ان کے لیے اتنی ہی اہمیت رکھتی تھی جتنی ان سب کی جن کو انہوں نے آزاد کروایا تھا۔

وہ اب بومب مختلف جگہ پر سیٹ کرتے آگے بڑھتے جا رہے تھے وہ اتنے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اس لیے یہ بومب ٹائمر لگا کر فٹ کیے تھے انہوں نے۔

نیچے بیسمنٹ سے آوازیں آرہی تھیں ان ملازمین کو بری طرح مارا جا رہا تھا۔

کیونکہ انہوں نے ان کے ڈرگز کے کاروبار کو آگے بڑھانے سے منع کر دیا تھا۔

ہم جان دے دیں گے لیکن اپنے ملک کی نوجوان نسل کو نشے کا عادی نہیں بنائیں گے ان میں سے ایک ہمت کرتا بولا۔

تو لوہے کی زنجیر سے اس کی پیٹھ پر گہرا وار کیا گیا تو وہ بلبلا اٹھا۔

غازیان نے سموک بومب نکالے اور اس گیراج میں پھینک دیے جہاں وہ سب موجود تھے۔

ہر طرف دھواں ہوتے ہی وہ سب ان ملازمین کو لے کر وہاں سے فرار ہوئے۔

چند لمحوں کا کھیل تھا کایا پلٹ گئی تھی آدمی یہاں سے وہاں پاگلوں کی طرح گھوم رہے تھے۔

ڈھونڈو سالو..... بچ کے نہیں جانے چاہیے وہ... نہیں تو تم سب کو نہیں چھوڑوں گا ان کا لیڈر بولا تو وہ باہر کی طرف بھاگے۔

غازیان نے ان سب کو سرنگ سے باہر نکلنے کا راستہ بتایا وہ ان کے ساتھ ہی تھا جب چونکا کیونکہ کچھ تھا جو چھوٹ گیا تھا پیچھے۔

اس نے دیکھا تو احساس ہوا کہ ملازم پانچ نہیں چار تھے مطلب ایک وہیں تھا۔

رکو......! اس نے سب کو روک کر صورتحال سے آگاہ کیا۔

لیکن سر ہم ایک کے لیے ایسا نہیں کر سکتے سب جان سے جائیں گے۔

کیوں کیا اس کی جان اہم نہیں..... یا اس کے بچوں کی سسکیوں سے ڈر نہیں لگتا؟

لیکن سر ایک کو بچانے کی خاطر ہم ان چار کو بھی مصیبت میں ڈال دیں دے گے۔

تم سب جاؤ میں سنبھال لوں گا ....

سوری سر .....

گو ناؤ..... پندرہ منٹ بچے ہیں بومب کے بلاسٹ میں اس سرنگ کے پار ایک بس کھڑی ہے وہ تمہیں پہنچا دے گی واپس۔

سر.... ہم آپ کو ایسے نہیں چھوڑ سکتے آپ بھی چلیں وہ بضد تھے۔

ڈونٹ بی فولیش...... گو... وہ چیخا۔

غازیان واپس مڑا اور اندر گیا جہاں اب کوئی نہیں تھا دھواں بھی ختم ہو چکا تھا شاید سارے لوگ انہیں ڈھونڈنے کی نیت سے یہ جگہ خالی کر چکے تھے۔

اس نے دیکھا کوئی بھی نہیں تھا یہاں تو وہ ایک ملازم کہاں گیا اس سے پہلے وہ واپس مڑتا ایک ڈرم کے پیچھے ہیولا نظر آیا۔

وہ ایک ہی دست میں اس تک پہنچا تو وہ شخص بیہوش پڑا تھا شاید سانس کا مسئلہ تھا اسے اسی لیے دھواں برداشت نہیں کر پایا تھا وہ۔

غازیان نے اس کالا گر وجود اپنے کندھے پر ڈالا اور بھاگا اس کے باہر نکلتے ہی وہ جگہ فنا ہوتی اپنی اصل شکل کھو چکی تھی۔

اے وہ دیکھو.... پکڑو ایک کی آواز پر وہ سب اس کے پیچھے بھاگے تو اس کی رفتار تیز ہوئی۔

اس کا کندھا بری طرح درد کر رہا تھا جس پر اس بوڑھے کو ڈالا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اس جگہ سے نکلتا پیچھے سے ایک چاقو اس کی ایک ٹانگ بری طرح زخمی کر چکی تھی۔

اس نے مڑ کر وحشت زدہ آنکھوں سے اس شخص کو دیکھا اور فائیر کھول دیے اور بھاگا۔

سر.... سامنے سے بس آکر رکی تو وہ فوراً چڑھا آخر وہ غازیان اعجاز کو کیسے چھوڑ جاتے۔

ان کے نکلتے ہی ایک کے بعد ایک دھماکا ہوتا اس جگہ اور اس میں موجود فرعونوں کو خاک کر چکا تھا۔

....

میر ابراہیم نے واپسی پر اس کے لیے پھولوں کا گلدستہ اور گجرے لیے وہ اسے سرپرائز دینے والا تھا لیکن انجان تھا کہ وہ بھی سرپرائز دینے کے لیے تیار بیٹھی ہے۔

آج کا دن نہایت تھکاوٹ بھرا تھا آج وہ لائبہ نامی قصہ بھی ہمیشہ کے لیے بند کر آیا تھا۔

اس دن کے بعد سے اسے روز لائبہ کے دھمکیوں بھرے میسیجز وصول ہو رہے تھے۔

وہ اسے مسلسل ملنے کو کہہ رہی تھی۔

میر ابراہیم آج اس سے مل کر ہمیشہ کے لیے یہ چیپٹر کلوز کر آیا تھا۔

وہ اسے اپنانے کو کہہ رہی تھی۔

میر ابراہیم پلیز مجھے اپنالو..... تم.... نے... تم نے ہم سب کو دھوکا دیا ہے

کیسا دھوکا میر یکسر انجان بنا۔

ہمارا سب لوٹ لیا تم نے ......

وہ سب میرال سکندر کا تھا اس کے پاس پہنچ گیا لوٹا تمہارے باپ نے تھا اور میں نے اسے اس کو لوٹا دیا جس کا تھا

میر نے تمسخر اُڑاتی نظروں سے اسے دیکھا۔

مجھے اپنالو میر ابراہیم ..... میں تم سے محبت .... وہ فوراً اپنا پینترا بدلتی بولی۔

ہو گیا تو بتادو... مجھے واپس جانا ہے میرا عشق میرے انتظار میں ہے۔

تمہارے باپ کو آج کی ملاقات میں بتا چکا ہوں کہ میں میر حیدر کا بیٹا ہوں ہار ماننا سیکھا ہی نہیں گیا مجھے اور اپنی چیز دوسروں کے لیے چھوڑ دوں یہ ناممکنات میں سے ہے۔

میرال سکندر میرے بچپن کی محبت ہے ....

وہ.... گالی .....

خبردار ایک لفظ بھی نکالا تو زندہ قبر میں درگور کردوں گا میر ابراہیم سامنے میز کو ٹھوکر مارتا اٹھا۔

میں برباد کردوں گی تمہیں ....

خیال اچھا ہے... کوشش جاری رکھو ...

میں میرال کو زندہ نہیں چھوڑوں گی ....

تم جیسی عورتیں یہی گھٹیا حرکتیں کر سکتی ہیں۔

نظامی کو جس گھر میں اس نے شفٹ کیا تھا وہ بھی چھین لیا تھا لیکن اس نے وہ سڑکوں پر اب بھی نہیں آیا تھا۔

اس کے کالے دھندے سے اسے اتنا پیسہ آ رہا تھا کہ وہ ایک اچھے مکان میں رہائش پذیر تھا لائبہ نے ڈرامہ انڈسٹری میں قدم رکھ لیا تھا۔

اور اس وقت ایک ہیرو سے پیار کے عہد لے رہی تھی اور دوسری طرف میر ابراہیم سے۔

تم خوشیوں کو ترسو گے مسٹر میر ابراہیم حیدر۔

خوشیاں دینے والا یہ ڈیسائڈ کرے گا میر ابراہیم اس پر ایک اچٹی نگاہ ڈالے وہاں سے نکل آیا۔

....

رابیل نے جانے کی ضد باندھ لی تو انہیں ماننی پڑی میر ابراہیم واپس بھی خود چھوڑنے آیا تھا اسے اس کے سر پہ پیار کرتا وہ لوٹا۔

اسے حیرانی ہوئی کہ غازیان نے اسے اپنے آنے کا انفارم کیوں نہیں کیا لیکن شاید وہ سب سے پہلے اپنی بیوی سے ملنا چاہتا تھا۔

یہی خیال میر ابراہیم کا اس کے دوست کی زندگی برباد کرنے والا تھا۔

اس نے اپنے گھر کو دیکھتے گہری سانس خارج کی اس کا اصل یہی تھا۔

وہ صبح سویرے آگئی تھی گارڈ کو بھی اس نے آنے کا انفارم نہیں کیا تھا وہ بس غازیان کو سرپرائیز دینا چاہتی تھی۔

اس لیے سجاوٹ کرنے لگی طبیعت زیادہ اچھی نہیں تھی لیکن کھانا آج وہ خود اپنے ہاتھوں سے بنانا چاہتی تھی۔

سارے کام کرتے وہ گھڑی پر وقت دیکھنے لگی جو سات بجا رہے تھے۔

وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں چینج کرنے جانے لگی لیکن لائٹ کے جاتے ہی دروازہ چابی سے کھلا۔

غازیان ....

لیکن مخالف سمت سے آواز نہیں آئی تھی۔

آئی مسڈ یو سوووو مچ.....اف اس لائٹ کو بھی اب ہی ....

روشنی بحال ہوتے ہی اس کی آواز بند ہوئی سامنے وہی اس دن والا شخص کھڑا تھا لیکن اس کے آگے اس کا بوس تھا شاید۔

ہاہاہا!! تو آخر طوطے کی مینہ.... اپنے طوطے کے انتظار میں ہے.... لیکن وہ تو نہیں آیا میں آیا ہوں آخر طوطے نے دھوکا دیا ہے.... مینہ کو قید کریں گے تو طوطا خود بخود بھاگا آئے گا۔

وہ میسیجز ہم نے کیے تھے رے..... تیرے طوطے کی طرف سے افسوس اتنے ہوشیار آدمی کی بیوی بیوقوف نکلی۔

اور مینہ بھی وہ جو حد سے زیادہ خوبصورت ہو...... وہ آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھانے لگا اور رابیل پیچھے کی طرف۔

کو.... کون... کون ہو تم... کیا... چاہیے؟

تم... چاہیے ہو.....اور تمہارا وہ طوطا غازیان لوسیفر نے اشارہ کیا تو اسی دن والا وہ دیو ہیکل نما شخص آگے آیا۔

اس کے پاس آتے ہی رابیل نے پیچھے پڑا واس اس کے سر میں مارا اس کے سر سے فوراے کی طرح خون نکلا تو وہ بھاگنے لگی۔

رک سالی..... گالی .....

لوسیفر آج خود آیا تھا..... خود سے دھوکا کرنے والوں کو اپنے ہاتھ سے دفن کرتا تھا وہ اور غازیان علی بن کر جو اس کے ساتھ کر چکا تھا۔

اس کا خمیازہ اس کی بیوی اور اولاد بھگت رہے تھے۔

رابیل اس سے پہلے اپنے کمرے کی طرف بڑھتی اس نے میرال کو بازو جکڑا۔

راحیل نے مڑ کر اس کے چہرے پر تھوکا اور بھاگ کر دروازہ بند کیا۔

لوسیفر پاگل ہوتا غلاظت بکنے لگا وہ مسلسل دروازے کو ٹھوکر رسید کر رہا تھا۔

راحیل نے اس وقت موت مانگی تھی اس کا فون کہاں تھا وہ نہیں جانتی تھی اس وقت اسے صرف خود کی عزت اور اپنے بچے کو بچانا تھا۔

لیکن دروازہ کھل چکا تھا اور وہ اپنے ہواس کھوتی گر چکی تھی۔

....

وہ گھر پہنچا تو گھڑی رات کے ساڑھے بارہ بجا رہی تھی داد بخش اسے لاؤنج میں ہی لیپ ٹاپ پر کام کرتا ملا تھا۔

وہ اسے بھی جانے کا کہتا اوپر آیا۔

دروازہ کھولا تو گلاب کی خوشبو سے اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

سامنے پڑا کیک دیکھ کر اس نے فون کی روشنی میں آج کی تاریخ دیکھی آج تو اس کا برتھ ڈے تھا۔

اسے خوشی ہوئی اس کی روح جاناں نے یہ سب اس کے لیے کیا تھا۔

گلاب کی پتیاں کچھ نیچے کچھ کیک کے ارد گرد ٹیبل پر اور کچھ بیڈ پر تھی۔

غبارے سارے چھت پر تھے جن سے لمبے ربن نیچے لٹک کر منظر کو حسین بنا رہے تھے۔

اس نے اس کا جائزہ لیا جو سرخ اندر کھا سٹائل شارٹ فراک، کیپری اور نیچے کھسا پہنے جیولری کے نام پر گلے میں چوکر اور کانوں میں اس کے دیے ڈائمنڈ ایئر رنگ پہنے تیار تھی آج اس نے خصوصاً میک اپ بھی کیا تھا بلش آن، مسکارا، کاجل اور ہونٹوں پر بلڈ ریڈ لپسٹک لگائے اسے وہ کوئی حور ہی لگی۔

اس نے سب سے پہلے فارمل ڈریسنگ سے چھٹکارا پایا اور کرتا پجامہ پہنتا باہر آیا جہاں وہ ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھے محو خواب تھی۔

میرنے پاس آکر گیلے بالوں کی بوندیں اس کے چہرے پر برسائیں تو وہ جاگی۔

ہیپی برتھ ڈے میرا اسے دیکھ کر وہ فوراً چھپاتی اس کے حصار میں آئی۔

تھینک یو روح جاناں! میر نے اس کے ہاتھوں میں گجرے پہنائے اور جھک کر اس کے ہاتھوں پر باری باری اپنے ہونٹ رکھے۔

آج میرا برتھ ڈے تو نہیں میر نے کہا تو وہ جھٹکے سے دور ہوئی۔

داد بخش بھائی سے میں نے بہت پہلے کا پوچھ رکھا ہے جھوٹ مت بولیں اس نے منہ بسوڑا۔

....

تمام ملازمین کو حفاظت سے ان کے گھر پہنچا دیا گیا تھا کافی فور میلیٹیز آج پوری کرنی تھی لیکن اسے گھر جانا تھا۔

اس کو ہسپتال جانے کی تجویز دی جا رہی تھی لیکن وہ گھر جانا چاہتا تھا اس وقت میں وہ سب جان گئے تھے کہ غازیان اعجاز کا عشق اس کی بیوی ہے۔

اس لیے اسے فورس نہ کرتے چھٹی دے دی گئی تھی۔

وہ گھر کے لیے نکل چکا تھا بنا اسے انفارم کیے اسے سرپرائز دے کر اس کا ری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ نو بجے گھر میں داخل ہوا تو اسے لگا وہ پورے قد سمیت زمین میں دھنسا ہے گھر کی حالت اسے کسی انہونی کا پتہ دے رہی تھی۔

نا کوئی گارڈ تھا باہر اور دروازہ لاکڈ بھی نہیں تھا وہ پاگل ہوتا رانیل کو آوازیں دینے لگا کچن میں کھانا بنا پڑا تھا لیکن سجاوٹ کس چیز کی کی گئی تھی۔

کیا رانیل کو پتا تھا وہ آ رہا ہے لیکن کیسے؟

وہ اپنے کمرے کے پاس پہنچا تو چوکھٹ پر رانیل کا دوپٹہ پڑا تھا وہ دوڑ کر سٹور روم میں آیا اور سکرین اون کرتے کچھ دیر کا منظر دیکھنا چاہا۔

لوسیفر کو اپنے گھر میں دیکھتے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکی تھی اس نے وہ دل دہلا دینے والا منظر دیکھا جہاں اس کی بیوی اپنی عزت بچانے کے لیے لڑ رہی تھی۔

کب تک لڑتی تھی تو عورت زات ہی.... طاقت میں کہاں عورت جیتتی ہے ٹرف سے .....

اس نے پچھلے تمام دنوں کی ویڈیوز دیکھی تو اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑی۔

اس کے گھر تک وہ کیسے پہنچا۔۔۔مارتھا کا خیال آتے ہی وہ چونکا اس کی ایک غلطی اس کی دشمن جان کو اس سے دور کر چکی تھی۔

لوسیفر اگر اسے کچھ ہوا میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری نسلیں برباد کر دوں گا۔۔۔۔۔وہ دھاڑتا غصے سے ساتھ میز کو ہاتھ مارتا چیخا۔

....

وہ اس تک کیسے پہنچتا اب جو بھی کرنا تھا اسے جلدی اور ٹھنڈے دماغ سے کرنا تھا۔

اس نے لوسیفر کی باڈی پر لگی چپ کو ٹریس کیا اور اس پرچی جو اس نے اس کی پاکٹ میں اس دن ڈالی تھی وہاں سے اس کا ایڈریس دیکھا۔

وہ فون میں اس کی تصویریں دیکھتا افسردہ تھا دماغ کی شریانیں پھٹنے کو تھی۔

وہ کس حال میں ہو گی اگر اسے کوئی نقصان ۔۔۔۔۔

وہ گن کو لوڈ کرتا فون کر کے کسی کو انفارم کرتا کہ اس کے فون پر لوسیفر کا نمبر جگمگایا۔

ہاہاہاہاہاہا!!! طوطے تجھے پتا تو چل گیا ہو گا کہ مینہ کہاں ہے مجھ سے دھوکہ مہنگا نہیں کافی مہنگا پڑے گا تجھے میں تیرا وہ نقصان کروں گا رے جس کی بھرپائی تو ساری زندگی نا کر سکے۔

لوسیفر.... اگر اس کو ہلکی سی چوٹ بھی پہنچی غازیان اعجاز تیری نسلیں برباد کر دے گا وہ غرایا۔

ہاہا! پہلے مجھ تک پہنچ تو جا.... اچھا ان تیری بیوی اتنی حسین ہے اسے تجھ میں کیا نظر آیا؟ لوسیفر نے رازدانہ انداز میں کہا۔

اپنی گندی زبان سے اس کا نام بھی مت لے۔

اکیلا آ اور بچا لے اپنی مینہ کو کسی اور کو ساتھ لایا تو ......

سالے تو رک میں پہنچ رہا ہوں ....

جلدی پہنچ یہ نا ہو میں رات گزار ......

شٹ اپ.... یو بلڈی... جسٹ شٹ اپ... غازیان نے فون کاٹ دیا۔

غازیان اکیلا ہی نکلا تھا بنا کسی کو انفارم کیے ابھی وہ راستے میں تھا کہ اس کے فون کی سکرین بلنک ہوئی جگر کے نام سے۔

میں اسے کھونا نہیں چاہتا میر..... سب برباد ہو گیا فون اٹھاتے ہی وہ بولا۔

کچھ نہیں ہو گا...... ہمت رکھ... میں بھی چلتا ہوں ساتھ۔

نہیں.....! اسے کوئی نقصان نہیں ہونا چاہیے اور اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ سگنل ڈراپ ہونے کی وجہ سے کال کٹ گئی۔

وہ شہر کی حدود سے نکل چکا تھا وہ لوسیفر کے دیے گئے اڈریس کے قریب تھا کہ جی پی ایس نے لوکیشن بدلی بریک کے ساتھ ٹائر چرچرائے۔

لوسیفر اپنی لوکیشن چینج کر چکا تھا کیونکہ اس لوکیشن کا پتا وہ غازیان کو دے چکا تھا۔

غازیان نے اس لمحہ کو نعمت سمجھا جب اس کے جسم پر چپ چپکائی تھی اس نے سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے گاڑی موڑی۔

اگلے ایک گھنٹے بیالیس منٹ کے بعد وہ اس بنگلے کے پچھلے دروازے پر کھڑا تھا یہ جگہ آبادی سے دور جنگل کے بیچ و بیچ تھی۔

اس نے تمام کمرے چھان مارے تھے لیکن ناکامی ہوئی تھی۔

رب العزت میری عزت کی حفاظت کرنا نہیں تو جان سے جاؤں گا.... وہ نم آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھتا بولا۔

بیسمنٹ میں قدم رکھتے ہی اس کا سر چکرا گیا اب وہ سمجھا تھا کہ پورا بنگلہ خالی کیوں تھا لوسیفر اور اس کے تمام گارڈز وہاں کھڑے تھے۔

....

میں نے اپنی برتھ ڈے کبھی منائی ہی نہیں.....

کیوں؟

کیونکہ تم نہیں مناتی تھی....

اُف.... چلیں آج اکٹھے مناتے ہیں میرال نے اس کے گالوں کو کھینچے کہا۔

دونوں نے مل کر کیک کاٹا....

میر ابراہیم نے اسے کیک کھلایا اس نے آگے کیا تو اس کے ہاتھ سے اسی کے چہرے پر لگا کر خود جھک کر اس کے رخسار کو چوما۔

اب وہ دونوں سر جوڑے ان خوبصورت لمحوں کو محسوس کر رہے تھے۔

چلیں میرا گفٹ نکالیں... میرال نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو وہ مسکرایا اور قدم ڈریسنگ ٹیبل کی طرف موڑے سب سے نچلے دراز سے ایک کیس نکالا۔

کیا ہے اس میں... میرال نے اشتیاق سے پوچھا۔

خود کھول کر دیکھو....

اس نے کھولا تو اس میں دو پازیبیں تھی جن پر ایک ہارٹ بنا تھا اس ہارٹ می ڈائمنڈ کند ا تھا اس نے ستائشی نظروں سے دیکھا۔

میر نے اس کے ہاتھ سے لی اور گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کے نازک پاوں اپنے گھٹنوں پر رکھے اور دونوں پازیب کو اس کے پاؤں کی زینت بنایا۔

اس کو کبھی بھی میں تمہارے پاؤں سے اترا نہیں دیکھو...

پر میر یہ خراب ہو جائے گی ایسے تو....

نہیں ہوتی... اگر ہو بھی گئی تو نئی دلوا دوں گا۔

پھر میر ابراہیم نے اس کو بریسلٹ پہنایا جس پر چھوٹا سا روح جاناں خوبصورتی سے لکھا تھا وہ چند لمحوں کے لیے دیکھتی رہی اسے۔

اچھا آخری گفٹ بھی دے دیں مجھے....

بس یہی گفٹس تھے....

چلیں میرے ساتھ ڈانس کریں میرے فیورٹ سونگ پر....

اور مجھے گفٹ کون دے گا... میر نے اس کے بالوں کی خوشبو خود میں اتارتے کہا وہ اس خوشبو کا اسیر تھا۔

میں تو کوئی بھی گفٹ نہیں لائی میرال نے شرمندگی سے سر جھکایا۔

کوئی بات نہیں میں اپنا تحفہ خود وصول کر لوں گا میر نے معنی خیزی سے کہا تو وہ ٹپٹائی۔

میر آپ نے کہا تھا آپ کی ایک خواہش اب بھی برقرار ہے بتائیں میں پوری کروں گی۔

پکا......

آئی پرامس....

میرال سوچ لو.....

سوچ لیا...

چلیں بتائیں...

کچھ وقت بعد بتاتا ہوں آؤ ڈانس کرتے ہیں پھر کھانا کھائیں گے بھوک لگی ہے اور مجھے خبر ملی ہے کہ آج ماہ دولت نے خود میرے لیے کچھ بنایا ہے۔

جی ہاں آپ کی فیورٹ ڈش میرال نے بال باندھتے کہا تو اس نے اس کا کیچر بیڈ پر اچھال دیا اور اس کا فیورٹ سونگ پلے کیا۔

آپ کو کیسے پتا؟؟؟

تمہارے متعلق ہر چھوٹی بات معلوم ہے مجھے میرال میر ابراہیم اور پھر وہ گانے کے پلے ہوتے ہی ایک دوسرے میں گم ہوئے۔

آدھا سا وعدہ کبھی

آدھے سے زیادہ کبھی

جی چاہے کرلوں اس طرح وفا کا

چھوڑے نا چھوٹے کبھی

توڑے نا ٹوٹے کبھی

جو دھاگا تم سے جڑ گیا وفا کا

میں تیرا سرمایہ ہوں

جو بھی میں بن پایا ہوں

تم سے ہی.... تم سے ہی ...

راستے مل جاتے ہیں

منزلیں مل جاتی ہیں

تم سے ہی.... تم سے ہی

تم سے ہی..... تم سے ہی

....

سب کو چھوڑتے اس کی نظر اسے ڈھونڈ رہی تھی اور اس پر نظر پڑتے ہی دل کو قرار آیا تھا یک دم۔

غازیان نے ایک طائرانہ نگاہ وہاں موجود لوگوں پر ڈالی۔

آجا طوطے مجھے امید نہیں تھی رے کہ تو اتنی جلدی پہنچ جائے گا خیر سالا فورس سے تعلق رکھتا ہے کیسے نہ ڈھونڈ نکالتا مجھے۔

جا مینہ مل لے اپنے طوطے سے آخری بار اس کے بعد اس کی موت کا جشن اور تیرے میرے ملن کی رات کو بھرپور طریقے سے منائیں گیں۔

لوسیفر کے کہنے کی دیر تھی ساتھ کھڑے شخص نے رابیل کے ہاتھوں کو کھولا اور اس آگے کی طرف دھکا دیا۔

رابیل بھاگ کر اس کے پاس آئی تھی اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔

غازیان نے خون ہوتی نظروں سے اسے دیکھا جو اس وقت دوپٹے کے بغیر کھڑی تھی بکھرے بال، شکن آلود لباس، آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے اور پھٹا ہونٹ .....

غاز.... م... مجھے..... یہ..... یہاں..... نہ..... نہیں.... رہنا..... یہ.. ہک... ہمیں مار... دیں گے رابیل نے سسکتے کہا۔

غازیان نے اسے اپنے حصار میں لیا جیسے وہاں موجود تمام لوگوں کی گندی نظروں سے بچایا ہو اسے۔

اس وقت کوئی شال کوئی جیکٹ کچھ بھی نہ تھا اس کے پاس اس نے اپنے تن سے اپنے یونیفارم کی شرٹ اتاری اور اسے پہنائی۔

میں یہاں سے نکال لوں گا تمہیں رابی یہ وعدہ ہے میرا اور رب سے دعا کرو رابی بس وہی سہارا ہے.... اس نے اس کا ماتھا چومتے کہا۔

رے رے رے بس..... رے کچھ ہمارے لیے بھی چھوڑ دے۔

لوسیفر نے کہتے ساتھ والے کو اشارہ کیا اس نے کھینچ کر رابیل کو غازیان سے علیحدہ کیا۔

نہیں..... چھو... چھوڑو... غاز....

لیکن پڑنے والے تھپڑ سے اس کی سسکی کے ساتھ غازیان کی دھاڑ گونجی تھی۔

اب ہاتھ لگایا تو قیامت تک تیری سسکیاں اس دنیا میں گونجے گی ہٹ دور رہ اس سے.... غازیان نے پاس آدمی کو پنچ مارتے کہا۔

پیچھے کھڑے لوگوں نے فوراً اسے قبضے میں لیا۔

چلو جلدی سے تماشا شروع کرو مجھے رات بھی رنگین کرنی ہے رے ان دونوں کو آمنے سامنے کھڑا کرو۔

اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہزاروں لوگوں کی گرفت میں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے۔

مجھے دھوکا دیا سالا مجھے تیرے پر بھروسہ کیا اور تو ہی فراڈ نکلا لوسیفر نے کرسی سے اٹھتے ہی اس کے سینے پر ڈنڈے سے وار کیا۔

غازیان......رابیل کی چیخ گونجی۔

اور پھر پے در پے پڑنے والے ڈنڈوں سے اسے نڈھال کر دیا تھا وہ اکیلا تھا اتنے لوگوں کا مقابلہ چاہ کر بھی نہیں کر سکتا تھا۔

نامرد ہے تو.....اکیلا مجھ سے مقابلہ کر تو تجھے بتاؤ مرد لڑتے کیسے ہیں۔

غازیان نے کہا تو لوسیفر نے اشارے سے سب کو پیچھے ہٹنے کا کہا اور خود بھی ڈنڈا اپھینک دیا۔

اب وہ دونوں گتھم گتھا ہو رہے تھے لیکن بیس منٹ کے بعد لوسیفر پڑنے والی آخری ٹھوکر پر زمین پر پڑا تھا۔

اس نے ایک آنکھ کا اشارہ کیا اور غازیان کو دوبارہ گرفت میں لیا گیا تھا۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ تو نامرد ہے غازیان اسے باتوں میں لگانا چاہتا تھا وہ انتظار میں تھا لیکن مدد اب تک نہیں پہنچی تھی تو کیا اس کا پیغام جو وہ آنے سے پہلے دے کر آیا تھا فورس کو وہ نہیں پہنچا تھا۔

بکواس نہ کر نہیں تو یہ ایک ڈنڈا تیری بیوی کو پڑا تو تو بے اولاد ہو جائے گا لوسیفر کے کہنے پر وہ ٹھٹکا ماتھے سے نکلتا خون اب زمین پر ٹپک رہا تھا۔

یہ تیری بیوی کتنی بیوقوف ہے ایک میسج سے سمجھی کہ وہ تو ہے اور گھر دوڑی آئی تجھے باپ بننے کا سرپرائز دینے والی تھی .....

غازیان نے ذہن میں جھٹ سے وہ سجاوٹ کا منظر آیا۔

اس نے بےیقینی سے رابیل کو دیکھا جو نڈھال کھڑی تھی

....

کھانا کھا کر اب وہ لیٹ چکے تھے میرال اس کے سینے پر تھوڑی ٹکائے اس سے مسلسل باتیں کر رہی تھی شاید وہ ساری باتیں آج ہی کر ڈالنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

میر محو ہو کر اسے سن رہا تھا اسے یک دم اپنی زندگی مکمل لگی تھی۔

میر مجھے یاد آگیا... چلیں اب جلدی سے بتائیں اپنی خواہش ...

میر و چلو سوئیں نیند آرہی ہے وقت دیکھو تین بج گئے ہیں میر نے اسے ٹالنا چاہا۔

نہیں... جلدی سے بتائیں میں پوری کروں گی ...

میرال آپ نہیں کر پائیں گی... آپ بہت چھوٹی ہیں ابھی ..

یہ کیا آپ نے چھوٹی چھوٹی لگا کر رکھا کیس کی ہوں میری عمر میں لڑکیوں کے اتنے اتنے بچے ہوتے اور ....

اف سو جاؤ۔

میر آپ نہیں بتائیں گے اس نے آنکھوں میں پانی جمع کرتے کہا۔

آئی وانٹ بے بی لائک یو....

خاموشی کا دورانیہ بڑھا کیونکہ میرال گلابی ہوتی اسی کے کرتے میں منہ چھپا رہی تھی۔

ہاہاہا.... میر کا فلق شگاف قہقہہ بلند ہوا۔

اب کیا ہوا.....؟ بتاؤ ...

گڈ نائٹ میرال نے کہا تو وہ مسکرایا۔

گڈ نائٹ روحِ جاناں میر نے اس کے گرد حصار کھینچا۔

میر ....

ہم .....

تھوڑی دیر بعد اس نے من میں مچلتا سوال پوچھا۔

آپ کو بے بی گرل چاہیے یا بوئے؟

میر نے آدھ کھلی بند آنکھوں سے اسے دیکھا۔

میرال آپ بتائیں ....

اف کبھی آپ کبھی تم... میرال نے سوچا۔

اممم.... بے بی بوئے آپ کے جیسا... میر ہادی

نہیں بے بی گرل آپ کے جیسی ...

اور باقی کی رات وہ یہی بحث کرتے رہے تھے۔

....

تجھے تیرے دھوکے کی سزا تیرے سامنے دوں گا تیری بیوی کی عزت لوٹ کر وہ خباثت بکنے لگا۔

اسے ہاتھ نا لگانا لوسیفر غازیان ان کی گرفت میں پھڑپھڑانے لگا لوسیفر نے واپس مڑتے ڈنڈا اس کی ٹانگ پر پوری قوت سے دے مارا۔

وہ لڑکھڑاتا نیچے گرا رانیل گہرے سانس بھرنے لگی۔

لوسیفر نے قدم رانیل کی طرف بڑھائے۔

لوسیفر ہاتھ نہ لگانا اسے.... غازیان چیخا اسے دوبارہ تھام لیا گیا تھا فرق اتنا تھا کہ اب وہ بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ پیچھے باندھے گئے تھے۔

اس کے پاس آتے ہی اس سے پہلے وہ رابیل کو ہاتھ لگاتا رابیل نے اس کی پینٹ کی جیب سے پسٹل نکالا۔

دور.....دور...رہو....م....میں گولی چلادوں گی۔

غازیان نے جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا۔

لوسیفر مسکرایا ہم چلا گولی لیکن اس سے پہلے اس طوطے کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھ میری موت تو تیری قربت میں ہی ہو گی۔

رابیل شوٹ می فرسٹ دین شوٹ یور سیلف ....

غازیان کی آواز گونجی تو سکتہ چھا گیا سب کی نظریں رابیل کے ہاتھ پر تھی جس کی انگلی ٹریگر پر تھی۔

غازیان اپنی ہار تسلیم کر چکا تھا شاید اس کا پیغام نہیں پہنچا تھا کوئی نہیں آیا تھا اب تک وہ اس سے زیادہ اپنی بیوی کی عزت کو نیلام ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

یہ کوئی مووی نہیں تھی جہاں وہ اکیلا ان سب سے مقابلہ کر لیتا وہ ہار گیا تھا۔

رابی آئی سیڈ شوٹ می اینڈ دین شوٹ یور سیلف...... وہ خود غرض نہیں ہو رہا تھا بیشک وہ گناہ کر رہا تھا اپنی بیوی بچے کو مار کر بچہ وہ جو ابھی اس دنیا میں بھی نہیں آیا تھا لیکن اس کی موت تو ویسے بھی آ چکی تھی۔

وہ اپنی بیوی کو ان درندوں کے ہاتھوں لٹتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اے چھوری بات سُن گن نیچے کر لوسیفر بولا لیکن وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

لوسیفر نے قدم آگے بڑھائے۔

رابیل شوٹ .....

فائیر کی آواز سے خاموشی چھاگئی رابیل نے آنکھیں کھولی جہاں وہ سانس اب بھی لے رہا تھا۔

ہاں وہ عشق تھا اس کا نہیں مار سکتی تھی اسے اس لیے نشانہ پیچھے کھڑے شخص پر لگایا تھا اب رابیل نے فوراً اپنی کن پٹی پر گن رکھی اور ٹریگر دبایا۔

غازیان نہیں بھی کہتا شاید تب بھی وہ یہی کرتی عزت جانے کا خوف حاوی تھا اس پر اسے خیانت نہیں ہونے دینی تھی اپنے عشق میں .....

دوسرا فائیر بھی ہوا تھا شاید آخری آواز غازیان کی تھی۔

اب اس پر غازیان جھکا تھا اور اسے دیوانہ وار پکار رہا تھا۔

موحول میں ایک اور آواز گونج رہی تھی اور وہ تھی ہیلی کاپٹر کی .....

پیغام پہنچ چکا تھا اور اس کا یار میر ابراہیم بھی آن پہنچا تھا سب کے ساتھ۔

رابی آنکھیں کھولو.......رابی.....میں تمہیں جان سے مار دوں گا اگر تم مجھے چھوڑ گئی۔

لوسیفر نے پاگل ہوتے گن تھامی وہ پکڑا جا چکا تھا پورے بنگلے میں فورس پھیل گئی تھی اور اسے مسلسل سیرینڈر کرنے کو کہا جا رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا غازیان جھٹکے سے مڑا اور اس کے دل کے مقام پر نشانہ لگایا۔

موحول میں گولیوں کی تھرتھراہٹ تھی اس نے اپنا ماتھا رابیل کے ماتھے پر ٹکایا جس کی سانسیں اٹک کر آ رہی تھی۔

میرے بچے کو یا تمہیں کچھ ہوا تو میں خود کی جان لے لوں گا رابیل غازیان۔

....

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزر رہا تھا میر ابراہیم کی خوبصورت سنگت میں۔

میر ابراہیم ابھی گھر لوٹا تھا میرال اب تک تیار نہیں ہوئی آج اپائنٹمنٹ تھی آپ کی ڈاکٹر سے۔

مجھے نہیں جانا میرا دل نہیں کر رہا... میرال نے کسلمندی سے منہ پر لحاف لیا۔

میر نے ٹی وہ اوف کیا اور اسے دیکھا جو دن بدن چڑچڑی ہوتی اس کے ضبط کا امتحان لیتی تھی۔

چلو جلدی سے میرال.... اب کے اس کی آواز میں سختی تھی میرال کو اٹھنا پڑا۔

یس شی از ابسولیوٹلی فائن.... بس زیادہ سے زیادہ ان کی ڈائٹ کا خیال رکھیں جو ہیلدی نہیں ہے ڈاکٹر نے کہا تو میرال نے خود کو لاتعلق ظاہر کرتے یہاں وہاں دیکھنا شروع کیا۔

ڈاکٹر اسے ایسا کرتی دیکھ مسکرائی تھی۔

اس کی ڈلیوری میں دو ماہ رہتے تھے ابھی بھی اور وہ روز کچھ ایسا کرتی تھی کہ میر ابراہیم کو غصہ آ جاتا۔

اب بھی واپسی پر وہ مسلسل اسے دیکھ رہی تھی۔

میرال جو چاہیے وہ بتاؤ.... میر نے مسلسل اسے خود کی طرف دیکھتے پایا تو بولا۔

آئسکریم کھانی ہے.....

بالکل بھی نہیں کھانے کا ٹائم ہے گھر چل کر کھانا کھاتے ہیں شاید سنا نہیں تم نے ڈاکٹر نے کیا کہا ہے اور پھر خاموشی چھا گئی۔

اب وہ مسلسل ایک ہاتھ کے ناخن دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر گاڑ رہی تھی بار بار....

میر ابراہیم نے جھٹکے سے اس کا دایاں ہاتھ اپنی گرفت میں لیا تم روز میرے صبر کا امتحان لیتی ہو میرال۔

اور پھر گاڑی آئسکریم پارلر کے سامنے روک کر ایک ڈبہ خریدا۔

لیکن اب وہ ناراض ہو چکی تھی۔

گھر آتے ہی وہ کھلکھلائی۔

میں چینج کرکے آتی ہوں آپ جلدی سے میری آئسکریم لے کر آئیں خبردار ایک سپون بھی لیا تو.....

....

اس کے کھانے سے لے کر اس کے سونے تک ہر چیز کا خیال میر ابراہیم نے رکھا تھا شاید یہی وجہ تھی اس کی اتنے لاپرواہ ہونے کی۔

جب کوئی پرواہ کرنے والا مل جائے تو شاید ہم خود سے ایسے ہی لاپرواہ ہو جاتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ شخص ہمیں کچھ نہیں ہونے دے گا۔

اس کا بھاری وجود اس کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا میر ابراہیم نے جھک کر اس کے کندھے پر بوسہ دیا۔

میرال نے تھک کر اپنے بالوں کو دیکھا تو اس نے اس کے بال تھامے اور جوڑے میں قید کیے شاید یہ زمہ داری اسی کی رہنی تھی تاحیات۔

میر..... آج آپ پلیز نہ جائیں..

وہ جو ضروری میٹنگ کے لیے تیار ہو رہا تھا اسے دیکھ کر مڑا۔

میرال بس کچھ ہی دیر لگے گی نہیں تو میں نہیں جاتا۔

او کے.....

بس دو گھنٹے دو مجھے میں واپس آجاؤ گا میر نے اس کے گال کھینچے۔

تم خوبصورت ہو گئی ہو یار...

تو کیا پہلے نہیں تھی؟ اس نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھتے کہا میر کو وہ ایسا کرتی ہمیشہ کیوٹ لگتی تھی۔

نہیں تم پہلے بھی خوبصورت تھی روحِ جاناں پر اب اور بھی ہو گئی ہو چلو مجھے نکلنا ہے۔

پکا آجائیں گے دو گھنٹے میں؟

جی ہاں! پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے آپ سے....

ہاہا.... پھر ہم باہر گھومنے جائیں گے...

او کے جو حکم....

اس کی حالت کے پیش نظر وہ لاہور میں آچکے تھے تحریم بیگم کے پاس لیکن میرال واپس وہیں برف میں جانا چاہتی تھی برف سے الگ قسم کا عشق تھا اسے۔

میر تحریم بیگم کو اور اس کو ہزار ہدایتیں دیتا نکلا۔

اس وقت کوئی نہ کوئی ضرور اس کے ساتھ رہتا تھا میر ابراہیم اس کے لیے نہایت ٹچی تھا اس کا چھوٹے سے چھوٹا کام وہ خود کرتا تھا۔

اس کی ڈائٹ سے لے کر اسے واک کروانا وہ سب وہی کرتا تھا اس معاملہ میں وہ کسی پر بھی بھروسہ نہیں کرتا تھا گھر کی ملازمہ پر بھی نہیں .....

لیکن اس کی اتنی حفاظت کے باوجود آج اس نے ہار جانا تھا۔

....

لائبہ جو تب سے تاک میں تھی آج میر ابراہیم کے گھر سے نکلتے ہی وہاں آ پہنچی پچھلے کچھ دنوں سے وہ ان کے ایک ایک قدم سے باخبر تھی۔

وہ ملازمہ کو دوگنے پیسے دے کر خرید چکی تھی۔

چونکہ داد بخش بھی آج میر ابراہیم کے ساتھ گیا تھا سو اسے آسانی ہوئی گارڈ کو وہ میرال کی دوست کا بول کر آئی تھی گارڈ نے اندر سے پوچھا تو تحریم بیگم نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

لیکن لائبہ کو دیکھ کر وہ پہچان گئی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

اپنی بہن سے ملنے آئیں ہوں ....

اسے نہیں ملنا تم سے .... جاؤ شاید میر ابراہیم کا خوف ٹھنڈا پڑ گیا ہے جو یہاں چلی آئی۔

وہ ابھی کچھ کہتی کہ سامنے سے میرال اسے آہستگی سے چلتی اس کی طرف آتی نظر آئی۔

لائبہ شوکت نظامی کیا لینے آئی ہو؟

تمہاری خیریت دریافت کرنے سنا ہے میر ابراہیم کو اس کی پہلی اولاد دینے والی ہو۔

تمہیں ان باتوں سے مطلب نہیں ہونا چاہیے نکل رہی ہو یا گارڈ کو آواز دوں۔

اوقات بھول گئی ہو اپنی میرال.... ہمارے گھر میں .....

تمہارا گھر..... کیا وہ سچ میں تمہارا گھر تھا۔

ماما تمہیں یاد کرتی ہیں..... اس نے یک دم بات بدلی۔

جو عورت مجھے پیدا کر کے بھول گئی میں کیسے مان لوں وہ مجھے یاد کرتی ہے.... جس عورت نے مجھے بیچ ڈالا، جس عورت نے ہمیشہ اپنی ناجائز اولاد کو مجھ پر فوقیت دی تمہیں لگتا ہے میں کبھی اس عورت کا منہ بھی دیکھوں گی اب.... صدیوں کا غبار آج نکلا تھا کیونکہ آج اس کا بیک سٹرونگ تھا کسی نے اسے ہمت بخشی تھی۔

لائبہ کے اردگرد سناٹا چھا گیا لفظ ناجائز اسے پہلی بار چبھا تھا کیونکہ وہ بہن جس پر اس نے ہمیشہ حکمرانی کی تھی آج جیت گئی تھی اور وہ خالی ہاتھ رہ گئی تھی۔

اس نے میرال کو مڑتا دیکھ اسے زور سے دھکا دیا جو اپنے آپ کو سنبھال نہ پائی اور زمین بوس ہوئی۔

اب اس گھر میں صرف میرال میر ابراہیم کی دردناک چیخیں تھیں۔

تحریم بیگم حواس باختہ سی آگے آئیں لائبہ ڈر کر بھاگ گئی تھی اسے گارڈ کی مدد سے ہسپتال پہنچایا گیا۔

میر ابراہیم اس وقت ہاسپٹل کے کوریڈور میں چکر کاٹ رہا تھا بکھرا حلیہ اور سرخ آنکھیں ضبط اور رونے کی وجہ سے سرخ تھی۔

آج وہ ایک بار پھر رو یا تھا جب نرس نے آکر اسے بتایا تھا کہ دونوں کو بچانا مشکل تھا ایک کو بچایا جا سکتا تھا۔

ہوا میں آکسیجن کی کمی ہوئی تھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا..... اس نے آج پھر ہر چیز پر میرال کو فوقیت دی تھی اور کچھ دعائیں فوراً قبول کر لی جاتی ہیں۔

....

تین لوگوں کو ہسپتال شفٹ کیا گیا تھا غازیان خطرے سے باہر تھا اور لوسیفر کو بھی بچا لیا گیا تھا۔

وہ بنگلہ بھی ان تینوں کو نکالتے بم سے اڑا دیا گیا تھا۔

غازیان اس کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔

ڈاکٹر کے باہر نکلتے وہ یک ٹک انہیں دیکھنے لگا آگے نہیں بڑھا تو وہ قریب آیا۔

سوری سر ......

غازیان نے رکتی سانسوں سمیت چہرہ میر ابراہیم کے کندھے میں چھپایا۔

میں مر گیا میر..... یار میں تو جان سے گیا..... وہ ایسے کیسے کر سکتی ہے.... مجھے سانس نہیں آ رہی میر.... میں مر گیا ہوں .....

سر..... آپ کے بے بی کی ڈیتھ ہو چکی ہے آپ کی بیوی کو آپ کی ضرورت ہے وہ یہ صدمہ برداشت نہ کرتے پھر سے بیہوش ہو چکی ہیں..... ایسا رہا تو ان کی جان کو پھر سے خطرہ ہو سکتا ہے۔

ہاں یہ آب حیات تھا...... یہ معجزہ تھا جو اس کے کانوں میں پھونکا گیا تھا۔

اس نے نم آنکھیں اٹھائی اور بنا کسی کو دیکھے اندر کمرے میں چلا گیا جہاں وہ اس کے لیے لوٹ آئی تھی۔

خاموشی تھی صرف خاموشی ....

غازیان نے جھک کر اس کے کاندھے پر عقیدت سے لب رکھے اس کا تر چہرہ محسوس کرتے رابیل نے آنکھیں کھولی۔

غازیان ....

ششششششش.......... تم نے جو میرے ساتھ کیا ہے نا اس کا خمیازہ اب تن آنے والے زندگی کے ہر سال میں بھگتو گی۔

وہ مکمل صحت یاب ہوتی گھر جا چکی تھی اور لوسیفر کو اسی رات ہسپتال سے غائب کروا دیا گیا تھا۔

اگلے دن اس کی مسخ شدہ لاش شہر کے نامور علاقے کے کوڑے دان میں ملی تھی حالت ایسی تھی کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔

فورس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا یہ کام کس کا تھا۔

اور غازیان اعجاز کو اس بات پر مہینے کے لیے سسپینڈ کر دیا گیا تھا۔

کیونکہ وہ لوسیفر کو زندہ اپنی قید میں رکھنا چاہتے تھے کیونکہ وہ کافی راز جانتا تھا۔

لیکن غازیان اعجاز اس کو بخش دیتا تو خود کو کبھی معاف نہ کر پاتا۔

مہینے بعد اس کی جاب بحال کر دی گئی تھی اور اس کو آر پر اوڈ کے تمغے سے نوازا گیا تھا۔

برائی کتنی بھی بری کیوں نہ ہے آج نہیں تو کل کبھی نا کبھی اس کی شکست یقینی ہے اس نے اپنا فرض پورا کیا تھا

پاکستان میں ایسے ہزاروں لوگ ہیں جو شرافت کا لبادہ اوڑھے اپنے ہی ملک کی ساخت کو نقصان پہنچا رہے ہیں

ایسے لوگوں کے لیے غازیان اعجاز پیدا ہوتے ہیں۔

....

میرال میر ابراہیم اس کے سامنے بالکل ٹھیک حالت میں تھی اسے لگا وہ خواب دیکھ رہا ہے۔

میر دیکھیں میں جیت گئی اس نے بے بی کی طرف اشارہ کرتے کہا .

لیکن وہ کہاں کچھ اور دیکھ رہ تھا وہ بس اس بات پر یقین دلا رہا تھا خود کو کہ وہ اور اس کا بچہ ٹھیک تھے بالکل۔

میر جاؤ بچی کب سے بلا رہی ہے تحریم بیگم نے اسے ہوش دلایا تو وہ چونکا۔

نم آنکھوں سے قریب جاتے اس وجود کو دیکھا جو اس کی روح جاناں نے تھام رکھا تھا وہ اس کے جیسا ہی تو تھا اس کو کیوں پیارا نہ ہوتا۔

اگر میر ابراہیم سے کوئی پوچھتا کہ اس کی زندگی کا سب سے زیادہ بلیسنگ لمحہ کیا رہا تو وہ بیشک وہ یہ منظر کہتا۔

اس نے قریب آکر میرال کا ماتھا چوما اس کی آنکھیں چومتے خود میں سکون کو اتارا۔

اسی کے کہنے پر جلد ڈسچارج کر دیا تھا اس کو اس وقت وہ اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے بیٹے کو نہار رہی تھی۔

میری طرف دیکھو میرال میر نے چڑ کر کہا۔

اف میر اپنے بیٹے کو دیکھوں گی اب جو آج ہی آیا ہے آپ کو تو روز دیکھتی ہوں۔

میر نے خاموشی اختیار کی تو وہ مسکرائی۔

میر ہادی آپ جیسا ہے بالکل تو کیا فرق پڑتا ہے باپ کو دیکھوں یا بیٹے کو۔

لفظ شکریہ بہت چھوٹا ہے میرال اس تحفے اور نعمت کے لیے جو خوشی تم نے بخشی ہے مجھے یاد ہے تب تم نے کہا تھا کہ میں نے تمہاری زات کو معتبر کیا؟

لیکن آج میں کہتا ہوں تم نے مجھے معتبر کیا اب میری کوئی خواہش نہیں بچی کوئی جستجو نہیں .....

میری زندگی سفر ہے میرال سے میر ہادی تک کا ....

میر نے جھک کر عقیدت سے اس کا ماتھا چوما۔

....

لائبہ کو جیل ہو گئی تھی کتنے ہی سال اس نے وہاں گزارے تھے آج اس کی رہائی پر وہ ایک بچے کو زخمی کر چکی تھی۔

وہ اپنا ذہنی توزان کھو چکی تھی شاید ان جیسوں کا یہی انجام ہوتا ہے وقت انصاف ضرور کرتا ہے شاید تب نہیں جب آپ منتظر ہوں لیکن تب ضرور جب رب العزت چاہے۔

نظامی جہنم وصل کیا جا چکا تھا کیونکہ غازیان نے اس کے خلاف ثبوت کورٹ میں جمع کروا دیے تھے اور فردوس نظامی فالج کے اٹیک کے بعد بنا حرکت کیے ایک ہی جگہ پر پڑی تھی بیشک ان کی اولاد میرال نے انہیں بد دعا نہیں دی تھی لیکن آہیں کب پیچھا چھوڑتی ہیں انہیں وقت نے معافی مانگنے کی بھی مہلت نہیں دی تھی۔

میرال ان سے ملنے جاتی تو سارے زخم ہرے ہو جاتے لوگوں کے لیے کہنا آسان تھا کہ معاف کر دو ماں ہے لیکن کیا واقعی آسان ہے معاف کرنا.....؟

سب اپنے اپنے مقام کو پہنچ چکے تھے جس نے جو بویا تھا وہی کاٹا تھا۔

میر نے میرال کو اس کی ساری جائیداد واپس کر دی تھی جو اس نے اولڈ ایج ہوم میں لگا دی تھی جو اس کا بچپن کا خواب تھا۔

میر ابراہیم اپنی کل کائنات میں گم تھا اسے آج بھی میرال کے سوا کچھ نہیں بھاتا تھا یہی عشق تھا۔

....

ڈھائی سال بعد کا منظر مکمل تھا۔

وہ اپنے کمرے کے بیڈ پر تھی لیکن آنکھیں مسلسل مسکرا رہی تھی۔

غازیان نے جھک کر اپنی بیٹیوں کی آنکھوں پر لب رکھے۔

حیات اور الہام ......

رابیل مسکرائی اور آسمان کی طرف دیکھا۔

واہ نام بھی رکھ لیے مجھ سے پوچھا بھی نہیں رابیل نے شکوہ کیا رب نے انہیں دو ٹونز بیٹیوں سے نوازا تھا۔

ٹوئینز رابیل کی خواہش تھی اور بیٹیاں غازیان کی۔

وہ رابیل کی خواہش پر وہ گھر چھوڑ چکے تھے اب مری میں ہی میر ابراہیم کے سامنے والے گھر میں قیام پذیر تھے۔

غازیان نے جھک کر اس کے نیم وا کھلے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا اور اپنی تشنگی مٹائی۔

شرم کریں آپ کی بیٹیاں دیکھ رہی ہیں .....

جھوٹ مت بولو وہ سو چکی ہیں ....

تو آپ بھی سو جائیں اب ...

نہیں .....

رابیل ...

ہم ....

تمہیں پتا ہے مجھے لگتا تھا کہ مجھے تم سے صرف محبت ہے لیکن نہیں تمہارے قریب رہتے.. تم سے دور ہو کر میں نے جانا کہ بات عشق سے آگے بڑھ گئی ہے اس نے جھک کر اپنے ہونٹ اس کی گردن پر رکھے اور اپنی ناک سے اس کی گردن سہلائی ....

میری بیٹیاں میرے لیے تمہاری طرف سے زندگی بھر کا حسین تحفہ ہے میری دنیا مکمل ہے اب کچھ نہیں چاہیے مجھے...... اب وہ اس کی شرٹ کندھے سے سرکا چکا تھا۔

میں رب سے یہی دعا کرتی ہوں غازیان کہ وہ میری سانسیں آپ سے پہلے ختم کرے کیونکہ ....

اپنی کمر کو اس کی سخت گرفت میں محسوس کرتے وہ بوکھلائی اس کا اگلا عمل اس کے حواس گم کر چکا تھا۔

غازیان نے اس کی کان کو لو کو دانتوں تلے دبایا اور پھر اس کے لبوں کو..... انداز شدت سے بھرپور تھا۔

آئندہ یہ بکواس میں نے تمہارے منہ سے سنی تو اس سے زیادہ کی سزا کے لیے تیار رہنا۔

آئم سوری.....رابیل نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا۔

غازیان نے اسے اپنے حصار میں لیتے آنکھیں موندی رابیل نے رب سے ایک بار پھر شکریہ کہا اور دعا کی کہ رب ہر لڑکی کی زندگی میں غازیان اعجاز جیسا مرد لکھے۔

کھڑکی سے جھانکا چاند بھی بادلوں کی اوٹ میں مسکراتا چھپ گیا۔

....

چار سال بعد ...

رابیل اور میرال بیٹھی انٹرنیٹ پر اپنے بچوں کے کپڑے دیکھ رہیں تھی جبکہ میر اور غازیان ان دونوں اور اپنے بچوں کو دیکھ مسکرا رہے تھے۔

تم مجھے آپ کہو فوراً.....یہ تم کیا ہوتا ہے؟

میر کا بیٹا ہادی غازیان کی بیٹی حیات کو دیکھ کر بولا تو وہ سب چونکے اور پھر مسکرائے اب رابیل اور میرال بھی ان کی طرف متوجہ تھیں۔

اوکے.....حیات نے فوراً سر کو خم دیتے کہا۔

تم نے کھانا کھایا تھا آج ؟ اگلا سوال داغا گیا۔

نہیں.... ماما نے پھر سے بھنڈی پکائی تھی مجھے نہیں پسند ....

اوفو تو مجھے بتاتی نا یہیں رکو میں آتا ہوں ہلنا نہیں یہاں سے۔

حیات بیٹا اندر آ جاؤ باہر بہت گرمی ہے رابیل نے آواز دی۔

نہیں ماما... ہادی غصہ ہو جائے گا وہ بولی تو میر اور غازیان نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

الہام آ کر میر کی گود میں چڑھ گئی تھی کیونکہ وہ حیات کی طرح بولڈ نہیں تھی وہ ڈری سہمی سی بچی تھی۔

اور میر ابراہیم کی تو وہ لاڈلی تھی اسی لیے وہ غازیان سے زیادہ میر ابراہیم کی گود میں پائی جاتی۔

حیات اور ہادی میر اور میرو ہے بالکل بیٹا غازیان رابیل نے کہا تو سب متوجہ ہوئے۔

میرال اٹھ گئی اور باہر سے حیات کو لے کر آئی .....

ہادی اپنے باپ پر جائے لیکن میں نہیں چاہتی حیات مجھ پر جائے.... میں نہیں چاہتی کوئی اور میرال اس دنیا میں آئے ....

میر ابراہیم نے اسے آنکھوں سے تسلی دی تھی جیسے۔

حیات..... تمہیں تو سوئیٹنگ بھی ہو گئی ہے میر ہادی نے آتے ہی اس کا چہرہ ٹشو سے صاف کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے سامنے پڑے ٹیبل پر لے گیا۔

یہ لو نوڈلز کھاؤ ابھی آنٹی (کام والی) سے بنوا کر لایا ہوں وہ چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر اس کے منہ میں ڈالنے لگا۔

بھئی میری طرف سے تو رشتہ پکا سمجھو میر ابراہیم نے کہا تو سب مسکرائے سچے دل سے۔

الہام میر کی گود میں سو چکی تھی۔

ہاہاہا.... مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ فیصلہ بچے خود بڑے ہو کر لیں گے غازیان نے کہا۔

تجھے لگتا ہے میرا بیٹا تیری بیٹی کی جان چھوڑے گا میر نے کہا تو وہ سب کھلکھلائے میرال نے رابیل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

کہانی اب حیات اور ہادی کی اور..... الہام اور آحل کی تھی۔

یہ قصہ میرے ماضی کا حصہ تھا

شاید ع تھا اور اس کے بعد ش تھا

کچھ آگ تھی، کچھ راکھ تھا

کچھ سکون تھا، کچھ بےچینی تھی

کچھ پھول تھا، کچھ دھول تھا

کچھ گلاب تھے مرجھائے ہوئے

کسی وعدے کا وہ شاید حصہ تھے

کچھ خاص تھا، کچھ عام تھا

پر سب ہوا...... نظرانداز تھا

کچھ مسلسل تھا کچھ مکمل تھا

مگر سماء اب بھی تھوڑا دھندلا تھا

پھر کچھ لمحے تھے سہانے سے

منظر تھا شاید کسی محفل کا

کچھ نکھرا تھا، کچھ بکھرا تھا

کچھ ملا تھا، کچھ ادھورا تھا

کچھ بکھری تھا، کچھ نکھری تھا

کچھ پھسل گئی، کچھ سنبھل گئی

کچھ حاصل تھا، کچھ لاحاصل تھا

احساس ہوا کہ ایک لفظ اب بھی باقی تھا

ابتدا میں تو شاید ع تھا اور اس کے بعد ش تھا

انتہائے ق لکھنے کے بعد میں سمجھی

ہائے یہ مسئلہ سارا اس عشق کا تھا

....

ختم شد۔